محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انوارِ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قیصرہ حیات

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

☆...... ملنے کے پتے ......☆

خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردوبازار، لاہور
مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردوبازار، لاہور
اسلامی کتب خانہ، اردوبازار، لاہور
اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک راولپنڈی
احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی
رحمٰن بک ہاؤس اُردوبازار، کراچی
علی سٹیشنرز، حیدری چوک، لالہ موسیٰ
مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار، راولپنڈی
گڈ بکس شاپ صدر بازار، راولپنڈی
بختیار سنز قصہ خوانی بازار، پشاور
بنگش بکڈ پو اردوبازار، سیالکوٹ
ماڈرن بکڈ پو سیالکوٹ کینٹ
کھوکھر بکسٹال مسلم بازار، گجرات
بلال بکڈ پو، گجرات
کتاب مرکز امین پور بازار، فیصل آباد
کتب خانہ مقبول عام امین پور بازار، فیصل آباد
شریف سنز کارخانہ بازار، فیصل آباد
کارواں بک سنٹر، ملتان کینٹ
دارالکتاب کالج روڈ، لیہ
الیاس کتاب محل کچہری بازار، جڑانوالہ
ڈار برادرز تحصیل بازار، جہلم
جالندھر بکڈ پو، ڈسکہ
یونائیٹڈ بک ہاؤس، کچہری روڈ، منڈی بہاؤالدین
شمائلہ بک ایجنسی محلہ چوہدری پارک، ٹوبہ ٹیک سنگھ
میاں ندیم مین بازار، جہلم
اسلامی کتب خانہ، حافظ آباد
کارواں بک سنٹر، بہاولپور
گلیکسی بکس، خان آرکیڈ، کچہری روڈ، سرگودھا
النور بک کارنر محمدی پلازہ، میرپور آزاد کشمیر

مکتبہ قابل اردوبازار، لاہور
کتاب سرائے الحمد مارکیٹ اردوبازار، لاہور
فہیم بکڈ پو، رجپوت مارکیٹ اردوبازار، لاہور
کتاب گھر کمیٹی چوک، راولپنڈی
فضلی سنز اردوبازار، کراچی
ویلکم بک پورٹ اُردوبازار، کراچی
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
سعید بک بنک اسلام آباد
کیپٹل بکڈ پو، اردوبازار، راولپنڈی
سعید بک بنک، پشاور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار، پشاور
حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ، سیالکوٹ
بک سنٹر اردوبازار، سیالکوٹ
پنجاب بکڈ پو سرکلر روڈ، گجرات
سلطان بک پیلس، گجرات
فائن بکس امین پور بازار، فیصل آباد
نیو مکتبہ دانش امین پور بازار، فیصل آباد
مقبول بک ایجنسی چوک پاک گیٹ، ملتان
الکریم نیوز ایجنسی، اوکاڑہ
چوہدری بکڈ پو مین بازار، دینہ
عمر بک سنٹر جی ٹی روڈ، سرائے عالمگیر
شکیل بکڈ پو، سمندری
مسلم بک لینڈ، بینک روڈ، مظفر آباد
نیو وہاڑی کتاب گھر، جناح روڈ، وہاڑی
ہلال کاپی ہاؤس لیاقت روڈ، میاں چنوں
نیو نفیس بکڈ پو مین بازار، میانوالی
خالد کتاب محل، سیالکوٹ روڈ، اگوکی
پاکستان بکڈ پو مین بازار، جلال پور جٹاں
جہلم بک کارنر، جہلم
منور بک ڈپو گجرات

Marfat.com

انوارِ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قیصرہ حیات

علم و عرفان پبلشرز

34۔ اردو بازار، لاہور، فون : 7352332-7232336

www.ilmoirfanpublishers.com. E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

Marfat.com

98327

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	انوارِ اسمآءِ النبی ﷺ
مؤلفہ	....	قیصرہ حیات
ناشر	....	علم و عرفان پبلشرز
پرنٹرز	....	زاہدہ نوید پرنٹر، لاہور
پروف خوانی	....	عبدالرشید
کمپوزنگ	....	محمد سہیل ناظم
سن اشاعت	....	2006ء
قیمت	....	-/500روپے

علم و عرفان پبلشرز

34-اردو بازار، لاہور فون:7232336- 7352332

Marfat.com

انتساب!

قلبی عقیدت و محبّت

کے ساتھ

شَمۡسُ الضُّحٰی بَدۡرُ الدُّجٰی صَدۡرُ الۡعُلٰی نُوۡرُ الۡھُدٰی

چاشت گاہ کے آفتاب، اندھیری رات کے ماہتاب، بلندیوں کے صدر نشین، راہ ہدایت کے نور

کَھۡفُ الۡوَرٰی ○ سَیِّدُ الۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ ○ سَیِّدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ○

مخلوقات کی جائے پناہ، عرب و عجم کے سردار، رسولوں کے سردار

سَیِّدُ الثَّقَلَیۡنِ ○ اِمَامُ الۡقِبۡلَتَیۡنِ ○

جن و انس کے سردار دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے پیشوا

صَاحِبِ قَابَ قَوۡسَیۡنِ ○ شَفِیۡعُ الۡمُذۡنِبِیۡنَ ○

صاحب قاب قوسین ، گنہگاروں کے بخشوانے والے

رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ وَسِیۡلَتُنَا فِی الدَّارَیۡنِ ○

دنیا جہاں کے لیے رحمت اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ

مَحۡبُوۡبُ رَبِّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَ الۡمَغۡرِبَیۡنَ

دو مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب

جَدُّ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ اَبُوۡ الۡقَاسِمِ مُحَمَّدِ بۡنِ

حضرت امام حسنؑ و حسینؑ کے جدّ امجد، ابی القاسم محمد بن

عَبۡدِاللّٰهِ نُوۡرٌ مِّنۡ نُوۡرِ اللّٰه"

عبداللہ، جو اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں کے نام

Marfat.com

Marfat.com

اسمائے مصطفیٰ ﷺ سے مزین پوری کائنات

حضرت کعبؓ الاحبار سے روایت ہے انہوں نے اسمائے مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

☆...... آپ ﷺ کا اسم گرامی پہلے آسمان پر احمد ہے

☆...... دوسرے آسمان پر مجتبیٰ

☆...... تیسرے آسمان پر مرتضیٰ

☆...... چوتھے آسمان پر مزکی

☆...... پانچویں آسمان پر مجیب

☆...... چھٹے آسمان پر مظہر

☆...... ساتوں آسمان پر مقرب

☆...... عرشِ بریں پر حبیب اللہ

☆...... کرسی کی پیشانی پر رسول اللہ

☆...... لوح محفوظ میں صفی اللہ

☆...... اللہ کے نزدیک عبداللہ

☆...... اہل عرش کے نزدیک عبدالمجید

☆...... اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار

☆...... پہاڑوں میں عبدالخالق

☆...... جنگلی درندوں میں عبدالرزّاق

☆...... جنات میں عبدالرّحیم

☆...... درندوں کے نزدیک عبدالسّلام

☆...... پرندوں کے نزدیک عبدالقدوس

☆...... حشرات الارض کے نزدیک عبدالغیاث

☆...... خشکی میں عبدالقادر

☆...... مچھلیوں میں عبدالقدوس

Marfat.com

21-	رَسُولٌ —— پیغمبر	123
22-	نَبِیٌّ —— نبی۔ خبر دینے والے	128
23-	اُمِّیٌّ —— ان پڑھ۔ امت والے	134
24-	تِهَامِیٌّ —— تہامی۔ مکہ مکرمہ والے	140
25-	هَاشِمِیٌّ —— ہاشمی	144
26-	اَبْطَحِیٌّ —— ابطح والے مکہ مکرمہ والے	149
27-	عَزِیْزٌ —— غالب، پیارے	152
28-	حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ —— تم پر حرص کرنے والے (ایمان کی)	157
29-	رَءُوْفٌ —— نرم دل۔ مہربان	160
30-	رَحِیْمٌ —— رحم والے	164
31-	طٰهٰ ——	168
32-	طٰسٓ ——	171
33-	مُجْتَبٰی —— منتخب۔ پسند فرمائے گئے	174
34-	مُرْتَضٰی —— برگزیدہ۔ محبوب	177
35-	حٰمٓ ——	181
36-	مُصْطَفٰی —— منتخب کیے گئے	184
37-	یٰسٓ ——	187
38-	اَوْلٰی —— سب سے بہتر۔ لائق تر	191
39-	مُزَّمِّلٌ —— کملی والے	195
40-	وَلِیٌّ —— دوست۔ مددگار	198
41-	مُدَّثِّرٌ —— چادر اوڑھنے والے	202
42-	مَتِیْنٌ —— مضبوط۔ بردبار۔ قوت والے	205
43-	مُصَدِّقٌ —— تصدیق کرنے والے	209
44-	طَیِّبٌ —— پاک	212
45-	نَاصِرٌ —— مددگار	215
46-	مَنْصُوْرٌ —— مدد دیئے گئے	218
47-	مِصْبَاحٌ —— چراغ (ہدایت کا منبع)	223
48-	اٰمِرٌ —— حکم دینے والے (نیکی کا)	227
49-	حِجَازِیٌّ —— حجاز والے	230
50-	نِزَارِیٌّ —— مضر بن نزار میں سے	235

Marfat.com

51-	مُضَرِیٌّ —— مضر قبیلہ سے تعلق رکھنے والے	238
52-	نَبِیُّ التَّوبَۃِ —— متوجہ ہونے والے نبی	242
53-	حَافِظٌ —— یاد رکھنے والے	247
54-	قُرَشِیٌّ —— قریشی	251
55-	کَامِلٌ —— مکمل پورا۔ سارے کمالات رکھنے والے	256
56-	صَادِقٌ —— سب سے زیادہ سچے	261
57-	اَمِیْنٌ —— امانتدار	267
58-	عَبْدُاللّٰہِ —— اللہ کا بندہ	271
59-	کَلِیْمُ اللّٰہِ —— اللہ سے بات کرنے والے	275
60-	حَبِیْبُ اللّٰہِ —— اللہ کے محبوب	280
61-	نَجِیُّ اللّٰہِ —— اللہ کے راز دار	286
62-	صَفِیُّ اللّٰہِ —— اللہ کے مخلص دوست	290
63-	خَاتِمُ الاَنْبِیَآءِ —— انبیاء کو ختم کرنے والے	293
64-	حَسِیْبٌ —— کافی۔ حسب نسب والے	296
65-	مُجِیْبٌ —— قبول کرنے والے (درخواستوں و دعوتوں کو)	304
66-	شَکُوْرٌ —— شکر گزار۔ شکر کرنے والے	308
67-	مُقْتَصِدٌ —— میانہ روی رکھنے والے	312
68-	رَسُوْلُ الرَّحْمَۃِ —— رحمت مہربانی والے رسول	317
69-	قَوِیٌّ —— طاقت والے	322
70-	حَفِیٌّ —— خبر رکھنے والے۔ محبت والے بہت مہربان	326
71-	مَامُوْنٌ —— امن والے۔ امن دیئے گئے	330
72-	مَعْلُوْمٌ —— علم دیئے گئے۔ جانے گئے	340
73-	حَقٌّ —— مجسم سچ۔ راہ حق پر قائم	347
74-	مُبِیْنٌ —— ظاہری شریعت والے	350
75-	رَسُوْلُ الرَّاحَۃِ —— راحت پہنچانے والے رسول	355
76-	اَوَّلٌ —— اوّل۔ سب سے پہلے (مسلمان)	360
77-	اٰخِرٌ —— پیچھے۔ سب سے آخر میں تشریف لانے والے	365
78-	ظَاہِرٌ —— ظاہر۔ غلبہ والے	369
79-	بَاطِنٌ —— پوشیدہ باتوں کی خبر دینے والے	373
80-	نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ —— رحمت والے نبی ﷺ	380

Marfat.com

-81	يَتِيمٌ —— يتیم ۔ بغیر باپ کے پرورش پانے والے	386
-82	مُطِيعٌ —— فرمانبردار	389
-83	كَرِيمٌ —— سخی۔ کرم والے	394
-84	حَكِيمٌ —— حکمت والے	398
-85	خَاتِمُ الرُّسُلُ —— رسولوں کو ختم کرنے والے	402
-86	سَيِّدٌ —— سردار	406
-87	سِرَاجٌ —— چمکتا ہوا روشن چراغ	411
-88	مُنِيرٌ —— نور والے	415
-89	مُحَرِّمٌ —— حلال و حرام کو واضح کرنے والے حرمت و عزت والے	419
-90	مُكَرَّمٌ —— سب سے زیادہ عزت کے قابل	424
-91	مُبَشِّرٌ —— خوشخبری سنانے والے	431
-92	مُذَكِّرٌ —— نصیحت کرنے والے	435
-93	مُطَهَّرٌ —— پاکیزہ	441
-94	قَرِيبٌ —— قریب	444
-95	خَلِيلٌ —— دوست	447
-96	مَدْعُوٌّ —— دعوت دیئے ہوئے بلائے گئے (معراج پر)	451
-97	جَوَّادٌ —— سخی۔ بزرگ	458
-98	خَاتِمٌ —— ختم کرنے والے	462
-99	عَادِلٌ —— عدل کرنے والے	466
-100	شَهِيرٌ —— شہرت والے۔ مشہور	470
-101	شَهِيدٌ —— گواہ۔ مشاہدہ کرنے والے	476
-102	رَسُولُ الْمَلَاحِمِ —— جدوجہد کرنے والے۔ جہاد کرنے والے رسول ﷺ	481
	مآخذ	495

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

محترمہ قیصرہ حیات کی یہ کتاب سیرت پاک ایک منفرد اور انتہائی قابل قدر کوشش ہے جس کے لیے وہ ہماری داد و تحسین اور حوصلہ افزائی کی سزاوار ہیں یہ سعی مشکور انہیں اجر وثواب کا بھی مستحق ٹھہراتی ہے، حضور سرور کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ کی شخصیت و تعلیمات کے متعلق ہمارے ہاں اردو زبان میں بہت کام ہوا ہے مگر آنحضرت ﷺ کے اسماء و القاب گرامی پر بہت کم لوگوں نے قلم اٹھایا ہے اس سلسلے میں صوفی برکت علی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عمدہ و مستند کاوش کے سوا کوئی اور کتاب کم سے کم میری نظر سے تو نہیں گزری، فاضل خاتون نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور ایک عمدہ کوشش کی ہے وہ اس موضوع سے کس قدر انصاف کر سکی ہیں اور اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہیں۔ اس کے متعلق حقیقی فیصلے کا حق قارئین کا ہے جو ان ہی کے سپرد ہونا چاہیے اور ان کی حق تلفی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

میں نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ڈالی ہے اور چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے، میری رائے میں انہوں نے جس محبت و عقیدت سے ھادیٔ برحق ﷺ کی شان و عظمت کو خراج تحسین پیش کیا ہے وہ اپنی جگہ ایک بلند پایہ علمی کاوش کی تخلیق کا باعث بنا ہے یہ بات یقینی ہے کہ اسمائے نبوی ﷺ پر یہ ایک مفصل کتاب ہے جو مسلم خواتین کے ادب سیرت نبوی ﷺ میں خصوصی مقام حاصل کرے گی اور ایک منفرد و قابل قدر تصنیف کی حیثیت سے محترمہ قیصرہ حیات کا عظیم کارنامہ متصور ہوگی، میں اس سعیٔ مشکور پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی فلاح دارین کے لیے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
سابق ڈین/ پرنسپل اورنٹیل کالج
پنجاب یونیورسٹی لاہور

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

کائنات میں بسنے والی تمام مخلوقات کی حمد وثناء اور تسبیح وتعریف کے لائق بزرگ و برتر ہستی کا شکر الفاظ میں بیان کرنا محال ہے جس کے ہم گنہگار انسانوں پر بے شمار ولامحدود عنایات اور احسانات ہیں انہی عظیم احسانات میں سے ایک انتہائی عظیم احسان خیر الوریٰ فخر موجودات، سیدالکونین، امام الانبیاء و رحمۃ للعالمین کا ہم انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا جانا ہے۔ یہ ایسا احسانِ عظیم ہے کہ جس کے تشکر میں انسانیت تا حیات بھی خدا کے حضور سجدہ ریز رہے تو کم ہے۔

کسی بھی ہستی کی عظمت کو جاننے کے لیے اس ہستی کا شعور ہونا بہت ضروری ہے مگر آپ ﷺ کی مقدس اور اعلیٰ و ارفع ہستی کا شعور ہم جیسے عاصیوں اور خطا کاروں کو نہ کبھی ہوسکتا ہے اور نہ کبھی ہو گا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا حقیقی عارف اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ ہے۔ رب العالمین نے جب رحمۃ للعالمین کو مبعوث فرمایا تو کائنات بھر کی تمام رفعتیں اور عظمتیں آپ ﷺ کی ذات پاک سے منسوب کر دیں چنانچہ آپ ﷺ کی ہستی اتنی عظیم و ارفع ہے کہ ان کی عظمتوں تک ہماری محدود عقل کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسی پُر نور ذات جس کی تابانیوں سے قیامت تک آنے والی انسانیت کو منور ہونا ہے کس قدر انوار کا منبع ہو گی۔ یہ سوچ بذات خود لامحدود ہے۔

آپ ﷺ کی مقدس و بابرکت پاک ذات کا دنیا کی طرف مبعوث ہونا، ظلمت و گمراہی کا اتھاہ گہرائیوں میں سسکتی و دم توڑتی انسانیت کو حیات جاودانی کا امید افزا پیغام دینا، اسے نورحق کی طرف گامزن کرنے کے لیے صراط مستقیم دکھانا انسانوں کی پراگندہ سوچوں کے ٹیڑھے زاویوں کو ٹھیک کر کے انہیں ' حق الیقین ' و ' نور بصیرت ' عطا کرنا۔ ان کے انفرادی و اجتماعی حقوق وفرائض متعین فرماتے ہوئے انہیں اپنے وجود کی اہمیت کا احساس دلانا، انسان کو انسان کے قریب لانا، انسان کو اپنے رب کی انتہائی قربت، محبت و چاہت کے حسین احساس سے آشنا کرنا، دلوں کو دلوں سے ملانا، روحوں کو جلا بخشنا الغرض صرف انسانیت پر ہی آپ ﷺ کی ذات پاک کے اتنے عظیم احسانات ہیں جن کو شمار کرنے کے لیے صدیاں درکار ہیں۔ اتنے عظیم احسانات والی عظیم ہستی کی لامحدود عظمت کو محدود الفاظ کے پیرائے میں کبھی بھی نہیں بیان کیا جا سکتا یہ تو صرف محسوس کرنے کی بات ہے اور اس احسانِ عظیم کی عظمت و اہمیت کو صرف وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جو آپ ﷺ کی احادیث وسنت مطہرہ پر صدق دل سے عمل کرتا ہوا جب ان اقوال و اعمال کی افادیت سے بہرہ مند ہوتا ہے تو پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ ہمارا رب پاک ہم پر کس قدر مہربان و رحیم ہے اگر وہ ہم پر یہ ' احسان عظیم ' نہ فرماتا اور ہمیں اس عظیم ہستی کی صورت میں ' کامل نمونہ ' نہ ملا ہوتا تو ہم کس قدر بھٹک چکے ہوتے۔ کس قدر خائب و خاسر، خطا کار و زیاں کار ہوتے۔ بلاشبہ اللہ کا یہ اپنے بندوں پر احسان عظیم ہے جو اس نے قرآن کریم میں بتلایا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (۱۶۴، آل عمران)

ترجمہ: ”خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر

Marfat.com

سناتا ان کو پاک کرتا اور ان کو خدا کی کتاب و دانائی سکھاتا ہے اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔"

ہم بہت محدود سوچ اور عقل کے حامل انسان ہیں۔ جن کا نہ تو شعور اتنا پختہ ہے اور نہ ہی ادراک اتنا متحرک کہ ہم اس عظیم ہستی کی باطنی خصوصیات کا تصور بھی کر سکیں البتہ ان کی حیات مقدسہ ومطہرہ کے وہ پہلو جن تک ہماری کم وبیش رسائی ہوسکتی ہے ان کو بھی احاطہ تحریر میں لانے کے لیے نجانے کتنی صدیاں درکار ہیں ان مختلف پہلوؤں کو ہر زمانے کے سیرت نگار اپنے اپنے انداز سے خراج تحسین پیش کرتے آرہے ہیں کیونکہ ایسی ہمہ جہت اور ہمہ گیر ہستی کے ہمہ گیر پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے بعد بھی تشنگی کا ایک احساس حاوی رہتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ کے کچھ پہلوؤں پر قلم آزمائی کی عظیم سعادت مجھ گنہگار کے حصے میں آئی اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہوئی اس کا فیصلہ قارئین پر ہے لیکن یہ کام جو الحمد للہ مکمل ہو چکا ہے اس کی تکمیل کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع ایک سمندر ہے جس سے میں کبھی بھی انصاف نہیں کر سکوں گی اور مطمئن ہو جاؤں کہ کام مکمل ہو گیا یہ تو بس ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔

اس مقدس کتاب کا دیباچہ لکھنے سے پہلے میں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ مجھ جیسی ناقص العلم، ناقص العقل اور ناقص العمل انسان سے یہ کام کس طرح ممکن ہوا؟ کس قدر مشکل مرحلے کتنے آسان ہو گئے۔ ناول و افسانے لکھتے لکھتے کس طرح اس تحقیقی کام کی طرف آ گئی۔ کیسی کیسی الجھنیں خود بخود سلجھتی گئیں۔ جب کام کی حساسیت و عظمت کا تصور کرتے ہی گھبرا کر حوصلہ و ہمت ہارتی تو کیسے کیسے میری ہمت کسی نے بندھائی۔ ان سب پر سوچتی ہوں تو اپنے رب کے اس احسان عظیم پر جبین شکر گزاری سے سجدہ ریزی کے لیے تڑپنے لگتی ہے اور ان تمام سوالوں کے جواب میں میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں ماسوا اس بات کے کہ یہ محض میرے رب کی نظر کرم وعطا ہے کہ اس نے مجھ گنہگار کو اپنے حبیب ﷺ کے اس مقدس کام کے لیے منتخب فرمایا ورنہ میں کس قابل۔ یہ تو محض اس کا 'امر کن' ہے وہ جو چاہتا ہے جب چاہتا ہے کام ہوا جاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے کام کروا لیتا ہے۔

آج سے تین سال پہلے کی منصوبہ بندی کے بارے میں سوچتی ہوں تو دنگ رہ جاتی ہوں کہ اس عظیم موضوعؐ پر قلم اٹھانے کے بارے میں تو کبھی میں نے سوچا بھی نہیں تھا چنانچہ یہ کام صرف اور صرف خدا پاک کے 'امر کن' سے بخوبی سر انجام پایا ہے۔

اب اس بات کی طرف آتی ہوں کہ وہ کیا خیال تھا، کیا جذبہ تھا، کیا وجہ تھی جو اس کتاب کا محرک بنی تو آج سے چار سال قبل جب قرآن پاک کو بمعہ ترجمہ وتفسیر کے پڑھنا شروع کیا تو حضور پاک ﷺ کی متبرک ہستی کے بارے میں بہت مختلف سا شعور حاصل ہوا۔ ایسا شعور بچپن کے اس شعور سے بہت مختلف تھا جس کی بنیاد رٹے رٹائے جملوں پر تھی اور جن کی معنویت کا نہ احساس تھا نہ اندازہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پاک ﷺ سے اندازِ گفتگو انتہائی محبت و چاہت، قربت وتکریم کے خوبصورت احساسات اور ان کا خوش کن وحسین تاثر شاید ان سب نے میرے اندر ایک ایسا شعور تشکیل دیا جو یقیناً اس کتاب کا محرک بنا۔

چنانچہ رمضان المبارک نومبر ۲۰۰۳ کو پہلی دفعہ اس کتاب پر کام کرنے کا خیال ذہن میں ابھرا۔ اپنے آپ سے بار بار سوال کرتی کیا میں یہ سب کچھ کر پاؤں گی؟ جواب نفی میں ملتا تو میں ہمت ہار جاتی لیکن ایک مخفی قوت اس قدر متحرک تھی جس نے منفی سوچ کو غالب نہیں آنے دیا اور بالآخر اس متحرک قوت کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا۔ جیسے ہی مثبت انداز میں

Marfat.com

سوچنا شروع کیا تو اس کی مخصوص ترتیب بھی ذہن میں آگئی کہ ہر اسم مبارکہ کے ساتھ ایک قرآنی آیت، حدیث اور فضائل ہوں گے مگر جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی کام مفصل ہوتا گیا لیکن کس حد تک مفصل ہے یا کس حد تک مزید بہتری کی گنجائش ہے اس کا فیصلہ بھی قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

اس ضمن میں سب سے اہم بات اسماء مبارکہ کی مخصوص تعداد کا تعین کرنا تھا اسماء الحسنٰی پر تو بہت کام ہوا ہے مگر اسماء النبی ﷺ پر ماسوا دو تین کتب کے کوئی مفصل کتاب میسر نہ آئی اور جو کتب ملیں ان میں اسماء مبارکہ بھی مختلف تھے۔ چنانچہ اس بات نے الجھن پیدا کر دی کہ کن اسماء مبارکہ پر کام کیا جائے جب کچھ کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ مختلف علماء و سیرت نگاروں کے نزدیک ان کی تعداد مختلف ہے۔

جیسے امام نوویؒ نے ''تہذیب'' میں اور قاضی ابوبکر بن العربی نے 'الاحوذی' میں جہاں اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام گنوائے ہیں وہاں حضور پاک ﷺ کے بھی ایک ہزار نام بتائے ہیں۔

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے رسالے ''الاسماء النبویہ'' میں آپ ﷺ کے ۲۰۱ اسماء مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مولانا محمد موسیٰ خاں روحانی نے اپنے قصیدے ''قصیدہ الحسنٰی'' میں آپ ﷺ کے ۵۰۰ اسماء گرامی نظم کی شکل میں پیش کیے ہیں۔

اسماء کی تعداد میں یوں اختلاف دیکھ کر میں نے صرف ان اسماء پر کام کرنے کا سوچا جو قرآن پاک کے پیچھے درج ہیں اور قرآن پاک کے تقریباً سب نسخوں میں یہی اسماء مبارکہ مشترک ہیں اور ان کی تعداد ۱۰۲ ہے۔ اب اس کتاب کی مخصوص ترتیب کا ذکر کرنا چاہوں گی جو تمام اسماء مبارکہ میں مشترک ہے وہ کچھ یوں ہے۔

مفہوم۔ القرآن۔ الحدیث۔ الرائے۔ الاعداد۔ الفضائل

۱۔ تفصیل مفہوم صرف چند اسماء میں ہے جن میں مفہوم کی وضاحت کو قدرے ضروری سمجھا۔ اس میں مسلم علماء وفقہاء کے بیانات کو ترجیح دی گئی ہے۔

۲۔ دوسرا حصہ 'القرآن' ہے۔ جس میں مذکورہ اسم مبارکہ سے متعلقہ آیات لی گئی ہیں۔ کہیں تو اسماء سے متعلقہ آیات مل گئیں اور جو نہ مل سکیں وہ مفہوم سے متعلقہ لی گئی ہیں۔

۳۔ تیسرا اہم حصہ 'الحدیث' ہے ایک اسم مبارکہ سے متعلقہ جتنی احادیث مل سکیں وہ سب لکھ دیں۔ اس ضمن میں کوشش تو یہی کی گئی ہے کہ صحاح ستہ کی احادیث کو درج کروں کہیں کہیں دوسرے محدثین کے حوالے سے بھی احادیث دی ہیں مگر بہت کم۔

۴۔ چوتھا سب سے منفرد اور اہم حصہ 'الرائے' ہے۔ ابتداء میں کتاب کی ترتیب میں یہ حصہ شامل نہ تھا مگر جب مختلف کتب سیر کا مطالعہ کیا جن میں سیرت نگاروں نے غیر مسلموں کی آراء کو بھی شامل کیا تھا تو وہ آراء بہت منفرد لگیں اس لیے میں نے بھی اس نہج پر سوچنا شروع کر دیا اور جب تحقیق کی تو واضح ہوا کہ غیر مسلموں سے بھی اپنے حبیب ﷺ کی تعریف کروانا کسی معجزے سے کم نہیں اور یہ روایت آغاز اسلام سے چلی آ رہی ہے بلکہ قرآن پاک میں بھی ابوجہل جو کہ آپ ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ اس کا یہ قول درج ہے۔

''اے محمد ﷺ! میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا مگر وہ کلام جو تم سناتے ہو اسے درست نہیں سمجھتا۔''

Marfat.com

ابوجہل کی اس روایت کو غیر مسلم ابھی تک برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اور ۱۹۱۰ میں دمشق کے ایک علمی رسالے 'المقتبس' میں اعداد و شمار شائع ہوئے تھے جن سے واضح ہوا تھا کہ اس وقت تک یورپ کی مختلف زبانوں میں تقریباً ۱۳۰۰ کے قریب حضور ﷺ پر کتب تحریر کی جا چکی ہے اور اب تک تو اس میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے بلکہ اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بہت اہم ہے کہ غیر مسلم صرف تعریف و توصیف پر مبنی کتب تحریر نہیں کرتے بلکہ ہر طرح سے زہر افشانی بھی کرتے ہیں۔

مگر خدا کی قدرت دیکھیے کہ خود ان کی اقوام میں ایسے لوگ پیدا کرتا ہے جو نہ صرف ان کی تحقیقات کو جھٹلاتے ہیں بلکہ انہیں جھوٹا اور متعصب قرار دیتے ہیں۔ مثلاً جنرل گلب پاشا (John Bagott) نے حیات و عہد نبوی ﷺ میں پروفیسر مارگولیتھ کے کئی بیانات کو سختی سے رد کیا اسی طرح آر۔وی۔سی باڈلے اور تھامس کارلائل نے بہت دانشمندانہ اور غیر جانبدارانہ انداز میں ہمارے نبی پاک ﷺ کی تعریف بیان کی ہے خصوصی طور پر کارلائل کا انداز بیان اس قدر منطقی و تحقیقی ہے کہ زبان، دل و دماغ سمیت عش عش کر اٹھتی ہے اور ان سب سے بالا ان کا عقیدت و محبت سے بھرپور انداز تخاطب جس سے قائداعظم بھی بہت متاثر ہوئے اور کارلائل کے بارے میں لکھا:

> ''میں جس زمانے میں انگلینڈ میں زیر تعلیم تھا کارلائل کی کئی انگریزی تصانیف کا مطالعہ کیا تھا اس وقت سے میں چیلسی کے اس عظیم دانشور کی خدمات کا معترف ہوں اس نے ہمارے پیغمبر ﷺ کی حیات طیبہ اور کارناموں کی غیر جانبدارانہ تصویر پیش کر کے نہ صرف عالم اسلام کی بلکہ پوری دنیا کی بے پناہ خدمت کی ہے۔''

انہوں نے ۸ مئی ۱۸۴۰ء کو ایڈنبرا کے شاہی آڈیٹوریم میں صبح ۹ بجے سے رات ۹ بجے تک ۵۰۰ سامعین کو لیکچر دیا۔ لیکچر کا نام Heroes and Heroes worship کتاب کا پورا نام "On Heroes , Hero worship and the Heroic in History" ہے۔ جو ایک زبردست تصنیف ہے)

۵۔ پانچواں حصہ 'الاعداد' پر مشتمل ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا ۔ (۲۸، الجن)

ترجمہ: ''اور اس نے ہر شے کو اعداد میں شمار کیا ہوا ہے۔''

نیز قرآن پاک کی پوری ترتیب و تحریر میں ۱۹ کے ہندسے کا بہت زیادہ عمل دخل ہے نیز ہر ایک کے نام میں اس نام کے عدد سے اس شخصیت کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا ایک دلچسپ عنصر بھی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اسم مذکورہ کا عدد نکال کر اس عدد کی خصوصیات کو مذکورہ اسم مبارکہ کی خصوصیات کے پس منظر میں دیکھا گیا ہے یعنی کہ یہ کوشش اسم بامسمی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے اس میں جو کمی رہ گئی ہو اس کو میری کم علمی سے منسوب کیا جائے۔ اپنی طرف سے میں نے بھرپور کوشش کی ہے۔

۶۔ چھٹا حصہ 'الفضائل'' مذکورہ اسم مبارکہ اور اس کے فضائل کے بارے میں ہے یعنی نام اور اس کی خصوصیات و اثرات ۔ جس طرح اسماء الحسنٰی کا ورد کرنے سے مخصوص برکات و فضائل حاصل ہوتے ہیں اس طرح اسماء النبی ﷺ کا ورد کرنے سے بھی مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ ایک صوفی سہروردی (اُچ شریف) نے ''جواہر الاولیاء'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں حضور پاک ﷺ کے ننانوے اسماء مبارکہ کا ذکر ہے اور اس ضمن میں وہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

''جو شخص ہر روز اور ہر رات کو ان اسماء مبارکہ کا ورد کرے وہ ہر قسم کی تکالیف سے محفوظ رہے گا اور اس کا ایمان سلامت رہے گا۔''

نیز ان اسماء کا ورد صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بھی ہیں۔ علم میں برکت اور اضافے کا باعث بھی ہیں۔

میں تو صرف یہ کہوں گی کہ یہ کاوش ایک توفیق ہے جو پروردگار کی خصوصی توجہ و کرم سے مجھ گنہگار کے حصہ میں آئی۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں اور نہ ہی میں اس قابل تھی۔ ''جسے چاہے نواز دے۔'' اپنی اس خوش بختی پر پروردگار کے سامنے ساری زندگی نیاز مندی سے سجدہ ریز رہوں تو بھی کم ہے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کا کام اس انسان سے کروایا جو کہ ہر لمحہ خطا کار بھی ہے اور گنہگار بھی۔ بے شک اس کام کی تکمیل میں۔ میں نے دن رات ایک کر دیا ہے اور اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ اسے خوبصورت سے خوبصورت تر بناؤں لیکن ہمیشہ ہر کام میں بہتری کی گنجائش رہی ہے جسے آنے والے زمانے میں کسی اور انسان نے پُر کرنا ہوتا ہے۔

اُمید ہے کہ آئندہ مستقبل قریب یا بعید میں کوئی اور مجھ سے کئی گنا بہتر انداز میں اس کام کو سرانجام دے کیونکہ سیرت مطہرہ پر قیامت تک کام ہوتے ہی رہنا ہے۔

آخر میں تمام دنیا کے مسلمانوں کی جانب سے اپنے رب پاک سے مشترکہ دعا کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں کہ

''یارب العالمین! ہم سب کو اپنے محبوب ﷺ کی ہستی کا بس اتنا شعور دے دے کہ ہم اس 'احسان عظیم' کو حقیقی معنوں میں سمجھ سکیں جو تو نے ان کی ہستی کو بیان کرتے ہوئے مومنین پر جتلایا ہے اور ہم اس احسان کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ان کے اسوۂ حسنہ کے مطابق یوں بسر کرسکیں کہ قیامت کے روز ہمارے نبی پاک ﷺ کو ہمیں اپنا امتی کہنے میں فخر محسوس ہو اور ہمارے لیے ان کی شفاعت حاصل کرنا آسان ہو جائے۔'' (آمین)

نیز ان تمام احباب کا صدق دل سے شکر ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں میری بھرپور حوصلہ افزائی و مدد فرمائی اور کتب کی فراہمی کو میرے لیے یقینی بناتے رہے اور ان کے علاوہ وہ تمام احباب و میرے والدین، بہن بھائی جو ہر لمحہ میرے لیے دعا گو رہے۔

سب کی تہہ دل سے مشکور ہوں اور ان سب کے بلند درجات کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں۔ قارئین کتاب کے بارے میں اپنی آراء اس ایڈریس پر ای میل کریں۔ leo 2006_skt @ yahoo.com

دعا گو

قیصرہ حیات

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ

(ذاتی و صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ط

۱: مفہوم: سراہے گئے جن کی بار بار تعریف کی جائے، سب سے زیادہ لائق تعریف۔

۲۔ لفظ 'محمد' کی خصوصیّت و اہمیّت:

لفظ 'محمد' کا مادہ ح۔م۔د ہے یعنی 'حمد' جس کے معنی تعریف کے ہیں اور یہی 'احمد' کا مادہ بھی ہے۔ البتہ دونوں کے مفہوم میں واضح فرق کچھ یوں ہے۔ کہ 'محمد ﷺ' وہ ہے جس کی تعریف و توصیف جملہ اہل الارض و السماء نے سب سے بڑھ کر کی ہو اور 'احمد' وہ ہے جس نے رب السموٰت والارض کی حمد و ثناء، تمام جملہ اہل الارض و السموٰت سے بڑھ کر کی ہو۔

آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک 'محمد' اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک 'محمود' سے مشتق ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

ترجمہ: "اور اللہ نے ان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے ان کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور آنحضرت محمد ﷺ ہیں۔"

الفاظ مجموعہ حروف ہوتے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی کم کردیا جائے تو باقی حروف اپنے معنی کھو دیتے ہیں۔ لیکن لفظ 'محمد' کا ہر حرف با مقصد و اہم ہے مثلاً

۱۔ اگر لفظ 'محمد' میں سے پہلا حرف 'م' کم کر دیا جائے تو باقی 'حمد' رہ جاتا ہے جس کے معنی مدد کرنے والا یا 'تعریف' رہ جاتے ہیں۔

۲۔ ابتدائی میم (م) کے بعد اگر 'ح' کو بھی حذف کردیں تو باقی رہ جاتا ہے 'مد' جس کا مطلب ہے دراز اور بلند، جو حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳۔ اگر دوسری میم کو بھی ہٹا دیا جائے تو صرف 'د' رہ جاتا ہے جس کا مفہوم ہے دلالت کرنے والا یعنی اسم 'محمد' اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اسم محمد ﷺ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

'م' کے معنی امین و مامون ہیں۔
'ح' سے مراد حبیب و محبوب ہیں۔
'م' ثانی سے مراد میمون ہیں۔
'د' دین کی علامت ہے۔

۵۔ الغرض محمد ﷺ کو 'حمد' سے خاص نسبت ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ محمد ﷺ ، احمد ﷺ ، حامد ﷺ اور محمود ﷺ میں تعریف و توصیف کا پہلو واضح طور پر نمایاں ہے۔ اسی طرح اُمت محمدیہ ﷺ کا نام حمادون یا حمادین ہے۔
آپ ﷺ کے لواء (جھنڈے) کا نام 'لواء الحمد' ہے۔
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ''سورۃ الحمد' عطا فرمائی اور کھانے پینے وسفر کے بعد آپ ﷺ کی امت کو حمد وثناء پڑھنے کا حکم ملا۔

۳۔لفظ اللہ اور محمد ﷺ میں مماثلت:

۱۔ لفظ اللہ میں چار حروف ہیں تو 'محمد' میں بھی چار حروف ہیں۔
۲۔ 'اللہ' میں اگر ایک تشدید (ّ) ہے تو 'محمد' میں بھی ایک ہے۔
۳۔ اللہ کے تین حروف حرکت والے ہیں تو 'محمد' کے تین حروف بھی حرکت والے ہیں۔ (زیر۔ زبر پیش کو حرکت کہتے ہیں)
۴۔ 'اللہ' کا اسم نقطوں سے خالی ہے تو 'محمد' میں بھی کوئی نقطہ نہیں جو اللہ کی طرح آپ ﷺ کی بے عیب سیرت و کردار مطہرہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔
۵۔ اسم 'اللہ' میں دوحروف احاد ہیں۔ (ا۔ ہ) تو
اسی طرح 'محمد' میں (ح۔ د) ہیں
۶۔ اسم 'اللہ' میں دوحروف عشرات (ل۔ل) ہیں
تو اسم 'محمد' میں بھی دوحروف عشرات (م۔م) ہیں

۴۔اسم محمد ﷺ اور چار انبیاء کرام علیہم السلام:

چار جلیل القدر انبیائے کرام کے نام میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کے آخری حروف کو جمع کرنے یا ملانے سے لفظ 'محمد' بنتا ہے مثلاً

۱۔ سب سے اوّل نبی جو دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت آدمؑ ـــ م
۲۔ سب سے اوّل صاحب شریعت نبی کا نام۔ حضرت نوحؑ ـــ ح
۳۔ سب سے اوّل ابوالانبیاء کا خطاب پانے والے نبی۔ حضرت ابراہیمؑ ـــ م
۴۔ تخلیق میں سب سے اوّل اور بعثت میں سب سے آخری نبی ـــ حضرت محمدؐ ـــ د

98327

Marfat.com

۴: علماء وفقہاء کے نزدیک لفظ ’محمد‘ کا مفہوم:

ا: حافظ ابن قیمؒ اسم محمد ﷺ کی شرح لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ
’محمد‘ وہ ہے جس میں بکثرت تعریف کے اوصاف پائے جائیں۔
’محمد‘ محمود سے زیادہ بلیغ ہے۔
’محمد‘ اس کو کہتے ہیں جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کسی اور بشر کی نہ کی جائے اسی لیے تورات میں آپ ﷺ کا اسم مبارک ’محمد ﷺ‘ ہی ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں۔
لفظ ’محمد‘ کی صحیح معنوں میں تعریف یوں کی جائے گی۔
الذی یحمد حمد امرّۃ بعد مرّۃٍ
وہ ذات جس کی حمد وثناء کثرت کے ساتھ اور بار بار کی جائے اور جس کی تعریف کبھی ختم نہ ہو۔

۳۔ علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ابن فارس وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ:
”آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک بلاشبہ الہام رحمانی تھا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گھر والوں کو الہام فرمایا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کا یہ نام رکھا گیا۔

۴۔ حافظ ابن سید ”الناس‘ عیون الاثر‘ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرب وعجم کے دلوں پر ایسی مہر لگا دی کہ کسی کو بھی محمد اور احمد، نام رکھنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ اسی لیے قریش نے متعجب ہو کر جناب عبدالمطلب سے اس نام کی بابت پوچھا۔ اس سے قبل آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ پہلے لوگوں نے بنی اسرائیل کی زبانی یہ سنا کہ عنقریب ایک نبی محمد واحمد کے ناموں سے پیدا ہونے والے ہیں تو چند لوگوں نے اسی امید پر یہ نام رکھا۔

۵۔ سیدنا حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف ہر نوع اور ہر مخلوق میں جاری وساری ہے اور ہر نوع میں آپ ﷺ جلوہ آراء وجلوہ نما ہیں چنانچہ زمین پر بشر کے ساتھ، ہوا میں پرندوں کے ساتھ اور آسمان میں ملائکہ کے ساتھ۔
اس کی تشریح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ یوں فرماتے ہیں۔” واضح رہے کہ حقیقت محمدی ﷺ کے لیے ہر عالم میں اس عالم کے مطابق ایک ظہور ہے لہٰذا جس طرح عالم اجسام میں آپ ﷺ کا ظہور ہے، عالم ارواح میں اس کی مانند ظہور نہیں ہے۔ اس لیے کہ عالم اجسام تنگ ہے اور اتنی وسعت نہیں رکھتا جتنی عالم ارواح میں وسعت ہے۔ آپ ﷺ کا ظہور جس طرح عالم ارواح میں ہے اس کی مانند عالم معنی میں نہیں۔ اس لیے کہ عالم معنی، عالم ارواح سے زیادہ لطیف اور زیادہ وسیع ہے۔ اس لیے جس طرح آپ ﷺ کا ظہور زمین میں ہے۔ آسمان میں نہیں اور جیسا آسمان میں ہے عرش میں نہیں کیونکہ وہاں این وکیف نہیں لہٰذا حضور ﷺ کا ہر مقام اعلیٰ میں مقام نزول سے اکمل واتم ظہور ہوتا ہے اور ہر ظہور میں اس کے مطابق خاص جلالت اور ہیبت واسرار ہیں۔

۶۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس نہ ہوتی تو پھر کائنات کی کوئی چیز تخلیق نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کی ذات وہ ذات مقدسہ ہے کہ آپ ﷺ کے نور سے چاند کو روشنی ملی اور سورج بھی آپ ﷺ کے نور سے روشن ہے۔

Marfat.com

۷۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ:

اس شخص کی بزرگی اور قدر و تعریف کے بارے میں کیا خیال ہے جس میں بہترین خصوصیات اس طرح جمع ہیں کہ جن کے کمال کی کوئی انتہا نہیں اور احاطہ گفتگو میں نہیں آسکتیں اور جو کوشش اور سبب سے پیدا نہیں کی جاسکتیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی خاص کسی کو عطا فرما دے مثلاً فضیلت، نبوت، رسالت، خلت، محبت، برگزیدگی، سیر ملکوت دیدار قرب، نزدیکی، وحی، شفاعت، وسیلہ، فضیلت و درجہ بلند (مقام محمود) براق، معراج، تمام دنیا کی طرف بعثت انبیاء کی امامت انبیاء اور ان کی امتوں پر شاہد، لواء الحمد کے حقدار، سید اولاد آدم، رحمۃ للعالمین، صاحب کوثر، گزشتہ و سابقہ امور سے معافی، شق صدر، ذکر کا بلند ہونا، فتح کی عزت دینا، سکینہ کا اتارنا، ملائکہ کی تائید ہونا کتاب وحکمت کا ملنا، امت کو پاک کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف ملانا، فرشتوں کا ان پر درود پڑھنا، لوگوں میں فیصلہ کرنا، اللہ کا آپ ﷺ کے نام اور زندگی کی قسم کھانا، مستجاب الدعوات ہونا، پتھروں وحیوانوں کا آپ ﷺ سے باتیں کرنا، آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔ رعب سے مدد دیا جانا، بادل کا سایہ ہونا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، ایسے علوم کا عطا ہونا جن کا احاطہ عقل نہیں کرسکتی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے لیے دارِ آخرت میں ایسے بڑے درجے اور نیکیاں ہیں جو ماورائے عقل ہیں۔

۵۔ القرآن:

ا: **محمد صلی اللہ علیہ وسلم**

ا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط .... (۲۹۔الفتح)

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ لا كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ٥ (۲۔محمد)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور جو کتاب محمد ﷺ پر نازل ہوئی اس پر ایمان لائے۔ اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیے اور ان کی حالت سنوار دی۔

۲۔ محمد ﷺ (سراہے گئے، تعریف کے قابل)

ا۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥ (۴۔القلم)

ترجمہ: اور بے شک آپ ﷺ کے اخلاق بڑے عالی ہیں۔

الحدیث، محمد ﷺ:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"زمین میں میرا نام محمد ﷺ اور آسمان میں احمد ﷺ ہے۔ اسی طرح توریت میں محمد ﷺ اور انجیل میں احمد ﷺ ہے۔"

Marfat.com

۲۔ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابو ذرؓ! انبیاء میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ اور سب سے آخر میں محمد ﷺ ہیں۔ (ترمذی)

۳۔ حدیث قدسی ہے کہ اے محمد ﷺ! اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود نہ ہوتا۔

۴۔ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو آپؑ کو ابو محمد ﷺ کی کنیت سے بلایا آپؑ نے عرض کی اللہ تعالیٰ! میری یہ کنیت کیسے ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اپنا سر اٹھاؤ۔ آپؑ نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا۔ باری تعالیٰ! یہ نور کس کا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ﷺ کا نور ہے یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد ﷺ ہے اور زمین پر محمد ﷺ ہے۔

اگر میں انہیں نہ پیدا کرتا تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔

۵۔ روایت ہے کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کا بیان ہے۔

کہ ان کے والد عبدالمطلب نے انہیں بتایا کہ ایک دفعہ میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ ایک درخت اُگا اور اس کی چوٹی آسمان تک پہنچ گئی اور اس کی شاخیں مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں۔ اسی کے ساتھ میں نے ایک نور دیکھا جو سورج سے ستر گنا بڑا تھا۔ تمام عرب و عجم اس نور کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ کبھی یہ نور چھپ جاتا اور کبھی پوری آب و تاب کے ساتھ پھر جلوہ گر ہو جاتا میں نے قریش کے کچھ لوگوں کو اس درخت کی شاخوں سے لٹکے ہوئے دیکھا اور قریش کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اس درخت کی جڑوں پر کلہاڑا چلانے کا قصد کر رہے ہیں۔ جب وہ اس درخت کے قریب گئے تو ایک خوبصورت وجیہہ نوجوان نمودار ہوا اس نے ان لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ان کی کمریں توڑ ڈالیں۔ میں نے بھی اس درخت کا کچھ حصّہ لینا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ میں نے پوچھا کہ یہ درخت کن لوگوں کے لیے ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ درخت ان لوگوں کے لیے ہے جو اس کی شاخیں پکڑ کر لٹکے ہوئے ہیں اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ خوف اور ہیبت سے میرا جسم لرز رہا تھا۔ میں اسی وقت قریش کی ایک کاہنہ کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنا خواب بیان کیا وہ کہنے لگی اگر یہ خواب سچّا ہے تو تیری صلب (نسل) سے کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور مخلوق خدا اس کی اطاعت کرے گی۔

ایک روایت ہے کہ اس خواب کی بنا پر جناب عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا اسم گرامی محمد ﷺ رکھا۔

(سیرت ابن ہشام)

۲۔ محمد ﷺ (تعریف کے قابل/ سراہے گئے)

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ دنیا کا کوئی فرد نبی پاک ﷺ سے حسن خلق میں برابری نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ اخلاق حمیدہ کے قابل تھے۔

۲۔ حضرت سعد بن ہشام ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بتائیں کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟

انہوں نے فرمایا۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟

Marfat.com

میں نے کہا۔ پڑھتا ہوں۔

فرمایا۔ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (آپ ﷺ کے اخلاق قرآن ہیں)

یعنی جو اخلاق قرآن میں مذکور ہیں وہ سب حضور ﷺ میں موجود تھے۔ (مسلم)

(اور اسی قرآن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قرآن کے عجائبات (علوم و معارف) کبھی ختم ہونے والے نہیں اور یہ بار بار کے تکرار سے کبھی پرانا نہیں ہوگا کہ اس سے دل اکتا جائے)

۲۔ ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں دن جب حضرت عبدالمطلب نے قریش کی دعوت کی تو لوگوں نے نونہال کا نام پوچھا۔ آپ نے جواب دیا۔ میں نے اپنے بچے کا نام 'محمد' رکھا ہے۔ یہ نام سن کر لوگوں کو تعجب ہوا اور عبدالمطلب سے دریافت کیا کہ آپ نے خاندان کی روایت اور روش کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا تو آپ نے جواب دیا۔

"میری آرزو یہ ہے کہ میرے بچے کی ساری دنیا میں تعریف کی جائے۔"

۴۔ الرائے:

ا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ا۔ آج بھی وہ لاکھوں کروڑوں بچے اس مقدس و مقبول ترین نام "محمد" کی مختلف صورتوں سے موسوم کیے جاتے ہیں جو دین اسلام میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہی دین اسلام جسے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے اس فرزند عظیم نے قائم کرنا اور ساری دنیا میں پھیلانا تھا۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

(R . V . C Bodley — The Messenger)

۲۔ محمد ﷺ (تعریف کیے گئے/ سراہے گئے)

ا۔ محمد ﷺ کے دین اور ان کی تعلیمات کو کن الفاظ میں سراہا جا سکتا ہے۔ حقیقی انقلاب جو ذہن بدل دے، دل بدل دے اس کی تعریف کیسے ممکن ہے۔ (ای۔ بلائیڈن)

(E - Blyden — Christianity , Islam and the Negro Race, 1969)

۲۔ محمد ﷺ وہ ہستی، جن کے شایانِ شان احترام کے لیے دنیا کی کسی زبان میں الفاظ مل ہی نہیں سکتے آپ ﷺ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ بہترین شہری، بندۂ دلنواز، اعلیٰ درجہ کا لیڈر، صاحب فکر، اوّل درجے کا خطیب، صاحب کردار، زبردست کمانڈر، بہترین ساتھی، عظیم فرزند، بے مثال بیٹا اور باپ، صف اوّل کا قانون ساز، دلوں کا فاتح، دماغوں کا حکمران پھر بھی خود کو صرف بشر کہتا ہے۔

(تھامس کارلائل — Thomas Carlyle)

("On Heroes, Hero wership and the Heroic in History")

۳۔ تاریخ انسانی میں محمد ﷺ کا مقام سب سے بلند اور منفرد ہے۔ (اے گیلیوم)

(A Guillaumm — Islma , 1963)

۴۔ آپ ﷺ کی تعلیم میں بہت سی خوبیاں نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر بے اختیار آپ ﷺ کی تعریف کرنے کو جی چاہتا

Marfat.com

ہے اگر آپ ﷺ کچھ نہ کرتے۔ صرف خدا پرستی اور مساوات کی تعلیم پر اکتفا کرتے تو بہت کچھ تھا اور اتنے پر ہی دنیا ان کے قدموں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتی مگر اب جبکہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں توحید، تقویٰ نیکی، پارسائی، محبت ، روا داری اور عورتوں کے حقوق و آزادی وغیرہ جیسی چیزیں بھی نظر آتی ہیں تو ایسی حالت میں ان کی تعریف سے چشم پوشی کرنا ہٹ دھرمی اور بدترین تعصب ہے۔

(ماسٹر شنکر داس گیانی)

۵۔ ان (محمد ﷺ) سے بڑا انسان، انسانیت نواز، دنیا کبھی پیدا نہیں کر سکے گی۔ (والٹیئر)

(Voltair — phylosophical Dictionary)

۶۔ میں حضرت محمد ﷺ ، پیغمبر اسلام کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کوئی شخص جو حضرت محمد ﷺ پیغمبر اسلام کے حالات زندگی پڑھے وہ آپ ﷺ کے شاندار کارناموں پر خراجِ تحسین کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی از حد مصروف زندگی تھی جو قابل تحسین کارناموں سے لبریز تھی۔

(بو کباؤ نائٹ — بدھ مت کے رہنما)

۷۔ محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت و تکریم ہے۔ (پروفیسر مارگولیتھ — محمد ﷺ اور طلوع اسلام)

(Prof . D . S Margoliouth - Muhammad and the Rise of Islam (2nd Edition)

۸۔ جو کچھ محمد ﷺ نے کر دکھایا۔ اسے سامنے رکھیں تو ہم ان کی عظیم ترین شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں قرآن کی تعلیمات سامنے رکھ لیجئے یا وہ خوبیاں جو سارے عالم میں مسلمہ سمجھی جاتی ہیں۔ محمد ﷺ کی زندگی قرآنی تعلیمات اور مسلمہ آفاقی سچائیوں کا جیتا جاگتا نمونہ تھی اور آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی گفتار اور اعمال کے ذریعے ان حدود سے تجاوز نہیں کیا۔

(ای۔ ڈرمینگھم — E - Dermenghem The life of Mahomet, 1930)

۹۔ میں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مشاہیر کے سوانح حیات کو پڑھنے میں صرف کیا ہے میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ ایک ایسے عظیم انسان ہیں کہ ان کے مقابلے کا انسان روئے زمین کی تاریخ پر نظر نہیں آتا۔ (مسٹر شانتا رام — پروفیسر اندرا کالج بمبئی)

۱۰۔ آپ ﷺ کی صفات حمیدہ ایسی عجیب وغریب ہیں کہ ایک شخص ان کے اعمال کا اندازہ لگانا چاہے تو سخت مشکل میں پڑ جائے گا۔ آپ ﷺ اپنی قوم کی نفرت کا شکار بھی ہوئے ہیں ان سے مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ہاتھوں ہاتھ بھی لیے جاتے ہیں لیکن آپ ﷺ کا خلق عظیم آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتا بچوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اپنے تبسم آمیز رویے سے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں نہایت میٹھی زبان میں بڑے لوگوں سے گفتگو کر کے ان کو مسرور کرتے ہیں نہایت صاف محبت، اعلیٰ درجہ کی سخاوت اور شجاعت مردانہ ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی صفت و ثناء میں منہمک رہیں۔ (سٹینلے لین پول)

(Stanley Lane Pool — Islam 1903)

۱۱۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک کسی نے آپ ﷺ کی طرح اخلاق و مروّت، تہذیب و شائستگی، متانت، سنجیدگی، شرم و حیا، تحمل و برداشت، صبر و شکیب، ایفائے عہد، پابندی عہد، ہمدردی و موانست کا ایسا زبردست اور مؤثر

Marfat.com

ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ مذہبی تاثرات سے قطع نظر جب ہم غور کرتے ہیں تو وہ ہستی محامد و محاسن کا مجموعہ نظر آتی ہے۔

(راجہ رادھا پرشاد۔ بی اے ایل بی)

۱۲۔ محمد ﷺ گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے اور آئندہ ان کا مثال پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔

(ڈاکٹر شیلے)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'محمد' : حروف: ۴

م + ح + م + د =

۴ + ۸ + ۴ + ۴ = ۰ + ۲ ۲ جفت

''محمد' حضور ﷺ کا ذاتی اسم مبارک ہے جو کہ جفت ہے اور باقی تمام اسماء گرامی، صفاتی اسماء گرامی ہیں جو کہ جفت بھی ہیں اور طاق بھی۔

اللہ کے ذاتی نام کا عدد نکالیں تو وہ طاق ہے مثلاً

ا + ل + ل + ہ =

۱ + ۳ + ۳ + ۵ = ۲ + ۱ = ۳ طاق

اللہ تعالیٰ کے بھی باقی تمام اسماء الحسنیٰ صفاتی ہیں جو جفت بھی ہیں اور طاق بھی لیکن ذاتی نام کا عدد 'طاق' ہے۔

اور قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ٥ (۳۔الفجر)

ترجمہ: ''اور جفت اور طاق کی قسم۔''

یہاں جفت سے مراد حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے جن کے لیے یہ کائنات تخلیق ہوئی اور 'طاق' اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو واحد ہے۔ تنہا ہے اور اسی اکیلے نے کائنات کا یہ سارا نظام تشکیل دیا۔

جفت اور طاق کی قسم اس لیے کھائی گئی کہ دونوں ہستیاں بے عیب، منزہ و پاک ہیں اور صرف پاک و بے عیب ہستیوں کی ہی قسم کھائی جا سکتی ہے۔

یہ کائنات حضور ﷺ کے لیے تخلیق ہوئی۔ اس نقطے کو بابا گورو نانک نے یوں بیان فرمایا ہے۔

''کوئی بھی مکمل عدد لیجئے (اس میں کوئی کسر نہ ہو) اسے '۴' سے ضرب دے کر اس میں '۲' جمع کر لیں اور پھر اسے '۵' سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب کو '۲۰' پر تقسیم کریں اور جو عدد بچ جائے اسے '۹' سے ضرب دے کر اس میں '۲' جمع کر لیں تو جواب '۲' ہی آئے گا جو اسم محمد ﷺ کے حروف کا مجموعہ ہے اسی طرح کائنات کی ہر شے کے مکمل اعداد کا مجموعہ 'محمد ﷺ کے عدد کے برابر آتا ہے اس لیے کہ یہ کائنات محمد ﷺ کے لیے بنائی گئی ہے۔ مثلاً

6 x 4 = → 24 + 2 = → 26 x 5 → 130 ÷ 20 → 10 باقی بچا

10 x 9 = → 90 + 22 = → 9 + 2 = → 1 + 1 = → 2 عدد حاصل ہوا ۲

Marfat.com

خصوصیت عدد۲:

اس عدد کا تعلق قمر سے ہے۔ '۲' زوج ہے اور دوستی کا مظہر ہے۔ جب علم الاعداد کے نقشے پر '۲' کا عدد نمایاں ہوتا نظر آتا ہے تو دل و دماغ پر دوستی کے جذبات کا احساس چھا جاتا ہے اس عدد سے تعلق رکھنے والے افراد نہایت بردباد اور سلجھے ہوئے خیالات کے مالک ہوتے ہیں ان لوگوں کے اندر بڑی اعلیٰ پایہ کی روحانی صفات موجود ہوتی ہیں۔ اس عدد کا حامل اپنی شخصیت سے بچوں، بڑوں اور جانوروں تک کو متاثر کر سکتا ہے ہر شخص یہاں تک کہ جانور بھی فی الفور اس کی تابعداری کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اس شخص کی صفات اور طریقے سب پر غالب رہتے ہیں اس کی زندگی ہر لحاظ سے کامیاب رہتی ہے۔

اسم مبارک 'محمد' عدد '۲' کی صفات کا مظہر:

عدد '۲' کی اوپر بیان کردہ تمام صفات حضور ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔

آپ ﷺ کی بلند پایہ روحانی صفات سے کس کو انکار ہے۔ آپ ﷺ تو اللہ کی ذات کا پرتو ہیں اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام کائنات کی ناطقہ و غیر ناطقہ مخلوق کے لیے محبت، مؤدت شفقت، رحمدلی اور مہربانی کا سرچشمہ تھی۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس تمام مخلوقات کے لیے تسکین قلب و روح تھی۔ کتب سیر میں مذکور ہے کہ بارہا جانور آپ ﷺ کے سامنے سر جھکا دیتے تھے اور اپنی تکالیف و شکایات بیان کرتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر ان کا غمگسار مددگار اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

آپ ﷺ کی بردباری، دوستی، محبت، ہمدردی و شفقت اور مددگارانہ صلاحیتوں نے سب کو آپ ﷺ کا مطیع بنا دیا۔

دوست و دشمن سب آپ ﷺ کے معترف ہو گئے اور خراج تحسین کا یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے اور قیامت تک رہے گا کیونکہ اللہ نے اپنے محبوب کا ذکر اس طرح بلند کیا ہے کہ اس ذکر میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے آپ ﷺ اپنے مقصد حیات میں جس احسن طریقے سے کامیاب ہوئے وہ دنیائے عالم کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ صرف اپنے چند احباب کے ساتھ کلمہ حق کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اٹھے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے عرب و عجم آپ ﷺ کا مطیع اور ہم نوا ہو گیا۔

عدد۲ کی خصوصیت، ''اس شخص کی صفات اور طریقے سب پر غالب رہیں گے'' دنیا کی پوری تاریخ میں سے کوئی بھی انسان ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جو اپنی ہستی و صفات میں اس قدر کامل ہو اور اس کا سب سے بڑا ثبوت 'دی ہنڈرڈ' میں آپ ﷺ کا سرفہرست ہونا ہے۔ نیز تاریخ انسانی میں تمام بلند پایہ افکار و خیالات کے حامل افراد بھی کسی نہ کسی انداز سے آپ ﷺ کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتے آرہے ہیں جن کا تعلق نہ صرف اسلام سے ہے بلکہ دوسرے مذاہب عالم سے بھی ہے اور جب وہ تعصب سے مبرا نظر سے جائزہ لیتے ہیں تو سب آپ ﷺ کی بلند پایہ ہستی کے سامنے گھٹنے ٹیکتے نظر آتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت کا نجات دہندہ اور خیر خواہ انہیں کہیں نظر نہیں آتا۔ اس کا ثبوت آپ کی سیرت طیبہ پر بے شمار کتب کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہے۔ پوری دنیا میں ہر زمانے اور ہر صدی میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق جاری و ساری ہے اور ہر تحقیق کا حتمی نتیجہ آپ ﷺ کی سربلند ذات کو زبردست خراج تحسین

Marfat.com

ہے کیونکہ آپ ﷺ جیسی بلند پایہ، عظمتوں کی حامل ہستی کو بھر پور خراج تحسین خوبصورت الفاظ کے پھولوں کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

٦۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد ایک ایک سو مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے سے دل نیکی کی طرف راغب ہو گا اور برائی سے چھٹکارا مل جائے گا۔

۲۔ جو کوئی غربت و مفلسی کا شکار ہو وہ روزانہ بلا ناغہ باوضو حالت میں ۴۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر دعا مانگے تو وہ غنی ہو جائے گا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۲۔ سَیِّدُنَا اَحْمَدُ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ ط

مفہوم: سب سے زیادہ اللہ کی حمد وتعریف کرنے والے

ا۔ تفصیل مفہوم:

احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنی میں استعمال ہوسکتا ہے۔

ا۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہیں 'احمد الحامدین لربه' یعنی تمام تعریف کرنے والوں میں اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی جتنی تعریف کی ہے کسی اور نے نہیں کی۔

۲۔ دوسری صورت میں اس کے معنی ہیں 'احق الناس واولی هم بان یحمد' تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تعریف کے قابل اور ثناء کا مستحق۔

۳۔ صحیحین میں ہے کہ محشر میں جب شفاعت کے لیے آپ ﷺ تشریف لے جائیں گے تو آپ ﷺ پر خدا کی حمد و ثناء کا دروازہ کھول دیا جائے گا جو اس سے پہلے کسی پر نہیں کھولا گیا تھا۔ پس سب انبیاء حماد ہیں اور ان حمادون میں آپ ﷺ احمد ہیں۔

۴۔ امام ابن القیمؒ نے کتاب 'جلاء الافہام' میں تحریر کیا ہے کہ علماء کے ایک گروہ کا قول ہے اور ان میں ابو القاسم سہیلی وغیرہ ہیں کہ آپ ﷺ کا اسم مبارک احمد ﷺ پہلے رکھا گیا اور اسم مبارک 'محمد ﷺ' بعد میں رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحؑ کی بشارت میں حضور ﷺ کا اسم مبارک 'احمد ﷺ' واقع ہوا ہے۔

۵۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پہلے احمد ﷺ تھے پھر محمد ﷺ ہوئے کیونکہ سب سے پہلے آپ ﷺ نے خدا کی تعریف کی پھر آپ ﷺ کے بعد مخلوق نے آپ ﷺ کی تعریف کی۔ اسی طرح محشر میں سب سے پہلے آپ ﷺ خدا کی حمد کریں گے۔ جب آپ ﷺ کی سفارش سے حساب شروع ہو جائے گا پھر اہل محشر آپ ﷺ کی حمد کریں گے۔ اس لیے آپ ﷺ پہلے احمد ﷺ ہیں اور بعد میں محمد ﷺ بلحاظ وجود بھی آپ ﷺ پہلے احمد ﷺ ہیں اور بعد میں محمد ﷺ۔ (فتح الباری)

۷۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے۔ کھانے پینے کے بعد، سفر ختم کرنے کے بعد ہم خدا کی حمد کرتے ہیں۔ اس طرح جب دنیا کا طویل سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو خدا کی حمد کریں گے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

اس دستور کے مطابق جب سلسلۂ رسالت ختم ہو تو یہاں بھی آخر میں خدا کی حمد ہو۔ اس لیے جو نبی سب سے آخر میں ہو اُن کا نام 'احمد' رکھا گیا۔

۲۔ محمد ﷺ و احمد ﷺ میں مماثلت:

محمد ﷺ اور احمد ﷺ کا مادہ ایک ہی ہے۔ ح۔م۔د

احمد کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ کسی کے اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ، کمالات جمیلہ اور فضائل و محاسن کو محبت، عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کرنا۔ اسم فاعل کی صورت میں اس سے مراد ہے مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرنے والا اور اسم مفعول کی صورت میں اس کے معنی ہیں سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ جس طرح آپ ﷺ کی ذات مبارکہ بے نظیر تھی۔ آپ ﷺ کے یہ اسماء بھی بے مثل تھے۔

۳۔ القرآن، (احمد ﷺ)

۱۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط .... (۶۔الصف)

ترجمہ: اور جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا رسول آیا ہوں اور جو کتاب مجھ سے پہلے آچکی ہے یعنی تورات، اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئے گا جن کا نام احمد ﷺ ہوگا، ان کی بشارت سناتا ہوں۔

۱۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ط (۸۔المزمل)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

۲۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (۷) وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (۸) (۸۔الم نشرح)

ترجمہ: اے محمد ﷺ جب تجھے فرصت ملے تو عبادت میں محنت کیا کرو ۝ اور اپنے رب سے دل لگاؤ ۝

۳۔ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (۲) اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی (۳) (۳۔طٰہٰ)

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نہیں اتارا (کثرت عبادت) کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ۝ یہ تو نصیحت ہے اس کے لیے جو ڈر رکھتا ہو۔

۴۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا (۲) نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا (۳) (۳۔المزمل)

ترجمہ: رات کو قیام کرو مگر تھوڑی سی رات ۝ یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم ۝

۴۔ الحدیث: (احمد ﷺ)

۱۔ حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے ایک بار اپنے کلام میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد ﷺ کا منکر ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کر دوں گا خواہ وہ کوئی ہو۔ موسیٰؑ نے عرض کیا۔ احمد ﷺ کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ اے موسیٰؑ! قسم ہے مجھے اپنی

Marfat.com

عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ سال پہلے لکھا تھا۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد ﷺ اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جائیں۔

۲۔ حضرت کعبؓ الاحبار سے حضور ﷺ کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون منقول ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی صفت میں فرمایا: میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا لباس اور تقویٰ کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کا لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کی طبیعت اور عفو و کرم کو ان کی عادت اور عدل کو ان کی سیرت اور اظہار حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا۔ ''احمد ﷺ'' ان کا نام ہے۔ خلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمنامی کے بعد رفعت و منزلت عطا کروں گا اور انہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرقے کے بعد محبت عنایت کروں گا۔ انہیں کی بدولت مختلف قبائل کو غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والوں میں الفت پیدا کروں گا اور ان کی امت کو تمام امتوں سے بہتر کروں گا۔

۳۔ حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے علماء رسول پاک ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کی تمام علامات بیان کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جب سرخ رنگ کا ستارہ طلوع ہوا تو بتلایا کہ یہ آپ ﷺ کے ظہور کی علامت ہے یقیناً آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک 'احمد' اور آپ ﷺ کی ہجرت گاہ کا نام 'یثرب' ہے۔ مگر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان ہی یہود نے آپ ﷺ سے حسد کیا اور آپ ﷺ کا انکار کیا اور کافر بن گئے۔

۴۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت آپ ﷺ کی ولادت کے وقت سات آٹھ سال کے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے اتنا شعور تھا کہ بات کو سمجھ لیتا تھا ایک دن ایک یہودی نے صبح کے وقت چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ کہنے لگا۔ ''اے یہودیو! ادھر آؤ، میری بات سنو'' اس کی آواز پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ لوگ اس سے پوچھنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا اور کیوں چیخ رہا ہے؟ وہ کہنے لگا۔ اے گروہ یہود! احمد مجتبیٰ ﷺ کا ستارہ آج طلوع ہوا ہے وہ آج کی شب پیدا ہوں گے۔ (سیرت ابن ہشام)

۲۔ (سب سے زیادہ اللہ کی تعریف کرنے والے)

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان کا بیان ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو رات کے ایک حصے میں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ یوں پڑھتے تھے۔ اللہ اکبر (تین بار) ذوالملک والجبروت والکبریاء والعظمة پھر دعائے استفتاح پڑھتے تھے بعد ازاں آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ پڑھ کر رکوع کیا۔ آپ ﷺ کا رکوع طوالت میں مانند قیام کے تھا اور اس میں سبحان ربی العظیم پڑھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ ﷺ کا قومہ مانند قیام کے تھا اور آپ ﷺ اس میں لربی الحمد پڑھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور سجدہ مانند قومہ کے تھا۔ سجدہ میں آپ ﷺ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر

Marfat.com

اٹھایا۔ دو سجدوں کے درمیان مانند سجدہ کے بیٹھتے تھے اور رب اغفرلی، رب اغفرلی پڑھتے تھے اس طرح آپ ﷺ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۃ البقر، سورۃ آل عمران، سورۃ النسآء و سورۃ المآئدۃ یا سورۃ الانعام ختم کیں۔
(بخاری)

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہر لحہ اور ہر لحظہ خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔
(ابوداؤد)

الرائے:

ا۔ نبی عربی ﷺ نے بتوں، انسانوں اور اجرام سماوی کی پرستش کو اس بصیرت افروز دلیل کی بنا پر رد کر دیا کہ جو طلوع ہوتا ہے وہ غروب بھی ہوتا ہے جو پیدا ہوتا ہے وہ مرتا بھی ہے آپ ﷺ کے دینی جوش اور ولولے نے جو یکسر مبنی علی البصیرت تھا خالق کائنات کی صورت میں اس لا انتہا ذات کا اقرار کر کے اسے مرکز حمد و ستائش قرار دیا جو صورت اور مکان کی بہت بلند اور اولاد کی نسبتوں سے بالاتر ہے۔" (گبن۔ انحطاط و زوال سلطنت روما)

(Gibbon- Rise, Decline and Fall of the Roman Empire, v.s - 1962)

۲۔ محمد ﷺ کی زندگی پر اک نگاہ ڈالیے اور اس کے ساتھ ساتھ ان سے پہلے پیغمبروں کی زندگی بھی پیش نظر رکھیں...... اپنی اپنی جگہ قابل احترام ہونے کے باوجود ان سب پیغمبروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے کثرت عبادت و اطاعت خداوندی میں محمد ﷺ جیسی مثال قائم کی ہو۔ (پروفیسر مارگولیتھ)

۳۔ محمد ﷺ ہر لحاظ سے کروم ویل اور مربیو (Mirabeau) سے عظیم تر تھے۔ آپ ﷺ کے وجود کا واحد اور حتمی مقصد خدا کی عبادت اور ان کے مذہب کو قائم کرنا تھا۔
(اے۔جی۔ لیونارڈ)

(A. G - Leonard - Islaın , 19091)

۶۔ الاعداد:

اسم مبارک 'احمد' : حروف : ۴

ا + ح + م + د =

۱ + ۸ + ۴۰ + ۴ = ۵۳ = ۵ + ۳ = ۸

خصوصیات عدد ۸:

اس نمبر پر زحل کی حکومت ہے جو انصرام و انتظام کا نشان ہے۔ مشرقی ماہرین اسے ایک طاقتور عدد تسلیم کرتے ہیں۔ اس عدد کا حامل نہایت محنتی ہوتا ہے کیونکہ یہ انتہائی جدوجہد اور مشکلات کا عدد ہے اور یہ بھی خوبی اس میں موجود ہے کہ ایسے افراد کو ایک لمبی اور طویل کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

وہ اپنی محنت کا پھل پاتا ہے اور خوب اچھی طرح پاتا ہے اور پھر وہی چیز اسے معزز اور قابل تعظیم بنا سکتی ہے۔

اسم مبارک 'احمد' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

اس عدد کی یہ خصوصیات انتہائی جدوجہد، لگاتار محنت، کوشش اور مشکلات کا سامنا، سب حضور ﷺ کی ذات پاک میں موجود تھیں کہ جب آپ ﷺ کو اللہ پاک کی طرف سے عبادت کا حکم ملا (۸۔ المزمل) تو آپ ﷺ ساری ساری رات

Marfat.com

اتنی عبادت (قیام، رکوع، سجود اور تلاوت) فرماتے کہ پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ اس قدر شد و مد سے تسبیح وعبادت میں مصروف رہتے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرمانا پڑا ''کہ رات کو قیام کرو مگر تھوڑی سی رات، نصف رات یا اس سے کچھ کم'' (۳۔ المزمل) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو کام بھی سرانجام دینے کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنی انتہائی جدوجہد اور انتہائی سخت مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے انتہائی بہترین صورت میں انہیں سرانجام دے کر ایسی اعلیٰ و بہترین مثالیں قائم کیں کہ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے آپ ﷺ بہترین نمونہ قرار پائے ایسا بہترین نمونہ و مثال جس کی تلاش میں انسانیت کو نہ بھٹکنا پڑے گا، نہ ہی منتظر رہنا ہوگا۔ آپ ﷺ کی اسی جدوجہد ریاضت محنت وعبادت کا ثمر ہے کہ قیامت تک زمانہ آپ ﷺ کی ہستی کا معترف ہوگیا۔ ایسی عظیم کامیابی جو کسی اور انسان کی قسمت میں نہیں لکھی گئی اور آپ ﷺ کی اس عظیم جدوجہد کا سب سے بڑا قدردان خود اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن میں فرمایا ہے ''بے شک آپ ﷺ کے لیے بے انتہا اجر ہے۔'' (القلم)

۷۔ الفضائل:

۱۔ باوضو حالت میں ایک ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے سے ذہنی پریشانی دور ہو جائے گی۔ جو شخص ہر روز ۱۰۰ مرتبہ پڑھے تو خلقت اس کی مطیع ہو جائے گی۔

۲۔ باوضو حالت میں ۳۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر بارگاہ ایزدی میں دعا مانگنے کے بعد جس کے پاس کسی کام کی غرض سے جائے وہ کام ہو جائے گا۔

Marfat.com

۳۔ سَیِّدُنَا حَامِدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحَامِدِیْنَ ط

مفہوم: سراہنے والے، سب سے زیادہ پروردگار کی تعریف وتسبیح بیان کرنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (۳۹) وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۴۰)۔ ق

ترجمہ: اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پرودگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو o اور رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس کے نام کی تنزیہہ کیا کرو۔

۲۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (۹۸) وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (۹۹) الحجر

ترجمہ: پس اپنے پروردگار کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں ہوجاؤ o اور مرتے دم تک اپنے پروردگار کی عبادت میں رہو o

۳۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (۷۴) الواقعة

ترجمہ: پس اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کرو۔

۴۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا (۲۶)۔ الدھر

ترجمہ: اور رات کو بڑی دیر اس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

۲۔ الحدیث: (حامد ﷺ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن جب لوگ سفارش کے لیے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے تو ہر نبی کہے گا کہ میری کیا مجال ہے کہ میں پروردگار کی بارگاہ میں جاؤں۔ حضرت عیسیٰؑ لوگوں سے فرمائیں گے کہ میں اس جگہ نہیں جا سکتا لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے

Marfat.com

ہیں وہ تمہاری سفارش کر سکتے ہیں وہ میرے پاس آئیں گے اور میں رب العزت سے اجازت طلب کروں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی۔ جب میں پروردگار کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ جتنی مدت چاہے گا مجھے سجدے کی حالت میں رکھے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اے محمد ﷺ ! سر اٹھایئے اور کہیے آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی اور جو مانگیں گے وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول ہوگی۔ پھر میں 'حامد' بن کر پروردگار کی وہ تعریفیں کروں گا جو میرا پروردگار مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا میرے لیے ایک حد مقرر ہوگی میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔'' (بخاری)

سب سے زیادہ اللہ کی تعریف و تسبیح کرنے والے:

۱۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

کہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا۔ اے نبی ﷺ ! اگر تم چاہو تو تمہارے لیے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کی نہیں پروردگار ! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں۔ تیرے حضور گریہ زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں تو دل کی گہرائی سے تیرا شکر ادا کروں اور تیری تعریف و تسبیح کروں۔ (مدارج النبوۃ)

۲۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۲۵) وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (۲۶) الدهر

ترجمہ: اور صبح و شام خدا کا نام لیا کرو ٥ اور رات کے وقت دیر تک خدا کے آگے سجدہ کیا کرو اور اس کی تسبیح بیان کرو۔

آپ ﷺ اور اکثر صحابہؓ کا ایک سال تک اسی پر عمل رہا۔ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر ایک سال کے بعد اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور یہ حکم ہوا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ط............ (۲۰)۔ المزمل)

ترجمہ: بے شک آپ ﷺ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ آپ ﷺ رات کو کھڑے رہتے ہیں۔ قریب دو تہائی یا آدھی رات یا تہائی رات اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کا ایک گروہ بھی۔

۳۔ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو کچھ دیر سوتے، پھر کچھ دیر اٹھ کر نماز میں مصروف ہو جاتے، پھر سو جاتے۔ پھر اٹھ بیٹھتے اور نماز ادا کرتے۔ غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔

۴۔ ربیعہ بن کعب اسلمی رات کو آپ ﷺ کے آستانہ پر پہرہ دیتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تسبیح و تہلیل کی آواز سنتے سنتے میں تھک جاتا تھا اور مجھے نیند آ جاتی تھیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

۵۔ جب سورۃ النصر نازل ہوئی جس میں تسبیح و تحمید کا بیان ہے تو امہات المومنین کا بیان ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں زبان مبارک پر تسبیح و تہلیل جاری رہتی تھی۔ (ابن سعد)

Marfat.com

۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کبھی پوری رات آنحضور ﷺ کھڑے رہتے۔ سورۂ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء (قرآن کی سب سے بڑی سورتیں ہیں) پڑھتے۔ جب کوئی خوف اور خشیت کی آیت آتی۔ خدا سے دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے۔ کوئی رحمت اور بشارت کی آیت آتی تو اس کے حصول کی دعا مانگتے۔ (بخاری)

۷۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہوئے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت کھانا بھی تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری)

۸۔ آنحضرت ﷺ تمام احیان میں (کھڑے ہو کر، بیٹھے ہوئے، کروٹ پر لیٹے ہوئے) اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ (مسلم)

۳۔ الرائے:

۱۔ پھیلتی ہوئی ریاست کے انتظام و دیکھ بھال، اس کے بے شمار فرائض، جس کے صرف آپ ﷺ تنہا ہی رہنما تھے یہ آپ ﷺ کی زبردست طاقت قوت اور ذہنی بصارت کی وجہ سے ممکن ہوا کہ آپ ﷺ کسی سے مغلوب نہ ہوئے۔ ان تمام باتوں سے آپ ﷺ کے روحانی جوش و خروش، خدا سے بے پناہ عقیدت اور اپنے مقصد سے محبت میں فرق نہ آیا۔ اپنی حکمرانی کے اتنے سالوں بعد بھی وہ مکمل سچ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔
''میری سب سے بڑی خوشی (سکون) عبادت میں ہے۔'' (ڈرے کاٹ)

(G . M Dray cott Mahomet, 1916)

۲۔ آنحضرت ﷺ اکثر خاموش رہنے والے بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے، لغویات سے دور، بہترین عقل اور بہترین رائے والے تھے۔ (فرنچ پروفیسر سیڈیو)

۳۔ آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر یہ پیغام دیا ہے کہ آخرت میں ہر شخص کے الفاظ و خیالات کا ہی نہیں، بلکہ ہر چھوٹے بڑے عمل حتیٰ کہ نظر کا بھی محاسبہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے وضاحت سے فرمایا ہے کہ ہر مومن کا فرض عین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور خدا تعالیٰ کو ہمہ وقت ہمہ جا موجود جان کر اس کے سامنے ادب سے چلے۔ (جے۔ ڈبلیو۔ ایچ سٹوبارٹ J . W . H . Stobart)

۴۔ محمد ﷺ نے دین اسلام کی بنیاد عبادت اور تہذیب نفس پر رکھی۔ کل تعلیمات کا قدر مشترک یہی ہے کہ نفس کو مغلوب اور مہذب بنایا جائے پیغمبر اسلامؐ نے لوگوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اپنے کل ارادوں کو خدائے قدوس کی مشیت پر چھوڑ دیں۔ (فرانس کا مشہور فلسفی فالیسٹر)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حامد' : حروف: ۴

ح + ا + م + د =

۸ + ۱ + ۴ + ۴ = ۷ + ۱ = ۸

Marfat.com

خصوصیّت عدد ۸:

اس عدد کا حامل زندگی کی اسٹیج پر اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کے لیے وہ انتہائی جدوجہد اور مسلسل کوشش کرتا ہے۔ نیز ایسے شخص کے جذبات میں بھی بہت شدت ہوتی ہے۔ اس نمبر کا حامل دنیاوی سرگرمیوں میں بھر پور حصّہ لیتا ہے اور اگر اس کے جذبات مذہبی و روحانی ہیں تو ان میں بھی یہ بہت شدید ہوتا ہے اور بالآخر انہی جذبات کی وجہ سے وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے یہ نمبر بلاشبہ قابل عزت لوگوں کا نمبر ہے۔

اسم مبارک 'حامد' عدد ۸ کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک 'احمد ﷺ' اور اسم مبارک 'حامد ﷺ' دونوں کے مفہوم اور اعداد ایک جیسے ہیں۔

اسم 'حامد' بھی آپ ﷺ کی عبادت میں جہد مسلسل کو ظاہر کرتا ہے اور آپ ﷺ نے زندگی کی اسٹیج پر سب سے اہم کردار ادا کیا کیونکہ دنیا کا یہ اسٹیج ہی آپ ﷺ کے لیے بنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دنیاوی سرگرمیاں اور تمام دوسرے معاملات بھی بھر پور طریقے سے سرانجام دیئے کہ زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نظر نہیں آتا جس پر آپ ﷺ نے عمل نہ کر کے دکھایا ہو اور انسانیت کے لیے ایک بھر پور نمونہ نہ چھوڑا ہو یہی وجہ ہے کہ دوسرے انبیاء کے مقابلے میں آپ ﷺ کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت نے وہ اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا ہے کہ نہ صرف مسلم دنیا بلکہ غیر مسلم دنیا بھی قیامت تک آپ ﷺ کی معترف ہوگئی ہے اور اس زبردست کامیابی نے آپ ﷺ کو وہ قابل عزت مقام دلایا ہے جو دنیا میں نہ کسی اور کو نصیب ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہوگا۔"

۵۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ ۱۰۰ مرتبہ باوضو حالت میں اس اسم مبارک کا ورد کرنے والا لوگوں کی نگاہوں میں معزز ہوگا۔

۲۔ ہر نماز کے بعد بکثرت اس اسم پاک کو پڑھنے والے کے رزق میں خوب خیر و برکت ہوگی اور کاروباری پریشانیاں دور ہوں گی۔ اس کا پڑھنے والا ہمیشہ خوش رہتا ہے اور قیامت کے دن تعریف کرنے والوں میں اس کا حشر ہوگا۔

Marfat.com

۴۔ سَیِّدُنَا مَحْمُوْدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَحْمُوْدِ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ ط

مفہوم: سراہے گئے، تعریف کیے گئے، پسندیدہ۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ”جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ مخلوقات کو پیدا کرے اور موجودات کو وجود میں لائے تو اپنی عزت وجلال کے نور سے ایک نور پھیلایا اس کی ضیاء سے ایک لو چمک کر بلند ہوئی اور ایک صورت میں اکٹھا ہونے لگی۔ اس میں رسول پاک ﷺ کی صورت تھی۔ پس اللہ نے فرمایا کہ تم برگزیدہ اور منتخب ہو اور تم ہی میں دوسرے انوار ودیعت ہیں۔ تمہاری ہی بنا پر پہاڑوں کو قائم کیا۔ آسمانوں کو بلند کیا اور پانی جاری کیا۔ عالمین کو قائم کیا جو پانی کی موج کے جھاگ تھے اور دھوئیں کو بلند کیا اور عرش کو پانی پر قائم کیا پھر مختلف قسم کے ملائکہ کو ایسے انوار سے خلق فرمایا جو بالکل نئی ایجاد تھے اس کے بعد مخلوقات کو پیدا کیا۔ (نہج الاسرار)

آپ ﷺ کے اس روحانی مقام و مرتبے کو صوفیائے کرام حقیقت محمدی ﷺ، مقام محمد ﷺ، مقام محمود ﷺ نور محمدی ﷺ، اور قابِ قوسین کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

۲۔ تجلیات کا نزول، حقیقت میں اللہ وحدہٗ لاشریک کے ذہن کی روشنیاں ہیں۔ یہ روشنیاں کائنات میں مخلوق کسی بھی طرح برداشت نہیں کر سکتی اس لیے کہ کسی مخلوق میں براہ راست روشنیوں کو قبول کرنے کی سکت اور طاقت نہیں اللہ تعالیٰ نے ان روشنیوں یا تجلیات کی ناقابل برداشت توانائی کو ہلکا کرنے کے لیے مقامِ محمود کا تعین کیا اور مقام محمود میں اپنے محبوب ﷺ کو اپنے اور تخلیقات کے درمیان میڈیا بنایا۔ (بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۳۔ شیخ اکبر محی الدین عربی مقام محمود کی حقیقت و خصوصیت یوں بیان کرتے ہیں ”کہ شفیع المذنبین رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے وارثوں کو حمد کے سات جھنڈے بروز قیامت عطا کیے جائیں گے۔ ان جھنڈوں میں منقوش اسمائے حسنیٰ کے ساتھ آپ ﷺ مقام محمود میں کھڑے ہو کر رب ذوالجلال کی شان میں حمد و ثناء کریں گے اور ہر اسم میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے خواستگار ہوں گے۔ شیخ اکبر کے مطابق ان اسماء کی تعداد سولہ سو چونسٹھ ہے جن کی معرفت آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو بروزِ قیامت الہام نہیں کی جائے گی۔

شیخ صاحب کے مطابق 'لواء الحمد' تو محامد و محاسن کا مکمل اور کامل۔ ارفع و اعلیٰ مرتبہ ہے اس کا نام 'لواء الحمد' اسی

Marfat.com

لیے ہے کہ یہ ہر نوع کے محامد کی جامع ہے اس لیے اس کے باعث ہر حمد کرنے والے کی بھی حمد بیان کی جائے گی۔ (فتوحات مکیہ)

۲۔ القرآن۔ محمود:

۱۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۷۹)۔ بنی اسرائیل

ترجمہ: قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۔

۲۔ محمود۔ (پسندیدہ)

۱۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (۳)۔ القلم

ترجمہ: اور بے شک آپ ﷺ کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

۲۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (۴)۔ الضحی

ترجمہ: اور آخرت تمہارے لیے پہلی حالت یعنی دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

۳۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱)۔ الکوثر

ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی۔

عربی لغت میں 'کوثر' کثرۃ سے ماخوذ ہے اور اسی مناسبت سے اس کے معنی خیر کثیر لیے جاتے ہیں۔

۱۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس تابعی حضرت سعید ؒ بن جبیر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ یہ خیر کثیر کی ایک قسم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں جہانوں میں اتنی بھلائیاں عطا فرمائیں ہیں کہ ان کی کثرت کی کوئی حد نہیں۔

۲۔ حضرت عکرمہؓ کے نزدیک 'کوثر' سے مراد نبوت ہے۔

۳۔ حضرت حسن بصریؒ کا خیال ہے کہ اس سے مراد 'قرآن' ہے۔

۴۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ کوثر کسی ایک چیز کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام صفات کمال کو اس میں شامل کیا گیا ہے اور خیر کثیر تمام معانی میں شامل ہے۔

۵۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے کوثر کا ترجمہ بے شمار خوبیاں لیا ہے۔

۶۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں۔ 'کوثر' میں ہر خیر کثیر داخل ہے اور اس خیر میں مراتب قرب و درجات عالی سے لے کر بقائے دین اور ترقی اسلام سب کچھ شامل ہے جو بذات خود موجب کثرت ہے۔

۷۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ نے اس کی تشریح یوں کی ہے "اللہ نے آپ ﷺ کو فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا ہے حسن ظاہر، حسن باطن، نسب عالی، نبوت، کتاب وحکمت، شفاعت، حوض، کثرت فتوح، نعمتیں اور جن کی کوئی حد نہیں، یہ سب کوثر میں شامل ہیں۔

Marfat.com

۳۔ الحدیث:

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے (بعد انشقاق الارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجھ کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اس مقام پر کھڑا نہ ہوگا۔ (آپ ﷺ کو اس مقام پر دیکھ کر سب اگلے اور پچھلے رشک کریں گے) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی مقام محمود ہے جہاں سے میں اپنی اُمت کی سفارش کروں گا۔

۲۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز ہر امت اپنے اپنے پیغمبر کے پیچھے چلے گی اور کہے گی کہ اے وہ! خدا کی درگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے یہاں تک کہ معاملہ حضور ﷺ تک پہنچے گا۔ یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود میں اٹھائے گا۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا کرو۔ فرمایا وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے۔ صرف ایک آدمی ہی اس کو حاصل کر سکے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی)

۴۔ آپ ﷺ نے حوض کوثر کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک نہر جنت ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے۔ (مسلم، احمد)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ جنت کی ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (متفق علیہ)

۶۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ میں جنت سے گزرا ناگہاں میرا گزرا ایک نہر پر سے ہوا جس کے کنارے اندر سے خالی موتیوں کے بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے جبرائیلؑ یہ کیا ہے انہوں نے کہا۔ یہ حوض کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا کیا ہے اور اس کی مٹی مشک سے تیز خوشبودار ہے۔ (بخاری)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے حوض کی مسافت ایک مہینہ کی ہے (یعنی وہ اس قدر طویل و عریض ہے کہ ایک جانب سے دوسری جانب تک جانے کے لیے مہینہ درکار ہے) اور اس کے زاویے (گوشے) بالکل برابر نہیں (یعنی مربع ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے اور اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح حسین و چمکدار ہیں۔ اور بے شمار ہیں۔ جو اس کا پانی پیئے گا کبھی پیاس میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہ میں مقام محمود پر کھڑا ہونے والا ہوں آپ ﷺ سے پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ وہ دن ہوگا کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کرسی پر اترے گا اور میرا مقام عرش کے دائیں جانب ہوگا جہاں میں اپنی امت کے لیے سفارش کروں گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا۔ آپ ﷺ کے لیے شفاعت کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے۔ فرمایا، ''میری شفاعت اس شخص کے لیے ہے جو خالصتاً اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے

Marfat.com

سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو۔ (کتاب الشفاء)

۴۔الرائے:

۱۔ انصاف کا دن یوم قیامت 'یوم الدین' کون سا دل ہے جس میں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی آرزوئیں کروٹ نہ لیتی ہوں۔ ۱۹ ویں صدی کے وسط میں برطانیہ کا ایک آدمی ساٹھ برس کی زندگی پا لینے کی امید کر سکتا ہے جب یہ ساٹھ برس گزر جاتے ہیں تو کیا وہ زندگی ایک دو دن کی محسوس نہیں ہوتی۔ مایوسی اور نا امیدی کی اس صورت حال میں محسن انسانیت محمد ﷺ کا پیغام ہمیں حیات جاوداں کا مژدہ سناتا ہے یہ حسین ترین سچائیوں میں سے ایک سچائی ہے۔

سوال اٹھتا ہے کہ بندے کا انجام کیسا ہے؟

اللہ کا پیغمبر فلسفیوں کی طرح فائدے اور گھاٹے ، اچھائی و برائی، نیکی و بدی کے کھاتے کھول کر نہیں بیٹھ جاتا وہ سیدھی بات سکھاتا ہے۔ پھر اگر تمہاری بھلائیوں کا وزن میزان خداوندی پر نکل آیا تو تم پاس ہو گئے ۔فوز وفلاح پا گئے۔ حیات بعد حیات میں آگے بڑھنے کے لائق ہو گئے آپ ﷺ جو تعلیم پیش کرتے ہیں اس میں دنیا اور آخرت کی تمام خوشگواریاں شامل ہیں۔ رنگ ، خوشبو، خوشحالی ، بہتی ہوئی شفاف نہریں، قدرت اور انسان کی تمام حسن کاریاں سہانے موسم، لذیذ غذائیں، صفائی ستھرائی، پاک فطرت حسین ساتھی، سجتے ہوئے لباس ، امن و سکون سلام ہی سلام ، نہ کوئی ڈر نہ کوئی خوف۔ (تھامس کارلائل، ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔(سراہے گئے/تعریف کیے گئے)

بہت بڑا مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن ، سپہ سالار، تصورات و اعتقادات کا فاتح، صحیح نظریہ حیات کو علیٰ وجہ البصیرت قائم کرنے کا ذمہ دار اس نظام کا بانی جس میں باطل خدا ذہنوں تک کی دنیا میں جگہ نہ پا سکیں۔ بیس دنیاوی سلطنتوں کا بانی اور ایک روحانی سلطنت کا بانی یہ ہے محمد ﷺ ...... ان تمام معیاروں و پیمانوں کو اپنے ساتھ لے آؤ۔ جس سے انسانی عظمت و بلندی کو ماپا جا سکتا ہے اور اس کے بعد ہمارے اس سوال کا جواب دو کہ کیا دنیا میں اس سے بڑا انسان بھی کوئی ہوا ہے؟ (الفونس الا مارتین)

(Lamartine, French poet, writer, historian & minister)

۳۔ محمد ﷺ انسانی سانچے (وجود) میں خدائی صفات کے مظہر تھے اور اس وجود کے دو نمایاں پہلو ہیں جو مثلث کے آغاز اور انتہا تک ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور یہ شرافت و پاکبازی ہیں۔ شرافت میں سخاوت اور قوت کا عنصر ملا ہوا ہے جبکہ تقویٰ اور پرہیز گاری میں دانشمندی کا تقدس یکجا ہے۔ (شاؤن)

۴۔ حضرت محمد ﷺ جمال کبریائی کی وہ شعاع رنگ و نور ہے جو ایک پیکر انسانی میں جلوہ گر ہو کر ظلمت کدہ جہاں کو رشک صد جہاں بنانے آئی تھی ۔ اور بنا گئی انسانیت کا وہ مظہر اتم جس کی انسانیت کے سامنے فرشتوں کی گردنیں جھک گئیں وہ نادر روزگار ہستی جس کے مافوق الفطرت کمالات کو سمجھنے سے عقل انسانی باوجود اپنی بلند پروازیوں کے یکسر قاصر رہے گی۔ (حکیم پنڈت کرشن کنور دت شرما)

Marfat.com

۵: الاعداد

اسم مبارک 'محمود': حروف : ۵

م + ح + م + و + د =

۴ + ۸ + ۴ + ۶ + ۴ = ۶ + ۲ = ۸

خصوصیّت عدد ۸:

یہ نمبر قابل عزت اور قابل تعظیم لوگوں کا نمبر ہے یہ لوگ مفکرانہ ذہنیت اور بردبارانہ صلاحیتوں سے انسانیت کی مشکلات کا حل سوچتے رہتے ہیں اور اپنے مقصد حیات میں کامیاب ہونا جانتے ہیں۔ لوگ ان کے قول وفعل کے اثرات کی وجہ سے ان کی عزت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ایسے لوگ زیادہ تر اپنی نسبت دوسروں کی بھلائیوں اور خوشیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

اسم مبارک 'محمود' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

جو قدر ومنزلت اور عزت وتکریم حضور پاک ﷺ کو مقام محمود، حوض کوثر، درود وسلام اور لامحدود اجر وثواب کی صورت میں عطا ہوئی ہے دنیا کے کسی اور انسان کو نہیں ملی۔ آپ ﷺ کی حیات مقدسہ جہاں جہد مسلسل کی آئینہ دار ہے وہاں اس حقیقت کو بھی ظاہر کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ سب کچھ انسانیت کے نجات دہندہ کی حیثیت سے کیا۔ انہیں جہنّم کا ایندھن بننے سے بچانے کے لیے آپ ﷺ نے اپنے مشن کی تکمیل میں کیا کچھ صبر وتحمل اور بردباری سے برداشت نہیں کیا اور آپ ﷺ کے مقامات یعنی مقام محمود، دراصل مقام شفاعت ہے جہاں آپ ﷺ اپنی امت کے گنہگاروں کے لیے خداتعالیٰ سے سفارش کریں گے اور 'حوض کوثر' خیر کثیر ہے جن کا فائدہ بھی آپ ﷺ کے امتیوں کو ہوگا۔ درود وسلام کا فائدہ بھی امتیوں کے لیے اجر وثواب حاصل کرنے کی ایک صورت ہے اس طرح آپ ﷺ کی ذات اقدس دنیا اور آخرت میں بھی انتہائی معزز ومحترم اور بے انتہا اجر وثواب کی مستحق ٹھہری۔ دونوں حالتوں میں آپ ﷺ کا وجود انسانیت کے لیے رحمت کا باعث بنا ہے۔ یہ بات قدرے باعث حیرت ہے کہ احمد، حامد ومحمود تینوں پر عدد آٹھ کی حکمرانی ہے۔ یعنی احمد (انتہائی قابل تعظیم آسمانوں پر) حامد (انتہائی محترم زمین پر) محمود (انتہائی ارفع مقام کے حامل بہشت میں) نیز سورۃ الحاقۃ میں ارشاد ہے۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے یعنی وہ آٹھ فرشتے بھی انتہائی معزز ومقرب ہوں گے نیز بہشتوں کی تعداد بھی آٹھ گنوائی جاتی ہے۔ نیز عدد '۸' انتہائی طاقت اور حکومت کا علمبردار ہے اور ابدی عظمت وہی ہے جو بہشت میں عطا ہوگی اور بہشت کا مقام محمود، آپ ﷺ کے لیے مخصوص ہے اور آپ ﷺ کا اسم مبارک 'محمود' اسی مقام عظمت سے منسوب ہے اس لیے احمد، حامد، محمود، سب کا نمبر آٹھ ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ باوضو حالت میں ۴۰ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے والا بہت جلد دولتمند ہو جائے گا۔

۲۔ روزانہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد ۱۴۰ مرتبہ پڑھنے سے ہر دعا پوری ہوگی اور چند دنوں میں حاجت پوری ہوجائے گی۔

Marfat.com

۵۔ سَیِّدُنَا قَاسِمٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُرْغِبِ اِلَی الْخَیْرَاتِ الْحِسَانِ ط

ا: مفہوم: تقسیم کرنے والے...... بانٹنے والے

ا۔القرآن:

ا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰـھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ لا اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ (۵۹) التوبۃ

ترجمہ: اور ان کے لیے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول ﷺ دیں گے۔ ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

۲۔الحدیث: (قاسم)

ا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم صرف میں ہی ہوں۔ تمہارے درمیان فیضان الٰہی اور انعامات خداوندی تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری)

قاسم (تقسیم کرنے والے):

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ (مسلم)

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مرض الوفات میں آنحضرت ﷺ کے میرے پاس چھ یا سات دینار امانت کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں مگر آپ ﷺ کی بیماری میں مجھ کو اس کا خیال نہ رہا آپ ﷺ نے ایک بار پھر پوچھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کی علالت کی فکر کی وجہ سے یہ غفلت مجھ سے ہوگئی۔ آپ ﷺ نے ان دیناروں کو منگوا کر اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا اور فرمایا۔ اللہ کے اس نبی کے متعلق کیا گمان ہے جس کی اپنے رب سے ملاقات کا اگر وقت قریب آ گیا ہو تو وہ اس حالت میں جائے کہ یہ دینار اس کے پاس موجود ہوں۔ (مسند احمد)

۳۔ رئیس فدک نے ایک دفعہ چار اونٹ پر غلہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا حضرت بلالؓ نے بازار میں غلہ

Marfat.com

فروخت کر کے ایک یہودی کا جو قرض تھا وہ ادا کیا۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر اطلاع کی تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ کچھ بچ تو نہیں رہا۔ وہ بولے۔ ہاں کچھ بچ بھی رہا ہے۔ فرمایا کہ جب تک کچھ باقی رہے گا میں نہیں جا سکتا۔

حضرت بلالؓ نے عرض کیا میں کیا کروں کوئی سائل ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے مسجد میں رات بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلالؓ نے آ کر کہا۔ یا رسول اللہ! خدا نے آپ ﷺ کو سبکدوش کر دیا یعنی جو کچھ تھا وہ بھی تقسیم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ (بخاری)

۴۔ ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا اور اس قدر کثیر رقم تھی کہ اس سے پہلے کبھی دارالاسلام میں نہیں آئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو مسجد کے صحن میں ڈلوانے کا حکم دیا اس کے بعد آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مڑ کر بھی اس پر نظر نہ ڈالی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے اس کی تقسیم شروع کر دی جو سامنے آتا اس کو دیتے جاتے۔ حضرت عباسؓ کو جو غزوۂ بدر کے بعد دولت مند نہ رہے تھے۔ اتنا دیا کہ اٹھ کر چل نہ سکتے تھے۔ اسی طرح اور لوگوں کو بھی عنایت فرماتے جاتے تھے۔ جب کچھ نہ رہا تو کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (بخاری)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تو میں تم کو اپنی طرف سے کچھ مال دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں میں تو صرف ایک تقسیم کرنے والا ہوں جہاں مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہاں اٹھا کر میں اس کو رکھ دیتا ہوں۔ (بخاری)

۶۔ ایک روز نماز عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ ﷺ اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے پھر جلد ہی نکل آئے۔ صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آ گیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لیے میں جا کر اسے تقسیم کرنے کے لیے کہہ آیا ہوں۔

۷۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ کوئی نیک بات کہہ دینی بھی صدقہ ہے۔ تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی بے نشان زمین میں کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ (ترمذی)

۴۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کی شخصیت کا روشن ترین پہلو، جس کی اس سے زیادہ تعریف ممکن نہیں جو انہوں نے ہمارے لیے لفظ 'خیرات' کے مفہوم کو واضح کرنے میں کی ہے۔ یعنی تمہارا مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھنا، راستہ بھولے ہوئے کو سیدھا راستہ دکھانا، پیاسے کو پانی پلانا، صحیح کام کی نصیحت کرنا بھی بھلائی اور خیرات میں شامل ہے اور ایک آدمی کی آخرت میں اصل دولت وہ اچھائی ہے جو وہ اس دنیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کر چکا ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں اس نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا ہے، لیکن فرشتے پوچھتے ہیں کیا اچھے اعمال اس نے پہلے (آگے) بھیجے ہیں۔ (ایس۔ پی سکاٹ)

(S . P Scott - History of the Moorish empire in Europe)

Marfat.com

۲۔ محمد ﷺ اکثر اس پر زور دیتے نظر آتے ہیں کہ کبھی کبھار تحفہ دینا ناکافی ہے۔ خیرات دینے کا عمل مستقل ذمہ داری ہونی چاہیے اور ایک مومن کو اپنی ملکیت میں ایک ضرورتمند کو بھی حصہ دار بنانا چاہیے اسے ہیوبرٹ گریم (Hubert - Grimme) کی کتاب جسے اپنے زمانے میں بہت اہمیت حاصل ہوئی۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے جس میں اس نے اس خیال کو فوقیت دی کہ محمد ﷺ کو مذہبی مصلح کی بجائے سماجی مصلح سمجھنا چاہیے۔ گریم کے مطابق جو سماجی ناانصافیاں اس وقت مکہ میں رائج تھیں جہاں امیر تاجر غریبوں کو دباتے تھے اور انہیں ذلت و رسوائی میں مرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اس نے محمد ﷺ کو مشتعل کر دیا اور انہوں نے ایک بہترین اور جدید سماجی نظام قائم کیا۔ (ٹی۔ اینڈ ریے)

(T . Andrae - Muhammad (Translated by Theophil Menzel from German) 1936.

۳۔ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختصر واقعات اور حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ کے متعلق ان اجمالی ارشادات کے مطالعہ سے مجھ پر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوگئی ہے کہ رسول اسلام ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کے اخلاق کی عظمت و جلالت کا کس قدر بلند مقام تھا۔ اس کی کامیاب اشاعت کا سبب کوئی مادی طاقت ہرگز نہ تھی بلکہ اسلام کی فتح کا راز حضور ﷺ کا خلق عظیم تھا آپ ﷺ کے قلب مبارک میں یقین و ایمان کی لازوال دولت تھی اور یہی وہ گنج گراں مایہ تھا جسے آپ ﷺ نے اپنے حلقہ بگوشوں میں تقسیم کیا۔

(چودھری چھوٹو رام۔ سابق وزیر ترقیات حکومت ہند)

(بحوالہ۔ پیغمبر اسلامؐ)

۴۔ محمد ﷺ دوسرے پیغمبروں کی طرح خیرات کو انسانی عجز کا اظہار نہیں سمجھتے بلکہ وہ خیرات کو انسانی ضرورت قرار دیتے ہیں دونوں رویوں میں جو فرق ہے اسے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ انسان کی ضرورت ہے کہ وہ دوسرے کی ضرورت پوری کرے تاکہ اپنی عاقبت سنوار سکے۔ (کارلائل)

۵۔ مدینہ آکر آنحضور ﷺ کو بھی ان تمام دشوار گزار مرحلوں سے گزرنا پڑا تھا جن سے عام مسلمان گزر رہے تھے۔ بعض اوقات خود آپ ﷺ کو بھی فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کا گزارہ کھجوروں پر تھا۔ جب کھانے پینے کا کوئی سامان تحفے میں ملتا تو آپ ﷺ اس کو ان بے بس مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جو اپنی غربت و محتاجی کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ میں قیام کرتے تھے۔ (سرجان گلب پاشا)

۶۔ جمہوریت مساوات، اخوت یہ وہ عطیات ہیں جو حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو عطا کیے۔

(لالہ رام لال ورما۔ ایڈیٹر اخبار خلیج)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'قاسم' : حروف : ۴

ق + ا + س + م =

۱ + ۱ + ۲ + ۴ = ۲ + ۱ = ۳

Marfat.com

خصوصیّت عدد ۳:

یہ عدد مشتری کے زیر اثر ہے جو اچھائی کا نشان ہے اور دولت خوش قسمتی و فیاضی کا پتا دیتا ہے اس عدد کا حامل شخص بہت زیادہ سخی طبیعت کا ہوتا ہے ایسے لوگ مستحق لوگوں کو اور خصوصاً اداروں کو بہت مال و دولت خیرات کے طور پر دیتے ہیں اور ایسے لوگ اپنی سخاوت کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں یہ لوگ بہت ذہانت سے زندگی گزارتے ہیں لیکن کنجوسی نہیں کرتے اور نہ ہی کنجوس لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'قاسم' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کی ذات اقدس دنیا میں خیر تقسیم کرنے کے لیے مبعوث ہوئی اور آپ ﷺ نے دنیا والوں میں ہر طرح کا خیر تقسیم کیا جس میں مال و دولت سمیت تمام اچھائیاں شامل تھیں جنہیں آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے لوگوں میں تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات مبارک میں بخل کا شائبہ تک نہ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے صدقات و خیرات کو ایسا سرچشمہ قرار دیا جن سے معاشرے میں ہمدردی خیر سگالی اور محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں جو پر امن معاشرے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اسی لیے ایک صحابی نے فرمایا، خدا کی قسم! محمد ﷺ اتنا عطا کرتے ہیں کہ طلب باقی نہیں رہتی۔" آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۳' کی یہ مخصوص خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ باوضو حالت میں ۱۰ مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھنے سے طالب علم کو پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ ذہن و حافظہ تیز ہوگا اور علم کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

۲۔ ہر نماز کے بعد اس اسم پاک کا ورد کرنے سے اپنے مقصد کی کامیابی کے لیے دعا مانگے تو وہ دعا ضرور پوری ہوگی۔

☆——✿——☆

Marfat.com

۶۔ سَیِّدُنَا عَاقِبٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰی خَیْرِ الْاُمَمِ ط

ا: مفہوم: سب سے پیچھے آنے والا۔عقب والے یعنی آخری پیغمبر

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں الذی ختم الله به الانبیاء ، جس پر اللہ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔سفیان فرماتے ہیں کہ عاقب کے معنی آخر الانبیاء ہیں۔

ا۔ القرآن:

ا۔ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ج وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (۱۶۳) وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ ط وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (۱۶۴) رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا (۱۶۵) لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ ج وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا (۱۶۶)۔ النسآء

ترجمہ: بے شک اے محبوب ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی جس طرح وحی نوحؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی اور ہم نے ابراہیمؑ ، اسماعیلؑ ، اسحٰقؑ ، یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰؑ ، ایوبؑ ، یونسؑ ہارونؑ اور سلیمانؑ کو وحی کی اور ہم نے داوٗدؑ کو زبور عطا کی ٥ اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کا جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰؑ سے حقیقتاً کلام کیا ٥ رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے تاکہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ٥ لیکن اے محبوب ﷺ ! اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

۲۔ مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ ط اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ (۴۳)۔(حم السجدة)

Marfat.com

ترجمہ: تم سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بخشنے والا بھی ہے اور عذاب دینے والا بھی ہے۔

۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ ط۔

(۷۸)۔المؤمن

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

۲۔الحدیث۔ عاقب:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں عاقب ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (بخاری و ترمذی)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔''

۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے فاقہ کی حالت دیکھ کر رو پڑتی اور آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر اپنا ہاتھ پھیر کر کہتی۔قربان جاؤں دنیا میں سے اتنا ہی قبول کیجئے جو جسم کی طاقت کو قائم رکھنے کے کو کافی ہو۔تو جواب میں فرماتے ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ! مجھے دنیا سے کیا کام میرے بھائی اوالعزم رسول تو اس سے بری حالت پر صبر کیا کرتے تھے وہ اس حال پر چلے اور خدا کے سامنے گئے۔ خدا نے ان کا اکرام کیا اور ان کو پورا پورا ثواب دیا۔ اب اگر میں آسودگی کی زندگی پسند کرتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے کہ کل کو ان سے کم رہ جاؤں۔ دیکھو جو چیز سب سے زیادہ پیاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور خلیلوں سے جا ملوں۔

۴۔ مجاہد نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا میں سورہ صٓ میں سجدہ کروں تو انہوں نے پڑھا وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ فَبِهُدٰاهُمُ اقْتَدِہ تک اور فرمایا'' تمہارے نبی کریم ﷺ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو پہلے نبیوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ (بخاری)

۴۔الرائے:

۱۔ جیسے جیسے کوئی محمد ﷺ اور ابتدائی اسلام پر سوچ بچار کرتا ہے تو وہ ان کی وسیع کامیابیوں پر حیران ہوتا چلا جاتا ہے۔ حالات نے انہیں ایسے مواقع فراہم کیے جو صرف چند لوگوں کو ملے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ وقت سے ہم آہنگ تھے۔ یہ ان کے خصائص میں سے تھا کہ آپ ﷺ ایک دانشمند ، سیاستدان، منتظم اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا کی ہستی پر کامل ایمان رکھنے والے تھے اور یہ کہ خدا نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا انسانیت کی تاریخ کا اہم باب جو لکھنے سے ابھی رہ گیا تھا۔ (ایم ایم واٹ)

(M . M Watt - Muhammad , Prophet and Statesman . 1961)

۲۔ آپ ﷺ کی کسی بات سے الوہیت کا شائبہ تک نہ ہوتا آپ ﷺ کے پیروکاروں نے ہمیشہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی مگر آپ ﷺ کی پرستش کو شعار نہیں بنایا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی نوحؑ اور موسیٰؑ

Marfat.com

کی طرح ایک پیغمبر ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً گمراہوں کو راہ ہدایت دکھانے کے لیے بھیجا۔

(آ۔ وی۔ سی۔ باڈلے الرسول)

(R . V . C. Bodley - The Messenger)

۳۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس میں مشاہیر عالم اور انبیاء کرام کی صفات حسنہ بدرجہ کمال موجود تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا استقلال۔ حضرت موسیٰؑ کی جوانمردی، حضرت ہارونؑ کی نرمی، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یعقوبؑ کی محبت پوری حضرت داؤدؑ کی سپہ سالاری، حضرت سلیمانؑ کا دبدبہ وعدل، حضرت یحییٰؑ کی سادگی، حضرت مسیحؑ کی فروتنی اور جمیع مرسلین عالم کے رفعت مآب جلوے ذات والا گوہر میں پنہاں تھے۔ (رانا بھگوان داس بھگوان)

(بحوالہ۔ پیکر خالق عظیم)

۴۔ حضرت محمد ﷺ بلاشبہ اپنے عصر مقدس میں ارواح طیبہ میں سے تھے وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے۔ ان سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔ (میجر آرتھر گلن مورنڈ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'عاقب' : حروف :۴

ع + ا + ق + ب =

۷ + ۱ + ۱ + ۲ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیت عدد ۲:

اس عدد کے حامل افراد کسی کے اصول کو بخوشی قبول کر کے اپنا سکتے ہیں وہ نئی چیزیں ایجاد کرنے کی بجائے ایجاد شدہ فارمولوں کو بخوشی قبول کر کے چلنا شروع کر دیتے ہیں ان کے دماغ میں کسی چیز کو قبول کر کے عملی مظاہرہ کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے یہ لوگ اپنی فہم وفراست کو بخوبی استعمال کر کے دلائل پیش کرنے میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کا ذہن اس چیز کو جلد قبول کرتا ہے جس میں ہمدردانہ خواہشات اور کارکردگی کا زیادہ دخل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے افراد سماجی کارکن اور مددگار بننے میں زیادہ خوشی اور مہارت کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کی فطرت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ وہ پریشان، دکھی اور مغموم افراد کی دلجوئی کریں۔

اسم مبارک 'عاقب' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

عدد '۲' کی خصوصیات مثلاً ہمدردانہ جذبات، دوسروں کے بنائے ہوئے قابل قبول اصولوں پر عمل کرنا مغموم اور دکھی انسانیت کی تشفی کا سامان کرنا یہ سب خصوصیات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں آپ ﷺ نے اپنے سے پہلے انبیاء کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا۔ جن کا مقصد بھی خدا کی وحدانیت اور اس کی تعلیمات کو اپنے اپنے معاشروں میں پروان چڑھانا تھا۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ تاکہ انسانیت خدا کی رحمت سے محروم ہو کر ضلالت وگمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتی نہ رہے۔ آپ ﷺ کو اپنے پیشرو انبیاء کی صفات سے متصف فرما کر اللہ تعالیٰ نے جہاں

Marfat.com

والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ نے اپنے تمام وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسا فلاحی معاشرہ تشکیل دیا جس کی بنیاد خدا کی وحدانیت اور انسانیت کی فلاح پر رکھی گئی۔ اس طرح وہ مشن مکمل ہوا جس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث کیے گئے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ ۱۰۰ مرتبہ باوضو حالت میں چالیس یوم تک بلاناغہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے سے حاجت پوری ہوگی۔

۲۔ روزانہ نماز فجر کے بعد ۱۷۳ مرتبہ پڑھنے والا معزز و مشہور اور مالدار ہوجائے گا اور اس کی ہر دعا پوری ہوگی۔

Marfat.com

۷۔ سَیِّدُنَا فَاتِحٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْفَاتِحِیْنَ ط

ا: مفہوم: فاتح / فتح کرنے والے / کھولنے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (ا) ۔ الفتح

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو فتح دی اور فتح بھی صریح و واضح۔

۲۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ج لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ لا مُحَلِّقِیْنَ رُءُ وْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لا لَاتَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا (۲۷) الفتح

ترجمہ: بے شک اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول ﷺ کا سچا خواب کہ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے، بے خوف ، امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈواتے ہوئے یا ترشواتے ہوئے تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے اس نے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔

۳۔ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۳) . الصف

ترجمہ: اور دوسری نعمت جس کو تم دل سے چاہتے ہو وہ خدا کی طرف سے نصرت اور عنقریب فتح ہے اور مسلمانوں کو بشارت سنا دو۔

الحدیث:

ا۔ جب حدیبیہ سے واپس ہوتے ہوئے سورۃ الفتح کی آیت ''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا'' نازل ہوئی تو اس کے نازل ہونے پر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور صحابہ نے آپ ﷺ کو مبارکبادیں دیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حجۃ الوداع کے بعد مدینہ کے قریب پہنچ کر ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے شب بسر کی۔ صبح کے وقت ایک طرف سے آفتاب نکلا اور دوسری طرف کو کبۂ نبوی مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ سواد مدینہ پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے۔

Marfat.com

" خدائے بزرگ و برتر ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں۔ بس اسی کی سلطنت ہے اسی کے لیے مدح وستائش ہے۔ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ لوٹے آ رہے ہیں۔ توبہ کرتے ہوئے۔ فرمانبردارانہ زمین پر پیشانی رکھ کر آپ اپنے پروردگار کی مدح وستائش میں مصروف ہو کر یہ فرمایا کہ خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اپنے بندے کی نصرت کی اور تمام قبائل پر اسے تنہا شکست دی۔" (بخاری ومسلم)

۳۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ فتح مکہ میں جب آپ ﷺ ذی طویٰ میں پہنچے اور دیکھا کہ خدا نے آپ ﷺ کو فتح مکہ کی عزت عطا کی ہے تو آپ ﷺ نے اپنی سواری پر توقف کیا تا کہ اپنا سر خدا کے سامنے جھکا لیں پھر یہاں تک جھکے کہ آپ ﷺ کی تھوڑی اتنی قریب تھی کہ کجاوہ کی لکڑی سے لگ جائے۔

۴۔ عرب قریش کے اسلام کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کو ان کی قوم قریش پر چھوڑ دو اگر محمد ﷺ ان پر غالب آ گئے تو بلاشبہ وہ پیغمبر ہیں۔ پس جب مکہ فتح ہوا تو ہر قبیلہ نے اسلام کی طرف پیش قدمی کی۔ (بخاری)

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور فاتح بن کر کہوں گا دروازہ کھولو۔ جنت کا خازن عرض کرے گا کہ آپ ﷺ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ﷺ ہوں۔ خازن عرض کرے گا کہ مجھے محمد ﷺ کے لیے کھولنے کا حکم دیا گیا ہے آپ ﷺ سے پہلے میں کسی کے لیے نہیں کھولوں گا۔" (مسلم)

۶۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

۴۔ الرائے:

۱۔ عہد قدیم کی تاریخی داستانوں میں مشکل سے کسی طاقت کے اس طرح فاتحانہ شان سے داخلے کی مثال نظر آئے گی۔ مکہ میں اسلامی لشکر کا فاتحانہ شان سے داخلہ اور غیر مسلم دشمنوں سے فیاضانہ سلوک عالمی تاریخ میں ایک نادر مثال ہے۔ (حطی۔ تاریخ عرب)

۲۔ کبھی بھی کسی انسان نے اتنے کم وسائل سے اتنا عظیم الشان کام جو انسان کی طاقت سے بالاتر تھا سر نہ کیا کیونکہ اس مطلوب کام کی تجویز اور تکمیل کے لیے اس کے پاس اس کی اپنی ذات کے سوا کوئی وسیلہ نہ تھا اور نہ ہی صحرا کے ایک کونے میں رہنے والے چند انسانوں کے سوا کوئی مددگار تھا۔ (الفونس الامارتین)

(Lamartine - French Poet - writer)

۳۔ حقائق تلخ ہوتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد ﷺ نے جس دن اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور جو ان کی عظیم ترین فتح تھی۔ وہی دن دراصل محمد ﷺ کی اپنی ذات پر فتح کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کو عام معافی دے دی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے ناقابل بیان مظالم اور اذیتوں کا آپ ﷺ نشانہ بنے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مکہ کی پوری آبادی کو امان دے دی پوری انسانی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی جس طرح محمد ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ دنیا کا کوئی فاتح اس طرح مفتوحہ شہر میں داخل نہیں ہوا۔ (لین پول)

(S . Lane Poole - Studies in a Mosque , 1966)

Marfat.com

۴۔ محمد ﷺ کی فتح درحقیقت دنیا کی فتح تھی سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور جب قریش کے مغرور، متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے تو محمد ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟

''رحم'' اے فیاض وسخی بھائی !رحم'' وہ بولے۔ ارشاد ہوا۔'' جاؤ، تم سب آزاد ہو۔'' آرتھر گلیمن (یورپین دانشور)
(شان محمد ﷺ)

۵۔ جب آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ خیبر سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو ایک یہودی ربی (مذہبی پیشوا) نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ کچھ مسلمانوں نے تورات کے چند نسخے بھی اپنے پاس رکھ لیے ہیں سرور کائنات ﷺ نے انہیں فوراً حکم دیا کہ مقدس کتاب کے تمام نسخے یہودیوں کو واپس کیے جائیں اور مسلمانوں کی اس لغزش پر آپ ﷺ نے معذرت بھی چاہی اس واقعہ پر ایک یہودی دانشور اسرائیل ولفنسن لکھتا ہے۔

''اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے دل میں یہودیوں کی مقدس کتاب کا کتنا احترام تھا۔ آپ ﷺ کی رواداری و ہمدردی کے برتاؤ سے یہودی بے حد متاثر ہوئے وہ یہ کبھی نہیں بھول سکے کہ آپ ﷺ نے ان کی کتاب کی بے حرمتی نہیں کی۔ یہودی جانتے تھے کہ ۷۰ سال قبل مسیح میں جب رومی سپاہیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے یہودیوں کی مذہبی کتابوں کو اپنے قدموں تلے روند کر نذر آتش کر دیا تھا۔ کٹر پسند عیسائیوں نے بھی اسپین میں ان کے مذہبی صحیفے آگ میں پھینک دیئے تھے دنیا کے دوسرے فاتحین اور پیغمبر اسلام کے رویوں کا یہی فرق ہمیں متاثر کرتا ہے۔ (اسرائیل ولفنسن)

(Israil Welphenson)

۶۔ فوجی فتح نے بھی آپ ﷺ میں نہ تکبر کو جگایا اور نہ ہی بے جا شان کو۔ اگر یہ فتح ذاتی مفاد کے لیے ہوتی تو ممکن تھا کہ ایسی باتیں ظاہر ہوتیں۔ اپنے اقتدار کے نقطہ عروج پر بھی آپ ﷺ نے اپنے رویے اور شخصیت میں وہی سادگی برقرار رکھی جو آپ ﷺ کے زمانہ مصائب کا خاصہ تھی۔ آپ ﷺ نے شاہانہ طور طریقے اختیار نہیں کیے بلکہ آپ ﷺ کی آمد پر کوئی شخص حد سے زیادہ تعظیم سے پیش آتا تو آپ ﷺ ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کی منزل کوئی عظیم سلطنت تھی تو وہ صرف دین کی سلطنت تھی۔ دنیاوی اقتدار کی باگ ڈور جب آپ ﷺ کے ہاتھ میں آئی تو آپ ﷺ نے بغیر کسی طمطراق کے اس کا استعمال کیا اور نہ ہی اس اقتدار کو اپنے خاندان میں موروثی بنانے کے لیے کوئی قدم اٹھایا۔ (واشنگٹن ارونگ)

(Washington Irving - Life of Muhammad)

۷۔ شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد جنوبی افریقہ میں اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ مدارس، مذہبی کتب تجارت اور باہمی رشتہ داریوں کے ذریعے پہنچا۔ محمد ﷺ کی روحانی فتوحات کو الفاظ کے پیرائے میں سمونا ناممکن ہے۔ (ای۔ بلائیڈن)

(E - Blyden -Cgristianity, islam & The Negro Race, 1962)

۸۔ رسول پاک ﷺ کے وصال کے چند سال بعد ہی عربوں نے رومن امپائر سے بڑی سلطنت قائم کر دی۔ ان کی افواج کی حالت ناگفتہ بہ تھی مگر جوش اسلامی انہیں آگے بڑھائے لیے جاتا تھا۔ گوشت اور برانڈی ان کی غذا میں

Marfat.com

شامل نہ تھا، انہوں نے جو اور کھجور کھا کر اسپین، افریقہ اور ایشیاء فتح کر لیا۔
(ایمرسن)

۹۔ آپ ﷺ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ عظیم فتوحات کے باوجود محمد ﷺ کی انسانیت اور انسانیت نوازی میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(Encyclo Paedia of Britanica)

۱۰۔ آپ ﷺ میں وہ مقناطیسی کشش تھی جو دلوں کو فتح کر سکتی تھی لوگوں کے دل فتح کر کے آپ ﷺ فاتح زمانہ بنے آپ ﷺ نے لڑائی جھگڑوں اور خون خرابے سے احتراز کیا۔ آپ ﷺ اپنے دلائل سے لوگوں کو قائل کرنا جانتے تھے آپ ﷺ نے خود ہی ایک ایسا راستہ تجویز فرمایا جس پر چلتے ہوئے مفتوحہ اقوام کو نہ ہارنے کا غم ہوتا تھا اور نہ ہی اپنی شکست پر ذلت کا احساس۔ ایک بار کلمہ طیبہ اپنی زبان سے ادا کرنے کے بعد وہ کلمہ گو ہو جاتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہو کر قانونی اور سماجی برادری میں برابر کا حصہ دار بن جاتا تھا۔ فاتح اور مفتوح میں کوئی فرق نہیں رہتا تھا۔ نہ فاتح میں غرور باقی رہتا تھا نہ ہی مفتوح میں احساس شکست دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہو جاتے تھے۔

(سر جان گلب پاشا حیات وعہد ﷺ)

(Gen . Sir John Ghalib Pasha - The and Life of Muhammad)

کھولنے والا:

اسلام کا پیغام صرف عرب کے لیے ہی نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا چونکہ خدا واحد ہے اس لیے مذہب واحد، جس میں شرکت کے لیے سب آدمی بلائے جائیں اسلام کا یہ استحقاق کل دنیا کے لیے ہے اور سب قوموں و انسانوں پر حاوی ہے اس کی عملی مثال ان مکتوبات میں ملتی ہے جو رسول پاک نے ۶ ھ میں اس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام بھیجے اس بات کو ڈبلیو یسٹ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے دین ابراہیمی کی برکات کو اپنی قوم کی طرف یعنی عرب تک محدود نہیں رکھا بلکہ ساری دنیا کے لیے عام کیا۔ اس طرح اعلیٰ تہذیب و تمدن کا دروازہ ان کروڑوں انسانوں پر کھول دیا جو حیوانیت کے غار میں پڑے ہوئے تھے۔

(پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ)

(Prof . T . W . Arnold - the Preaching of - Islam)

۴: الاعداد

اسم مبارک ”فاتح“ حروف: ۴

ف + ا + ت + ح =

۸ + ۱ + ۴ + ۸ = ۱ + ۲ = ۳

خصوصیت عدد ۳:

یہ عدد اعلیٰ سپرٹ، خود اعتمادی، اولوالعزمی محکم پسندی اور راست گفتاری کا مظہر ہے۔ اس عدد کے حامل میں نہ صرف انتظامی قابلیت ہوتی ہے بلکہ اس کے حصول کے لیے وہ خاص حکمت عملی کو عمل میں لاتا ہے۔ اپنے ماتحتوں کے لیے وہ نمایاں صفات کے لوگ ہوتے ہیں۔ قابل بھی اور شریف النفس بھی یہ عدد اقبال مندی اور ایمانداری کا پتا دیتا ہے اس شخص کو امیر و غریب میں یکساں مقبولیت حاصل ہوتی ہے یہ عدد ایک ہمہ گیر شہرت کا باعث بن سکتا ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'فاتح' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کے اس اسم مبارک میں '۳' عدد کی تمام خصوصیات موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنا مقصد جس اعتماد اوالعزمی اور مخصوص حکمت عملی کے ساتھ حاصل کیا وہ دنیا کے سامنے ایک مثال ہے اور ایک فاتح کی حیثیت سے آپ ﷺ نے جو شریفانہ اور کریمانہ سلوک اہل مکہ کے ساتھ کیا اس نے آپ ﷺ کو ہمہ گیر شہرت عطا کی۔ ایسے فاتح کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس نے ملوکیت، شہنشاہیت اور ان سے منسوب انانیت، غرور وتکبر کو ترک کر کے ایسے فاتح کے کردار سے تاریخ انسانی کو روشناس کرایا جس سے ابھی تک وہ بے بہرہ تھی۔ غیر مسلم معترفین اور ناقدین حیرت سے اس 'فاتح' کو دیکھتے ہیں جس نے نہ تو اخلاقی قدروں کو پامال کیا نہ مفتوح انسانوں کو درندگی کا نشانہ بنایا بلکہ اپنی راست گفتاری، شریف النفسی اور شان کریمی سے انہیں ایسی عزت وشرف سے نوازا کہ ایسے عظیم فاتح کے مفتوح بننے کو بھی وہ اپنے لیے عزت وشرف متصور کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے گری پڑی انسانیت پر عظمتوں و رفعتوں کے وہ دروازے کھول دیے جو ان کے لیے حیات جاودانی اور ابدی مسرتوں کا پیغام لے کر آئے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۴۷۹ مرتبہ سات یوم تک بلاناغہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوگا اور وہ صلح پر آمادہ ہو جائے گا۔

۲۔ رات کو سونے سے قبل باوضو حالت میں بکثرت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوگی اور اس پر مخفی راز کھل جائیں گے۔

Marfat.com

۸۔ سَیِّدُنا شَاہِدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشَّاھِدِیْنَ ط

مفہوم: گواہی دینے والے۔ مشاہدہ کرنے والے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

شاہد کا مطلب حاضر و ناظر بھی ہے۔ مفردات راغب میں ہے۔

اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ الْحَضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھِدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ ٥

یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے۔ بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔ اور گواہ کو بھی اس لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے حضور ﷺ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورۃ الفرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا ہے۔

''بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن کو اتارا کہ وہ سارے جہان کو ڈر سنائے۔''

اس طرح حضور ﷺ قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق، تکذیب ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابو السعود و جمل)

۲۔ القرآن:

ا۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (۴۵)۔ الاحزاب

ترجمہ: اے نبی ﷺ ! ہم نے تم کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً ٥ شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (۱۵)۔ المزمل

ترجمہ: (اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ) کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اسی طرح تمہارے پاس بھی (محمد ﷺ) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے

۳۔ الحدیث (گواہی دینے والے):

ا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جنگ اُحد میں شہیدوں کو دو دو کر کے ایک ہی

Marfat.com

کپڑے میں دفن کیا۔ فرماتے۔ "جو ان دونوں میں سے قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہے اس کو لحد میں آگے رکھو اور فرمایا۔" میں ان پر قیامت کے روز گواہی دوں گا۔" (بخاری)

ا۔(مشاہدہ کرنے والے):

حضرت ثوبان ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے گی اور مجھے دو خزانے سرخ وسفید دیئے گئے۔ (بخاری)

۲۔ حضرت ابن عباس ؓ سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ آپ ﷺ نے صلوٰۃ الخسوف ادا فرمائی تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی جگہ پر کوئی چیز دست مبارک بڑھا کر پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹے تو حضور ﷺ نے فرمایا حالت نماز میں، میں نے جنت کو دیکھا۔ میں نے اس سے انگور کا ایک خوشہ لینے کا قصد کیا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے اور میں نے دوزخ کو دیکھا پس میں نے اس سے بڑھ کر ہولناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت ابن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ، رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے واسطے دنیا ظاہر کی گئی اور میں نے دنیا کو اور قیامت تک ہونے والے واقعات کا اس طرح مشاہدہ کر لیا کہ جس طرح میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھتا ہوں۔ (خصائص کبریٰ)

۴۔ ایک دفعہ حضرت حنظلہ ؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق ہو گیا ہوں میں جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں لیکن بال بچوں میں آ کر سب بھول جاتا ہوں۔ فرمایا، "اگر باہر نکل کر بھی وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت عطاء ؓ بن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ ؓ بن عمرو بن عاص کو ملا۔ میں نے کہا مجھے رسول پاک ﷺ کی وہ صفت بیان کریں جو تورات میں ہے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! تورات میں ان کی صفت موجود ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ اے نبی ہم نے تجھ کو امت پر شاہد بنا کر، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تو امتیوں کی جائے پناہ ہے تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ (بخاری۔ بحوالہ مشکوٰۃ)

۶۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے قبلہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا،" میں نے ابھی ابھی، جب تم کو نماز پڑھا رہا تھا تو جنت اور دوزخ کو اس قبلہ والی دیوار کی طرف دیکھا تھا کہ وہ متمثل ہو کر میرے سامنے ہیں۔ کیا پوچھتے ہو کہ خوف وخوشی جیسا منظر میں نے آج دیکھا تھا ایسا عمر بھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (بخاری)

۴۔الرائی (مشاہدہ کرنے والے):

ا۔ فصاحت و بلاغت پر مہارت تامہ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی مؤثر کن انداز گفتگو نے عربوں کی فصاحت پر گہرا اثر ڈالا اور آپ نے لوگوں کے سامنے قیامت کے دن کو جنت میں مومنین کی خوشیوں اور جہنم میں ملعون روحوں کی

Marfat.com

تکالیف کو یوں پیش کیا جیسے وہ عنقریب رونما ہونے والی حقیقتیں ہوں۔

(سرولیم میور)

(Sir . W . Muir - The Life of Muhammad 1912)

۲۔ غزوۂ تبوک میں بعض لوگوں نے موسم گرما کی شدت کا بہانہ بنایا تو کسی نے فصل کی کٹائی کا عذر پیش کر کے عملی شرکت سے پہلو تہی کی۔ محمد ﷺ نے فرمایا ''تمہیں اپنی فصل کی فکر ہے۔ آخرت کی کھیتی کا کیا بنے گا۔ تم گرمی کے موسم کو سخت جان کر جہاد میں شریک نہیں ہو رہے۔ کیا دوزخ کی گرمی بھول گئے ہو؟ کبھی کفار کو کہتے تمہارے اعمال میزان میں تو لے جائیں گے اور اس میں کمی و بیشی نہیں کی جائے گی۔ کہنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مکافات عمل کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہوں اور آخرت کی ہیبت نے ان کو اپنی گرفت میں لیا ہو۔

(تھامس کارلائل)

(T. Carlyle Hero & Heroes worship)

گواہ:

۴۔ حضرت محمد ﷺ نے جس وقت خدائے تعالیٰ ایک ہے، کی آواز بلند کی، تو اس وقت ہندوستان، ایران، عرب و عجم میں بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ بلکہ خدا کی ہستی سے لوگ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مادہ ہی مادہ ہے مگر خدائے تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو فرمایا کہ ''ثابت کر دو کہ خدا تعالیٰ واقعی ہے۔''

(رائے بہادر پنڈت مٹھن لال۔ ایڈووکیٹ وصدر
آریہ سماج اجمیر)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'شاہد' : حروف :۴

ش + ا + ہ + د =

۳ + ۱ + ۵ + ۴ = ۳ + ۱ = ۴

خصوصیّت عدد۴:

یہ عدد یورینس سے متعلق ہے جو تحمل، مضبوطی طبع اور اچھی شخصیت کا علمبردار ہے۔

اس عدد کا حامل ایسی شخصیت کا مالک ہوتا ہے جو ہر موقع محل کے مطابق اپنے مخصوص خیالات پیش کرتا ہے اور دوسروں سے مختلف زاویہ نگاہ رکھتا ہے۔ اس کے گرد و پیش کے لوگ بعض اوقات ان خیالات سے متفق ہونے سے ہچکچاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس بات کو بمشکل تسلیم کریں گے جس کی حقیقت اس کے نزدیک نہایت اہم ہے اور جسے وہ دوسروں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے وہ اپنے ایسے خیالات سے ہر ایک کو آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

اس عدد کا حامل تحریکی کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے۔ انقلابی مہم کا بھی سرگرم کارکن ہوتا ہے اچھا مصلح بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'شاہد' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

مندرجہ بالا عدد '۴' کی تمام خصوصیات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ 'شاہد' کا مطلب جاننے والا اور گواہ ہے۔ حضور ﷺ اللہ رب العزت کے مبعوث کردہ آخری پیغمبر ہیں مگر پیدائش کے لحاظ سے نور محمدی ﷺ سب سے پہلے وجود میں آیا۔ اس لیے وہ ہر شے کی حقیقت۔ اس کے آغاز اور انجام سے بخوبی واقف تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی روح سے سیراب کیا تھا وہ باطن کے اسراروں سے بخوبی واقف تھے۔ جنت اور جہنم کو بخوبی جانتے تھے۔ تمام علوم کا سرچشمہ تھے۔ ہر شے کی کیفیت، ہیئت اور خصوصیت سے شناسا تھے اسی لیے جب انہوں نے توحید کا علم بلند کیا اور خدا کی ذات کا ایک مخصوص تصور دیا تو ان کے اپنے لوگوں سمیت تمام لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی۔ لیکن تحمل، مضبوطی طبع اور محتاط دور اندیشی جو کہ ان کی فطرت کا خاصہ تھیں ان کو بروئے کار لاتے ہوئے مضبوطی سے اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اور اپنے اس تحریکی کام کو بخوبی سرانجام دیا اور معاشرے میں اصلاحات رائج کیں۔ یہ سب کچھ عظیم الشان صبر و تحمل اور انتہائی اعتماد سے ممکن ہوا جو اس عدد کے حامل کی مخصوص خوبیاں ہیں۔

بالآخر دنیا آپ ﷺ کے نظریات کی قائل ہوگئی اور آپ ﷺ نے ان نظریات سے ہر ایک کو آگاہ کرنا اپنا فرض منصبی سمجھا اور اس کو بخوبی سرانجام دیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو 'شاہد' کہہ کر بلایا کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر شاہد اور کون ہوسکتا تھا۔

اس طرح اس عدد کی خصوصیات، تحمل مزاجی، اولعزمی، دور اندیشی، دوسرے سے مختلف نظریات کا حامل ہونا اور اپنے خیالات کی حقیقت سے دوسروں کا آگاہ کرنا سب آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ اللہ کی توحید کے سب سے بڑے شاہد (گواہ) تھے۔ تمام انبیاء کرامؑ کی صداقت رسالت کے شاہد تھے۔ قیامت کے حق ہونے کے شاہد تھے۔ دنیا و آخرت میں رونما ہونے والے تمام واقعات و حقائق کے شاہد تھے۔ جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کے برحق ہونے کے شاہد تھے۔ آپ ﷺ ایسے 'شاہد' تھے جن کی سچائی اور برحق ہونے پر خود پروردگار عالم 'شاہد' ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی اور کو اس لقب سے اس نے نہیں پکارا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۳۱۹ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا لوگوں میں مقبول ہوگا اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ اس کی قوت مشاہدہ و مکاشفہ تیز ہو تو وہ کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرے۔

۳۔ اگر کوئی کسی جھوٹے مقدمے میں ملوث ہو اور گواہوں کے بدلنے کا خطرہ ہو تو ۳۱۹ مرتبہ اس اسم مبارک کو کسی میٹھی چیز پر دم کر کے انہیں کھلا دے تو وہ اپنی گواہی نہ بدلیں گے۔

Marfat.com

۹۔ سَیِّدُنَا حَاشِرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَاشِرُ ط

ا: مفہوم: اٹھنے والے۔ اکٹھا کرنے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ (۴۹) لَمَجْمُوْعُوْنَ ۵ۙ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (۵۰). الواقعة

ترجمہ: تم فرمادو کہ سب اگلے اور پچھلے ٥ ایک جانے ہوئے (مقررہ) دن کی معیاد پر ضرور اکٹھے کیے جائیں گے ٥

۲۔ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ قف شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ط (۱۹)۔ الانعام

ترجمہ: تم فرماؤ کہ سب سے بڑی گواہی کس کی ہے تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو (یہ قرآن) پہنچے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی تو آنحضور ﷺ نے کسریٰ اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوت اسلام کے مکتوب بھیجے۔

۲۔ الحدیث۔ ''حاشر'' (اکٹھا کرنے والے):

ا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ہمارے لیے اپنے نام بیان فرماتے تھے تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ میں محمد ﷺ ہوں۔ احمد ﷺ ہوں۔ مقفی ہوں اور حاشر ہوں۔ (یعنی تمام لوگ میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے) (مسلم)

۲۔ (اٹھنے والے):

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا '' میں ان لوگوں میں سے پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے برآمد ہوں گے (یعنی قیامت کے دن جب تمام خلقت اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں آئے گی تو سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور اپنی قبر سے اٹھنے والا پہلا شخص میں ہوں گا۔ میرے بعد ابو بکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔

Marfat.com

پھر میں بقیع قبرستان کے مدفونوں کے پاس آؤں گا اور ان کو ان کی قبروں سے اٹھا کر میرے ساتھ جمع کر دیا جائے گا اور پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا تا آنکہ مجھے حرمین یعنی اہل مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان میدان حشر میں پہنچا دیا جائے گا۔ (ترمذی)

۳۔ الرائے (اکٹھا کرنے والے)

۱۔ محمد ﷺ نے تمام منتشر و پراگندہ قبائل کو اتحاد و اتفاق کے رشتہ میں منسلک کر دیا ان کا اصول دین اور مقصد ایک تھا ۔انہوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کے بازو تمام اقطاعِ عالم میں پھیلا دیے اور اپنی تہذیب و تمدن کے جھنڈے کو اس وقت بلند کیا جبکہ یورپ جہالت کے عمیق غاروں میں غلطاں و پیچاں تھا۔ (مسٹر لیڈ پول)

۲۔ غیر متحد لوگوں کے ساتھ اچانک ایک عظیم معجزہ رونما ہوا ۔ کہ ایک آدمی اٹھا اور اس نے اپنی شخصیت اور وحی الٰہی کے بالواسطہ دعوے سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا یعنی تمام جنگی گروہوں کو اکٹھا کر دیا۔ (تھامس کارلائل)

(T . Carlyle)

۳۔ اسلام نے انسانیت کو متحد کیا۔ اسلام صرف عربوں تک محدود نہ تھا۔ محمد ﷺ کا مشن اور پیغام پوری انسانیت کے لیے تھا۔ (ای بلائیڈن)

(E . Blyden)

۴۔ محمد ﷺ نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ، نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ کسی مذہب نے ایسی بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج دنیا جس ضرورت کے لیے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدی ﷺ کے ذریعہ ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ (آرنلڈ ٹوائن بی)

(Sir Arnold Tynbee - The Preaching of Islam, 1896)

۵۔ بلاشبہ صرف چند رہنماؤں کی ایسی عقیدت اور جوش و جذبے کے ساتھ اطاعت کی گئی ہے جتنی کہ محمد ﷺ کی۔ عرب جو کہ بنیادی طور پر بدنظم اور منتشر تھے۔ محمد ﷺ نے انہیں اسلام کے جھنڈے تلے متحد کر کے حقیقت میں ایک معجزانہ کام سرانجام دیا۔ (ای۔ ڈرمینگھم)

(E . Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۶۔ ایک عرب باشندہ کو پہلے اپنے خاندان یا سرپرست کے علاوہ کسی اور کی پناہ یا تحفظ حاصل نہ تھا لیکن محمد ﷺ نے بیک جنبش اپنے آپ کو اس دائرہ سے نکال لیا اور اس قدیم جاہلی تصور سے بھی نجات پائی جس کے زیر اثر اہل مکہ ان کے خلاف جبر و تشدد کی انتہائی پالیسی اختیار کرنے سے ہچکچاتے رہے اور اس طرح انہوں نے پرانے رشتوں کو معطل کر دیا۔ قدیم خلیجوں کو پاٹ دیا اور ہر مسلمان کو پوری امت مسلمہ کا اجتماعی تحفظ عطا کیا۔ (Hell)

۴: الاعداد

اسم مبارک ’حاشر‘ : حروف : ۴

ح + ا + ش + ر =

۸ + ۱ + ۳ + ۲ = ۴ + ۱ = ۵

Marfat.com

خصوصیّت عدد ۵:

یہ نمبر عطارد سے متعلق ہے۔ جو علم الاعداد کے نقشے میں تمام نمبروں کے وسط میں واقع ہے یہ عدد ذاتی جاذبیت کا نمبر ہے۔ اس لیے اس عدد والے افراد جلد ہی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں اور بہت جلد دوست پیدا کر لیتے ہیں اور آسانی سے دل فتح کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔ اس لیے لوگ ان کے گرد اکٹھے رہتے ہیں اور اسے مقبول عام شخصیت بنا دیتے ہیں۔

اسم مبارک 'حاشر' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کی ذات اقدس میں مقناطیسی کشش تھی اور انہوں نے اپنے کریمانہ اخلاق سے دلوں کو فتح کیا تھا۔ ان کے گرد ان کے عقید تمندیوں جمع رہتے تھے جیسے شمع کے گرد پروانے۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیمات اور اخلاقیات کا اثر تھا کہ بدنظم و منتشر قبائل ایک ایسی قوت بن کر ابھرے جس نے پراگندہ و منتشر انسانیت کو متحد کر دیا۔ اور انہیں ایک امت میں پرو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی مسحور کن شخصیت عطا فرمائی اور ایسی تعلیمات سے نوازا جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ایک مخصوص کشش کا ذریعہ ہیں اور یہ آپ ﷺ کی ذات اقدس ہی ہوگی جو قیامت کے روز مرجع خلائق ہوگی اور تمام اگلی پچھلی انسانیت آپ ﷺ کو اپنا نجات دہندہ تصور کرتے ہوئے ان کے گرد اکٹھی ہوگی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے سے کند ذہنی دور ہو جائے گی۔ حافظہ مضبوط ہوگا اور اس پر علم کے دروازے کھل جائیں گے نیز سینہ علم کے نور سے منور ہوگا۔

۲۔ روزانہ بکثرت اس اسم پاک کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کی توفیق دے گا اور قیامت کے دن اسے حساب کتاب کا خوف نہیں رہے گا۔

☆—۞—☆

Marfat.com

۱۰۔ سَیِّدُنَا رَشِیْدٌ ﷺ

(الٰہی و صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الرَّاشِدِیْنَ ٥

ا: مفہوم: نیک، سب سے بڑا رہنما، سیدھا راستہ دکھانے والے۔

۱۔ القرآن:

۱۔ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۵۲). الشوریٰ

ترجمہ: اور بے شک (اے محمد ﷺ) تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔

۲۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (۲). النجم

ترجمہ: تمہارے رفیق (ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔

۳۔ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ط وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۵۴). النور

ترجمہ: اور اگر تم ان کے (رسول ﷺ) کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول ﷺ کے ذمے تو صاف صاف احکام پہنچا دینا ہے۔

۲۔ الحدیث الرّشید (نیک):

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ یہ دعا فرماتے تھے کہ "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ ہدایت کا پرہیزگاری کا۔ پاکدامنی اور استغناء کا۔ (مسلم)

۲۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا پھر آپ ﷺ نے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی دوسرے لوگوں کو رخصت دے دی تو بعض لوگوں نے اس رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز کیا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا" کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جس کو میں خود کرتا ہوں خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے متعلق سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا (پرہیزگار، نیک) بھی سب لوگوں سے زیادہ ہوں۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابوذرؓ کو جب آنحضرت ﷺ کی بعثت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ ذرا اس شخص کے پاس جا کر دیکھو جو دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے وہ مکہ آئے اور تحقیق حال کر کے

Marfat.com

واپس چلے گئے اور حضرت ابو ذرؓ سے کہا۔
''میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ مکارمِ اخلاق کا حکم دیتا ہے اور ایک کلام پیش کرتا ہے جو ہرگز شعر نہیں۔
(مسلم)

(سیدھا راستہ دکھانے والے):

۱۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک خط کھینچا پھر اس کے دائیں بائیں اور بہت سے خطوط کھینچے اور فرمایا، دیکھو یہ سیدھا خط صراط مستقیم ہے اور اس کے دائیں بائیں جو خطوط ہیں وہ سُبُل ہیں اور ناپسندہ راہیں ہیں جن کی طرف شیاطین دعوت دیتے ہیں۔ (مسند احمد ونسائی)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب کبھی آپ ﷺ کو دو باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا گیا تو اُمت کی سہولت کی خاطر آپ ﷺ اسی کو اختیار فرماتے جو دونوں میں آسان تر ہوتی مگر جب کہیں گناہ کا معاملہ آ جاتا تو پھر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص نہ تھا جو اس سے دور دور رہنے والا ہوتا۔ آپ ﷺ نے اپنے نفس کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ بجز اس صورت کے کہ جس میں خدائی احترام پر کوئی زد پڑتی ہو پھر تو اللہ کے احترام کی خاطر آپ ﷺ اس کا انتقام لے کر رہتے تھے۔ (متفق علیہ)

۳۔ ابو رزین عقیلی روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اور محمد ﷺ بلاشبہ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں! اللہ اور اس کا رسول ﷺ تجھ کو تمام ماسوٰی سے زیادہ محبوب ہو جائیں اور آگ میں جل کر خاک ہو جانا اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرانے سے زیادہ پسند ہو جائے اور جن شخصوں سے رشتہ ونسب کا تعلق نہ ہو ان سے اللہ ہی کے نام پر محبت کی جائے جب یہ علامات پائی جائیں تو سمجھ لینا کہ اب تمہارے دل میں ایمان کی محبت ایسی سما گئی ہے جیسے سخت گرمی میں پیاسے دل میں پانی کی محبت۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں یہ کیسے سمجھوں کہ میں کامل مومن ہو گیا۔ فرمایا۔ میری امت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جب نیکی کرے تو اس کو یہ محسوس نہ ہو کہ یہ نیکی ہے اور اس پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بدلہ دے گا اور جب برائی کرے تو اسے محسوس ہو کہ یہ برائی ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور یہ یقین رکھے کہ بخشنے والا اس کے سوا کوئی نہیں تو یقیناً وہ شخص کامل مومن ہے۔ (مسند احمد)

۳۔ الرائے:

۱۔ جو پیغمبر تمام عالم کے لیے مبعوث ہوتا ہے علاوہ ان اصولوں کے جو اور مذاہب میں ہیں چند اور نئے اصول اختیار کرتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے:
''وہ ایک قوم کو سنت راشدہ کی طرف دعوت دیتا ہے ان کو پاک اور درست کرتا ہے پھر ان کو اپنا دست و بازو بناتا ہے اور ان کو دنیا میں پھیلا دیتا ہے اور ان کے ذریعے سے مجاہدہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:
''تم بہترین امت ہو جو دنیا کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔'' (شاہ ولی اللہ)

۲۔ مذہب اسلام کا وہ حصّہ ہے جس میں بہت کم تغیّر وتبدیلی ہوئی ہے اور جس سے اس کے بانی کی نیک طبیعت

Marfat.com

نہایت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصّہ ہے اس سے مراد قرآن کریم کے علم اخلاق سے ہے۔ نا انصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزاء، طمع اسراف، عیاشی، بے اعتباری، بدگمانی، ان سب کی آپ ﷺ نے نہایت مذمت کی ہے۔ (چیمبرز انسائیکلوپیڈیا)

(Chamber's Encylopedia)

۳۔ حضرت محمد ﷺ نے روحانی اخلاق کو زبردست ترقی دی ہے۔ (گبن)

(Gibbon - Rise, Decline and Fall of the Roman Empire . V. S. 1962)

۴۔ ضرورت ایک باہمت شخصیت کی تھی جو اپنی خود اعتمادی کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے بے پناہ عزم و استقلال سے ان لوگوں کو صراط مستقیم پر لا سکے جو قبائلی رسم و رواج خود پسندی، خودسری اور مذاہب الٰہیہ سے بیزاری کے ماحول میں ایک عرصہ سے رہ رہے تھے۔ ان کے دل وہی جیت سکتا تھا جس میں دوسروں کے لیے اپنائیت کے جذبات بدرجہ اتم موجود ہوں بلاشبہ وہ ذات پاک سرکار دو عالم ﷺ کی ہے۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

(R . V . C Bodley - the Messenger)

۵۔ حضرت محمد ﷺ نے جنت اور جہنم کا جو تصور دیا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں ایک بات کہنی ہے وہ یہ کہ تصورات خواہ کتنے ہی کثیف اور مادی ہوں دائمی اور ابدی حقائق کی علامت ہیں جنہیں ہم نظر انداز کر دیتے ہیں یا بھول جایا کرتے ہیں۔ جنت کی لذت بھری زندگی، خوفناک شعلہ فشاں جہنم اور قیامت کا پر ہیبت دن جن کا حضرت محمد ﷺ نے بہت اصرار سے ہمیں شدید احساس دلایا ہے انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

اس لیے کہ جن بدوؤں کے سامنے یہ پیغام پیش کیا وہ ان عظیم حقائق کا واضح تصور رکھتے تھے۔ اس سے ان پر حقائق کا ایک سلسلہ واضح ہونے کا آغاز ہوا۔ اس سے ہمیں یہ پیغام بھی ملا ہے کہ 'اگر ہم نے صحیح راستہ اور حق کی راہ اختیار نہ کی' فرائض وحقوق کی ادائیگی میں دیانتداری اور خلوص کا مظاہرہ نہ کیا تو سزاؤں سے بچ نہیں سکیں گے۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ فطرت اپنے پاس اس کا ریکارڈ رکھتی ہے۔ ہر شخص کے نیک و بد اعمال اسے اس کے منطقی انجام تک پہنچائیں گے۔ اعمال صالحہ اسے اعلیٰ ترین مقام تک کا راستہ دکھاتے ہیں جہاں دائمی خوشیاں اور لذتیں ہوں گی اور اعمال بد دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے کیا انسان کو آخرت کا واضح تصور دلانے اور راہ راست پر رکھنے کے لیے اس سے بڑا ہتھیار یا ذریعہ موجود ہے۔ (کارلائل)

۶۔ قرآن کو حضرت محمد ﷺ نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور آپ ﷺ نے تمام گمراہیوں کو مٹایا جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گزر چکی تھیں قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی علوم حقائق سکھائے ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیز گار بنا دیا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام انساں، رہ جاتے۔ (مسٹر آسٹن لی لین پول)

۷۔ حضرت محمد صاحب ﷺ کی تعلیمات کی طرح حضرت محمد ﷺ صاحب کے اخلاق بھی بہت بلند تھے۔

(ابومکٹ دھاری پرشاد)

۸۔ حضرت محمد ﷺ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ امیر وغریب کی یکساں عزت

Marfat.com

کرتے تھے اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (مارکس ڈاڈ)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'رشید' : حروف: ۴

ر + ش + ی + د =

۲ + ۳ + ۱ + ۴ = ۱ + ۰ = ۱

خصوصیّت عدد ا:

یہ نمبر شمس کا ہے جو مضبوط ، بنیادی طور پر زندگی کا ستون، عظیم الشان طاقت کا حامل، اعتماد، یقین، طاقت ، دیانتداری جیسی صفات سے متصف ہے اس عدد کا حامل اپنے کردار اور اپنے مقصد کی طرف بہت توجہ دے کر کامیابی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس عدد کا حامل اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں بڑا بردبار، سمجھدار اور سلیقہ شعار ہوتا ہے اپنے خیالات کو بڑی عمدگی سے دوسروں پر واضح کرتا ہے بہت نرم طبیعت کا مالک ہوتا ہے اور اپنے ذاتی وفطری عادات کے تحت بچوں اور جوانوں سے ہمدردی کرنے والا ہوتا ہے۔ بڑی بڑی مشکلات سے گھبراتا نہیں جو کہنا چاہتا ہے ببانگ دہل کہہ دیتا ہے ذومعنی الفاظ استعمال نہیں کرتا بلکہ عمدہ، واضح اور صاف زبان میں سیدھے سادھے طریقے سے اپنے موضوع اور مقصد کو پیش کرتا ہے۔ ٹھوس کام کرنے والا ہوتا ہے اور مضبوط ارادے کا مالک ہوتا ہے۔

اسم مبارک 'رشید ' عدد 'ا' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم کی طرف بلانے کے لیے مبعوث ہوئے اور عدد 'ا' کی خصوصیات سے متصف ہوتے ہوئے ثبوت کے طور پر سب سے پہلے انہوں نے اپنے بے داغ کردار کو پیش کیا اور بہت عام وسادہ مگر مؤثر انداز میں اپنا مؤقف واضح کیا اس ضمن میں انہیں کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر ان کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا۔ وہ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے اور مضبوط قوت ارادی سے اپنا مقصد حاصل کیا۔ اس میں سب سے بڑا کردار آپ ﷺ کی حلیم الطبع فطرت نے ادا کیا۔ آپ ﷺ نے جس محبت اور نرمی سے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دلوں کو فتح کیا۔ اور دلوں کو وہی فتح کر سکتا ہے جس کی دلوں تک رسائی ہو اور جو دلوں کو فتح کرنے کے فن سے بخوبی آشنا بھی ہو۔ قدرت کی منصوبہ بندی ہمیشہ سے بہت جامع رہی ہے نہ اس کے نظام میں کوئی آج تک خلل تلاش کر سکا ہے نہ اس کی سوچ اور نہ ہی اس کی منصوبہ بندی میں۔ چنانچہ قیامت تک آنے والی انسانیت کو 'صراط مستقیم' کی طرف بلانے اور ان کی ہدایت کا سامان کرنے کا عظیم الشان کام بذات خود ایسا کٹھن اور دشوار گزار کام تھا جس کے لیے ایسی شاہکار ہستی درکار تھی جس میں تمام اخلاقی اوصاف نقطہ کمال کو پہنچی ہوں اور ان کے ساتھ ساتھ وہ حلیمی ، بردباری ، نرم دلی اور نرم خوئی کی صفات سے بھی متصف ہو کیونکہ قوت اور طاقت کے بل بوتے پر علاقوں کو اور ملکوں کو تو فتح کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسی فتح ہمیشہ ناپائیدار اور عارضی ثابت ہوتی ہے مگر جب دل ایک دفعہ مٹھی میں کر لیے جائیں اور دل کسی دعوت پر لبیک کہہ دیں تو قیامت تک کا سامان ہو جاتا ہے پھر دلوں کو بدلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ 'رشید' بن کر آئے۔ نیکی اور ہدایت کا سرچشمہ دراصل قدرت

Marfat.com

کے سارے نظام کا مقصد نیکی کا پرچار اور نیکی کو پروان چڑھانا ہے اس لیے ایسی نیک ہستی تخلیق کی گئی جس کے بدترین دشمن بھی اس کی پوری حیات طیبہ سے کوئی ایسا لمحہ تلاش کر کے نہ لا سکے جب آپ ﷺ نے بشری جذبات سے مغلوب ہو کر کبھی کوئی کمزوری دکھائی ہو۔ پرہیز گاری و پاکبازی میں آپ ﷺ اپنی مثال آپ تھے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو جس کے حل کے لیے کوئی سمجھ نہ آتی ہو کہ کیا کرے تو نماز مغرب کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے انشاء اللہ اس مشکل کے حل کی تدبیر اس پر خواب میں ظاہر ہو جائے گی اور غیب سے اس کے قلب پر القاء ہو گا کہ کس طرح مشکل کو حل کیا جائے۔

۲۔ جو کوئی خواہشمند ہو کہ پروردگار اسے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تو ہر نماز کے بعد ۵۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے سے اسے برے کاموں سے شدید نفرت ہو جائے گی اور وہ نیکی کے کاموں کی طرف مائل ہو گا۔

Marfat.com

۱۱۔ سَیِّدُنَا مَشْهُوْدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَشْهُوْدِ فِی الْبُلْدَانِ ط

ا: مفهوم: گواہی دیئے گئے۔

(جن کے بارے میں تمام اہل کتاب گواہی دے چکے تھے اور اللہ نے ان سے آپ ﷺ کے بارے میں وعدہ لیا تھا۔)

ا۔ القرآن:

ا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (۸۱)۔ آل عمران

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ضرور بالضرور اس رسول پر ایمان لے آنا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ تو فرمایا کہ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

۲۔ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (۷۹)۔ النسآء

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ! ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ اس پر کافی گواہ ہے۔

۳۔ كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (۸۶)۔ آل عمران

ترجمہ: اللہ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے جو ایمان لا کر کافر ہو گئی اور وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول (محمد ﷺ) سچا ہے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

۴۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (۱۹۷)۔ الشعرآء

ترجمہ: کیا یہ ان کے لیے نشانی (سند) نہ تھی کہ اس نبی کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔

Marfat.com

۵۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ح (۲۹۔الفتح)

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں رکوع، سجود اور اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہوئے دیکھے گا، ان کی علامت ان کے چہروں پر ہے سجدوں کے نشان، یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی یہ صفت انجیل میں بھی ہے۔

۲۔الحدیث:

۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک غلام یہودی حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا حضور ﷺ اس کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھ کر تورات پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے یہودی! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات کو نازل فرمایا۔ کیا تورات میں میری تعریف اور ہجرت کا ذکر تم نے پڑھا ہے۔

اس نے کہا۔ 'نہیں'

اتنے میں اس غلام نے کہا۔ ہاں، یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! تورات میں آپ ﷺ کی صفت موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے صحابہ اس کے باپ کو اس کے سرہانے سے ہٹا دو اور اپنے بھائی کے وارث بن جاؤ۔ (البدایہ ونہایہ ابن کثیر)

۲۔ دو یہودی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے نو ظاہر نشانیاں دریافت کیں۔ آپ ﷺ نے بیان فرما دیں۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ (بخاری)

۳۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت آدمؑ اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی نصرت کریں۔

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس قدر میری نبوت کی سچائی کا اعتراف کیا گیا کسی اور پیغمبر کی سچائی کا نہیں کیا گیا کہ بعض انبیاء ایسے آئے ہیں جن کو سچا کہنے والا ان کی امت میں صرف ایک ہی نکلا۔ (مسلم)

۵۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اہل مکہ نے یہود مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزماں۔ سید کائنات محمد ﷺ کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے۔

اس کا جواب علماء یہود نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور ان کی نعت وصفت توریت میں موجود ہے علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ ؓ بن سلام۔ ابن یامین ثعلبہ اور اسد و اسید، جو حضور ﷺ کے اوصاف پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

۶۔ حضرت کعبؓ تورات سے ناقل ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی یہ صفات تورات میں لکھی پاتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر اور میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ درشت زبان وطبیعت، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، نہ برائی کا بدلہ

Marfat.com

برائی سے دینے والے بلکہ بہت معاف کرنے والے آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے۔ اور آپ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کا دین ملک شام تک (جو انبیاء کا مرکز ہے) اور آپ ﷺ کی امت خدا کی اتنی تعریف کرنے والی ہے کہ اس کا لقب حمادون ہے۔ ہر مقام پر خدا کی حمد کرنے والی اور ہر اونچے مقام پر خدا کی تکبیر پڑھنے والی۔ آفتاب کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے والی نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے والی۔ نصف پنڈلیوں تک اپنی لنگی باندھنے والی اور اپنے ہاتھ و پیر اور جسم کے اطراف کا وضو کرنے والی۔ ان کا مؤذن بلند مقام پر کھڑا ہو کر اذان کہنے والا ان کی صف نمازوں میں ایسی سیدھی جیسی جہاد میں۔ شب کی تاریکی میں پست آواز سے اس طرح تلاوت کرنے والی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھن بھن۔ (بخاری)

۷۔ روایت ہے جب قریش نے آپ ﷺ سے نبوت کی نشانی مانگی اور شق قمر کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے انہوں نے دیکھا کہ غار حراء ان دونوں کے درمیان موجود ہے ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور ایک سامنے ہو گیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ رہنا۔ (متفق علیہ)

مشہود

۳۔ کتب سابقہ و انبیاء کی شہادت:

آدمؑ سے لے کر مسیحؑ تک جتنے پیغمبر گزرے، خدا نے ہر ایک سے سید عالم رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول و قرار لیا۔ (تفسیر امام طبری)

ا۔ تورات:

ا۔ "جب موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے طور سینا کے پہاڑ پر اپنے نور کی معمولی سی تجلی دکھائی تو آپؑ بے ہوش ہو گئے۔ تورات میں ذکر ہے۔ خداوند سینا سے نکلا، سعیر سے چمکا۔ فاران کی پہاڑیوں سے جلوہ گر ہوا، دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔" (پیدائش باب ۱۷۔۲۰)

(فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے اور رسول پاک ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار جانبازوں کا لشکر تھا)

۲۔ ایک اور مقام پر ہے۔

"وہ عربی ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا۔" (پیدائش باب ۱۶۔۱۳)

۳۔ خداوند نے سیدنا موسیٰؑ سے فرمایا:

"میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔" (بحوالہ توریت مطبوعہ مرزا پور (۱۸۷۱ء)۔ باب ۱۸۔ آیت ۲۰۔۱۸)

۴۔ مالک بن سنان بیان کرتے ہیں میں نے بنی عبدالاشھل کے ایک یہودی "یوشع" کو یہ کہتے سنا کہ ایک نبی کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے اس کا نام "احمد" ہوگا جو حرم سے نکلے گا۔ خلیفہ بن ثعلبہ نے پوچھا۔ اس کا حلیہ بتاؤ۔ اس پر یوشع بولا۔

Marfat.com

''نہ وہ پست قامت ہو گا اور نہ ہی طویل القامت۔ اس کی آنکھوں میں سرخی ہو گی اور یہ شہر یثرب (مدینہ) اس نبی کی ہجرت گاہ ہے۔

۲۔ انجیل:

۱۔ حضرت آدمؑ کا مشاہدہ انجیل میں ''پس آدمؑ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر سورج کی طرح ایک روشن تحریر ہے جس کی عبارت تھی ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) آدمؑ نے اپنے لب کھولے اور فرمایا، ''میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اے خداوند! جو تو نے مجھے تخلیق کیا لیکن یہ تو بتا کہ اس جملے کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہاں کوئی اور شخص بھی ہے مجھ سے پہلے؟ تب خداوند نے کہا ''خوش آمدید ہو...... اے میرے بندے آدم! ...... میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس کا نام تم دیکھ رہے ہو، اسی کے لیے ہی میں نے تمام اشیاء تخلیق کی ہیں ...... وہ دنیا کو روشنی دے گا...... جس کی روح آسمانوں میں بیٹھی ہے، ساٹھ ہزار سال قبل اس کائنات کی تخلیق سے۔'' (انجیل برنا باس۔ باب ۳۹)

۲۔ عہد مسیح سے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسیٰؑ کو معلوم ہوا کہ اب ان کا وقت قریب آ گیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہیں تو انہوں نے اپنے حواریوں کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ ان ہی نصیحتوں میں یہ بھی فرمایا کہ ''یہ امور میں نے تم سے کہے جب کہ تمہارے ساتھ ہوں لیکن 'پیری کلیطاس' (پاک روح) جس کو باپ بھیجے گا میرے نام سے ہر بات تم کو سکھا دے گا۔'' (انجیل یوحنا باب ۱۴، ۲۵، ۲۶)

۳۔ ''تاہم میں تم سے سچ کہتا ہوں یہ بھلا ہے تمہارے لیے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو پیریکلیطاس تمہارے پاس نہ آئے گا۔'' (انجیل یوحنا باب ۱۶۔ ۱۷)

موجودہ انجیل کے نسخوں میں لفظ 'پیری کلیطاس' یونانی لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ کی زبان نہیں تھی ان کی زبان عبرانی یا خالدی تھی اور انہوں نے اس جگہ لفظ 'فارقلیط' استعمال کیا تھا جس کے معنی 'احمد' کے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں فارقلیط (احمد) کا ادراک عطا کرے گا، جو ازل سے ابد تک تمہارے ساتھ ہے۔ (یوحنا۔ باب ۱۴۔ ۱۷)

اس ضمن میں گاڈ فری ہیگنس فرماتے ہیں کہ ''مسلمان بیان کرتے آئے ہیں اور اب بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد ﷺ کی دی ہے جس طرح حضرت اشعیاہ نے کیخسرو کی پیشین گوئی تھی اور دونوں پیشین گوئیوں میں دونوں کا نام بتا دیا گیا تھا وہ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے لفظ ''پیریکلیوطاس'' استعمال کیا تھا جس کے معنی بہ زبان عربی 'احمد' کے ہیں اور ابتداً انجیل میں یہی لفظ تھا مگر سچ بات کے چھپانے کے لیے اس کو تحریف کر دیا گیا ہے اور عیسائی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ان کی کتب موجودہ میں بہت سی تحریفیں اختلاف قرات میں ہیں۔ (تحقیق سر سید احمد خاں)

۳۔ زبور:

حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی الہامی کتاب میں حضور ﷺ کا ذکر خیر یوں فرمایا گیا ہے۔

''مبارک ہیں وہ (رسول اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ) جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ سدا تیری حمد

Marfat.com

کرتے ہیں وہ مکہ سے گزرتے ہوئے کنواں بناتے ہوئے۔ (زبور باب۔ ۱۸)

قرآن میں بھی مکہ کا نام ''بکہ'' بتایا ہے اور مارگولیتھ بھی لکھتا ہے کہ بکہ عرب کے 'مکہ' کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں۔

انبیاءؑ کی پیشین گوئیاں

ا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت داؤدؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ نے سیدالانبیاء و خاتم النبیین کا ذکر درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا تھا۔

ا۔ میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے وہ شیریں مقال ہے۔ ہاں وہ ''محمد ہنم'' (میرا محمد ﷺ) ہے...... (غزل الغزلات۔ باب ۵: ۱۰۔۱۶)

۲۔ ''وہ خلو'' محمد یم ذہ ودی ذہ رعی''

ترجمہ: ''وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں اور میرے محبوب اور میری جان ہیں۔'' (تسبیحات سلیمان ۵۔۱۲)

۲۔ حبقوق علیہ السلام:

قدیم زمانے کے نبی حبقوقؑ نے صدیوں پہلے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا تھا۔

''اور جو وہ قدوس ہے کوہ فاران سے آیا ہے اور اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ زمین 'احمد' کی حمد سے بھر گئی۔'' (صحیفہ نبی حبقوقؑ باب ۳)

۳۔ یسعیاہ علیہ السلام:

حضرت یسعیاہؑ فرماتے ہیں۔

بیابان (عرب) اور اس کی بستیوں قیدار کے آباد گاؤں سے اپنی آواز بلند کریں گے۔ اسلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے للکاریں گے وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے۔

(یسعیاۃ کا صحیفہ۔ باب ۴۲۰)

(اسلع کا پہاڑ اب بھی موجود ہے جس کے ساتھ خندق کے نشانات موجود ہیں۔ اور اس اسلع کے باشندوں نے ہجرت پر حضور ﷺ کا استقبال 'طلع البدر علینا' اور دیگر گیتوں کے ساتھ کیا تھا۔)

۴۔ ملاکی علیہ السلام:

نبی ملاکیؑ نے ذکر فرمایا تھا۔

''وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو، ہاں! عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو، وہ ہیکل میں ناگہان آئے گا۔ دیکھو! وہ یقیناً آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ نمودار ہوگا تو کون کھڑا رہے گا؟''

تاریخ شاہد ہے کہ ہیکل میں ناگہان آیا اور فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ دس ہزار صحابہ کی فوج لے کر اچانک مکہ

Marfat.com

پہنچے تو جب آپ ﷺ کے صحابہ نے رات کا کھانا کھانے کے لیے چولہے جلائے تب ابوسفیان اور مکے والوں کو آپ ﷺ کی آمد کا علم ہوا اور پھر فتح مکہ کے موقعہ پر آپ ﷺ کے سامنے کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔

۴۔ حضرت دانیالؑ کا مشاہدہ:

اور سلطنت، حشمت اور مملکت اسے دی گئیں تا کہ تمام مخلوق امتیں اور اہل کتاب اس کی خدمت گزاری کریں اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے۔ جو ہمیشہ سے قائم ہے اور لازوال ہے'' (کتاب دانیال - باب: ۷ آیت ۱۳۔۱۴)

۵۔ حضرت یحییٰؑ کا مکاشفہ:

''اس کی آنکھیں نور سے روشن ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' (مکاشفہ - باب ۱۹: ۱۱ تا ۲)

۴۔ الرائے:

۱۔ میں نے محمد ﷺ کے دین کو اس کی حیرت انگیز قوت کی وجہ سے انتہائی عزت وتوقیر سے دیکھا ہے صرف یہی دین زندگی کے بدلے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی وہ صلاحیت رکھتا ہے جو ہر دور کو اپنی طرف راغب کر سکے۔ بلاشبہ دنیا مجھ جیسی اہم شخصیتوں کی پیشین گوئیوں کو بہت اہمیت دیتی ہے۔ میں نے محمد ﷺ کے دین کے متعلق یہ پیشین گوئی کی ہے کہ کل کا یورپ اسے اسی طرح قبول کرے گا جیسے آج کے یورپ نے اسے غیر شعوری طور پر اپنانا شروع کر دیا ہے۔ (جارج برنارڈ شا)

۲۔ رسول پاک ﷺ کی وفات کے بعد لوگ جب کبھی حضرت عائشہؓ سے استفسار کرتے کہ ہمیں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے متعلق کچھ بتائیں تو ام المومنین فرماتیں۔

آپ لوگوں کے پاس قرآن ہے۔ اسے پڑھو۔ یہی رسول پاک ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اور اس میں کلام نہیں کہ آپ ﷺ کے کردار کا تجزیہ کرنے، آپ ﷺ کی کامرانیوں کا اندازہ لگانے اور آپ ﷺ کی صلاحیتوں کو جانچنے پرکھنے اور سمجھنے کے لیے قرآن کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ (یعنی قرآن آپ ﷺ کی عظمت و اخلاق کا عالیہ کا گواہ ہے) (آر۔ وی۔ سی باڈلے)

(R. V. C Bodley - the Messenger)

۳۔ عرب جو بالکل مردہ ہو چکے تھے محمد ﷺ نے ان میں نئے سرے سے تازہ روح پھونک کر ان کو اشرف ترین قوم بنا دیا جس کے ذریعہ سے وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزین ہو گئے۔ ایسے بلند کارنامے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئے جس کا دنیا کو اعتراف کرنا پڑا کہ ان تمام تر ترقیوں اور کامیابیوں کا سہرا صرف اور صرف محمد ﷺ ہی کی ذات گرامی کے سر ہے۔ (فرنسیکو ریرولڈ)

۴۔ جب ہم اس زمانے پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی نبوت اور رسالت کا علم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا جو دنیا کی ملکی، مذہبی، اور تمدنی ہدایتوں کے لیے کافی ہے تو ہم نہایت حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم

Marfat.com

کیا گیا ہے؟ پس ہم اقرار کرتے ہیں کہ محمد ﷺ نے ایک ایسا مجموعہ قوانین پیش کیا ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

(موسیو اوجیل کلوفل)

۵۔ پیغمبر اسلام ﷺ تمام اوصاف حسنہ کے مجسم تھے۔ مسلمان فطرتاً روحانیت پسند واقع ہوئے ہیں۔ انہیں تہذیب و اخلاق سے خاص لگاؤ ہے بخلاف ازیں ہندو مادی ترقی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں ان کی تمام خصلتیں نمائشی ہیں اور میری یہ پیشین گوئی ہے کہ اگر ہندو سوسائٹی کا یہی طرز عمل رہا تو ہندو قوم دو صدیوں کے اندر صفحۂ ہستی سے محو ہو جائے گی اور بنی نوع انسان کا بیشتر حصہ دین فطرت اسلام کا پیرو ہو جائے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ خداوند کریم میری پیشین گوئی کو پورا کرے اور دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لا کر بنی نوع انسان کی تمام تکالیف دور کرے۔

(شری راج وید۔ پنڈت گداھر پرشاد شرما

(رئیس اعظم الہ آباد)

۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کو جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ (out time of History ۔ ایچ جی۔ ویلز)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مشھود' : حروف : ۵

م + ش + ھ + و + د =

۴ + ۳ +۵ + ۶+ ۴ = ۲+ ۲ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

اس عدد کا حامل ہمیشہ ایسے پیشے یا کیریئر کو اپناتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتا ہے اس کا کام کرنے کا طریقہ نرالہ اور دوسرے لوگوں سے مختلف ہوتا ہے دوسروں سے مختلف آراء رکھنے کی وجہ سے اس نمبر کے لوگوں کو دوستوں اور اقرباء سے تعلقات میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں لیکن یہ ہمیشہ دوستوں کے وفادار رہتے ہیں۔ ان کی پوزیشن اس قدر اہم ہوتی ہے کہ جب انہیں اپنی جگہ سے ہٹایا جائے تو تمام ڈھانچہ تباہ ہوتا نظر آتا ہے تب لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی ہستی کس قدر اہمیّت رکھتی ہے۔

اسم مبارک 'مشھود' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

پہلی خصوصیت دوسروں سے مختلف نظریات، کام کرنے کا انوکھا طریقہ، عزیز و اقارب کی طرف سے مشکلات وغیرہ۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی نبوت کا اعلان کیا تو تمام لوگ ان کے خلاف ہوگئے۔ ان کے نزدیک 'نبی' کا مبعوث ہونا بہت حیران کن تھا۔ اس خیال کی انہوں نے بھرپور تکذیب کی مگر بالآخر انہیں آپ ﷺ کو نبی ماننا پڑا۔

دوسری اہم خصوصیت عدد '۴' کے افراد کا انتہائی اہم پوزیشن کا حاصل ہونا ہے۔ نبوت و رسالت کا سارا ڈھانچہ حضور ﷺ کے بغیر نامکمل تھا۔ آپ ﷺ کی جو اہمیّت و قدر و قیمت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کرام آپ ﷺ کے آنے کی پیشین گوئیاں کرتے رہے اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے رہے۔ اس

Marfat.com

لیے کہ انبیاء کے مشن کی تکمیل جو حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی تھی آپ ﷺ نے ہی کرنی تھی۔ اس لیے ہر زمانے کے لوگوں کو آپ ﷺ کی آمد کا انتظار رہتا تھا۔ اور زندگی کے تمام ادوار اور دنیا کے تمام نظاموں پر نظر دوڑائیں تو آپ ﷺ کی ہستی کس قدر اہم نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا کے تمام نظاموں یعنی سماجی، معاشی اخلاقی، مذہبی و معاشرتی نظاموں کی داغ بیل ڈالی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بغیر یہ دنیا نامکمل تھی اور نامکمل رہتی۔ اس لیے ساری دنیا معترف و شاہد ہے کہ آپ ﷺ ہی انسانیت کے سچے علمبردار ہیں۔"

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۴۰۰ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا لوگوں میں ناموری حاصل کرے گا۔ عزت و شہرت و نیک نامی میں اضافہ ہوگا۔

۲۔ جو کوئی اس اسم پاک کو روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھنے پر مداومت رکھے تو اسے اجابت ظاہری و باطنی حاصل ہو۔

☆——◈——☆

Marfat.com

۱۲۔ سَیِّدُنَا بَشِیْرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْبَشِیْرِ وَالنَّذِیْرِ ط

ا: مفہوم: خوشخبری و بشارت دینے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۲۸)۔ سبا

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں سارے انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا مگر بہت سے لوگ جانتے نہیں۔

۲۔ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ (۲)۔ ھود

ترجمہ: اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

۳۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا لا وَّ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (۱۱۹)۔ البقرۃ

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

۴۔ وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ لا اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًۢا بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۵۴)۔ الانعام

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام۔ تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۵۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا (۴۷)۔ الاحزاب

ترجمہ: اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش ہو کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔

Marfat.com

ہم نے عرض کیا ''ہاں''
آپ ﷺ نے فرمایا، ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے میں توقع کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے کیونکہ جنت میں صرف وہی شخص داخل ہو گا جس نے اپنے نفس کو مسلمان بنا لیا اور اہل شرک کے مقابلے میں تمہاری مثال ایسی ہے جیسے سرخ بیل کی کھال پر ایک آدھا سیاہ بال ہو یا سیاہ بال کی کھال میں کوئی ایک سفید بال ہو۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں۔ میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی سلام کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔
آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو اندر آنے کی اجازت دے اور ساتھ ہی اس کو بہشت کی بشارت دے دو میں واپس آیا اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ تشریف لائیے آپ ﷺ نے آپؓ کو بہشت کی بشارت دے دی ہے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے خاص میری امت کے حق میں وہ وساوس جو صرف ان کے دلوں میں گزریں۔ معاف کر دیئے ہیں جب تک کہ وہ اپنی زبان سے ان کو ادا نہ کریں یا عملی جامہ نہ پہنائیں۔ (مسلم)

۴۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک، اور وہ تمام باتیں معاف کر دی ہیں جو ان سے جبراً کرائی جائیں۔ (صحیحین)

۵۔ جب انصار نے آپ ﷺ سے شب عقبہ میں بیعت کی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کی کہ یا رسول! آپ ﷺ اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے کچھ شرط فرما لیجئے جو آپ ﷺ چاہیں۔ فرمایا۔ میں اپنے رب کے لیے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لیے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو ان کو میرے لیے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟
فرمایا۔ ''جنت''

۶۔ مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو ایک صحابی (بلال ؓ بن حارث) نے حضور ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کریں۔ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے خواب میں اس شخص سے فرمایا۔ کہ عمرؓ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی۔ (بیہقی)

۷۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہو گیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ ابو سعیدؓ کو یہ خوشخبری بہت (امید افزا) معلوم ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مکرر فرمایئے! آپ ﷺ نے پھر وہی ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا۔ ایک اور بات بھی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندہ کے لیے جنت میں سو درجے بلند کرتا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ

Marfat.com

بات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے لیے جہاد کرنا۔ اللہ کے لیے جہاد کرنا۔ اللہ کے لیے جہاد کرنا۔

(مسلم)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ پاک نے جنت عدن کو تخلیق فرمایا اور اس میں وہ چیزیں پیدا کیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں وہ محفوظ ہیں۔ پھر اس جنت سے فرمایا کہ کلام کر ......تو اس نے تین مرتبہ کہا '' قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون '' (یعنی فلاح پائی ان مومنوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں)

۳۔ الرائے:

۱۔ گوئٹے نے جو کہا ہے کہ انسانی دماغ نظام محمدی ﷺ سے آگے جا ہی نہیں سکتا۔ کتنی سچی بات کہی ہے اس لئے۔ جتنے نظام ہائے تمدن انسانیت کے ایوانوں میں پیش کیے جائیں گے ان کی کسوٹی ہمیشہ کے لیے اگر کچھ ہوگی تو وہ نظام محمدی ﷺ ہے اور کچھ نہیں۔ میں گوئٹے سے پوری طرح متفق اس لیے ہوں کہ محسن انسانیت، محمد عربی ﷺ کا پیغام براہ راست، بلا واسطہ بہشت کا پیغام ہے اور قرآن کریم نے بہشت کی جو حسین تصویر کشی کی ہے وہ دل بہلانے کا سامان نہیں، اٹل حقیقت ہے اور یہ تصویر ہمیں اس لیے دکھائی گئی ہے تا کہ اپنی زمینی زندگی کو اپنے معاشرے کو اسی سانچے میں ڈھالیں جہاں صرف فوز و فلاح ہے وہ زندگی جہاں نہ خوف ہے نہ غم۔

(تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ رسول پاک ﷺ نے قرآن کی مختلف آیات کے حوالے سے مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی یعنی ایسی آرام دہ زندگی جس میں وہ تمام آسائشیں میسر ہوں گی۔ جن سے یہ دنیا محروم ہے اسلام نے جنت کی جو حسین و دلکش تصویر پیش کی ہے اس کا مقصد مسلمانوں کو درحقیقت اخروی و ابدی انعام و اکرام کی نوید سنانا ہے جو آسانی سے ان کے ذہن میں سما سکے۔ (R . V. C Bodley - the Messenger آر۔ وی۔ سی باڈلے)

۳۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضور ﷺ کی تعلیمات میں دین اور دنیا دونوں شامل ہیں۔ دین کی نعمتوں کے ساتھ جنت کی مسرت اور شادمانی بھی رکھی گئی اور حضور ﷺ جب بھی دوسروں کو کوئی خوشخبری سنایا کرتے تھے آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ (جنرل سرجان گلب پاشا)

۴۔ محمد ﷺ ایک نبی تھے جو دنیائے جہاں کو دعوت حق دینے کے لیے مبعوث ہوئے اور نبی بھی ایسے کہ ہستی باری تعالیٰ کی پرنور وحدانیت کی ایک بشارت تھے۔ (جے۔ ایچ لیکی ...... اتھارٹی ان ریلیجنز)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'بشیر' : حروف : ۴

ب + ش + ی + ر =

۲ + ۳۰۰ + ۱۰ + ۲۰۰ = ۸

Marfat.com

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد کے حامل افراد دوسروں کے غمگسار اور مددگار ہوتے ہیں وہ ہر وقت انسانیت کو پیش نظر مشکلات کا سوچتے رہتے ہیں ان کے لیے دولت اور عہدے کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ بنیادی طور پر وہ ان چیزوں کے خواہاں نہیں ہوتے، معدودے چند آسائشیں ان کے پیش نظر ہوتی ہیں مگر زیادہ تر وہ اپنی نسبت دوسروں کی بھلائی اور خوشیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

اسم مبارک 'بشیر' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی کفر و شرک، ظلمت و گمراہی میں بھٹکی ہوئی انسانیت کو فلاح کے راستے پر گامزن کرنا تھا اور اس کے لیے آپ ﷺ نے ہر طرح کی تکالیف و ایذیتیں سہیں۔ آپ ﷺ کو اپنے مقصد سے روکنے کے لیے کفار مکہ نے ہر طرح کی پیشکش کیں۔ آپ ﷺ کو بادشاہ ماننے پر تیار ہو گئے مگر آپ ﷺ کے نزدیک تو پوری انسانیت اہم تھی۔ آپ ﷺ تو ان کے ملجا و ماویٰ تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کی اخروی زندگی سنوارنے کی خاطر اور انہیں نار جہنّم سے بچانے کے لیے ہر دکھ اور پریشانی کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ زمین پر آپ ﷺ کا بچھونا ایسا ہوتا تھا کہ جسم مبارک پر نشان پڑ جاتے۔ صحابہ کرام رو پڑتے تو آپ ﷺ کا جواب ہوتا۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ کافروں کے لیے دنیا اور اس کی آسائشیں ہوں اور ہمارے لیے آخرت، آپ ﷺ نے امت کو بھی یہ سبق دیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا انہیں اخروی زندگی اور اس کی آسائشوں کی بشارت دی۔ ان کے اندر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی تڑپ پیدا کی اور اس رضا کو حاصل کرنے کے طریقے بتا کر ان کو پُر امید بنایا۔ دنیا میں کیے گئے اچھے نیک اعمال کا ثمر۔ آخرت میں جنت کی ابدی نعمتوں اور رب حقیقی کی سچّی رضا کی صورت میں ملے گا۔ یہ وہ تعلیمات تھیں جنہوں نے مایوس انسانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہ سمندروں میں بے خوف اُتر گئے۔

یہ سب کچھ آپ ﷺ کی پر اثر تعلیمات کی وجہ سے ممکن ہوا جن پر سب سے زیادہ آپ ﷺ خود عمل پیرا ہوئے۔ دنیا کی قیمتی شے اور اس کے بلند ترین درجات بھی آپ کی نظر میں ہیچ تھے کیونکہ آپ ﷺ کا مطمح نظر اپنے رب کی رضا کا حصول تھا اور رب کی رضا کا بلاواسطہ مطلب ابدی نعمتوں اور جنت کا حصول تھا۔ یہی تعلیمات آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں اور امتیوں کو دے کر انہیں ہمیشہ کے لیے پر امید بنا دیا۔ یہ ایسی خوشخبری تھی جس کا نعم البدل کوئی اور شے نہ تھی اور نہ ہو سکتی ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والا قبر کی تاریکی سے بچا رہے گا۔ قیامت کے دن خوشی حاصل ہوگی اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

۲۔ روزانہ نماز مغرب کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے والے کو کبھی بڑا غم نہ پہنچے گا۔ قلب مطمئن ہوگا۔ نماز فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیانی وقفہ میں ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے والے کا سارا دن آرام و سکون سے گزرے گا۔

Marfat.com

۱۳۔ سَیِّدُنَا نَذِیْرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُنْذِرِیْنَ ط

ا: مفہوم: خبردار کرنے والے، اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی (۵۶)۔ النجم

ترجمہ: یہ (محمد ﷺ) بھی اگلے ڈر سنانے والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں۔

۲۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰهَا (۴۵)۔ النّزعٰت

ترجمہ: جو شخص اس (اللہ) سے ڈر رکھتا ہے تم تو اسی کو ڈر سنانے والے ہو۔

۳۔ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ ط (۱۲)۔ هود

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) تم تو صرف ڈر سنانے والے ہو۔

۴۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ (۱۹۳) عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (۱۹۴)۔ الشعرآء

ترجمہ: امانت دار روح اس کو لے کر تیرے دل پر اتری تا کہ تو لوگوں کو خدا کے خوف سے ڈرانے والوں میں سے ہو۔

۵۔ کَلَّا وَالْقَمَرِ (۳۲) وَ الَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ (۳۳) وَالصُّبْحِ اِذَ ا اَسْفَرَ (۳۴) اِنَّهَا لَاِحْدَی الْکُبَرِ (۳۵) نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ (۳۶)۔ المدثر

ترجمہ: ہاں ہاں چاند کی قسم ٥ اور رات کی جب پیٹھ پھیرنے لگے ٥ اور صبح کی جب اجالا ڈالے ٥ بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں سے ایک ہے ٥ آدمیوں (انسانوں) کو اس سے ڈراؤ۔

۶۔ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ ط مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ (۱۸)۔ المؤمن

ترجمہ: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی قیامت کے دن سے جب دل (غم سے بھر کر) گلوں تک آ جائیں گے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے۔

Marfat.com

۲۔الحدیث :

۱۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری اور اس دین کی مثال جو خدا نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا۔ اے میری قوم، میں نے دشمن اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور میں ایک سچا ڈرانے والا ہوں۔ لہٰذا نجات کی فکر کرو۔ اس پر اس کی قوم میں کسی نے اس کا کہنا مانا اور آہستہ آہستہ شروع رات ہی میں چل پڑے اور دشمن سے نجات پا گئے اور کسی نے اس کو جھوٹا سمجھا اور اپنے بستروں پر صبح تک پڑے سوتے رہے۔ دشمن کا لشکر صبح صبح ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ بس ٹھیک یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری بات مان لی اور میرے لائے ہوئے دین کی پیروی کی اور اس شخص کی جس نے میری بات نہ مانی اور اس سچائی کو جھٹلایا جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(متفق علیہ)

۲۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعرآء کی آیت ۲۱۴ نازل فرمائی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ ''اے گروہ قریش! اپنی جانوں کو نار جہنم سے بچا لو۔ میں تم کو عذاب الٰہی سے ذرا بھی نہ بچا سکوں گا پھر آپ ﷺ نے نام لے لے کر عبد مناف، حضرت عباس بن عبدالمطلب اور اپنی پھوپھی صفیہ سے فرمایا'' میں آپ کو بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکوں گا،'' پھر آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم میرے مال میں سے جو چاہو لے لو مگر میں اللہ کی گرفت سے تمہیں ہرگز نہیں بچا سکوں گا۔

(بخاری)

۳۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے بال سفید ہونے لگے ہیں فرمایا مجھے سورۂ ھود، سورۃ واقعہ، سورۃ المرسلات، عم یتسآءلون اور سورۃ التکویر نے بوڑھا کر دیا ہے ان سورتوں میں سابقہ امم اور قیامت کے واقعات مذکور ہیں۔

۴۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا،'' میں دنیوی لذتوں سے بھلا کیونکر لطف اندوز ہو سکتا ہوں جبکہ دیکھ رہا ہوں کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے (نفخ صور کی تیاری میں) صور اپنے منہ میں لے لیا ہے اپنی پیشانی جھکا لی ہے اور کان لگا رکھے ہیں کب ان کو نفخ صور کا حکم ملتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی فرمایئے اس حالت میں ہمیں کیا حکم ہے۔

ارشاد ہوا' بس حَسْبُنَا اللّٰهُ وِنعْمَ الْوَکِیْلُ' پڑھتے رہو (خدا تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہی ہمارا بہترین کارساز ہے)

(ترمذی)

۵۔ حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث شب گزر چکتی تو بآواز بلند یہ الفاظ فرماتے۔

'' لوگو خدا کو یاد کرو زلزلہ آنے والا ہے اس کے پیچھے آنے والا آ رہا ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی۔ موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی۔

۶۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا۔'' اے لوگو! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تم دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں یا رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ ! فرمایا میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو بارش کی طرح برستے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری)

۷۔ حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ایک بلیغ و عظ کیا جس سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل کانپ اٹھے ایک شخص نے کہا یہ تو رخصت ہونے والے شخص کے وعظ جیسا ہے۔ آپ ﷺ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے نیز امیر کا حکم سننے اور ماننے کا حکم دیتا ہوں اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ شریعت کے خلاف نئی نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی ہے تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے اسے میری اور میرے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ (ترمذی و ابوداؤد)

۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھا۔ تو آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور اس قدر روئے کہ زمین پر گر گئے اور آخری مرتبہ فرمایا" وہ بہت ہی خائب و خاسر ہوا جس کو رحمٰن و کریم نے اپنے رحم و کرم سے محروم رکھا۔"

۹۔ عمر مبارک کے آخیر سال میں آپ ﷺ شہدائے احد کے مقبرے میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر ایک خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا۔ میں اپنے حوض (کوثر) کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانے کی کنجیاں حوالے کی گئیں۔ اے لوگو! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے لیکن ڈرتا اس سے ہوں کہ اس دنیا کی دولت میں پڑ کر آپس میں رشک و حسد نہ کرنے لگو۔ (بخاری)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں دجال کے متعلق تم کو ایسی بات صاف صاف نہ بتا دوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہ بتائی ہو۔ دیکھو وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ دو چیزیں ہوں گی جو دیکھنے میں جنت اور دوزخ کے مشابہ ہوں گی اور جس کو جنت میں داخل کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور جس کو دوزخ میں داخل کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ دیکھو میں تم کو دجال کے فتنے سے اس اہمیت کے ساتھ ڈراتا ہوں جیسا کہ حضرت نوحؑ نے اپنی امت کو ڈرایا تھا۔ (بخاری)

اندازِ بیان:

اکثر خطبات دیتے ہوئے آپ ﷺ کے جوش بیان کا یہ حال ہوتا کہ آنکھیں سرخ اور آواز نہایت بلند ہو جاتی تھی غصہ بڑھ جاتا تھا۔ انگلیاں اٹھتی جاتی تھیں۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کسی فوج کو جنگ کے لیے ابھار رہے ہیں۔ جوشِ بیان میں جسد مبارک جھوم جھوم جاتا تھا۔ ہاتھوں کو حرکت دینے سے پٹھوں کے چٹخنے کی آواز آتی تھی۔ کبھی مٹھی بند کر لیتے تھے کبھی کھول دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اس قسم کی پر جوش حالت کی یوں تصویر کھینچی ہے۔

" آنحضرت ﷺ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ خداوند صاحب جبروت آسمان و زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ مٹھی بند کر لیتے تھے پھر کھول دیتے تھے۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک کبھی دائیں بائیں جھکتا تھا یہاں تک کہ میں نے منبر کو دیکھا۔ اسکا نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو لے کر گر تو نہیں پڑے گا۔

Marfat.com

۳۔ الرائے:

۱۔ عام خطبات میں آپ ﷺ کا بیان سادہ، واضح اور پر اثر ہوتا لیکن جب آپ ﷺ تبلیغ کرتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز اونچی اور بلند ہو جاتی اور آپ ﷺ کا پورا وجود جذبات سے مغلوب ہو کر متحرک ہو جاتا اور یوں لگتا جیسے آپ ﷺ دشمن کے لوگوں کو دھمکی دے رہے ہوں جو اگلے دن یا اسی رات ان پر حملہ آور ہونے والے ہوں۔ اور اس قدر سنجیدگی اور خلوص میں ہی آپ ﷺ کی کامیابی کا راز مضمر نظر آتا ہے۔

(سر ولیم میور)

(Sir . W. Muir - The Life of Muhammad 1912)

۲۔ خوف اور ڈر حضور ﷺ کی تعلیمات کی بنیاد رہی ہے آپ ﷺ کا یقین تھا کہ گنہگار کو ہمیشہ خدا سے ڈرنا چاہیے۔

(سر جان گلب پاشا)

۳۔ قرآن کی سب سے شاندار سورتیں وہ ہیں جن میں روز حشر کی آمد کی خبر سن کر مادر قدرت کا لرزہ براندام ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم زمین کو ابھرتے اور پھولتے ہوئے پہاڑوں کو گرد و غبار میں تبدیل ہوتے اور ستاروں کو انتہائی درجہ کی بے ترتیبی کے ساتھ منتشر و پراگندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

(تھوڈور نولڈیکی ...... جیشش وپس قرآنس ...... ص ۷۸)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'نذیر' : حروف: ۴

ن + ذ + ی + ر =

۵ + ۷ + ۱ + ۲ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

اس عدد کا حامل مرد ہو یا عورت دوسروں سے شفقت سے پیش آئے گا مگر غصہ ان کی طبیعت کا لازمی جز ہو گا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد متین مزاجی اور خوش گفتاری کا شیوہ ان کا خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غصّے کے بعد فوراً دوسروں کو اپنی خوش گفتاری سے خوش کر کے سکون مہیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کسی سے نفرت نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ یا تو بعض حالات میں شدید ردعمل کی وجہ سے کبھی شیر کی طرح گرجتے ہیں تو کبھی انتہائی نرم مزاجی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لوگ ان کی گرمجوشی اور جاندار شخصیت سے متاثر ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'نذیر' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ نے دلوں کو فتح کیا روحوں کو تسخیر کیا اور بے عمل و بے کردار لوگوں کو با کردار و باعمل بنا دیا اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ممکن ہوا۔ آپ ﷺ کا انداز بیان اس قدر بلیغ ہوتا کہ سننے والے دم بخود ہو کر سنتے رہتے۔ آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے اور دل شدت جذبات سے تڑپنے لگتے۔ عدد '۶' کے حامل کی خصوصیات

Marfat.com

بدرجہ اتم آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ ایک طرف آپ ﷺ کی جاندار و متحرک شخصیت اور محبت و شفقت سے بھرا دل تو دوسری جانب آنے والے عذاب سے بچانے کے لیے پر جوش انداز بیان، گزشتہ صفحات میں جو آپ ﷺ کے انداز بیان کے بارے میں لکھا گیا ہے وہ عدد '٦' کے حامل کی خصوصیات ہیں۔ ایسے اشخاص نفرت کسی سے نہیں کرتے اور آپ ﷺ نے بھی کسی کو نہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا نہ کسی کی تذلیل کی اگر ڈرایا بھی تو عذاب الٰہی سے۔ اور وہ بھی امت کی بہتری کے لیے۔

٦۔ الفضائل:

١۔ ہر نماز کے بعد ١٠٠ مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھنے والا قبر کے عذاب سے مامون رہے گا اور قبر کشادہ ہو جائے گی۔

٢۔ ظہر کی نماز کے بعد بکثرت اس اسم پاک کا ورد کرنے والا کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا اور اللہ رزق حلال میں برکت پیدا فرمائے گا۔

Marfat.com

۱۴۔ سَیِّدُنَا دَاعٍ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الدَّاعِیْنَ ط

ا: مفہوم: دعوت دینے والے ۔صراط مستقیم کی طرف بلانے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط (۱۲۵) ۔ النحل

ترجمہ: اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعے سے بلاؤاور ان سے خوش آئند طریقے سے مناظرہ کرو۔

۲۔ وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ ط اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ (۶۷) ۔الحج

ترجمہ: اورتم لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو بے شک تم سیدھے رستے پر ہو۔

۳۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَراً مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ج فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ج فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِھِمْ مُّنْذِرِیْنَ (۲۹) قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَھْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۳۰) یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْلَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (۳۱) الاحقاف

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے، کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب آپس میں حاضر ہوئے تو بولے۔ خاموش رہو۔ پھر جب پڑھنا ہو گیا تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے پلٹے ہ وہ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی ہے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور سیدھی راہ دکھاتی ہے ہ اے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔

۴۔ وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۷۳)۔ المؤمنون

ترجمہ: اور بے شک تم ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو۔

Marfat.com

۵۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (۲۴)۔ الانفال

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب (رسول) تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے۔

۲۔الحدیث:

۱۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں فرشتے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ خواب میں تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا۔ آپ ﷺ خواب میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھیں خواب میں ہیں۔ دل بیدار ہے۔ بعض کہنے لگے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا جس طرح کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا کیں اور بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھایا پیا اور جس نے بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا نہ کچھ کھا سکا پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی تطبیق کرو کہ سمجھ میں آئے۔ تطبیق یہ ہے کہ مکان جنت ہے۔ داعی محمد ﷺ ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

(بخاری)

۲۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے جب آپ ﷺ کو اسلامی تحریک بند کرنے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے بے خوف ہو کر یہی فرمایا۔ ’’اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند بھی رکھ دیا جائے تو بھی میں اپنے مقدس کام سے باز نہیں آ سکتا۔

۳۔ غزوۂ خیبر میں شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ہوتا ہے کہ فوج لے کر جائیں وہ پوچھتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں فرمایا آہستگی سے روانہ ہو۔ یہاں تک کہ ان کے میدان میں پہنچ جاؤ پھر ان کو اسلام کی طرف بلاؤ اور اس میں ان کو جو حق ہو گا وہ ان کو بتاؤ۔ خدا کی قسم! اگر ایک شخص کو بھی خدا تمہارے ذریعہ سے ہدایت دے دے تو اس سے بہتر ہے کہ تمہاری ملکیت میں سرخ اونٹ ہوں۔

(بخاری)

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر یا وفد کو روانہ فرماتے تو یہ نصیحت کرتے۔ لوگوں میں الفت پیدا کرنا اور ان پر لوٹ ہرگز نہ ڈالنا جب تک کہ اچھی طرح تبلیغ نہ کر لو جنگ ہرگز نہ کرنا روئے زمین پر جتنے کچے پکے مکانات ہیں ان میں رہنے والوں کو تم مسلمان کر کے میرے پاس لاؤ۔ یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ تم لوگوں کو قتل کر دو اور ان کی بیویاں اور بچے میرے پاس لے آؤ۔

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت میں جو کوئی بھی ہے یہودی یا نصرانی، جس کو بھی میری خبر پہنچے اور میرے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنمی ہے۔

۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ’’اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میرا ایک قول سنا اور پھر اسے یاد رکھا، حتیٰ کہ ایک دوسرے شخص تک وہ قول پہنچایا۔‘‘

Marfat.com

۳۔ داعی اسلام کے مکتوبات غیر مسلموں کے نام

ا۔ بادشاہ حبش نجاشی کے نام:

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نجاشی اصحم بادشاہ حبشہ کے نام۔

سلامتی اس شخص پر ہے جو ہدایت کا طلبگار ہو۔ اے بادشاہ! یہ خط اس خدائے برتر کی حمد و ثنا کے ساتھ لکھتا ہوں جو اپنی ذات اور صفات ہر دو میں لاشریک، ہر قسم کی کمی سے مبرا، خود سلامت، امن دہندہ اور بارعب ہے۔

میں عیسیٰؑ ابن مریم کے ان اوصاف کا معترف ہوں۔ وہ روح اللہ اور ایسا کلمہ تھے جو خدا نے کنواری مریم پاک دامن میں القا فرمایا جس کلمہ سے وہ عیسیٰؑ کی بدولت صاحب اولاد ہوئیں یہ کلمہ اسی قسم کا تھا جو خدا نے آدمؑ کے لیے استعمال فرمایا۔ میں آپ کو خدائے واحد کی پرستش اور اطاعت کی دعوت دیتا ہوں!...... جس میں میری اطاعت اور مجھ پر نازل شدہ کتاب پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا ہوگا جو مجھ پر نازل ہوئی۔

میں خدا کا رسول ﷺ ہوں!

میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ میں اس پر شاہد ہوں کہ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور میں اس کی شہادت بھی پیش کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے: میں آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کرتا ہوں اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو آپ سے کوئی تعرض نہ ہو گا جیسا کہ قرآن نے بتایا۔

''اے اہل کتاب! آؤ ہم دونوں ایک اصول پر متفق ہو جائیں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں اور کوئی ہم میں سے کسی کو خدا نہ مانے!...... اے رسول ﷺ! اگر یہ اصول وہ تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دو کہ تم جانو اور تمہارا کام مگر گواہ رہنا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔''

میں آپ کو آپ کی رعیت سمیت خدا پر ایمان لانے کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ گواہ رہیے کہ میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور نصیحت کر دی۔ آپ کو میری نصیحت پر عمل پیرا ہونا چاہیے سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت یاب ہے۔

اے بادشاہ! اگر آپ اسلام لانے سے منکر رہے تو آپ پر اپنی تمام عیسائی رعیت کا بار بھی ہوگا۔

نجاشی کا جواب:

السلام علیک یا رسول اللہ من اللہ ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

ہدیہ پیش کرتا ہوں اس خدا کی طرف سے جو تنہا معبودیت کے لائق ہے اور جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

آپ ﷺ نے عیسیٰؑ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے خداوند ارض وسماء کی قسم! اس میں ذرا سا بھی اختلاف نہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور خدائے رب العالمین کی وحدانیت کا اعتراف کر لیا ہے، میں اپنے بیٹے ارہا ابن اصحم ابن بجر کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں لیکن اپنے نفس کے سوا دوسروں کی ذمہ داری لینے سے قاصر ہوں۔ اگر حکم ہو تو میں خود بھی حاضر خدمت ہونے کے لیے آمادہ ہوں۔

Marfat.com

یا رسول اللہ ﷺ ! جب میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کیا مشکل ہے ؟
والسلام علیک یا رسول اللہ !

۲۔ قیصر روم ہرقل کے نام:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

محمد ﷺ کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے اس کو سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے اس کے بعد میں آپ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ مسلمان ہو جاؤ تو مسلمانوں کے فائدے اور تکالیف دونوں کے حصہ دار ہو گے اور انکار کیا تو اپنا اور اپنی رعایا کا بوجھ خود آپ پر ہو گا اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو (خدا کو چھوڑ کر) خدا نہ بنائے اور تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں۔''

قیصر روم کا جواب:

بحضور احمد رسول اللہ (ﷺ) جن کے ظہور کی بشارت عیسیٰؑ نے بھی دی۔

جناب کا فرمان آپ ﷺ کے سفیر کے توسل سے صادر ہوا۔ میں آپ ﷺ کے رسول ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ کے ظہور کی بشارت عیسیٰؑ ابن مریم نے بھی انجیل میں دی۔ میں نے اپنی تمام رومی رعیت کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

اے صاحب ! کاش میں آپ ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوسکوں اور آپ ﷺ کے قدموں کو دھوؤں۔

۳۔ خسرو پرویز (شہنشاہ ایران) کے نام:

'' خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے، محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر کی طرف سے کسریٰ (رئیس فارس) کے نام، سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا ہے اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تا کہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے، تو اسلام قبول کر لے، تو سلامت رہے گا ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہو گا۔''

خسرو پرویز بڑی شان و شوکت کا بادشاہ تھا۔ عجم کا طریقہ یہ تھا کہ سلاطین کو جو خطوط لکھتے تھے ان میں عنوان پر پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ لیکن اس نامہ مبارک میں پہلے خدا کا نام اور پھر عرب کے دستور کے موافق رسول اللہ ﷺ کا نام تھا۔ خسرو نے اس کو تحقیر سمجھا اور غصے میں نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا لیکن چند روز کے بعد خود سلطنت عجم کے پرخچے اڑ گئے۔

۴۔ ہوذہ ابن علی رئیس یمامہ:

آپ ﷺ نے اسے بھی دعوتِ اسلام دی۔ مگر اس نے جواب میں لکھا، '' تم جو باتیں کہتے ہو وہ نہایت اچھی ہیں اگر حکومت میں کچھ میرا بھی حصہ ہو تو میں تمہاری اقتداء میں آنے کے لیے تیار ہوں۔

اسلام ہوس ملک کے لیے نہیں آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں نہیں دوں گا۔''

Marfat.com

۵۔ حارث غسانی ۔ رئیس شام:

حارث غسانی جو حدود شام کا رئیس تھا اور رومیوں کے ماتحت اطراف کے عربوں میں حکومت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو دعوت اسلام دی۔ وہ آپ ﷺ کا خط پڑھ کر برہم ہوا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ مسلمان اس کی جانب سے ہر وقت حملہ کے منتظر رہتے تھے۔ اس کے نتیجے میں غزوہ، موتہ اور غزوہ تبوک پیش آئے۔

۶۔ گورنر مصر مقوقس کے نام:

’’میں آپ کے سامنے اسلام پیش کرتا ہوں۔ آپ کے مسلمان ہو جانے پر آپ سے کوئی تعرض نہ ہو گا۔ اور اللہ کی جانب سے آپ کو دوگنا اجر ہو گا مگر انکار کی صورت میں خود اپنے ساتھ آپ پر قبطیوں کے کفر کا بار بھی ہو گا۔

’’اے پیغمبر ﷺ! ان سے کہو ...... کہ اے اہل کتاب آؤ! ...... ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا مالک نہ سمجھے پھر اگر ایسی سیدھی اور سچی بات ماننے سے بھی منہ موڑیں تو (مسلمانو) ان لوگوں سے کہہ دو! .... کہ تم اس بات کے گواہ ہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔ (القرآن)

مقوقس کا جواب:

سلام کے بعد عرض گزار ہوں کہ آپ ﷺ کا خط پڑھا۔ آپ ﷺ کی تحریر اور دعوت دونوں کا مفہوم سمجھا مجھے معلوم ہے کہ آنے والے نبیوں میں سے ایک نبی باقی ہے مگر میرے علم کے مطابق اس نبی کا ظہور شام سے ہونا چاہیے۔ اور اس نے دو قبطی لڑکیاں اور کچھ تحائف بھجوائے۔

مقوقس کے نام دوسرا خط:

اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرما کر مجھ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ مجھے لوگوں کو جنت کی بشارت اور دوزخ سے چوکنا کرنے کا حکم دیا ہے۔

میں تمہیں خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ جس دعوت کے قبول کرنے پر تم سعادت سے بہرہ مند ہو گے اور انکار پر شقاوت سے دوچار

مقوقس کا جواب:

آپ ﷺ کا مکتوب پہنچا اور اس کا مفہوم سمجھا۔ آپ ﷺ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ بلند مرتبہ بخشا اور آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا! ...... اے محمد ﷺ آپ ﷺ کی بعثت کے متعلق ہم نے اپنی کتابوں میں تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرنے میں آپ ﷺ سچے ہیں اگر میں اتنی بڑی سلطنت کا سربراہ نہ ہوتا تو اپنے علم کی بناء پر آپ ﷺ کی صداقت پر ایمان لانے میں سبقت کرتا ...... بے شک آپ ﷺ خاتم الانبیاء و سید المرسلین اور امام المتقین ہیں۔

Marfat.com

۷۔ یہود خیبر کے نام خط:

من جانب محمد رسول اللہ .... جو دوست ہیں موسیٰ ؑ کے اور تصدیق کرتے ہیں ان پر نازل شدہ کتاب (تورات) کی غور سے سنئے گا!..........

اللہ تعالیٰ نے تورات میں یہ امر واضح فرمایا اور ابھی تک تورات میں موجود ہے۔

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ کافروں کے حق میں ان کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے بڑے سخت ہیں مگر آپس میں رحمدل اور مخاطب تو ان کو دیکھ کر کہے گا کہ رکوع کر رہے ہیں اور سجدہ کر رہے ہیں اور خدا کے فضل اور خوشنودی کی طلب گاری میں لگے ہیں مگر ان کی شناخت یہ ہے کہ سجدے کا انداز ان کے بشرے سے واضح ہے۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں بھی مذکور ہیں اور انجیل میں بھی ہیں (اور وہ روز بروز اس طرح ترقی کرتے جائیں گے) جیسے کھیتی کہ اس نے (پہلے زمین سے) اپنی کونپل نکالی پھر اس نے غذائے نباتی کو ہوا اور مٹی سے جذب کر کے اپنی اس کونپل کو قوی کیا، چنانچہ وہ رفتہ رفتہ موٹی ہوئی یہاں تک کہ کھیتی اپنے حال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور (اپنی سرسبزی سے) لگی کسان کو خوش کرنے اور خدا نے ان کو روز بروز ترقی اس لیے دی ہے کہ ان کی ترقی سے کافروں کو بھی جلائے۔ ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی ہے، ان سے خدا نے مغفرت اور اجر کا وعدہ فرما لیا ہے۔''

اور میں قسم دیتا ہوں تمہیں اے یہود!.......... اللہ کی ذات کی اور قسم دیتا ہوں تمہیں ان احکام خداوندی کی جو تمہیں وحی الٰہی کے ذریعے حاصل ہوئے اور قسم دیتا ہوں تمہیں اس خدائے یکتا کی جس نے تمہیں من وسلویٰ سے لذت افروز فرمایا اور قسم دیتا ہوں تمہیں اس نجات دہندہ کی!...... جس نے تمہارے اجداد کو فرعون کی گرفت سے بچانے کے لیے سمندر میں سے ان کے لیے راستہ نکال دیا..........

تم مجھے بتاؤ!...... کہ جو کچھ تمہارے لیے وحی کی صورت میں نازل ہوا کیا اس میں یہ حکم موجود نہیں کہ جب محمد ﷺ کا ظہور ہو تو اس پر ایمان لانا......؟

اگر تورات میں یہ حکم نہیں تو بے شک تم میرے معاملے میں آزاد ہو...... بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے الگ اور نمایاں ہوگئی...... مگر تورات میری بشارت سے خاموش نہیں! لہٰذا میں تمہیں خدا کے حکم اور اس کے آخری نبی ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

۴۔ الرائے:

ا۔ محمد ﷺ کی تعلیمات کا بنیادی اصول توحید تھا۔ اس کی تبلیغ انہوں نے اپنے عرب معاصرین کے سامنے کی جو ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ اس کی تبلیغ ایرانیوں کے سامنے کی جو یزداں واہرمن کو مانتے تھے اس کی تبلیغ ہندوستانیوں کے سامنے کی جو بتوں کو پوجتے تھے۔ اس کی تبلیغ ترکوں کے سامنے کی جو کسی خاص شے کے پرستار نہ تھے عقیدہ توحید کی سادگی اسلام کی توسیع واشاعت میں غالباً غازیوں کی تلوار سے بڑا عامل تھی۔ ایک تعجب خیز واقعہ ہے کہ ترک جن کی فوجی یلغار ناقابل مزاحمت بن گئی تھی ان سب کو اسلام کے عقیدہ توحید نے فتح کر لیا۔

(سرایڈورڈ ڈینی سن راز)

(جارج سیل (Gerge Sale) کے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں سے اقتباس)

Marfat.com

۲۔ خطبہ حجۃ الوداع کی دعوتی تبلیغ پر تبصرہ کرتے ہوئے رومانیہ کے وزیر خارجہ کہتے ہیں۔
''جب ہم یہ خطبہ پڑھتے ہیں تو باوجودیکہ ہم یورپی ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کی آواز ہم نے نہیں سنی اور نہ ہم اس مقام پر اس مجمع میں موجود تھے پھر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تو ان لوگوں کا کیا کہنا جو اس روز جبل الرحمۃ میں ان کی آواز سن رہے تھے اور آپ ﷺ کی طرز ادا کو دیکھ رہے تھے۔ درآنحالیکہ عرب میں کلام کی قدر و قیمت بہت زیادہ تھی اور عربوں کی روح سے ایسی چیز استنباط کرتی تھی کہ شاید آج ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔

(کونسٹن ورجیل جارجیو، رومانیہ کے وزیر خارجہ)

۳۔ مخالفت کے اس طوفان سے قطع نظر ایک گروہ بردبار قسم کے لوگوں کا بھی تھا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ان کی رسالت کا قطعی اور واضح ثبوت مانگتے۔ ان کا اصرار تھا کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰؑ وعیسیٰؑ کی طرح اپنا کوئی معجزہ دکھائیں۔ ان لوگوں کو آپ ﷺ ایک ہی جواب دیتے کہ معجزے دکھانا میرا کام نہیں۔ مجھے تو اللہ نے تبلیغ اسلام کا حکم دیا ہے۔ میری رسالت کا بین ثبوت چاہتے ہو تو وہ آیات و احکام پڑھو جو اللہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی ہیں اور اسی وقت من وعن لکھ لی جاتی ہیں۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے الرسول)

۴۔ آج دنیا میں محمد ﷺ کا نام مع اپنے مشتقات کے ہر دوسرے کام سے بڑھ کر چلا ہوا ہے جو خود ایک روشن دلیل ہے اسلام ایک بڑا زندہ مذہب بھی ہے وہ اپنے پیروؤں پر نہ صرف اپنی گرفت قائم کئے ہوئے ہے بلکہ اس میں روز افزوں ترقی بھی ہو رہی ہے۔ اس کا تبلیغی پہلو کبھی بھی ضعیف نہیں رہا۔

(ڈاکٹر چارلس ایسوی۔ مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۵۰)

۵۔ بنی نوع انسان پر جس شخص کی زندگی سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی۔ وہ رسول خدا حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے۔ آپ ﷺ نے بڑی بے باکی سے قادر مطلق کی طرف نوعِ انسان کو بلایا اور اب جو شخص بھی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ دنیا نے اس پاک دعوت حق کا کیسا جواب دیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا جواب آج کرہ ارض کے نقشہ پر تلاش کرے۔ اسے اسلامی ممالک میں آپ ﷺ کی تعلیمات کے وہ نقوش ملیں گے جو تلبیس و ریاء سے بہت بلند ہیں۔ (J. William Draper)(جان ولیم ڈریپر)

۶۔ محمد ﷺ کو بلاشک وشبہ اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا۔ ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی اور جھوٹ پر مبنی تھا۔ بلکہ اپنے مشن کی تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں و تکالیف کی شدتیں ان کی راہ کی رکاوٹ بن سکیں وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے۔ (ڈیون پورٹ)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'داع' : حروف: ۳

د + ا + ع =

۴ + ۱ + ۷ = ۲ + ۱ = ۳

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۳':

علم الاعداد کے نقطہ نظر سے یہ نمبر علماء، فضلاء اور مذہبی آدمیوں سے متعلق ہے۔ مذہبی بزرگی کی علامت ہے یہ ہر امر میں اچھائی کا پہلو ہوتا ہے اس عدد کے حامل افراد اپنے طرز کلام کی اثر انگیزی کی وجہ سے دوسروں کو فوراً اپنا بنا لیتے ہیں۔ اس لیے یہ ہر جگہ مقبول ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ دوسروں کو جلد ہم خیال بنا کر گرویدگی کے حلقے میں لے آتے ہیں یہ اپنی زندہ دلی، تجربہ کاری کی وجہ سے اپنے خیالات اور ان کی تجلیات کو بخوبی پھیلا سکتے ہیں اور عموماً اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ بلند مقصد حیات رکھتے ہیں یہ کبھی بھی دوسروں کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے ہر لفظ کو غور سے سنتے ہیں ان میں قدرت نے یہ فطرت رکھی ہے کہ دوسروں پر اچھا اثر چھوڑیں تا کہ وہ ہمیشہ کیلئے متاثر رہیں۔

اسم مبارک 'داع ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کے اس اسم مبارک 'داع' میں عدد '۳' کی اوپر بیان کردہ تمام خصوصیات موجود تھیں پورا عرب وعجم آپ ﷺ کا مطیع ہو گیا یہ آپ ﷺ کی تبلیغ کی وجہ سے ممکن ہوا۔ خدا کی ذات پر کامل یقین اور بھروسہ کرتے ہوئے آپ ﷺ تمام رکاوٹوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور جب آپ ﷺ نے کلمہ حق کا نعرہ بلند کیا تو صرف چند لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب مکہ فتح ہوا تو دس ہزار افراد آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ لوگ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہ سب آپ ﷺ کے داعی حق ہونے کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے انتہائی احسن طریقے سے اپنا فریضہ سرانجام دیا اپنے خیالات کو کس قدر مؤثر انداز میں پیش کیا اور ثبوت کے طور پر اپنے بے داغ کردار کو پیش کیا۔ اور بالآخر اپنے مقصد حیات میں بھرپور انداز سے کامیاب ہوئے دنیا کے تمام مبلغین کے لیے آپ ﷺ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے کہ آپ ﷺ کے پایہ استقلال میں کبھی بھی لغزش نہ آئی اور بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اس اسم پاک کا بکثرت ورد کرنے والا لوگوں میں ہر دلعزیز ہوگا خلق اس کی مطیع وفرمانبردار ہوگی۔

۲۔ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے والے کو کسی کام میں ناکامی نہ ہوگی۔

Marfat.com

۱۵۔ سَیِّدُنَا شَافٍ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ ط

ا: مفہوم: شفا دینے والے، شفاعت والے۔

ا۔ القرآن (شفا دینے والے):

ا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۱۶۴)۔ ال عمران

ترجمہ: خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور ان کو خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (۶۴)۔ النسآء

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں۔ پھر اے محبوب ﷺ! تمہارے حضور حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول (یعنی اے محبوب ﷺ!) تم ان کی سفارش فرماتے تو وہ گنہگار یقیناً اللہ تعالیٰ کو معاف فرمانے والا مہربان پائیں گے۔

۲۔ الحدیث (شفا دینے والے):

ا۔ حضرت عثمان حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض گزار ہوا۔ ''یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اگر تم چاہو تو میں دعا کرتا ہوں ورنہ صبر کرو۔

اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بہت دشواری ہے اور کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

دعا کرو

Marfat.com

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ . یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ. اِلَیْکَ اَنْ یَکْشِفَ عَنِّیْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ عَنِّیْ."

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، محمد ﷺ کے وسیلے سے۔ تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں یا محمد ﷺ میں آپ ﷺ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں کہ مجھے بینائی مرحمت فرما دی جائے اے اللہ! اس بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب وہ لوٹا تو اسے بینائی مل چکی تھی۔ (سنن نسائی)

۲۔ آپ ﷺ ایک صحابی کی عیادت کو تشریف لے گئے جو ضعف سے چور ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم صحت کی حالت میں خدا سے کوئی دعا مانگتے تھے۔ انہوں نے کہا، ہاں! میں خدا سے دعا کرتا تھا کہ مجھے آخرت میں جو عذاب دینا ہے وہ دُنیا ہی میں دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! تم دنیا کے عذاب کے متحمل نہیں ہو سکتے تم نے یہ دعا کیوں نہیں کی۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ. (البقرۃ)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے درگاہ خداوندی میں دعا کی اور خدا نے ان کو شفا عطا فرمائی۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اہل مدینہ کے خدام یعنی لونڈیاں اور غلام اپنے اپنے برتن میں پانی لیے پہنچ جاتے تا کہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے عافیت اور بیماریوں سے شفاء حاصل کریں چنانچہ جو شخص بھی پانی کا برتن لے کر آتا۔ آپ ﷺ اس کی خوشی کی خاطر اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ سردی کے موسم میں صبح صبح برتن لے کر آ جاتے اور آپ ﷺ خوشدلی سے اپنا دست مبارک ان برتنوں میں ڈال دیتے۔ (مسلم شریف)

۲۔ (شفاعت والے):

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (دار قطنی)

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں روز حشر زمین کے درختوں اور پتھروں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں سے ستر ہزار بلا حساب و کتاب میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ہمراہ ستر ہزار اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ تین جماعتیں میری شفاعت سے جنت میں جائیں گی اور ان میں سے ہر جماعت میں کتنی تعداد ہو گی ان کا شمار بھی رب ذوالجلال کی ذاتِ واحد جانتی ہوگی۔

۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز کے لیے آیا اور اس نے کچھ نئے طرز سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے بھی علیحدہ طرز سے قرأت کی جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو سب مل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے قرآن پاک کچھ اس انداز میں پڑھا ہے کہ مجھے نیا نیا معلوم ہوا ہے دوسرے شخص نے اس سے بھی

Marfat.com

الگ طرز میں پڑھا ہے۔ آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا انہوں نے پھر اسی طرح پڑھ کر سنا دیا۔ آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمادی۔ یہ سن کر میرے قلب میں کچھ شک وتردد پیدا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے میری اس کیفیت کو محسوس کیا جو اس وقت مجھ پر چھا گئی تھی تو اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ اس کے اثر سے میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرے اذعان ویقین کا یہ عالم ہوگیا کہ مارے خوف کے گویا میں اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ اُبی ! میرے پاس پہلے یہی وحی آئی تھی کہ قرآن کو صرف ایک ہی طرح پڑھیے میں نے امت کے خیال سے درخواست کی کہ میری امت کے لیے کچھ اور سہولت کر دی جائے۔ تیسری بار مجھے یہ جواب ملا کہ آپ ﷺ کو سات طریقے تک پڑھنے کی اجازت دے دی گئی اور اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ہر درخواست کے بدلہ میں آپ ﷺ کو ایک ایک دعا کا حق اور دیا جاتا ہے جو چاہیے مانگ لیجئے۔ آپ ﷺ نے دوبار تو یہی کہا کہ اے اللہ، میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا اس دن کے لیے اٹھا رکھی ہے جس میں تمام مخلوق کو شفاعت کے لیے میری ہی تلاش ہوگی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی۔ (مسلم)

۴۔ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ اپنے چچا کے کیا کام آئے وہ آپ ﷺ کے حامی و مددگار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں۔ اگر میں شفاعت نہ کرتا تو جہنم کی تہہ میں ہوتے۔ (بخاری)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ کی شفاعت کا زیادہ نفع اٹھانے والا کون ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے۔ (بخاری)

۶۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجئے۔ فرمایا۔ میں کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ! میں آپ ﷺ کو کہاں ڈھونڈوں۔ فرمایا۔ پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا۔ اگر میں آپ ﷺ کو وہاں نہ پاؤں تو فرمایا۔ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس نہ پاؤں تو۔ فرمایا۔ پھر حوض کوثر کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان تینوں جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔'' (ترمذی)

۷۔ روایت ہے کہ ایک سال مدینہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ ؓ سے فریاد کی تو آپ ؓ نے فرمایا۔

کہ تم رسول پاک ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں روشندان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اگی اور اونٹ ایسے فربہ ہوگئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو 'عام الفتق' کہتے تھے۔

۸۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہت سی شفاعتیں دی ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد تیرہ ہے ان کے نزدیک بعض شفاعتوں میں انبیاء، سابقین یا آپ ﷺ کی امت بھی شامل ہے شفاعت سے پہلے یا بعد کئی شفاعتیں ایسی ہیں جو صرف آپ ﷺ کے لیے خاص ہیں۔

Marfat.com

۴۔ الرائے (شفا دینے والے):

۱۔ انسانی وجود کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ محمد ﷺ کی تعلیمات سے پہلے کبھی بنی نوع انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ سچ پوچھیے تو حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں تاریکیاں ختم ہوئیں اور بنی نوع انسان دور جاہلیت سے نکل کر روشنی اور علم کے منطقے میں داخل ہو گئی۔ محمد ﷺ کی تعلیمات انسان کو صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں پر آمادہ کرتی ہیں حسد، جھوٹ، بے ایمانی اور انسان دشمنی کا قلع قمع کر کے انسان کے اندر سکون و اطمینان پیدا کرتی ہیں۔ (ایس ۔ پی ۔ سکاٹ)

(S. P Scott - History of th Moorish Empire in Europe)

۲۔ اگر چہ انہوں نے غلامی کو برداشت کیا مگر اسے بھی با قاعدہ بنایا غلام کو آزاد کرنا کئی گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔ فرمایا ،" تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان کی استطاعت سے زیادہ ان سے کام نہ لو۔ (ای۔ ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem - The Life of Mahomet 1930)

۳۔ محمد ﷺ نے جو خدا کا تصور مسلمانوں اور بنی نوع انسان کو دیا...... وہ کیا ہے؟ محمد ﷺ نے بتایا کہ روز مرہ کی سماجی زندگی اور اعمال کے تمام پہلوؤں پر خدا کی بالا دستی ہو۔ سماجی میل جول ہو۔ خاندانی تعلقات ہوں۔ روز مرہ کے کام ہوں سیاسی اعمال ہوں یا صحت کے مسائل۔ سب حکم خداوندی کے تحت آتے ہیں۔ محمد ﷺ نے بتایا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پوری انسانیت کی فلاح کو اولیت دیتا ہے۔ اور فرد ملت کا ایک حصّہ ہوتا ہے...... اور خدا رب العالمین ہے۔ (آرلینڈاؤ)

۴۔ افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا۔ وہاں سے زنا، قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل و غارت گری، توہم پرستی، شراب خوری وغیرہ وغیرہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی مگر اسی ملک کے دوسرے حصے پر کسی غیر اسلامی مذہب نے قدم جمایا تو ان کو بری عادات میں اور پختہ کر دیا۔'

(ڈاکٹر ریزف ٹیلر۔ سینٹ جمیس گزٹ لندن ۱۸ اکتوبر ۔ ۱۸۷۷)

۵۔ اس حقیقت کبریٰ کو جتنی مرتبہ دہرایئے کم ہے کہ محمد ﷺ نہ صرف ایک ایسے عظیم القدر مذہب کے پیغمبر تھے جس نے اس دنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا جو خالص توحید کے لیے پیاسی تھی بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی مذہب کے علمبردار تھے جس کی نظیر تاریخ نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ (جارج ریوری)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'شافٍ' : حروف : ۳

ش + ا + ف =

۳ + ۱ + ۸ = ۲ + ۱ =۳

خصوصیّت عدد '۳':

Marfat.com

اس عدد کے حامل افراد میں جذبہ ہمدردی اور مساوات بہت نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ملنسار، سماجی عادات وخیالات کے حامل ہوتے ہیں۔ دوسروں کے رنج وغم کو دور کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا رجحان زندگی کے روشن پہلو کی طرف ہوتا ہے۔ اس لیے لوگ ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کی طرف لپکتے ہیں۔

اسم مبارک 'شافِ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کو 'احسان عظیم' قرار دیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دینا تھا اور وہ کارنامہ انسانیت کے ایسے نجات دہندہ کا تھا جس نے انسان کو اس کی ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک کرنا تھا اس کی منتشر سوچوں کو ایک نقطے پر جمع کرنا تھا۔ اس کے اعمال بد کو صراط مستقیم کی طرف راستہ دکھانا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے اس بات کی امید دلانا تھی کہ وہ اس دنیا میں تنہا نہیں۔ اگر اس کا خدا اور اس کے نبی ﷺ کی رسالت پر پختہ ایمان ہے تو اس دنیا میں بھی نعمتیں اس کی منتظر ہیں اور آخرت میں بھی وہ ان نعمتوں کا مستحق ٹھہرے گا نیز روز حشر میں جب ہر جان کو صرف اپنی فکر ہوگی اس نفسا نفسی میں بھی نبی پاک ﷺ اس کو تنہا نہیں چھوڑیں گے اور اس کی شفاعت کے لیے بھر پور کردار ادا کریں گے۔ یقیناً اس 'احسان عظیم' کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ کہ اس حصار میں آنے کے بعد انسان دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہوگا۔

چنانچہ عدد '۳' کی مندرجہ بالا صفات آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یہ آپ ﷺ کا جذبہ ہمدردی اور مساوات ہی تھا۔ کہ امیر وغریب، غلام و آقا، ہر طبقہ فکر سے لوگ آپ ﷺ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے بھی امتیازی سلوک نہ روا رکھا تھا۔ آپ ﷺ کی ساری حیات طیبہ صرف اور صرف امت کی فلاح و بہبود کی فکر میں ہی گزری پہلے ان کے نفوس کو پاک کیا۔ ان کے باطن کی اصلاح کی۔ ان کے عقائد و اعمال کو درست کیا۔ ان کو معیشت و معاشرت کے انداز سکھائے۔ الغرض ہر طرح سے ان کی اصلاح کر کے انہیں اس قدر باعزت مقام و مرتبے سے سرفراز فرمایا کہ آج بھی زمانہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ افراد کو جھک کر سلام کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت فیوض و برکات کا سرچشمہ تھی۔ جب تک دنیا میں رہے، معاشرے کے ہر فرد سے لے کر چرند و پرند تک اس رحمت سے فیض یاب ہوتے رہے اور آخرت میں بھی آپ ﷺ کی ذات مرجع خلائق ہوگی۔

عدد '۳' کی خصوصیت کہ ایسے افراد کا رجحان زندگی کے روشن پہلو کی طرف ہوتا ہے۔ اس بات کا قوی ثبوت اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو 'بشیر' کے لقب سے پکارنا ہے آپ ﷺ نے زندگی کے کسی بھی مرحلے پر انسانیت کو مایوس نہیں ہونے دیا اگر دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے پیغام کی بنیاد ہی اس 'امید' افزا پیغام پر ہے۔ جس کے لیے دنیا میں ساری تگ و دو کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے مایوسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنسی ہوئی انسانیت کو ایک خوش آئند مستقبل کی نوید سنائی۔ لوگ خوش ہو گئے اور جوق در جوق آپ ﷺ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ اسلام کا پیغام، محمد ﷺ کے ذریعے جہاں جہاں تک گیا، لوگ لبیک کہتے گئے علاقے۔ ملک اور براعظم آپ ﷺ کی ذات اقدس کی روشنیوں سے جگمگانے لگے۔ انسانیت خوشی سے اس پیغام نوید کو گلے لگاتی گئی اور لوگ محمد ﷺ کے پیرو کہلانے میں فخر محسوس کرتے گئے۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

ا۔ ۱۰۱ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت اسے نصیب ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنا لے۔ انشاء اللہ شفاعت سے بہرہ مند ہوگا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۱۶۔ سَیِّدُنَا ھَادِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْھَادِیْ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ ط

ا: مفہوم: رہنما، ہادی، ہدایت عطا کرنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۷۳) المومنون

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) تم تو ان کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہو۔

۲۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (۷)۔ الرعد

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) تم تو صرف خبر دار کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لیے ایک رہنما ہوا کرتا ہے۔

۳۔ وَمَآ اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِھِمْ ط اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸۱)۔ النمل

ترجمہ: اور تم اندھوں کو گمراہی سے ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پس وہی مسلمان (فرمانبردار) ہیں۔

۴۔ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ط وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ. (۵۴)۔ النور

ترجمہ: اور اگر تم ان کے (رسول ﷺ کے) فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پا لو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف احکام پہنچا دینا ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ''میں تم لوگوں کے لیے مثل ایک باپ کے ہوں۔ اپنی اولاد کے لیے یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کو زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے اسی طرح تمہاری تربیت بھی میرا کام ہے۔

۲۔ جنگ اُحد میں جب کافروں نے آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید کیے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ان پر بددعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں لعنت کرنے کے لیے نبی نہیں بنایا گیا۔ اللہ نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ کی طرف

Marfat.com

بلانے کے لیے بھیجا ہے اس کے بعد یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ ! میری قوم کو ہدایت فرما۔ وہ مجھے نہیں جانتے۔
(کتاب الشفاء)

۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھا اور اس کی لذت اس کو ملی جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول اور 'ہادی' ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔ (مسلم)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک خطبہ کے درمیان مال غنیمت کی چوری کو بہت بڑا گناہ قرار دیا اور اس کی بہت سخت سزا بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' قیامت والے دن ایسا شخص مجھ سے کہے گا۔ یارسول اللہ ﷺ ! میری مدد فرمائیے اور میں جواب دوں گا میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے تو تم کو تمام احکام پہنچا دیئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتیں اور وہ حضور ﷺ سے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقہ حاصل کرتے اور اپنے لیے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لیے حضور ﷺ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لیے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے، جب وہ لوگ اپنی قوم کے پاس پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول پاک ﷺ انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرما دیتے۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ بالکل ان پڑھ لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ'' یا رسول اللہ ﷺ ایک نصرانی شخص ہے جو انجیل کے موافق عمل کرتا ہے اور اسی طرح ایک یہودی شخص ہے جو تورات کے احکام پر چلتا ہے اور وہ اللہ پر اس کے رسول پر ایمان بھی رکھتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ آپ ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کی شریعت پر نہیں چلتا، تو فرمائیے کہ اس کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس یہودی یا نصرانی نے میری بات کو سن لیا (یعنی میری دعوت اس تک پہنچ گئی) اور اس کے بعد بھی اس نے میری پیروی اختیار نہیں کی تو وہ دوزخ میں جانے والا ہے۔ (دارقطنی)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک کہ وہ 'لا الہ الا اللہ' کی شہادت نہ دیں اور مجھ پر جو ہدایت میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان نہ لے آئیں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے اپنے جان و مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا، سوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ (مسلم)

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ کی نسبت عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ ﷺ گلیوں اور بازاروں میں سے گزرتے تھے تو بچے دروازوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے آتے اور آپ ﷺ کے گھٹنوں اور ہاتھوں سے چمٹ جاتے تھے۔ جب کبھی آپ دونوں صفات ایک ہی شخص کی ذات میں مجتمع دیکھیں یعنی بچوں کی محبت اور ایسا چال چلن جس کی وجہ

Marfat.com

سے اس کے گرد و پیش کے لوگ اسے صادق و امین کے نام سے پکاریں تو پھر آپ اس میں ایک ہیرو کے، ایک پیدائشی لیڈر کے، بنی نوع انسان کے ایک ہادی کے عناصر موجود پائیں گے۔ (ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ)

(Dr . Mrs Annie Besant)

۲۔ یسوع مسیح کے برعکس محمد ﷺ دینی و دنیوی ہر لحاظ سے رہبر و ہادی ہیں۔ عربوں کی فتوحات کے پیچھے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کی بھرپور قوت کارفرما تھی۔ جس نے آپ ﷺ کو ہر زمانے کی سب سے زیادہ متاثر کن سیاسی شخصیت بنا دیا تھا۔ (مائیکل ہارٹ۔ دی ہنڈرڈ کا مصنف)

۳۔ ہمارا سب سے اہم نصب العین یہ ہے کہ ہم محمد ﷺ کی شخصیت اور ان کی لامحدود طاقتوں کی بھرپور تعریف کریں جس میں آپ ﷺ کی سیاسی وفوجی بصیرت، روحانی دانشمندی اور حساسیت شامل ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ قدرتی طور پر ہی انسانوں کے رہنما تھے۔ متحرک روحانی قوت کے زیر اثر وہ زبردست کرشماتی قوت رکھتے تھے۔ تاہم انہوں نے بعد میں مدینہ میں جو سیاسی دانشمندی دکھائی اور جو وفاداری آپ ﷺ نے ابتدائی پیروکاروں سے حاصل کی وہ آپ ﷺ کی زبردست مذہبی و روحانی قوتوں کو ظاہر کرتی ہے جو کہ ایک پیغمبر کی بنیادی خصوصیات ہوتی ہیں۔ (ایش بے)

(P . H . Ash by History and Future of Religious Thought, 1963)

۴۔ ساتویں صدی عیسوی کے عرب کو جو گمراہی و تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا ایک بہترین رہنما کی ضرورت تھی۔ مصر، شام، فارس اور یونان کی عظیم سلطنتیں یکے بعد دیگرے زوال پذیر تھیں اور سلطنت روم کا شیرازہ بکھرنے والا تھا۔ رسول اللہ کو شاید اس بات کی خبر تھی کہ ان ہی سلطنتوں کی تسخیر اسلام کا مقدر بن چکی ہے سردست آپ ﷺ کے سامنے عرب کے خود مختار قبائل تھے جن میں طرح طرح کی برائیاں تھیں۔' آپ ﷺ کو یقین تھا کہ اسلام ان میں اتحاد پیدا کر سکتا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا یعنی مستقبل کی ناقابل تسخیر قوت کو بنیاد فراہم کی۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

(R . V . C . Bodley - the Messenger)

۵۔ آخر وہ وقت آ ہی گیا جب عرب کے جھگڑالو قبیلے متحد ہو کر ایک عقیدے کے پابند ہو گئے اور اسے دنیا میں پھیلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دنیا کے سب سے بڑے مدمع نے منتشر عناصر کی شیرازہ بندی کی۔ اپنے جوش و ولولے سے ان میں نئی روح پھونک دی اور وہ اس کی رہنمائی میں سیدھے راستے پر چلنے لگے۔ یہ ہے'' صحرا کی وہ عظیم طاقت'' جس نے دنیا کی عظیم طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا اور وہ بالآخر تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں۔

(حیات محمد ﷺ واشنگٹن ارونگ)

(W . Irving - Life of Mahommed, 1928)

۶۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام کے لیے نہایت عزت ہے۔ میری رائے میں ہادیان دین و رہبران بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ (مشہور مؤرخ لالہ چیت رائے)

۷۔ ہفت روزہ میگزین '' ٹائمز'' نے ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء کے شمارے میں '' تاریخ کے عظیم ترین رہنما کون تھے؟'' کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ، حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے علاوہ ہٹلر، گاندھی، بدھا، لنکن اور کئی دوسرے نام سامنے آئے۔ امریکہ کے یہودی سائیکوجسٹ پروفیسر جولیس میر مین، نے عظیم ترین رہنما کا انتخاب

Marfat.com

کرنے کے لیے ایک طریقہ مقرر کیا۔ اس نے کہا کہ کسی بھی عظیم رہنما میں یہ تین خصوصیات ضرور ہونی چاہئیں۔ (۱) انسانیت کی بھلائی کی رہنمائی ۔ (۲) ایک معاشرے کا قیام جس میں لوگ ہر طرح سے سکون، اطمینان اور اپنے آپ کو محفوظ خیال کر سکیں۔ (۳) ان کے افکار کو ایک عقیدہ یا مذہب کا نام دیا جا سکے۔

ان تین خصوصیات کو سامنے رکھ کر تاریخ کے تمام بڑے انسانوں کو مع پیغمبروں کے پرکھا گیا ہے آخر میں وہ لکھتا ہے ''لوگ پاسٹر اور سالک کو پہلی سوچ میں بہت بڑا لیڈر کہتے ہیں کچھ لوگ گاندھی اور کیفیوشس کو پسند کرتے ہیں کچھ سکندر اعظم کو، کچھ سیزر کو اور کچھ ہٹلر کو دوسرے عہد کے لیڈر شمار کرتے ہیں۔ عیسیٰؑ اور بدھا کو تیسری طرز میں شمار کیا جاتا ہے مگر صرف اور صرف شاید اس دنیا میں تمام وقتوں کے عظیم ترین رہنما حضرت محمد ﷺ ہیں جن میں اوپر دی گئی تینوں صفات پائی جاتی ہیں اور پھر ان سے کافی کم درجہ پر ان خصوصیات کا حامل حضرت موسیٰؑ کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

۴: الاعداد

اسم مبارک 'ھاد' : حروف :۳

ہ + ا + د =

۵ + ۱ + ۴ = ۰ + ۱ =۱

خصوصیّت عدد '۱':

علم الاعداد کے ماہر اسے حکمرانی کا نمبر کہتے ہیں۔ دنیوی بزرگی کی علامت ہے۔ بڑائی کی توضیح کرتا ہے اس عدد کے حامل عظیم مصلح، مضبوط قوت ارادی والے ہوتے ہیں اور پیدائشی طور پر لیڈرانہ قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ لیڈر شپ، حکمرانی یا حاکمانہ خصائل اور قوت پذیری کے ساتھ ساتھ کامیابی کا بھی مظہر ہے۔ اپنی حاکمانہ صلاحیتوں کی وجہ سے دوسروں پر بڑے عمدہ اثرات مرتب کرتے ہیں اور لوگ ان کا حکم ماننے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ وہ اپنی شخصیت سے دوسروں کو متاثر کرتے ہیں۔ دوسروں کو اپنے خیالات سے متفق کر لینا ان کے لیے معمولی بات ہے۔ اس عدد کی نمایاں خصوصیات اعتماد، یقین، طاقت، قابل اعتبار ہونا اور دیانت داری ہیں۔

اسم مبارک 'ھاد' عدد '۱' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ پوری دنیا کی طرف 'ھادی' بن کر مبعوث ہوئے۔ اس لیے آپ ﷺ میں ایک اعلیٰ درجے کے لیڈر کی تمام خصوصیات موجود تھیں اور اس کا اعتراف غیر مسلموں نے بھی کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بطور رہنما دنیا کی تاریخ پر جو انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ ﷺ میں عدد ا کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی ہستی کو ہر دور اور ہر زمانے کے لیے بہترین ھادی و رہنما مانا گیا ہے کیونکہ آپ ﷺ قیامت تک تمام انسانوں کے لیے ہادی بن کر آئے ہیں ایسے 'ہادی' جن کی تعلیمات سر چشمہ ہدایت ہیں جن میں صرف اور صرف انسانیت کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ بعثت سے لے کر فی زمانہ اور آنے والے ادوار میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور ہادی نہ تو پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا کیونکہ ہر دور کے ایک سچے اور قابل تقلید 'ھادی' کی تمام خصوصیات آپ ﷺ میں موجود ہیں۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ ہر نماز کے بعد ۲۱ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر دعا مانگنے والے کو اللہ صراط مستقیم پر گامزن کرے گا ایمان کی سلامتی اور دین کی سمجھ اسے نصیب ہوگی۔ برائیوں سے نفرت اور نیکی کی طرف رغبت ہوگی۔

۲۔ اگر کوئی جنگل یا بیابان میں کسی مقام پر راستہ بھول گیا ہو اور کوئی راستہ دکھانے والا نہ ہو تو ۲۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے تو صحیح راستہ مل جائے گا اور پریشانی رفع ہوگی۔

☆—۞—☆

Marfat.com

۱۷۔ سَیِّدُنَا مَهْدِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمَهْدِيِّيْنَ ط

۱: مفہوم: ہدایت والے۔ ہدایت یافتہ

۱۔ القرآن:

۱۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۷). الضحٰی

ترجمہ: اور اس نے آپ ﷺ کو راستے سے ناواقف دیکھا تو ہدایت دی۔

۲۔ قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۵ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ج وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶۱) الانعام

ترجمہ: کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا راستہ دکھایا یعنی (دین صحیح) مذہب ابراہیمؑ کا جو ایک خدا ہی کی طرف تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

۳۔ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ (۵۰)۔ سبا

ترجمہ: اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے بے شک وہ سننے والا قریب ہے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دے کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال گھنی بارش کی سی ہے جو زمین پر برستی ہے تو کوئی زمین اس میں تو اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے جو پانی کو جذب کر لیتی ہے اور اس میں وافر چارہ اور سبزہ اگتا ہے اور کوئی زمین سخت ہوتی ہے جو پانی کو روک لیتی ہے اور اللہ اس پانی سے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے کہ وہ اسے پیتے ہیں اور کھیتی باڑی کے کام میں لاتے ہیں اور یہی بارش ایسی زمین پر بھی برستی ہے جو ہموار اور چکنی ہوتی ہے تو پانی کو روک کر جمع کرتی ہے اور اس میں چارہ اگتا ہے پہلی دو مثالیں تو اس شخص کی ہیں جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کو اس علم نے، جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے نفع پہنچایا۔ اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم سکھایا اور تیسری مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے

Marfat.com

غرور وتکبر کی وجہ سے اس طرف توجہ ہی نہ دی اور اللہ کی اس ہدایت کو جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے قبول نہیں کیا۔ (بخاری)

امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ پہلی مثال اس شخص کی ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا۔ دوسری مثال اس شخص کی ہے جو دین کا علم حاصل کرتا ہے لیکن اس میں اتنا فہم و ادراک یا دین سے سچی محبت نہیں کہ اس سے فائدہ اٹھائے تاہم لوگ اس سے دین کی باتیں سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تیسری مثال اس شخص کی ہے جس نے دین کی طرف قطعاً توجہ نہ دی اس نے نہ تو علم دین کو یاد رکھا نہ اس سے کچھ سیکھا۔

۲۔ حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے تھے کہ جماعت سے بس دو شخص ہی پیچھے رہتے تھے یا کھلا ہوا منافق یا مریض۔ اور مریض دو شخصوں کا سہارا لے کر مسجد میں آ ہی جاتا تھا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کے راستے بتا دیئے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ اس مسجد میں آ کر نماز ادا کی جائے۔ جہاں پانچ وقت اذان دی جاتی ہو۔ (مسلم)

۳۔ الرائے:

۱۔ مجموعی طور پر میرے لیے یہ بہت حیران کن ہے کہ بہت زیادہ نہیں بلکہ بہت کم محمد ﷺ مختلف حالات کے زیر اثر اپنے آپ سے مختلف نظر آتے ہیں صحرا کے گڈریے کی صورت میں، شام کے تاجر، غار حرا کی تنہائی میں مدینہ کی طرف ہجرت میں، اقلیت کے ایک مصلح کی صورت میں اور ایک تسلیم شدہ فاتح کی صورت میں ...... وہ فارس کے خسرو اور روم کے ہرقل کے برابر نظر آتے ہیں، ہم ان تمام حیثیتوں میں ایک زبردست ہم آہنگی پا سکتے ہیں۔ مجھے شک ہے کہ اگر ان کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا جس کے بیرونی حالات اس قدر تیزی سے بدلے ہوں مگر وہ خود بہت کم بدلا ہو۔ حالات و واقعات بدل گئے لیکن ان سب سے نمٹنے کے لیے اصل وجود ایک سا ہی نظر آتا ہے۔ (سمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhammad anism , (1874)

۲۔ ان کے (محمد ﷺ کے) خیالات نہایت متبرک اور ان کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔ وہ ایک سرگرم اور پر جوش ریفارمر (مصلح) تھے۔ جن کو خدا نے گمراہوں کی ہدایت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ایسے شخص کا کلام خدائی آواز ہے۔ محمد ﷺ نے ان تھک کوشش کے ساتھ حقانیت کی اشاعت کی۔ دنیا کے ہر حصہ میں ان کے متبعین بکثرت موجود ہیں اور اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ کی صداقت کامیاب ہوئی۔ (تھامس کارلائل)

(T. Carlyle)

۳۔ تاریخ بنانے والوں یا انقلاب برپا کرنے والوں کی پوری جماعت میں یہ اکیلا ایسا شخص ہے کہ جہاں انقلاب کے اسباب موجود نہ تھے۔ وہاں اس نے خود اسباب کو پیدا کیا۔ جہاں انقلاب کا مواد موجود نہ تھا۔ وہاں اس نے خود مواد تیار کیا۔ جہاں اس انقلاب کی اسپرٹ (استعداد) لوگوں میں نہ پائی جاتی تھی وہاں خود اس نے اپنے مطلب کے آدمی تیار کیے۔ اپنی زبردست شخصیت کو پگھلا کر ہزار ہا انسانوں کے روپ میں اتار دیا اور ان کو ویسا بنا دیا جیسا

Marfat.com

وہ بنانا چاہتا تھا۔ اس کی طاقت اور قوت ارادی نے خود ہی انقلاب کا سامان پیدا کیا۔ خود ہی اس کی نوعیت معین کی اور خود ہی اپنے ارادے کے زور سے حالات کی رفتار کو موڑ کر اس راستہ پر چلایا جس پر وہ اسے چلانا چاہتا تھا۔ انسان کا تاریخ ساز اور اس مرتبے کا انقلاب انگیز بھلا اور کہاں نظر آتا ہے۔ (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مَهْدِ' : حروف: ۳

م + ہ + د = ٠

۴ + ۵ + ۴ = ۱۳ = ۱ + ۳ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

اس عدد کے حامل انسان میں بعض قابل تحسین وصف پائے جاتے ہیں مثلاً محتاط اور باقاعدہ زندگی، عظیم الشان صبر وتحمل، انتہائی اعتماد، دور اندیشی، انصاف پسندی، مضبوطی طبع، اچھی شخصیت، اس عدد والا شخص بیرونی پریشانیوں سے بے نیاز ہو کر نہایت آہستگی اور مستقل مزاجی سے آگے بڑھتا جائے گا اور باقاعدگی خوش وضعی اور راست پسندی کے فضائل کو قائم رکھے گا۔ انتہا درجے کی مستقل مزاجی، نہ ڈگمگانے والا طرز عمل اسے دوسروں میں ممتاز کرتا ہے۔ اس عدد کے لوگ اکثر اصلاحی تحاریک اور معاشرتی معاملات کی طرف توجہ دیتے ہیں اور یہ اپنی انقلابی طبیعت کی وجہ سے مشہور ہیں۔

اسم مبارک 'مَهْدِ' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ قیامت تک آنے والی انسانیت کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ اتنا عظیم الشان کام سرانجام دینے کے لیے قدرت کو ایسی ہی عظیم الشان ہستی کو تخلیق ومبعوث کرتا تھا۔ جس کے کردار میں نہ کوئی جھول ہو نہ اخلاق میں۔ جس کی شخصیت بھی کامل ہو اور وہ انسانیت کا عظیم المرتبت علمبردار بھی ہو۔ ایسی ہستی جس کو تمام ہدایات براہ راست خدا سے ملتی ہوں یقیناً اس سے بڑھ کر ہدایت یافتہ اور کون ہوگا۔ اور ایک ہدایت یافتہ شخص میں عدد '۴' کی اوپر بیان کردہ تمام صفات کا ہونا یقینی ہے۔ آپ ﷺ نے جس طرح دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے بے انتہا تگ ودو کی نہ کبھی قدم ڈگمگائے نہ ہمت ہاری، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ہدایت کا سرچشمہ بنایا تھا اور آپ ﷺ سے بڑھ کر 'مہدی' اور کون ہوسکتا ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی کھانا کھانے سے پہلے دس مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے تو معدے کے جملہ امراض سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ کسی کا بچہ یا بچی نافرمان ہو تو باوضو حالت میں ۵۹ مرتبہ پانی پر دم کرے اور اس کو پانی پلا دے تو وہ تابعدار ہو جائے گا۔

☆——✿——☆

Marfat.com

۱۸۔سَیِّدُنَا مَاحِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمَاحِیِ الْکُفْرِ وَالْبِدْعَةِ وَالْعِصْیَانِ ط

ا: مفہوم: کفر مٹانے والے۔ کفر کو محو کرنے والے۔

ا۔ القرآن:

۱۔ قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِکَ بِهٖ ط اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ (۳۶)۔ الرعد

ترجمہ: آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھر لوٹنا ہے۔

۲۔ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ قف شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط اَئِنَّکُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ط قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ج قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (۱۹)۔ الانعام

ترجمہ: ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت (گواہی) بڑی ہے کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر اس لیے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے۔ آگاہ کر دوں کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں! اے محمد ﷺ ! کہہ دو کہ میں تو ایسی شہادت نہیں دیتا کہہ دو کہ صرف ایک ہی معبود ہے اور جس کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

۳۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ز ۔(۶۶)۔ المؤمن

ترجمہ: کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ ان کی پرستش کروں اور میں ان کی کیونکر پرستش کروں جبکہ میرے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں۔

۴۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ (۱) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (۲)۔ الکفرون

ترجمہ: اے پیغمبر (ان کافروں سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن بتوں کو تم پوجتے ہو میں ان کو نہیں پوجتا۔

۵۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا (۸۱)۔ بنی اسرائیل

ترجمہ: اور کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل (کفر) مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

Marfat.com

۲۔الحدیث:

۱۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو مٹائے گا۔ (موطا امام مالک)

۲۔ کفار نے آپ ﷺ سے کہا۔آپ ﷺ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمائیے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. (۱۶۳)۔البقرۃ

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ بڑا رحمٰن ورحیم ہے۔

۳۔ ایک دفعہ یہودیوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں پر اعتراض کرنے کی غرض سے کہا۔محمد ﷺ صاحب! کیا آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی عبادت کرنے لگیں، جیسا کہ عیسائی عیسیٰؑ کی عبادت کیا کرتے ہیں نجران کا عیسائی بولا۔ہاں! محمد ﷺ صاحب بتا دیجئے کیا آپ ﷺ کا یہی ارادہ ہے اور اسی عقیدے کی دعوت آپ ﷺ دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی پناہ! کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں یا پھر کسی دوسرے کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں اللہ نے مجھے اس کام کے لیے نہیں بھیجا اور مجھے ایسا حکم بھی نہیں دیا۔اس واقعہ پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (۷۹) وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ط اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸۰)۔ال عمران

ترجمہ: جس بشر کو اللہ کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے یہ اس کے شایاں نہیں کہ وہ پھر لوگوں سے کہنے لگے کہ اللہ کے سوا میرے بندے بن جاؤ۔وہ تو یہی کہا کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب کو سیکھ کر اور شریعت کا درس پا کر تم اللہ والے بن جاؤ۔یہ نبی تو نہیں کہتا کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو بھی رب بنا لو بھلا وہ کفر کے لیے کہہ سکتا ہے جب کہ تم لوگ اسلام لا چکے ہو۔ (بحوالہ کنزالایمان)

۴۔ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور کافروں کو نہایت رنج، ولید بن مغیرہ نے قریش کے پچیس عمائدین و سرداروں کو جمع کیا اور انہیں ابو طالب کے پاس لایا اور ان سے کہا۔تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو۔ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کر دو۔حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کو بلایا اور فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ ﷺ سے صلح چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں اور ہمارے معبودوں کے ذکر کو چھوڑ دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو جس سے عرب وعجم کے مالک و فرماں روا ہو جاؤ۔ابوجہل نے کہا۔ایک کیا ہم دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا، کہو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اس پر وہ لوگ اٹھ گئے اور کہنے لگے

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (۵). ص

Marfat.com

ترجمہ: کیا اس نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا کر دیا بے شک یہ عجیب بات ہے۔
اور کہنے لگے کہ اتنی بہت سی مخلوق کے لیے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے اور غصے میں اٹھ کر چلے گئے۔

۵۔ آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لے کر خدمت اقدس میں آئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ایک ماں کو اپنے بچے سے جس قدر محبت ہوتی ہے کیا خدا کو اپنے بندوں سے زیادہ نہیں۔
فرمایا ہاں! بے شک ہے۔
اس نے کہا، کوئی ماں تو اپنے بچے کو آگ میں ڈالنا گوارا نہیں کرتی۔ یہ سن کر فرط اثر سے آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔
خدا صرف اس بندے کو عذاب دے گا جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ روز فتح، مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ مقدسہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب کیے ہوئے تھے جن کو لوہے اور رانگ سے جوڑ کر مضبوط کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ آپ ﷺ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا'' پڑھ کر اس لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے وہ گرتا جاتا تھا۔

۷۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں جسے اللہ کا کوئی بندہ صدق دل سے کہے گا وہ دوزخ پر حرام کر دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ بولے۔ آؤ میں تمہیں بتا دوں وہ کلمہ کیا ہے وہ کلمۂ اخلاق ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جماعت کو عزت بخشی ہے اور یہ کلمہ وہی کلمہ تقویٰ ہے جس کے قبول کرنے کے لیے رسول پاک ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی وفات کے وقت منت کرتے رہے۔ وہ کلمہ اس بات کی گواہی ہے کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ۔
(مسند احمد)

۴۔ الرائے:

۱۔ ایک معمولی عقل و سمجھ کا مسلمان جہاں بھی جاتا ہے محمد ﷺ کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جو دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں۔ صبح، دوپہر اور شام کو اسلام کے حکم کا نعرہ (اذان) بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بے حد بلند کر دیا ہے۔ (جوزف تھامسن)

۲۔ اپنی قوم کو وجود باری کا سبق حضرت موسیٰؑ نے دیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے سلطنت روم میں اور قدیم براعظم میں حضرت محمد ﷺ نے یہی اعلان کیا۔ عرب بڑے ہی بت پرست تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے چھ سو سال بعد ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور موسیٰؑ وعیسیٰؑ کی تعلیمات کو جب لوگ بھول گئے تو محمد ﷺ نے انہیں مقام کبریاء یاد دلایا۔
آریائی نسل کی ملتوں اور دیگر انسانی گروہوں نے فکر مشرق میں عجیب خلفشار پیدا کر رکھا تھا کہ خدا ہے، مسیح ہے اور روح القدس ہے مگر محمد ﷺ نے اعلان کیا کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی بھی نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ کوئی اس کا فرزند ہے اور نہ کوئی دوسرا قابل پرستش۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تثلیث ہی ہے جو بت پرستی کو راہ

Marfat.com

دیتی ہے اس لیے جان لو کہ معبود سوائے خدا کے اور کوئی نہیں پندرہ برس کے عرصے میں عرب کے لوگوں نے بتوں اور جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی۔ مٹی کے بت اور دیویاں مٹی میں ہی ملا دی گئیں۔ یہ حیرت انگیز کارنامہ محمد ﷺ کی تعلیمات اور ان پر عمل کرنے کے سبب انجام پایا۔

(نپولین بوناپارٹ۔ محمد عربی ﷺ)

۳۔ مذاہب کی تاریخ میں محمد ﷺ کی منفرد حیثیت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تمام دنیا کو ایک خدا کی بندگی کرنے کے لیے معقول کر دیا۔ حالانکہ نہ تو آپ ﷺ کوئی آسمانی مخلوق تھے اور نہ ہی کوئی فرشتہ۔ یہ سب آپ ﷺ کی عظیم شخصیت کی وجہ سے ہوا۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

۴۔ توحید باری تعالیٰ کے تصور کا اعلان اس وقت ہوا جب دیوتاؤں کی ولادت اور ان کے شجرۂ ہائے نسب کے تھکا دینے والے افسانوی خیالات پھیلے ہوئے تھے اور توحید کا یہ اعلان جیسے ہی ہونٹوں سے نکلا تو بتوں کے سارے پرانے مندر جل کر خاکستر ہو گئے اور اس کی چمک سے ایک تہائی دنیا منور ہو گئی۔

((الفونس الامارتین۔ فرانسیسی دانشور...... عظیم انقلاب کے عظیم قائد)

۵۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔

(موتی لال ماتھر۔ ایم اے)

۶۔ اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ صرف اور صرف محمد ﷺ کا دین اسلام ہے۔

(ہیکل آرنسٹ ۔ جرمنی)

۷۔ محمد ﷺ کا تمام مذہب ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت اور ایسے کامل یقین کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی اور مذہب میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

پروفیسر اڈوائر مونتے ...... Prof . Advior Montae- 1890)

(اشاعت مذہب عیسوی اور اس کے مخالف مسلمان)

۸۔ یہ اسلام کا پیغمبر ہی تھا جس نے توحید ربانی کے نظریہ کو قائم کیا اور اس کی وحدانیت کو منوایا اور حکومت الٰہیہ کا سکہ عوام کو دلوں پر بٹھا دیا۔ (دیوان چند شرما)

۹۔ آغاز میں ہی یہ کہنا چاہیے کہ محمد ﷺ تاریخ کے ان عظیم کرداروں میں سے ایک ہیں جن کا غالب عقیدہ یہ تھا کہ خدا ایک ہے اور ایمان والوں کا ایک معاشرہ ہونا چاہیے۔ (اے گیلیوم)

(A . Guillaume -Islam, 1963)

۱۰۔ محمد ﷺ نے بتوں، انسانوں، ستاروں و سیاروں کی پرستش کو ایسے معقول طریقے سے رد کیا کہ اس کے معتقد بھی موحد کے لقب سے معروف ہو گئے۔ (ایڈورڈ گبن)

۱۱۔ اسلام اور بانی اسلام کی نسبت جو میرے خیالات ہیں ان کا حامل مسلمان کہلاتا ہے تو بلاشبہ میں مسلمان ہوں اور مجھ کو اس پر فخر ہے۔ رسول اللہ ﷺ ! نے جو بت شکنی پر زور دیا وہ بہت ضروری تھا کیونکہ بت پرستی ترقی کی راہ میں ایک سخت رکاوٹ تھی لیکن ان کا مقصد پتھر اور لکڑی کے بتوں کو توڑنے سے زیادہ معنوی بت پرستی کا خاتمہ کرنا

Marfat.com

تھا جو انسان کو معطل بنا دیتی ہے بت پرستی کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً قبیلہ کا بت، لیڈری کا بت، وطنیت کا بت وغیرہ۔ آپ ﷺ نے ان سب بتوں کو توڑ دیا۔ (پروفیسر گیان چند)

۱۲۔ ہمیں بلا تامل اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ تعلیم نبوی ﷺ نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لیے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھا رہے تھے۔ بت پرستی خارج البلد ہوگئی۔ توحید اور خدا کی لامحدود رحمت کا تصور محمد ﷺ کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کے اعمال میں جاگزیں ہوگیا۔
(سر ولیم میور)

۱۳۔ حضرت محمد ﷺ کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع و مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے۔ وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔ (ڈاکٹر کلارک)

۱۴۔ تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا اختصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے۔
"لَا اِلٰهَ اِلَّا للّٰه مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" (ڈاکٹر لیبان)

۵: الاعداد

اسم مبارک ’ماح‘ : حروف : ۳

م + ا + ح =

۴ + ۱ + ۸ = ۳ + ۱ ۳ + ۱ = ۴

خصوصیّت عدد ’۴‘:

عدد ’۴‘ کی عالی مرتبی کا مظاہرہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنے قدموں سے ایک انچ نہ ہلے یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو موقع ملنے پر کسی حکومت کا تختہ بھی الٹ سکتے ہیں۔ ان کی رائے وزن دار ہوتی ہے اور مجلسی اصلاح کا مادہ ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ انقلابی ذہن کے مالک ہوتے ہیں اور زبردست مصلح ہوتے ہیں تحریکی کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں۔

اسم مبارک ’ماح ‘عدد ’۴‘ کی خصوصیات کا مظہر:

عدد ’۴‘ کی اوپر بیان کردہ تمام خصوصیات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی کفر و شرک کا خاتمہ اور ضلالت و گمراہی کے پردوں کو چاک کر کے دنیا کو توحید کے نور سے منور کرنا تھا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث کیا تاکہ وہ دنیا کو خدا کے حقیقی وجود اور اس کی روح سے روشناس کرا سکیں اور اس کام کو آپ ﷺ نے جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا وہ انسانیت کی تاریخ میں ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے میں نہ تو آپ ﷺ کے استقلال میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی نظریات میں بالآخر آپ ﷺ کامیاب ہوئے اور کفر و شرک کی تمام نشانیوں کو نیست و نابود کر کے دم لیا اور انسانیت کو اللہ رب العزت کی حقیقت سے آگاہی ہوئی اور آپ ﷺ کی تحریک کو زبردست کامیابی نصیب ہوئی کیونکہ آپ ﷺ اپنے مؤقف سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹے اور اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر کے ہی دم لیا۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی کسی مشکل میں مبتلا ہو وہ بکثرت اس اسم پاک کا ورد کرے۔ اللہ تعالیٰ سے مشکل کی حل کے لیے دعا مانگے دعا پوری ہوگی۔

۲۔ ہر نماز کے بعد بکثرت اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنانے سے اللہ تعالیٰ حشر کے دن حساب کتاب میں آسانی پیدا فرمائے گا اور قلبی سیاہی دور ہوگی اور دل نیکیوں کی طرف راغب ہوگا۔

☆——✺——☆

Marfat.com

۱۹۔ سَیِّدُنَا مُنْجٍ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُنْجِیْنَ ط

۱: مفہوم: نجات والے۔ نجات کا باعث

۱۔ القرآن:

۱۔ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ط (۱۵۷)۔ الاعراف

ترجمہ: اور ان پر سے وہ بوجھ اور طوق جو ان کے سر پر اور گلے میں تھے اتارتے ہیں۔

۲۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔ (۷۱)۔ الاحزاب

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا، کہ میرا حال اور میری امت کا حال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی پس ٹڈیاں اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے ہٹا تا تھا۔ سنو! میں تمہاری کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہو اور آگ میں گرنا چاہتے ہو۔ (مسلم)

۲۔ ایک صحابی جنہوں نے حضور ﷺ کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ
لوگو! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو نجات پا جاؤ گے۔ (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ چاہو تو آدھی امت بخشوا لو اور چاہو تو ان کی شفاعت کر لو۔ میں نے شفاعت اختیار کر لی ہے کیونکہ یہ حق اول الذکر سے زیادہ عام ہے کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نیک لوگوں کے لیے شفاعت کروں گا۔ نہیں۔ میری شفاعت تو گنہگاروں اور عصیاں کاروں کے لیے ہوگی۔

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

ہر ایک نبی کے لیے ایک ایک دعا تھی۔ وہ دعا مانگتے رہے اور دعا قبول ہوتی رہی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کی خاطر روزِ قیامت تک کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔ (بخاری)

۵۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دین میں مدارِ نجات کیا چیز ہے؟ فرمایا، جو اس بات کی گواہی دے کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ بس یہی اس کے لیے باعث نجات ہے۔

(دار قطنی)

۳۔ الرائے:

۱۔ ایسے وقت میں کہ جب انسانیت پر نزع کا عالم طاری تھا دنیا اپنے تمام ساز و سامان سمیت ہلاکت کے مہیب و عمیق غار میں گرنے والی تھی۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو وحی و رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اس جاں بلب انسانیت کو نئی زندگی بخشیں اور لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔

(مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

۲۔ پانچویں اور چھٹی صدی میں مہذب دنیا انتشار کے کنارے پر کھڑی تھی۔ جن قدیم ثقافتوں نے تہذیب کو ممکن بنایا تھا اور انسانوں کو متحد رہنے اور اپنے قوانین کو عزت و احترام دینے کا جو شعور دیا تھا اب وہ دم توڑ چکا تھا اور اس کی جگہ لینے کے لیے کچھ بھی مناسب نعم البدل نہیں ملا تھا اور یوں دکھائی دیتا تھا کہ عظیم تہذیب جسے پنپنے میں چار ہزار سال لگے تھے، اب پھر انتشار اور تباہی کے دہانے پر تھی اور انسانیت دوبارہ بربریت کی طرف لوٹنے والی تھی جہاں ہر قبیلہ اور فرقہ دوسرے کے خلاف تھا اور جہاں قانون غیر معروف تھا۔ تہذیب کا عظیم پیڑ جس کے پتے پوری دنیا پر پھیل چکے تھے اب جڑوں تک گلا سڑا اور گرنے کے قریب کھڑا تھا کیا کوئی ایسی جذباتی ثقافت موجود تھی جو ایک بار پھر انسانیت کو متحد کر کے تہذیب کو بچا سکتی؟

تب عربوں کے درمیان ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے پوری مشرقی اور شمالی دنیا کو متحد کیا تھا۔ (ڈینسن)

(j . H . Denison - Emotions as the Basis of Civilization)

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر بار سختی سے کسی مافوق الفطرت شے کے اظہار کی تردید فرمائی اور بار بار اعلان کیا کہ آپ ﷺ بھی ان ہی انسانوں جیسے ہیں جنہیں تاریخ میں مذکور دیگر انبیاء و مرسلین کی طرح لوگوں کو راہ نجات دکھانے کے لیے منتخب کیا گیا۔ (آر۔وی۔سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۴۔ ازمنہ وسطی میں عیسائی راہبوں نے جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے دراصل انہیں محمد ﷺ اور ان کے دین سے نفرت کی تعلیم دی گئی تھی۔ میں نے 'اس انسان' اس حیرت انگیز انسان کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمد ﷺ ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کا 'نجات دہندہ' ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر محمد ﷺ جیسی شخصیت دنیا کی مطلق العنان حکمران بن جائے تو وہ یقیناً اس کے الجھے ہوئے مسائل اسطرح سے سلجھانے میں کامیاب ہوجائے گی کہ دنیا کو امن و مسرت کی وہ جنت نصیب ہو جائے گی۔ جس کے لیے وہ تڑپ رہی ہے۔ (جارج برنارڈ شا) -

۵۔ اسلام کے ذریعے محمد ﷺ نے دس سال کے اندر ہی عربوں کی شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات لاقانونیت، عورتوں کی ذلت، سود خوری، شراب خوری اور انسانی قربانیوں سے نجات دلائی۔ پھر اسی مذہب کے ذریعے آسمان

Marfat.com

کی اس بادشاہت کو انہوں نے عملی طور پر اس زمین پر قائم کر دیا جس کی بشارت بڑے ذوق وشوق سے جناب مسیح نے دی تھی۔ (گبن)

(Gibbon- Rise, Decline & Fall of the Roman Empire, 1962)

۶۔ ملوکیت، مذہبی پیشوائیت، سرمایہ داری، جاگیرداری، اندھی عقیدت، آباء پرستی، اوہام پرستی وغیرہ کی زنجیروں سے نجات دلانے کے لیے آنحضرت ﷺ نے اپنے ربانی پیغام اور قرآن کی انقلاب آفریں تعلیمات کو عام کر دیا یہ زنجیریں صاف ظاہری زنجیریں نہیں تھیں بلکہ یہ باطنی نوعیت کی بھی تھیں جن سے انسانی قلوب و اذہان مضمحل اور مردہ ہو جاتے ہیں۔ (جان۔ جوزف۔ لیک)

۷۔ محمد ﷺ بڑے حکیم تھے۔ انہوں نے خدا کی وحدانیت پر زور دیتے ہوئے انسانوں کو بت پرستی اور انسان پرستی سے اس عمل اور عقلی قاعدے کے ذریعے سے نجات دلائی کہ دنیا اور دنیا کا ذرہ ذرہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گیا۔

(مسٹر صیہان)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'منج' : حروف : ۳

م + ن + ج =

۴ + ۵ + ۳ = ۲ + ۱ = ۳

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کے حامل لوگوں کا بنیادی نظریہ ہی یہی ہے کہ کس طرح دوسروں کی مدد کی جائے اور ان کی تکالیف کو کم کیا جائے۔ وہ ہر وقت دوسروں کے رنج وغم میں مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں اور انہیں پرامید بناتے ہیں کیونکہ ان کا رجحان قدرتی طور پر زندگی کے روشن پہلو کی طرف ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اعتماد اور خود شناسی سے کافی مسائل حل کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ بلند خیال۔ بلند نظر اور سرگرم عمل فلاسفر نظر آئیں گے کیونکہ وہ مسلسل اپنے تصورات میں دوسروں کے مسائل کم کرنے کی فکر میں گم رہتے ہیں۔

اسم مبارک 'منج' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

یہ بین حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت اور رسالت کا مقصد ہی انسانیت کی تکلیفوں، دکھوں کو کم کرنا تھا۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا، سماجی، معاشی اور اخلاقی روایات کی زنجیروں و قیود میں جکڑی انسانیت کو ان تمام بندشوں سے آزاد کرانا، انسانوں اور ان کے بنائے ہوئے نظاموں سے پسی ہوئی مخلوق کا چھٹکارا، انسان کو ظلم و استبداد اور استحصال سے نجات دلانا۔ یہ سب آپ ﷺ کی بعثت کے بنیادی مقاصد تھے آپ ﷺ نے تمام اوہام کو باطل قرار دیتے ہوئے ایک خدا کا واضح تصور دیا جو رحمٰن ہے اس طرح انسان اور رحمٰن کے خوبصورت رشتے کو مضبوط کر کے قیامت تک آنے والی انسانیت کو پرامید بنا دیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت نے سکھ کا سانس لیا۔ اس طرح عدد '۳' کی بیان کردہ خصوصیات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بحیثیت 'منج' (نجات دہندہ) بدرجہ اتم موجود ہیں۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی ایسی مشکل اور مصیبت میں پھنس گیا ہو اور نکلنے کی کوئی راہ دکھائی نہ دیتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مغرب کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر ایک ہزار ترانوے مرتبہ اس اسم پاک کو اکیس یوم تک بلاناغہ پڑھے۔ اکیس دن کے اندر یہ مشکل آسان ہو جائے گی۔ مصیبت سے چھٹکارے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۲۔ اگر کسی عورت کا خاوند اس پر بہت ظلم کرتا ہو وہ عورت نماز عشاء کے بعد ترانوے مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لیا کرے اکیس یوم تک بلاناغہ اس پر عمل کرنے سے اس کا خاوند اس پر سختی نہیں کرے گا اور راہ راست پر آجائے گا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۲۰۔ سَیِّدُنَا نَاہٍ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّاھِینَ ط

ا: مفہوم: منع کرنے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ق وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ق وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔ (۷)۔ الحشر

ترجمہ: اور جو چیز تمہیں رسول ﷺ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

۲۔ اَلرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ .... (۱۵۷)۔ الاعراف

ترجمہ: اس نبی اُمیّ و رسول جس کے بارے میں وہ تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے۔

۳۔ الحدیث:

ا۔ کسی غزوہ میں ایک صحابی کا ایک غار پر گزر ہوا۔ جس میں پانی تھا اور آس پاس کچھ بوٹیاں تھیں۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو ایک غار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ نشین ہو کر ترک دنیا کر لوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا " میں یہودیت و نصرانیت لے کر نہیں آیا۔ میں آسان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں" (مسند احمد)

۲۔ ایک دن چند صحابہ کرام ؓ ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی عبادت کے حالات دریافت کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے عمر بھر روزے رکھنے کو کہا اور ایک نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔

آنحضرت ﷺ سن رہے تھے۔ فرمایا۔ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تا ہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور

Marfat.com

افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا وہ میرے گروہ سے خارج ہے۔ (بخاری)

۳۔ آپ ﷺ ایسے مباحث کو جن کی تہہ تک عوام نہیں پہنچ سکتے تھے ناپسند کرتے تھے اور ان سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک روز صحابہ ؓ کی مجلس میں مسئلہ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے سنا تو حجرہ سے باہر نکل آئے آپ ﷺ کا چہرہ اقدس اس قدر سرخ ہو گیا گویا عارض مبارک پر کسی نے انار کے دانے نچوڑ دیئے ہوں آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم اس لیے پیدا کیے گئے ہو کہ قرآن کو باہم ٹکرا رہے ہو۔ گزشتہ امتیں انہی باتوں کی وجہ سے برباد ہو گئیں۔ (ابن ماجہ)

۴۔ اسلام کے تمام احکام میں آپ ﷺ سب سے مقدم یہ اصول رکھتے تھے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. (البقرۃ)

ترجمہ: خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے سختی نہیں اس لیے حضور ﷺ فرماتے، اسلام میں جوگی پن نہیں۔

(ابوداؤد و احمد)

۵۔ قیس بن سعد ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حیرہ گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ رئیس شہر کے دربار میں جاتے ہیں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تم میری قبر پر گزرو گے تو سجدہ کرو گے؟ کہا۔ نہیں۔ تو فرمایا۔ جیتے جی بھی سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری)

۶۔ حضرت جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے بغور سن لو تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنا لیتی تھیں۔ دیکھو تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تم کو اس حرکت کی سختی سے ممانعت کیے جاتا ہوں۔ (مسلم)

۷۔ حضرت ابوالدرداء ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیری بوٹی بوٹی اڑا دی جائے یا تجھے جلا کر خاک کر دیا جائے اور کوئی فرض نماز جان بوجھ کر ترک نہ کرنا کیونکہ جو نماز قصداً قضا کرے اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ وہ تمام گناہوں کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔ الرائے:

۱۔ بلاشبہ محمد ﷺ کی تعلیمات عربوں کی زندگی میں ایک عظیم پیش رفت (انقلاب) لائیں خصوصاً عائلی زندگی اور حفظان صحت کے معاملے میں۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ بدکاری، وقتی شادیاں، سرعام محبت اور قیدی عورتوں کو بدکاری پر مجبور کرنا تاکہ وہ اپنے آقاؤں کو امیر بنا سکیں۔ سختی سے منع کیا گیا۔

(ای۔ ڈرمینگھم)

(E . Dermenghem - The Life of Mahomet - 1930)

۲۔ ہمیں محمد ﷺ کو نہیں بھولنا چاہیے۔ محمد ﷺ ایک تاریخ ساز پیغمبر ...... ایک منتظم۔ جنہوں نے ایسا ضابطہ اخلاق چھوڑا

Marfat.com

جوان کے وقت سے حیرت انگیز حد تک آگے تھا۔ اسلام دنیا کی مہذب طاقتوں میں سے ایک بن گیا۔ جس نے بچیوں کو شیر خواری میں قتل کرنے سے روکا۔ غلامی کو محدود کیا اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر زور دیا۔ اس نے شراب نوشی، جوا بازی اور قبائلی خانہ جنگیوں کا خاتمہ کیا اور کثرت ازدواج کو محدود کیا طلاق پر پابندیاں لگاتے ہوئے خواتین کے حقوق بڑھائے اور بدکاری پر سخت سزائیں عائد کیں۔ (جی۔ ایل۔ بیری)

(G . L . Berry - Religions of the world , 1965)

۳۔ آیئے یہ بات یاد رکھیں کہ مسلم اخلاقیات کئی لحاظ سے ہم (عیسائیت) سے بہتر ہیں۔ خدا کی رضا کے حصول میں ضبط نفس، خیرات، سچائی اور ایمان والوں کے بھائی چارے نے ہمارے سامنے ایک ایسا نمونہ پیش کیا ہے جس پر چاہیں تو ہم بھی عمل کر سکتے ہیں اسلام نے شراب نوشی، جوا بازی اور بدکاری کا خاتمہ کیا جو کہ عیسائی سرزمین (دنیا) کے تین بڑے جرائم ہیں۔ (جی۔ ہگنز)

(G . Higgins - Rev - Cain Isaac Taylor in the Times London)

dated: 8-10-1987

۴۔ جسمانی اور ذہنی پاکیزگی کے نقطہ نظر کے مطابق، محمد ﷺ ہر لحاظ سے نمایاں تھے۔ ان کے نزدیک نہ صرف جسمانی صفائی مکمل طور پر ضروری تھی بلکہ ذہنی پاکیزگی بھی۔ اعمال قبیحہ اور دوسری بد اخلاقیاں جن کے بارے میں آپ ﷺ جانتے تھے مثلاً غیر منصفانہ تشدد اور دوسری اخلاقی برائیاں (ظاہراً و باطناً) خدا کی حدیں توڑنے کے ضمن میں سختی سے منع کی گئی تھیں۔ (لیونارڈ)

(A.G. Leonard - Islam 1909)

۵۔ محمد ﷺ کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان میں اثر تھا کہ آپ ﷺ کے صرف ایک زبانی حکم سے عرب میں شراب خوری تو کیا اور کتنے ہی افعال بد ایک قلیل مدت میں بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے۔ مجھے یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ بے شک محمد ﷺ ہی اللہ کے ایک سچے پیغمبر تھے۔

(مسٹر بی۔ ایس۔ کشالیہ۔ ڈپٹی انسپکٹر مدراس)

۶۔ محمد ﷺ نے ہر وہم کو زائل اور تمام اصنام کی عبادتوں کو باطل کر دیا۔ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو گمراہیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر لا کر ڈال دیا۔ (مسٹر ہربرٹ وائل)

۷۔ ترک مے کشی کرانے میں جیسا کامیاب مذہب اسلام ہوا ہے وہ کامیابی کسی دوسرے مذہب کو نصیب نہیں ہوئی۔

(ولیم میور)

۸۔ حضرت محمد ﷺ کی جانب سے حرمت شراب کا اقدام مجھے بے حد پسند ہے وہ ایک پسماندہ صحرائی معاشرے کو اپنے قدموں پر کھڑا کر رہے تھے۔ ان کی شخصیت ایک کھلی کتاب تھی۔ غرور نام کی کوئی چیز ان میں نہ تھی لیکن عاجزی اور فروتنی بھی نہ تھی۔ پیوند لگے کپڑوں میں ایران اور روم کے بادشاہوں کو دوٹوک الفاظ میں مخاطب کر کے انہیں ان کے فرائض بتاتے ہیں۔ قبائلی ماحول میں زندگی اور موت کی کشمکش کے دوران انہیں انتہائی سخت اقدامات بھی کرنا پڑے لیکن یہاں بھی انسانی ہمدردی اور بلند اخلاقی نمایاں نظر آتی ہے۔ محمد ﷺ نہ تو اپنے سخت اقدامات پر شرمندہ ہیں اور نہ اپنی نوازشات اور عفو و درگزر پر نازاں۔ ان کے ہر اقدام کی اپنی ایک اہمیت ہے۔

(کارلائل)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'ناہ' : حروف : ۳

ن + ا + ہ =

۵ + ا + ۵ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیت عدد '۲':

اس عدد کے حامل لوگ بہت اچھے اور سلجھے ہوئے خیالات رکھتے ہیں۔ حساس ہونے کی وجہ سے دوسروں کے دکھ اور پریشانیوں میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت محتاط ہوتے ہیں ذاتی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے اور سوچ و بچار میں مگن رہتے ہیں۔ ان کی نتیجہ خیز باتوں میں ان کی قوت عمل کا کافی دخل ہوتا ہے یہ اپنے احساسات کو بہت سوچ سمجھ کر ظاہر کرتے ہیں اور پھر حالات کے سامنے سینہ سپر ہونے کی قوت ظاہر کرتے ہیں۔ یہ خود غرض نہیں ہوتے اور ان کی قوت متخیلہ بہت تیز ہوتی ہے۔ ایسے افراد جب کوئی عاقلانہ اقدام کرتے ہیں تو روحانی طور پر کامیاب ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'ناہ' 'عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کا اسم مبارک 'ناہ' عدد '۲' کی مندرجہ بالا خصوصیات کا مظہر ہے کہ جب آپ ﷺ نے معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور ان رسومات و روایات، عقائد و عادات جو کہ انسانی جسم و روح کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ تھیں ان کو ناپسند قرار دیتے ہوئے انہیں اللہ کے حکم سے حرام ٹھہرایا اور ایسے مثبت و منطقی انداز میں ان کی وجوہات بھی بیان کیں جنہیں قیامت تک آنے والا کوئی انسان نہیں جھٹلا سکتا۔ آپ ﷺ نے جن چیزوں کے کرنے سے منع کیا ان کے پیچھے نہ صرف منطقی و عقلی وجوہات ہیں بلکہ سائنسی نقطہ نگاہ سے بھی وہ انسان کے لیے مفید نہیں۔ اور آپ ﷺ نے جن کاموں سے منع فرمایا۔ ان میں کسی قسم کا عذر برداشت نہ کیا بلکہ سختی سے ان پر عامل رہے اور امت کے لیے نمونہ پیش کیا کیونکہ آپ ﷺ کی قوت متخیلہ بھی بہت زبردست تھی۔ اگر آپ ﷺ کسی بھی امر میں کوئی نرمی قبول کرتے تو وہ احکامات کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو کر رہ جاتے۔ آپ ﷺ نے ڈٹ کر مخالفتوں کا سامنا کیا اور تمام منفی باتوں کی بیخ کنی کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے آپ ﷺ کی انہی کوششوں کی وجہ سے معاشرہ تمام فرسودہ عقائد و رسومات سے پاک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زبردست کامیابی عطا فرمائی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۵۶ مرتبہ روزانہ صبح و شام اس اسم مبارک کا ورد کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہے گا نیز اسے لوگوں میں اچھی شہرت حاصل ہوگی۔

۲۔ روزانہ نماز فجر کے بعد ایک سو مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا نیز شر شیطان سے محفوظ رکھے گا۔

Marfat.com

۲۱۔ سَیِّدُنَا رَسُوْلٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

مفہوم: رسول ، پیغام رساں ، پیغمبر

ا۔ تفصیل مفہوم:

حافظ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول وہ ہوتا ہے جو خدائی احکامات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ رسول کے لیے جدید شریعت لانا قطعاً لازمی نہیں جیسے حضرت یوسفؑ ، وہ ملت ابراہیمی پر تھے۔ اسی طرح حضرت داوٗدؑ وحضرت سلیمان علیہما السلام یہ سب شریعت تورات پر عامل تھے۔

۲۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام عالمین کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور عالمین میں تمام مخلوقات شامل ہیں۔ جنات ہوں یا انسان و ملائکہ۔ ازل سے ابد تک کے لیے تمام مخلوقات شامل ہیں۔" (تفسیر کبیر)

۳۔ علامہ بازری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام حیوانات و جمادات کی طرف بھیجے گئے ہیں اور حضور ﷺ کو جمادات کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب ان میں ادراک وشعور پیدا ہو گیا۔

۴۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ " فرشتے اگر چہ معصوم ہوتے ہیں لیکن ان کی طرف رسول بنا کر بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو حضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کے سردار ہونے کا اعتراف ، آپ ﷺ کی رفعت شان کا اقرار ، آپ ﷺ کے لیے خشوع وخضوع اور ان کا آپ ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہونا ہے۔

۵۔ تفسیر روح المعانی میں ہے " معصوم و غیر مکلّف کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے حضور ﷺ کے شرف کے تعیّن کا مطالبہ ، ان کا آپ ﷺ کی امت میں داخل ہونا تا کہ تمام رسولوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کا شرف ثابت ہو۔"

۲۔ القرآن:

ا۔ قُلْ یٰٓاَ یُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (۱۵۸)۔ الاعراف

ترجمہ: کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

۲۔ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ط وَاِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (۲۵۲)۔ البقرہ

Marfat.com

ترجمہ: یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (اے محمد ﷺ) بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو۔

۳۔ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا (۷۹)۔ النسآء

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ! ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ گواہ کافی ہے۔

۴۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ہَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (۹۳) بنی اسرائیل

ترجمہ: کہہ دو کہ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (مسلم)
(حضرت مُلّا علی قاری نے مرقات میں اس کی شرح میں فرمایا۔ یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات و جمادات سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے)

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب سے جبرائیلؑ میرے پاس پیغام رسالت لائے ہیں۔ اس وقت سے حالت یہ ہے کہ میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا ہوں وہ یوں سلام عرض کرتا ہے ''السلام علیک یا رسول اللہ''

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا ایک روز ہم اس کے بعض نواح میں نکلے تو راستے میں جو پہاڑ یا درخت آپ ﷺ کے سامنے آتا تھا۔ کہتا تھا۔
''السلام علیک یا رسول اللہ'' اور میں اس کو سن رہا تھا۔'' (ترمذی)

۴۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری کا اونٹ باؤلا ہوگیا تھا۔ لوگوں نے جا کر آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے اس کے پاس جانا چاہا تو سب نے روکا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آدمی کو کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس کا خوف نہیں یہ کہہ کر آپ ﷺ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی گردن ڈال دی۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا پھر فرمایا۔ ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں خدا کا رسول ﷺ ہوں سوائے گنہگار انسان اور نافرمان جن کے۔'' (مسند احمد)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کو اپنی رسالت کی صداقت پر جو پختہ یقین تھا وہ ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت کا جو پہلو نہایت شدت سے ابھرا وہ آپ ﷺ کا دینی جذبہ تھا جب اس کا امتزاج آپ ﷺ کی غیر معمولی سیاسی صلاحیتوں سے ہوا تو آپ ﷺ کی رسالت دنیا میں ہی کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔ (جوزف شاخت)

(J. Schacht - Muhammad Encyclopedia of Social Sciences, New York , 1959 - Vol . 9)

Marfat.com

۲۔ یہ میرے لیے نہایت خوشی کا موقع ہے کہ میں انسانی نشوونما سے متعلق قرآن مجید کے بیانات کو واضح کرنے میں مدد کروں۔ یہ بات مجھ پر عیاں ہے کہ یہ بیانات محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں کیونکہ یہ معلومات چند صدیاں پہلے تک بھی دریافت نہیں ہوئی تھیں۔ اس سے یہ بات مجھ پر ثابت ہو جاتی ہے کہ محمد ﷺ واقعی ہی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر کیتھ ایل مور

(جینیات وعلم تشریح الاعضاء کے سائنسدان)

۳۔ اگر مذہب کا مقصد اخلاقیات کا مجموعہ، برائی کا خاتمہ، انسانی خوشحالی کی بقا و ترقی اور ذہن انسانی کی وسعت ہو۔ اگر اچھے اعمال کا فائدہ اس بڑے دن کو ملے جب انسانیت حتمی حساب کتاب کے لیے بلائی جائے تو اس بات کو تسلیم کرنا قطعی بے عزتی یا بے عقلی نہیں ہوگا کہ محمد ﷺ واقعی خدا کے رسول تھے۔ (ایس۔پی۔سکاٹ)

(S. P. Scott - History of the Moorish Empire in Europe)

۴۔ اسلامی تعلیمات میں یہ اضافہ ضروری اور لازمی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نبی ہی نہیں بلکہ رسول ہیں۔ آپ ﷺ کو کئی بار نبی کہہ کر بھی یاد کیا گیا ہے جس سے مراد ہے دین کو پھیلانے والا یا مبلغ لیکن دینی اصطلاح میں آپ ﷺ کو رسول پکارنا زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ کا پیغام لے کر آئے اور رسول کے بھی معنی ہیں پیغمبر۔ یہ عقیدہ نہایت اہم ہے۔ رسول پاک ﷺ اپنے آپ کو عام عربوں کی طرح ایک فانی انسان کہا کرتے تھے مگر آپ ﷺ کے رسول ہونے کو مسلمانوں کے عقیدے کا جزو لازم بنا دیا گیا۔ اسلام قبول کرنے کے لیے اس کا اقرار لاینفک ہے۔ کیونکہ قرآن کی تصریح کے مطابق اللہ پر ایمان کو محمد ﷺ سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ گویا اللہ اور رسول اللہ دونوں پر ایمان لانا لازم وملزوم ہے۔

بے شک آپ ﷺ محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ کے خاص رسول اور نبی برحق، جو سادگی اور حقیقت پسندی کا ایک عظیم پیکر ہیں۔ (آر۔وی۔سی۔باڈلے۔الرسول)

(R. V. C Bodley - the Messenger 1954)

۵۔ پوری نسل انسانی کو اسلام کے پیغمبر پر فخر کرنا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ نے انسانیت کے لیے وہ قانون چھوڑا ہے جس کے اعلیٰ معیار پر انسانیت اگر آئندہ دو ہزار سال میں بھی آجائے تو بڑی باعث مسرت کامیابی ہوگی۔

(پروفیسر سپربل۔جنیوا یونیورسٹی)

(اسلام مکمل دین مستقل تہذیب ۴۰۰)

۶۔ اگر آپ ﷺ کی تعلیم پر انصاف و ایمان داری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔ (ریورنڈ آر میکیوئیل)

۷۔ میں مقدس الہامی کتب کے مطالعہ کی طرف راغب ہوا۔ طویل عرصہ تک گہرا اور ناقدانہ مطالعہ کرنے کے بعد میں س حتمی نتیجہ پر پہنچا کہ قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جس نے میرے ہر وسوسے کا جواب دیا اور مجھے مطمئن کر دیا اور رسول اسلام ہی میرے محبوب رسول ﷺ ہیں جن کی رہنمائی میں میں نے یہ منازل طے کیں۔ آپ ﷺ کے اقوال و افعال نے مجھے جسمانی سکون اور روحانی مسرت عطا کی۔ اگر آپ ﷺ تشریف نہ لاتے تو انسانیت مادیات اور الحاد کے گہرے سمندروں میں غرقاب ہو جاتی۔ اخلاقی اور روحانی تباہی و بربادی اس کا مقدر قرار

Marfat.com

پاتی۔ (رینی گینو۔(اسلامی نام عبدالواحد یحییٰ)

۸۔ بلاکسی شک و شبہہ کے کہا جا سکتا ہے کہ محمد ﷺ نبی اور اللہ قادر مطلق کے رسول ﷺ تھے اور نہ صرف رسول بلکہ جلیل القدر اور عظیم الشان رسول تھے۔جنہوں نے ملت اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ (مسٹر کسلوزان)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'رسول' : حروف :۴

ر + س + و + ل =

۲ + ۶ + ۶ + ۳ = ۷ + ۱ =۸

خصوصیّت عدد '۸':

اس عدد کا حامل مضبوط قوت ارادی کا مالک ہوتا ہے جو بات ایک دفعہ دل میں ٹھان لے اس پر قائم رہے گا۔ جذبات پر قابو پانا اور مشکلات پر مسکرانا ان کا ادنیٰ طرز عمل ہوتا ہے ہر وقت انسانیت کے پیش نظر مشکلات کا حل سوچتا رہتا ہے یہ لوگ اپنے خیالات کے پیش نظر مضطرب بھی رہتے ہیں یہ لوگ زندگی میں کوئی اہم کام یا کارنامہ سرانجام دینے کے لیے سرگرداں رہتے ہیں ایسے لوگ بہادر، دیانتدار اور صاف گو ہوتے ہیں اور اپنے لوگوں کی فلاح کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں ایسے لوگ سماجی کارکن اور دوسروں کی مدد کرنے میں بڑی خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'رسول' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کی رسالت کا مقصد ہی اللہ کے احکامات کو انسانوں تک پہنچانا تھا اور آپ ﷺ نے جب کلمہ حق کا نعرہ بلند کیا تو مخالفتوں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔کبھی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے تو کبھی معاشرتی مقاطعہ کیا گیا مگر ان تمام حالات میں بھی آپ ﷺ کے استقلال و ثابت قدمی میں کوئی کمی نہ آئی۔ آپ ﷺ غیر متزلزل یقین ، پختہ عزم، بہادری، دیانت داری اور صاف گوئی سے حق کی تلقین کرتے رہے۔ اور معاشرے کی اصلاح کا جو بیڑا اٹھایا اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مصائب کو برداشت کیا بلکہ کوئی حرف شکایت بھی زباں پر نہ لائے اور بالآخر عرب وعجم آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کا قائل ہو گیا۔عدد '۸' کی مندرجہ بالا خصوصیات آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں موجود تھیں انہی میں سے ایک اہم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے ہر وقت متفکر رہنا تھا گو کہ ہر رسول و نبی کو انسانیت کی اصلاح کا فرض تفویض کیا جاتا ہے مگر قرآن پاک میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کی تشفی فرمائی گئی ہے کہ لوگوں کو ایمان کی نعمت سے نوازنا اللہ رب العزت کا کام ہے مگر آپ ﷺ ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتے کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور امتیوں کی مغفرت کے لیے ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے الغرض آپ ﷺ نے رسالت کا فریضہ جس احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ قرآن اس کی تعریف یوں کرتا ہے،" آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل ہو گیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا" یہ آیت مبارک صرف آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور کسی نبی پر نہیں۔یعنی رسالت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا آپ ﷺ نے اس کو انتہائی احسن طریقے سے سرانجام دے کر مکمل کیا۔ اس طرح آپ ﷺ اللہ کے خاص رسول ہیں۔ اسی لیے کلمہ طیبہ بھی آپ ﷺ کی رسالت کے اقرار کے بعد ہی مکمل ہوتا ہے۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ ہر نماز کے بعد ۲۹۶ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے دور رکھے گا۔

۲۔ کسی سخت مالی مشکل میں نقصان ہونے کا خدشہ لاحق ہو تو نماز عصر کے بعد باوضو حالت میں قبلہ رخ نہایت یکسوئی کے ساتھ مغرب کی اذان تک بکثرت اس کا ورد کرے اور مشکل کے حل کے لیے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ہر پریشانی دور کر دے گا۔

Marfat.com

۲۲۔ سَیِّدُنا نبیٌّ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّبِیّٖنَ ط

مفہوم: نبی۔ غیب کی خبر دینے والے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو غیب کی خبر دے کر ''نبی'' بنا دے تو وہ 'نبی اللہ'' بن جاتا ہے اور جب تک کسی کافر قوم کو خدائی پیغامات پہنچانے کا اس کو حکم نہ دے اس وقت تک وہ 'نبی اللہ' ہی رہتا ہے خواہ وہ کسی پہلی شریعت پر ہی عمل کرتا رہے۔

ہاں اس کو جب کسی کافر قوم کو خدائی احکام پہنچانے کا حکم ہو جائے وہ اب 'نبی اللہ' ہونے کے ساتھ 'رسول اللہ' بھی بن جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان جو اس کے برگزیدہ بندے گزرے ہیں وہ سب انبیاء تھے۔ 'رسول اللہ' ان میں کوئی نہ تھا۔ ان کا وظیفہ صرف یہ تھا کہ وحی ربانی پر خود عمل کریں اور مومنوں کی جو جماعتیں ان کے سامنے تھیں ان کو بھی عمل کرنے کا حکم دیں۔ جب حضرت نوحؑ کا دور آیا اور کفر ظاہر ہوا تو اب ان کی اصلاح کے لیے حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے اور وہ 'رسول اللہ' کہلائے اس لیے ان کو حدیثوں میں پہلا رسول کہا گیا ہے۔

نبی اور رسول میں فرق:

نبی اور رسول میں یہ فرق ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص بعض مفسرین نے فرمایا کہ رسول شرع کے واضع ہوتے ہیں اور نبی اس کے محافظ و نگہبان۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ رسول صاحب کتاب و شریعت ہوتا ہے جبکہ نبی اس کا شارح۔

۲۔ القرآن (غیب کی خبر دینے والے):

ا۔ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ط (۴۴) ال عمران

ترجمہ: اور یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

۲۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔(۶۴)۔ الانفال

ترجمہ: اے نبی ﷺ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیروکار ہیں۔ کافی ہے۔

Marfat.com

۳۔ یٰۤاَیُّھَاالنَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (۱)۔ الاحزاب

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا۔ بے شک خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

۳۔ الحدیث۔ (نبی):

۱۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کب نبی بنائے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس وقت جب آدم ؑ روح اور جسد کے درمیان تھے تب مجھ سے میثاق نبوت لیا گیا یعنی روح اور جسم کا باہمی تعلق ابھی نہیں ہوا تھا۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں جو مکہ میں میرے نبی بننے سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کوہِ حرا پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر ؓ و عمر ؓ و عثمان ؓ بھی تھے۔ وہ پہاڑ ہلا۔ آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا۔ اے حراء! تو ساکن رہ کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔ (بخاری)

۴۔ قریش مکہ مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور ان میں باہم گفتگو یہ ہوئی کہ محمد ﷺ ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صدق و امانت میں کمزور نہ پایا۔ کبھی ان پر تہمت لگانے کا موقع ہاتھ نہ آیا اور اب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو ان کی سیرت اور ان کے چال چلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں ہے۔ یہود سے پوچھنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے یہود کے پاس ایک جماعت بھیجی گئی۔

یہود نے کہا۔ ان سے تین سوال کرو۔ اگر وہ تینوں کے جواب دے دیں تو وہ نبی نہیں۔ اور اگر تینوں کے جواب نہ دیں تو تب بھی نبی نہیں اگر وہ دو کا جواب دیں اور ایک کا نہ دیں تو وہ سچے نبی ہیں۔

وہ تین سوال یہ ہیں۔

(۱) اصحاب کہف کا واقعہ۔

(۲) ذوالقرنین کا واقعہ۔

(۳) روح کا حال۔

چنانچہ قریش نے آپ ﷺ سے یہ سوالات کیے۔ آپ ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے حالات تو مفصل بیان کیے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیسا کہ توریت میں مبہم رکھا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۸۵)۔ بنی اسرائیل

ترجمہ: اور تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا'' اس آیت مبارک میں ''اُوْتِیْتُمْ'' کا خطاب یہود کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے دو کے مفصل جوابات دیے اور تیسرے کو مبہم رکھا۔ قریش یہ جواب سن کر سخت نادم واپس لوٹے۔

(بحوالہ تفسیر القرآن۔ کنزالایمان)

Marfat.com

۲۔خبر دینے والے:

۱۔ حضرت ابو زید ﷜ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔اس کے بعد منبر پر تشریف لا کر خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ظہر کی نماز کے بعد منبر پر تشریف لائے اور پھر عصر تک تقریر فرمائی اس کے بعد عصر کی نماز پڑھائی۔عصر کی نماز سے فارغ ہو کر پھر منبر پر تشریف لے آئے اور تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔اس تقریر میں جو گزشتہ و مستقبل کے واقعات تھے وہ سب ہم کو بتلائے۔اب ہم میں سے جس شخص نے ان کو زیادہ یاد رکھا وہ ہم میں بڑا عالم رہا۔

(مسلم)

۲۔ حضرت حسن ﷜ روایت کرتے ہیں کہ بخران کے دو پادری آپ ﷺ کے پاس آئے۔آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔انہوں نے کہا ہم آپ ﷺ کے ظہور سے قبل ہی مسلمان ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔تمہارے مسلمان ہونے میں تین باتیں مانع ہیں۔ایک یہ کہ تم صلیب کو پوجتے ہو۔دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور سوم یہ کہ تم شراب پیتے ہو۔انہوں نے کہا اچھا عیسیٰؑ کے بارے میں آپ ﷺ کا عقیدہ کیا ہے۔(راوی کہتا ہے) آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور تب آیات مناظرہ نازل ہوئیں۔آپ ﷺ حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن و حسین و حضرت علی ﷜ کے ساتھ باہر مناظرہ کے لیے نکلے تو ایک پادری دوسرے سے بولا (یہ نبی برحق ہیں جو ان سے مباہلہ کرے گا برباد ہو جائے گا) دونوں نے مشورہ کیا اور جزیہ دینا قبول کر لیا مگر مباہلہ نہ کیا۔

(مسند احمد)

۳۔الرائے:

۱۔ ان کے زمانے کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے۔ان کے پیروکاروں کی بے پناہ عقیدت و احترام کو دیکھتے ہوئے پاپائیت، چرچ اور Mediaveal Saints کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے میرے ذہن میں محمد ﷺ کے معجزے کے بارے میں جو بات آتی ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی معجزے دکھانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ہمیشہ وہی کہا جو کر سکتے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کو واضح طور پر عمل کرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے انہوں نے کبھی بھی آپ ﷺ کے کارناموں کو معجزوں سے منسوب نہیں کیا اور جن سے آپ ﷺ نے انکار کیا کہ آپ ﷺ وہ کر سکتے تھے کیا اس سے بڑھ کر ان کے خلوص اور ایمانداری کا کوئی اور ثبوت بھی چاہیے۔محمد ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دم تک صرف ایک بات (خطاب) کا دعویٰ کیا وہی جو آغاز میں کیا تھا اور جسے عظیم فلسفہ اور صحیح عیسائیت ایک دن ماننے پر تیار ہو گی اور میں بھی ان کو مانتے ہوئے اس پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ 'نبی' بلکہ خدا کے 'حقیقی نبی' تھے۔

(بی۔سمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhammad anism, 1874)

۲۔ نبی ﷺ کے منہ سے جو بات نکلتی ہے ہمارا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ وہ غیر معمولی بات ہے اس جیسے الفاظ کسی عام انسان کی زبان سے نکل ہی نہیں سکتے اس کی زندگی کا مقصد و مدعا۔اس کے ہر لفظ اور ہر حرکت سے منعکس ہوتا ہے۔سنی سنائی باتوں سے وہ قطعی بیگانہ ہوتا ہے۔اس کا دل سچائیوں کا امین اور حقائق کی روشنیوں سے منور ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اس کی باتیں الہامی ہوتی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر وہ کائنات کے حقیقی اسرار سے آگاہی رکھتا ہے اس کی ہر بات ترجمان حقیقت ہوتی ہے اس سے پہلے بھی انبیاء پر وحی آتی رہی ہے لیکن اب کی بار وحی آخری اورتازہ ترین ہے۔ کیا یہ نبی اس خدا کا بندہ نہیں، اس کی باتوں کو ہم کیسے سنی ان سنی کر سکتے ہیں۔

(تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۳۔ آپ ﷺ کے خدا کی وحدانیت اور آئندہ زندگی کے بارے میں تصورات سچ ثابت ہونے لگے۔ آپ ﷺ کے اس عقیدے کو آپ ﷺ کے تقویٰ، فصاحت و بلاغت کے زبردست عطیہ اور مقصد کی سچّائی سے مزید تقویت ملی۔ نبی کی ان خصوصیات میں ایک اعلیٰ حکمران کی ذہانت، ایک جنگجو اور ایک سفارت کار کی خوبیوں نے مزید اضافہ کر دیا۔ (ایچ میسی)

(H . Masse - Islam)

۴۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ بلند اخلاق کے حامل۔ مفکر بے مثال اور بہت ہی صاحب الرائے تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو معجزانہ ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ بہت بڑے بزرگ اور مقدس ترین نبی تھے۔

(واشنگٹن ارونگ۔ حیات محمد ﷺ)

(Washingtan Irving - Life of Muhammad)

۵۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں سرفہرست یہ تعلیم ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ خدا خود ظاہر ہو کر یہ حکم دے سکتا ہے کہ مجھے خدا مان لو مگر اس صورت میں انسان کے لیے اپنی قوت فکر سے کام لینے کا موقع باقی نہ رہتا اور وہ ذہنی وفکری ارتقاء سے محروم رہ جاتا۔ حضور ﷺ کے ذریعہ خدا نے یہ پیغام دیا کہ یہ میری طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو انسان کے لیے ناگزیر ہو گیا کہ وہ غور و فکر سے کام لے۔ سوچ کہ نبوت کے اس دعویدار کو کیا واقعی خدا نے بھیجا ہے؟ کیا اس کے اندر وہ اوصاف عالیہ پائے جاتے ہیں جن سے ایک نبی کو متصف ہونا چاہیے۔ (راجندر نرائن لال)

۶۔ یہ پراپیگنڈہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کے مذہب کی مستقل مزاجی ہے جو ہمارے لیے باعث حیرت ہے آپ ﷺ نے اپنا جو سادہ خالص مگر مکمل تاثر مکہ اور مدینہ پر کندہ کیا۔ بارہ صدیوں کے انقلاب کے بعد بھی ہندوستانیوں، افریقیوں اور قرآن کے ماننے والے ترکوں نے برقرار رکھا ہے۔ محمد ﷺ کے ماننے والوں نے ان کے ایمان و مذہب کو گھٹانے کی سازشوں کا مقابلہ اس انسان سے عقیدت مندانہ تصور سے کیا'' میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور محمد ﷺ پر جو اس کے پیغمبر ہیں۔'' اسلام کا بہت سادہ مگر نہ بدلنے والا تصور ہے خدا کے شعوری تصور کو سامنے نظر آنے والا بت کسی طرح کم نہیں کر سکا۔ انسانی اخلاق کے درجات پیغمبر ﷺ کے اعزازات کی خلاف ورزی نہیں کر سکے۔ اور ان کی زندہ تعلیمات نے عقل و مذہب کی حدود میں رہنے والے پیروکاروں کی عقیدت کو برقرار رکھا ہے۔

(Edward Gibbon & Simon Oklay in
"History of the Saracen Empire London, 1870)

۷۔ نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا۔ اچھے اور دور رس طریقوں کا وضع کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک

Marfat.com

کا کام نہیں اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کیا جائے جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن محمد ﷺ نے کام شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ تاہم انہوں نے اس امر میں رہنمائی کی جو انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے یعنی بندے اور خدا کے تعلقات۔

(ڈاکٹر اینڈ برمنگھم Dr. End Barmingham)

۸۔ اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے اور مصیبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے۔ لوگوں کی غلطیوں کو فوراً معلوم کر لے اور ان کی اصلاح کے لیے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوئی تھی۔

(ڈاکٹر جے ڈبلیو لیٹنر)
(Dr . J. W. Letner)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'نبی' : حروف : ۳

ن + ب + ی =
۵ + ۲ + ۱ = ۸

خصوصیّت عدد '۸':

اس عدد کے حامل افراد بیک وقت کئی ذمہ داریاں قبول کر سکتے ہیں لوگ ان کے قول وفعل کی وجہ سے ان کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ موقع ملنے پر اپنے اندر چھپی ہوئی قابلیتوں کو منظر عام پر لاتے ہیں جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور بالآخر عوام کی آنکھوں میں مقبولیت کی روشنی بن کر چھا سکتے ہیں۔ یہ اس عزم کے ساتھ میدان میں اترتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں قطعاً ٹھیک ہے اور اپنے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے زبردست عزم و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں یہ کسی مقصد کی انتہا تک بڑی مشکل سے پہنچتے ہیں شاید ان کی فطرت انسانیت کی بھلائی کے لیے سرگرداں رہنے کی وجہ سے سکون پذیری سے نا آشنا ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'نبی' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو انتہائی شدید مخالفتوں کے باوجود بھی آپ ﷺ کی ثابت قدمی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اپنی ذات اقدس کو بطور ثبوت پیش کیا جس میں نہ کوئی عیب تھا نہ کجی تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے بدترین دشمن بھی آپ ﷺ کے کردار پر انگلی نہ اٹھا سکے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے پیغام، اس کے احکامات، اوامر ونواہی کو احسن طریقے سے، مدلل انداز میں پیش کیا اسی پر بس نہیں کہ آپ ﷺ صرف مذہبی مصلح تھے بلکہ بیک وقت کئی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ایک سماجی، مذہبی مصلح کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اخلاق، تہذیب معاشرت، معیشت اور عسکری میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ دنیا کا کوئی انسان چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ ﷺ کی ہستی میں کامل

Marfat.com

نمونہ پا سکتا ہے آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے۔ حدود مقرر کیں اور ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ نے 'نبی' ہونے کی تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کیں۔ ہر ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو انسانیت تک پہنچایا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح انسانوں کو دیکھنا چاہتا ہے آپ ﷺ نے من وعن ان خیالات ونظریات کو انسانوں تک پہنچا دیا جو کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ ﷺ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر پُرسکون نظر نہیں آتے بلکہ ہر لمحہ امت کی فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔

۶۔ الفضائل:

ا۔ روزانہ نماز تہجد کے بعد ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پاک نہایت توجہ سے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ بہت جلد اسرار الٰہی منکشف کر دے گا۔

۲۔ ہر نماز کے بعد ۶۲ مرتبہ پڑھنے والے کو عرفان حق حاصل ہوگا۔ نیز کسی مشکل میں باوضو حالت میں بکثرت پڑھنے والے کی ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

Marfat.com

۲۳۔ سَیِّدُنَا اُمِّیٌّ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًاط

مفہوم: جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں۔ امت والے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ اُمیّ 'اُم الْقُریٰ' کی نسبت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کا نام 'ام القری' فرمایا ہے۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُریٰ وَمَنْ حَوْلَھَا .

تا کہ تم ام القری اور اس کے اردگرد کی بستیوں کو ڈراؤ۔

مشہور قدیم جرمن مؤرخ سپرینجر اور سکریدر کا قول ہے کہ اولاد سام کا اصل وطن ملک عرب ہے۔ اسلامی روایات صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلی آبادی 'بلدہ مکہ معظمہ' ہے جہاں خانہ بدوش قوموں نے قیام کیا اور بربریت وتوحش کو چھوڑ کر عمران وتمدن کی زندگی میں داخل ہوئے۔ اس لیے آپ ﷺ کو اسی نسبت سے اُمیّ کہا گیا کیونکہ عرب میں سب سے پہلی آبادی مکہ ہے۔ 'ام القری' کی نسبت سے آپ ﷺ کو اُمی پکارا گیا۔

اور ایک روایت کے مطابق کرۂ ارض کی ابتداء پانی کے ایک بلبلہ کے نمودار ہونے سے ہوئی جس جگہ وہ حباب بھرا تھا۔ وہیں مکہ واقع ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کی نبوت پورے عالم کے لیے ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کی ولادت کے لیے وہ مقام (مکہ) منتخب کیا گیا جو کرہ ارض کے عین وسط میں واقع ہے۔

۲۔ 'اُمّی' 'ت' بہ وقت نسبت گر گئی ہے جیسے مکہ سے مکی، اور اُمّی، امت کی طرف منسوب مانا جائے۔ اور اگر 'ت' محذوف قرار دی جائے تو اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ وہ پیغمبر جس کے پیروکار بڑی تعداد میں ہوں'' اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔

''میں نبیوں میں سب سے زیادہ تبعین رکھنے والا ہوں گا۔''

۳۔ توراۃ میں نبی اشعیاء کی زبان میں جو پیش گوئیاں ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

وہ نبی حرز الاُمِیّیْن یعنی امیوں کا ملجا و ماویٰ و پناہ ہے۔

اور اُمّی سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے وہ جن کو ابھی تک شریعت نہیں ملی تھی۔

Marfat.com

ملک عرب کی حالت بھی یہی تھی کہ وہ لکھنے پڑھنے سے عاری تھے۔ وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں پوری کر دیتے جیسے اس بچے کی ہوتی ہے جو نہ مکتب گیا، نہ درس لیا، نہ قلم ہاتھ میں پکڑا نہ سبق زبان پر جاری ہوا یہودیوں نے اسی بنا پر اہل عرب کا نام ''اُمِیُّوْن'' رکھ دیا تھا۔ یہی نام اہل عرب کے لیے معرفہ بن گیا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا

اللہ وہ ہے جس نے امیوں کے اندر رسول مبعوث فرمایا۔

۲۔ القرآن اُمِّیْ (جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں):

۱۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (۴۸)۔ العنکبوت

ترجمہ: اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے۔ ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔

۲۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۲)۔ الجمعة

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے قبل وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

۲۔ اُمت والے۔ (اُمّی)

۱۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ (۱۵۸)۔ الاعراف

ترجمہ: پس ایمان لاؤ اللہ پر، اور اس کے رسول نبی اُمیّ پر جو خدا پر اور ان کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

۳۔ الحدیث (جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں)

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ خدائے لم یزل کی قسم! میں اپنے آپ کچھ نہیں جانتا مگر وہ سب کچھ جس کا میرے رب تعالیٰ نے مجھے علم مرحمت فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)

۲۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''میری تربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔''

۲۔ اُمّی:

۱۔ ایک دفعہ چند یہودی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا ہم آپ ﷺ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جن کا جواب پیغمبر کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ ان میں سے ایک سوال تھا کہ تورات میں 'نبی اُمّی' کی کیا پہچان بتائی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
میں تم کو اس کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ اس نبی کی آنکھیں سوئیں گی مگر دل نہیں سوئے گا۔ (مسند ابوداؤد)

Marfat.com

۲۔ حافظ ابونعیم نے دلائل میں عطاء وضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ ونظیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُکَ بِحَقِّ النَّبِی الاُمِّی اَنْ تَنْصُرُنَا عَلَیْھِمْ

اے خدایا! ہم تجھ سے بحق نبی اُمیّ دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔

اور وہ فتح پایا کرتے تھے۔ (تفسیر درمنثور للسیوطی)

اسی کے بارے میں قرآن میں بھی ہے۔

وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ (البقرہ)

اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

۳۔ حضرت ابن عمر ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور اس طرح تقریر فرمائی جیسے کوئی رخصت ہونے والا تقریر کیا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی اُمّی جن کی آمد کی خبر تھی وہ میں ہی ہوں اور میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ میرے احکام سنو اور ان کی اتباع کرتے رہو اور جب مجھے دنیا سے اٹھا لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا جو اس میں حلال ہے اس کو حلال جانو اور جو حرام ہے اس کو حرام سمجھتے رہنا۔ (مسند احمد)

۳۔ امت والے:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''ایک دفعہ مجھ پر عالم مثال میں قومیں پیش کی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسے تھے کہ ان کے پیچھے صرف ایک دو آدمی تھے۔ بعض تنہا ہی تھے ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بھیڑ نظر آئی۔ خیال ہوا کہ یہ میری امت ہوگی تو بتایا گیا کہ یہ موسیٰؑ اور ان کی قوم ہے پھر کہا گیا کہ دوسرے کنارے کی طرف دیکھو اور اتنا سواد عظیم نظر آیا کہ اس سے افق چھپ گیا پھر کہا گیا کہ اسی طرح ادھر دیکھو، بڑی کثیر تعداد دکھائی دی۔ کہا گیا کہ یہ سب تیری امت ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ ﷺ بن عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ رسول پاک ﷺ نے اللہ عزوجل کا قول حضرت ابراہیمؑ کی نسبت رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ اور حضرت عیسیٰؑ کا قول اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تلاوت فرمایا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی اللہ امتی امتی اے خدایا! میری امت۔ میری امت اور رو پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور رونے کی وجہ معلوم کرو۔ حضرت جبرائیلؑ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے بتا دیا۔ حالانکہ خدا کو خوب معلوم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے جبرائیلؑ! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور غمگین نہ کریں گے۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابو الدرداء ﷺ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کو قیامت میں سجدہ کرنے اور سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی۔ میں

Marfat.com

اپنے سامنے دیکھوں تو اور تمام امتوں میں اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ میری امت اتنی ہی کثرت کے ساتھ میری پچھلی جانب ہوگی اور اتنی ہی دائیں اور بائیں جانب ہوگی۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اتنی امتوں میں جو نوحؑ سے لے کر آپ ﷺ کی امت تک ہوں گی۔ آپ ﷺ اپنی امت کو کس طرح شناخت کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وضو کے پانی کے نشانوں سے ان کے چہرے روشن اور ہاتھ چمکدار ہوں گے۔ ان کے سواء کوئی اور امت ایسی نہ ہوگی اور میں اس بات سے بھی ان کو شناخت کروں گا کہ ان کے اعمالنامے ان کے دائیں ہاتھوں میں ہوں گے اور اس بات سے کہ ان کی اولاد ان کے آگے آگے دوڑ رہی ہوگی۔ (احمد)

۴۔ الرائے، (اُمّی)

۱۔ بلند ترین ذہنی سطح، پاکیزہ و اعلیٰ ترین سوچ، میرے خیال میں محمد ﷺ کے رب نے انہیں اُمّی رکھ کر انسانیت پر بڑا احسان کیا۔ خدا نے انہیں خود پڑھایا۔ اپنی بارگاہ سے علم عطا کیا۔ دور بین نگاہ، صحرا کی طرح وسیع دل، نہایت قوی اور زبردست شخصیت۔ خدا نے انہیں براہ راست عطا کیے۔ (کارلائل)

۲۔ حضرت محمد ﷺ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا۔ بلکہ جیسا کہ انہوں نے متعدّد مرتبہ خود اپنے متعلّق فرمایا کہ وہ ایک نبی اُمّی تھے اور یہ آپ ﷺ کا ایسا وصف تھا جس میں آپ ﷺ کے ہمعصروں میں کوئی آپ ﷺ کے مد مقابل نہ تھا۔

عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام یعنی قرآن پاک اس ہستی کی زبان سے کیونکر رواں ہوا جو بالکل اُمّی تھے۔ تمام اہل مشرق متفق اور اقراری ہیں کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و مفہوماً ہر لحاظ سے اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہے۔ محمد ﷺ قرآن پاک کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے جو تاحال ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آ رہا ہے کہ اس طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے ماوراء ہے۔

(فرانسیسی سکالر کانٹ ہنری دی کاسٹری)

(Count Henride Castri - Viewson Islam- 1894)

۳۔ ایسا شخص جو اُمّی تھا ایسے عمیق اور ہمہ گیر معانی کے حامل بیانات اور اعلانات کر رہا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ بیانات سائنسی فطرت کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر نہیں سمجھتا کہ یہ نرا اتفاقیہ طور پر ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں اور بہت سی باتیں بھی بالکل صحیح ہیں۔ (ڈاکٹر۔ ٹی۔ وی۔ این۔ پرشاد)

۴۔ ''ایک ایسی خوش بختی کی بنا پر جو تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔''

محمد ﷺ تین عناصر کے بانی ہیں۔ ایک قوم۔ ایک سلطنت اور ایک مذہب۔ تینوں کا بانی خود ان پڑھ تھا لیکن اس نے دنیا کو ایسی کتاب دی جو شعر و نغمہ بھی اپنے اندر رکھتی تھی اور آئین و قانون بھی۔ یہی محمد ﷺ کا معجزہ ہے۔ مستقل معجزہ فی الحقیقت معجزہ۔ (باسورتھ اسمتھ۔ محمد اینڈ محمد زم ۱۸۷۴)

(B. Smith - Muhammad and Muhammadanism 1874)

۵۔ انگلستان کی پارلیمینٹ کے کئی سوممبران کا نہایت دانشمندی سے بنایا ہوا قانون ایک سال نہیں چلنے پاتا کہ اسے بدلنا پڑتا ہے جبکہ پیغمبر اسلام جو اُمّی محض تھے۔ آپ ﷺ نے عرب کے ریگستان میں بیٹھ کر چودہ سو سال قبل ایک قانون بنایا جس میں آج تک ایک حرف کی غلطی نہ نکلی اور وہ ہر زمانہ کے بالکل موافق اور مطابق نکلا۔ ثابت ہوا

Marfat.com

کہ وہ خدا کا قانون ہے اور اسلام ہی سچا اور خدا کا معقول مذہب ہے۔

(کرنل ہالرائیڈ۔ سابق ڈاکٹر محکمہ تعلیمات پنجاب (انڈیا)

۶۔ آنحضرت ﷺ خود پڑھے لکھے نہ تھے اور علم کا جو مفہوم دنیا سمجھتی ہے اس اعتبار سے عالم نہ تھے۔ آپ ﷺ نے خود کو بار بار اُمیّ کہا ہے اور آپ ﷺ کے متبعین قرآن کریم کو ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ تسلیم کرتے ہیں جن سے آپ ﷺ کا دعویٰ رسالت بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ کتاب نہایت اعلیٰ زبان میں ہے۔''

(مسز اینی بیسنٹ۔ بحوالہ قرآن اور سائنس)

(اُمّت والے)

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدائے واحد کی جو اہل عرب کو ساتویں صدی عیسوی میں اس نبی ﷺ نے پہنچائی جس کے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبائل جمع ہو کر ایک قوم بن گئے اور اس نئی قومی حیات کی خوشبو سے معمور ہو کر اور اپنی دینی حمیت اور گرم جوشی کے ساتھ جس نے ان کے لشکروں کو وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا نہ جانتے تھے۔ دنیا کے تین براعظموں پر سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، فارس پہلے ملک تھے جنھوں نے اسلامیوں کے سامنے سر جھکایا مغرب میں ہسپانیہ کی طرف بڑھ کر اور مشرق میں دریائے سندھ عبور کر کے پیغمبر خدا کی امت نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی وفات کے سو برس بعد جب کہ اس کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ وسیع تر ہے۔ (پروفیسر آسٹن مور)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'اُمّی' : حروف: ۳

ا + م + ی =

۱ + ۴ + ۱۰ = ۶

خصوصیّت عدد۶:

اس عدد کے حامل لوگوں کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہوتی ہے جب یہ صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو بہت بہتر پوزیشن حاصل ہوتی ہے یہ لوگ قابل بھروسہ، مہربان، رحم دل اور متوازی الذہن ہوتے ہیں اچھے اخلاق اور اچھی صفات کی وجہ سے ہر جگہ گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے اپنی مہربان خصوصیات کی وجہ سے دوسروں کے لیے بہت کام کر جاتے ہیں ان پر اگر کامل بھروسہ کیا جائے تو بہت فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں اگر ان پر کسی کام کی ذمہ داری ڈالی جائے تو مناسب اور اچھے کارکن ثابت ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'اُمّی' 'عدد' ۶' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں دو مفہوم، امت والے، اور وہ جو لکھنا پڑھنا نہ جانے۔ دونوں ہی مجتمع ہیں اللہ نے آپ ﷺ کو دنیا کے لیے اُمّی بنایا مگر کائنات کے علوم کے خزانوں کا علم دیا۔ اس پر عربی زبان عطا کی جو کہ فصیح و بلیغ سمجھی جاتی ہے اور جیسے ہی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو اللہ نے آپ ﷺ کی زبان و بیان کو ایسی قوت بخشی کہ آپ

Marfat.com

ﷺ کے فرمائے ہوئے الفاظ نے دلوں کو لمحوں میں بدل کر رکھ دیا۔ دوسری صفت امت والے، ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی محبت اور مہربان طبیعت کی بنا پر لوگوں کو اپنا مطیع بنایا۔ لوگ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر بھروسہ کرنے لگے اور آپ ﷺ کے ذمے جو اللہ تعالیٰ نے کام لگایا تھا یعنی دنیا کو پیغام حق سے روشناس کرانا۔ آپ ﷺ نے احسن طریقے سے انجام دیا۔ آپ ﷺ قیامت تک کے انسانوں کے لیے شمع ہدایت ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کے امتی بھی سب سے زیادہ ہوں گے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اس اسم پاک کو کثرت سے پڑھنے والے پر آنحضرت ﷺ کی محبت کا غلبہ ہوگا۔

۲۔ اگر کسی کی زبان صاف نہ ہو اور کسی کے سامنے بات کرنے سے ہچکچاتا ہو تو روزانہ نماز کے عصر کے بعد نہایت توجہ کے ساتھ ایک سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے۔

Marfat.com

۲۴۔سَیِّدُنَا تِہَامِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ االسَّیِّدِ التِّھَامِی ط

مفہوم: تہامی ۔ مکہ مکرمہ والے

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ مؤرخین کے مطابق تہامہ سے مراد وہ سرزمین ہے جو نجد کا نچلا علاقہ حجاز کے شہر کی طرف ہے اس کا نام تہامہ اس لیے پڑ گیا کیونکہ اس کی ہوا بدل جاتی ہے۔

۲۔ ابن فارس کہتے ہیں کہ تہامہ 'تہم' سے ہے جس کے معنی سخت گرمی اور ہوا کے بند ہو جانے کے ہیں۔غرض آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی آپ ﷺ کے اسی علاقے کی نسبت سے ہے۔ (مکہ کی گرم آب و ہوا کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا)

۳۔ یا قوت حموی نے معجم البلدان میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ آسمان کی تخلیق سے پیشتر جب کہ عرش الٰہی پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی۔ اس نے پانی کو دھکیلا جس سے خشفہ (ایک آبی بوٹی) ظاہر ہوگئی۔ وہ بیت اللہ شریف کے مقام پر تھی اور وہ قبہ کی مانند تھی اس کے نیچے تمام زمین پھیلائی گئی پھر اس پر پہاڑوں کو بطور میخیں نصب کر دیا۔

پھر یا قوت نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین پر کعبہ شریف کو بنایا پھر اس سے تمام زمین پھیلائی گئی۔ اس لحاظ سے یہ زمین کی ناف، دنیا کا وسط اور اُم القریٰ ہے۔

۴۔ مکہ شہر کی تاریخ کا آغاز حضرت داوُدؑ کے زمانے سے ہوتا ہے اس کا ذکر تورات و انجیل میں بھی آتا ہے۔توریت میں آپ ﷺ کے یہ اوصاف منقول ہیں۔ '' میرے بندے احمد مختار' ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے ان کی امت ہر حال میں اللہ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔''

۵۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عمالقہ مصر سے حجاز آ کر آباد ہوئے۔ جب عمالقہ کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو حضرت موسیٰؑ نے ان کی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی۔ عمالقہ کے بعد بنو جرہم یمن چھوڑ کر مکہ چلے آئے اور اقتدار پر قابض ہو گئے۔ جرہم قحطانی تھے اور ان کی زبان عربی تھی۔

۶۔ کتب تاریخ و سیرت میں مکہ مکرمہ کے پچاس کے قریب نام مذکور ہیں جن میں بکۃ ، مکہ، ام القریٰ، البلدا لامین

Marfat.com

وادی غیر ذی زرع اور بیت العتیق زیادہ مشہور ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ (۱) وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ (۲) وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ. (۳). التین

ترجمہ: اور قسم ہے۔ انجیر اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔

یہاں انجیر و زیتون سے مراد ملک شام ہے جو حضرت عیسیٰؑ کا مولد (جائے پیدائش) ہے۔

طور سیناء حضرت موسیٰؑ کا اور 'بلد الامین' حضرت محمد ﷺ کا شہر اقدس ہے۔

۲۔ القرآن:

ا۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۱) وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۲)۔ البلد

ترجمہ: ہمیں اس شہر مکہ کی قسم (۱) اور تم اسی شہر میں تو رہتے ہو (۲) (اس آیت مبارک کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے) اور تمہارے لیے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔ (۲)

۲۔ وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا. (۲۴)۔ الفتح

ترجمہ: اور وہی ذات ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے' وادی مکہ' میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

۳۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔

''یقیناً مکہ شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے محترم ٹھہرایا ہے جس دن سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ یہ اللہ کے حکم سے قیامت تک کے لیے ادب و احترام کی جگہ قرار پا چکا ہے مجھے صرف دن کی ایک ساعت کے لیے جنگ کی اجازت ملی تھی اور اب پھر حسب سابق قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرمت ہے۔ نہ تو اس کا کانٹا توڑا جائے نہ شکار کیا جائے اور نہ اس شہر کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے۔ سوائے اس شخص کے جو اس چیز کو اس کے مالک تک پہنچائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اذخر کے (اذخر مکہ کے گردونواح میں پائی جانے والی گھاس ہے) کیونکہ یہ مکہ کے سناروں، لوہاروں اور گھروں کے استعمال میں آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''ہاں، سوائے اذخر کے۔''

(بخاری و مسلم)

۲۔ روایت ہے کہ جب نجران کے عیسائی حضور ﷺ سے مراعات پاکر واپس چلے گئے تو بشپ اسقف اور دیگر سربرآوردہ لوگوں نے ایک منزل آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی۔ وفد نے یہ فرمان اسقف کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ چلتے چلتے اس فرمان کو پڑھنے لگا۔ اس کا چچا زاد بھائی بشر بن معاویہ بھی پڑھنے میں اتنا محو ہوا کہ اونٹنی نے اسے زمین پر گرا دیا۔ جب یہ لوگ نجران واپس پہنچ گئے تو نجران کے گرجا میں رہنے والے ایک راہب نے بھی کسی سے یہ تمام داستان سن پائی کہ ایک نبی' تہامہ' میں پیدا ہوا ہے۔ اس کا خط آیا تھا اور یہاں سے تین اشخاص اس کے پاس بھیجے گئے تھے وہ اس سے سند لے کر آرہے تھے اور اسقف وہ سند پڑھ رہا تھا کہ اسکا بھائی سواری

Marfat.com

سے گر گیا تو اس راہب نے اس نبی کو برا بھلا کہنا چاہا تو اسقف نے منع کیا اور بتایا کہ وہ سچا نبی ہے۔ ایک اور راہب جو گرجا کے بالائی حصّہ پر سالہا سال سے رہ رہا تھا چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ مجھے بھی اتارو ورنہ میں اوپر سے کود کر جان دے دوں گا۔ یہ بھی چند تحائف لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اس نے ایک پیالہ، ایک عصا، ایک ایک چادر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔ راہب نے کچھ عرصہ تک آپ ﷺ کے پاس ٹھہر کر اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کی اور پھر اجازت لے کر واپس نجران چلا گیا۔

۳۔ حضرت ابو امامہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا، ''حق تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے اس پتھریلے میدان کو میرے سامنے کر کے مجھے یہ اختیار دیا تھا اگر میں پسند کروں تو وہ اپنی قدرت سے اس کو سونا بنا دے۔ میں نے عرض کی۔ پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن شکم سیر رہوں تو ایک دن بھوکا۔ جب بھوکا ہوں تو تیرے سامنے گریہ زاری کروں اور تیری یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد و ثنا کروں اور تیرا شکر بجا لاؤں۔

۴۔ الرائے:

۱۔ مکہ (معظمہ) کی تنگ وادی کے نشیبی حصوں میں ہونے والی شدید بارشوں کے سبب اس مقدس شہر کی متعدد قدیم عمارتیں تباہ ہو چکی ہیں اور ان میں سے بعض جگہ ندی نالے بن چکے ہیں۔ تاہم اکثر مقامات پر نئی نئی عمارتیں بنتی رہتی ہیں جو عمارتیں طوفان کی دسترس سے محفوظ و مامون ہیں۔ ان میں مولد نبی ﷺ اور وہ مقام جہاں آپ ﷺ شادی کے بعد سکونت پذیر رہے، قابل ذکر ہے۔ زائرین انہیں اصلی حالت میں دیکھتے ہیں تو ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں کا تقدس ہرگز خیالی نہیں ہوسکتا کیونکہ جغرافیائی نقطہ نظر سے بھی خشک آب و ہوا میں عمارتیں دھند اور بارش کے علاقوں کی بہ نسبت ایک عرصہ تک شکست و ریخت سے بچی رہتی ہیں۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۲۔ ۵۶۸ میں جسٹی نیسن کی موت کے چار سال بعد سرزمین عرب کے شہر میں وہ شخص (پیغمبر اسلام) پیدا ہوئے جنہوں نے نسل انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ (مغربی مؤرخ۔ جان ولیم ڈریپر)

۳۔ میں آپ کو ایک راز کی بات بتاتا ہوں نسل درنسل لوگ آتے رہیں اور جاتے رہیں گے مگر صحرا کے اس فرزند کی عظمت کو پوری طرح ایک شخص بھی نہیں سمجھ سکے گا۔ ریت کے سمندر میں پیدا ہونے والی ہستی دنیا کو گلزار بنانے کا درس دے گئی۔ (کارلائل)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'تھامی' : حروف : ۵

ت + ھ + ا + م + ی =

۴ + ۵ + ۱ + ۴ + ۱ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

عدد '۶' زہرہ سیارے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مقناطیسی کشش رکھتا ہے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ ان افراد کی اہم خصوصیت امن پسندی ہے۔ اس لیے ایسے افراد مبلغ، مصلح اور امن و سلامتی کے داعی بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو لوگ ان کے آس پاس موجود ہوں ان کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

اسم مبارک 'تھامی' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

سرزمین عرب دنیا کے نقشے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اور سرزمین عرب میں جو احترام و تقدس مکہ مکرمہ کو حاصل ہے روئے زمین پر کسی اور قطعہ کو نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کے مقدس مقامات کے لیے پسند فرمایا۔ پوری دنیا کے مسلمان اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور غیر مسلم دنیا اس کے تیل کے ذخائر کے لیے اس کی طرف مخصوص کشش محسوس کرتی ہے اور جب حضور ﷺ کی ذات اقدس نے اپنے وجود سے اس قطعہ کو رونق بخشی تو یہ مرکز مرجع خلائق بن گیا۔ مکہ کو امن و سلامتی کا گھر کہا گیا اور اس کے زائرین کو اللہ کا مہمان۔ جن کے آرام و سکون کا خیال رکھنے کے لیے زمانہ قدیم سے اب تک سعودی حکومتیں سرگرم عمل ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات میں مخصوص کشش رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں بلکہ قیامت تک آپ ﷺ کی ذات پاک ہی دنیا کو جلا بخشتی رہے گی۔ جب بھی کوئی انسان بھٹکے گا تو وہ اس عظیم ہستی کی طرف دیکھے گا جس نے ہمیشہ اپنے سے زیادہ دوسرے انسانوں کے آرام و سکون کو مقدم رکھا۔ جو امن و داعی کا سب سے بڑا پیامبر تھا۔ ایسا عظیم مصلح اور داعی جس نے اپنے قول و فعل سے دنیا کو سکون پہنچایا۔ اس کو راحت بخشی دنیا اس پاک سرزمین کے ایسے مسیحا کو کیسے بھول سکتی ہے۔ جس نے نسل انسانی کو 'انسانیت' کے اصل مفہوم سے روشناس کرایا اس لیے عظیم مصلح و امن و سلامتی کے داعی کی حیثیت سے تمام دنیا آپ ﷺ کی ذات پاک کی طرف مخصوص کشش محسوس کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ اور رحمت کی طلبگار انسانیت دُنیا کے اس بابرکت خطے کی طرف پرشوق نگاہوں سے دیکھتی رہے گی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی بھی اس اسم مبارک کا کثرت سے ورد کرتا ہے تو اس کا غلبہ محبت مقبول ہوگا۔

۲۔ اس کے ورد کرنے والے کے دل میں حُبّ رسول ﷺ کے لیے ذوق وشوق پیدا ہوگا۔

☆———✿———☆

Marfat.com

۲۵۔ سَیِّدُنَا هَاشِمِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْهَاشِمِیِّ ط

مفہوم: ہاشمی قبیلہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر آپ ﷺ ہاشمی کہلائے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک آپ ﷺ کے جدا اعلیٰ ہاشم بن عبد مناف کی نسبت سے معروف ہے۔

آپ ﷺ کے شجرہ نسب میں قصی، عبد مناف اور ان کے فرزند 'ہاشم' کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

بنی ہاشم، عرب میں سب سے زیادہ معزز قبیلہ تھا۔

ہاشم کا نام عمر تھا مگر 'عمرو العلاء' کے لقب سے مشہور ہوئے اپنے والد عبد مناف کے بعد قوم کے سردار بنے۔ ہاشم لقب پڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار مکہ میں آٹے کی بہت قلت ہوگئی۔ ان دنوں آپ تجارت کی مہم پر شام گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو آٹا اور روٹیاں اونٹوں پر لاد کر مکہ لائے اور عام دعوت کی۔ شوربہ اور گوشت میں روٹیاں توڑ توڑ کر ڈالی گئیں عربی میں 'ہشم' کے معنی ٹکڑے کرنا ہے۔ اسی نسبت سے ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔

اس کے بعد ہاشم ہر سال زائرین حج کی عام دعوت کیا کرتے تھے۔ ان کے بھائی عبدالشمس تجارتی مشاغل کی وجہ سے مکے میں کم رہتے تھے اس لیے انہوں نے اپنے فرائض منصبی ہاشم کے سپرد کر دیے۔

ہاشم نے اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دیئے۔

ابن اسحاق کے مطابق وہ رئیس تھے جنہوں نے باہمی تعاون اور مدد کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تجارتی قافلوں کو سال میں دو مرتبہ بیرونی ملکوں میں بھیجنے کا اعلان کیا۔ ایک تجارتی قافلہ موسم گرما میں اور ایک موسم سرما میں۔ جس کا ذکر سورۂ قریش میں ہے ان تجارتی قافلوں کو رِحلۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیف کے نام سے متصف کیا گیا ہے۔ اس سے قریش کی معاشی حالت مستحکم ہوگئی۔ ہاشم کی زیرنگرانی وہ متمول اور طاقت ور بن گئے۔ ان کی کوششوں سے مکہ معظمہ عرب کی سب سے بڑی تجارتی منڈی اور مرکز بن گیا۔

ہاشم بہت سخی، بہادر، اور ذی ہوش تھے۔

ہاشم نے منصب رفادت و سقایت کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔ یکم ذی الحج کو صبح کے وقت کعبہ سے پشت لگا کر یوں خطاب کرتے تھے۔

Marfat.com

"اے گروہ قریش! تم خدا کے گھر کے پڑوسی ہو۔ خدا نے بنی اسمٰعیل میں سے تم کو تولیت کا شرف بخشا ہے اور تم کو اس کے پڑوس کے لیے خاص کیا ہے۔ خدا کے زائرین تمہارے پاس آ رہے ہیں جو اس کے گھر کی تعظیم کرتے ہیں پس وہ خدا کے مہمان ہیں۔ اس لیے تم خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا اکرام کرو۔

اس گھر کے رب کی قسم! اگر میرے پاس اس کام کے لیے کافی سرمایہ ہوتا تو میں تمہیں تکلیف نہ دیتا۔ میں اپنے کسب حلال کی کمائی میں سے دے رہا ہوں۔ میں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر گزارش کرتا ہوں کہ جو شخص بیت اللہ کے زائرین کو اپنے مال میں سے دے وہ بجز حلال کی کمائی کے نہ ہو۔

اس تقریر کے بعد قریش اپنے حلال مالوں میں سے دیا کرتے اور دارالندوہ میں جمع کر دیتے۔

ہاشم کے چار بیٹے تھے۔ اسد، ابوصیفی، نصلہ اور عبدالمطلب، عبدالمطلب بھی اپنے اسلاف کی طرح بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور جود وسخاء و فیاضی میں پورے عرب میں مشہور تھے۔

علامہ محمود آلوسی کے بقول عبدالمطلب مستجاب الدعوات تھے۔ لوگ انہیں 'الفیاض اور شبیہ الحمد' کے معزز القاب سے یاد کیا کرتے تھے۔ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ اور عبداللہ کے بیٹے آنحضرت ﷺ تھے۔ ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ چمک رہا تھا۔ اس لیے احبار میں سے جو آپ کو دیکھتا۔ آپ کے ہاتھ پر بوسہ ضرور دیتا۔

۲۔ القرآن:

۱۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ (۱۶)۔ یونس

ترجمہ: (اے قریش) نبوت سے پہلے بھی میں نے تم میں ایک مدت دراز تک زندگی بسر کی ہے کیا تم سمجھتے نہیں۔

۲۔ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۔(۴۴)۔ الزخرف

ترجمہ: اور بے شک یہ (قرآن) تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے شرف ہے اور (لوگو) عنقریب تم سے پوچھا جائے گا۔

۳۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۔ (۱۱۳)۔ النحل

ترجمہ: اور بے شک ان (قریشیوں) کے پاس انہی میں سے ایک رسول تشریف لائے تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے آ پکڑا اور وہ بے انصاف تھے۔

۳۔ الحدیث:

۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیلؑ کی اولاد کو منتخب کیا اور اسماعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ میں خاندان، گھر، نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں۔ (مسلم)

۲۔ جنگ بدر کی ابتداء میں جب کافروں کے تین جنگجو میدان میں آگے بڑھے اور انہوں نے مسلمانوں سے اپنے مد مقابل طلب کیے تو انصار میں سے تین حضرات آگے بڑھے۔ انہیں دیکھ کر مشرکین مکہ نے کہا، ہم اپنی قوم کے

Marfat.com

افراد سے مقابلہ کریں گے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ، حضرت حمزہ ؓ اور عبیدہ ؓ بن الحارث کو نام بنام پکار کر ان کے مقابلے کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اے بنی ہاشم! اٹھو اس حق کے ساتھ جس کو اللہ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے۔ یہ لوگ باطل کو لے کر اللہ کا نور بجھانے آئے ہیں۔''

۳۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول پاک ﷺ سے نقل کرتی ہیں اور آپ ﷺ جبرائیل ؑ سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔

۴۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر روز مکہ کی غریب اور بے سہارا بیوہ عورتوں کا سودا سلف خرید کر اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے گھروں پر پہنچا دیتے تھے۔ ایک روز ابوسفیان نے حقارت سے کہا ''ان غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے جواباً فرمایا، میں ہاشم کا پوتا ہوں جو امیروں اور غریبوں کی یکساں مدد کیا کرتے تھے اور اپنے سے کم تر درجے کے لوگوں کو حقیر نہیں جانتے تھے۔

۴۔ الرائے:

۱۔ گروہی لڑائیاں جلد ہی سر عام ہونے لگیں تو بنو ہاشم اور ان سے متعلقہ دوسرے خاندانوں نے ایک اتحاد تشکیل دیا کہ خاندان قریش میں وہ ظالم کو سزا اور انصاف کی حمایت کریں گے۔

محمد ﷺ اس اخوت و بھائی چارے کے بہت خواہاں تھے۔ اس لیے بعد میں ایک موقع پر انہوں نے فرمایا ''میں پورے عرب میں اس منتخب اونٹ کے بدلے میں کچھ بھی نہیں بدلوں گا جو اس وقت موجود تھا۔ اس حلف (عہد نامہ) کی یادگار کے طور پر جو عبداللہ کے گھر ہوا جس میں بنی ہاشم، زہرہ بن کلاب اور تیم ابن مرہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ مظلوم کی حمایت کریں گے۔

(آر۔ ای۔ ڈبل)

(R . E . Dibble - Muhammad)

۲۔ وہ ان کے کردار کی تعریف کرتے تھے یہاں تک کہ 'الامین' کے لقب سے پکارتے۔ مخلص ۔ وفادار۔ قابل اعتماد۔ اس وقت جب آپ ﷺ نے پس منظر میں کردار ادا کیا۔ یعنی ۶۰۵ ء میں جب اہل مکہ نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب کعبہ کی دیواریں گرائی گئیں تو حجر اسود کے رکھنے کا سوال اٹھا۔ آخر کار ایک شخص نے ثالث مقرر کرنے کی نصیحت کی۔ وہ پہلا شخص جو حرم میں پہلے داخل ہو۔

انہوں نے اس کو منظور کیا اور قسمت کے فیصلے کا انتظار کیا تو سب سے پہلے داخل ہونے والے محمد ﷺ تھے۔

انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ ''یہ امین' ہیں'' وہ چلائے یہ ابو القاسم ۔عبداللہ کے بیٹے 'ہاشمی' ہیں ان کا فیصلہ حتمی ہو گا۔

(ای۔ ڈرمینگھم)

(E- Dermenghem - The Life of Mahomed - 1930)

۳۔ حضرت ہاشم کی حیثیت امیر طبقہ اور خوشحال قبیلہ کے چشم و چراغ کے علاوہ ایک مذہبی راہنما کی بھی تھی وہ کعبہ اور دیگر مقامات مقدسہ کے متولیوں میں سے تھے۔ جنہیں مذہبی رسومات کی ادائیگی کی ذمہ داریاں تفویض تھیں۔ یہ فریضہ ان کے خاندان میں صدیوں سے چلا آ رہا تھا اور بیت المقدس کے لوگوں کی طرح اس مقدس اور نفع بخش عہدہ کے حامل صرف مکہ کے ہاشم ہو سکتے تھے۔ آج بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قاضی القضاۃ شہزادگان بنی

Marfat.com

ہاشم کہلاتے ہیں۔ اور ان کا رسول پاک ﷺ کے خاندان سے ہونا لازم ہے۔ رسول پاک ﷺ کے خاندانی حالات کا پس منظر جاننے کے لیے حضرت ہاشم کی شخصیت سے کسی طرح انکارنہیں کیا جاسکتا وہ اہم تھے اور اہم ہیں۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۴۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کا یہ فیضان نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ نوجوان مسلمان ایک انقلابی ذہنیت کے مالک ہو گئے۔ عربوں کی ساری معاشرتی زندگی کا دارومدار ہی ان کی خاندانی شیرازہ بندی پر تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مقاطعہ کے دوران کس طرح بنی ہاشم حضور ﷺ کے نگران بنے رہے۔ حالانکہ بنی ہاشم کے اکثر لوگ اس وقت بت پرست تھے۔ خونی رشتے اور خاندانی وفاداریاں جاہلیت کی باتیں قرار دی گئیں۔ مسلمانوں میں برادری اور بھائی چارہ کا ایسا گہرا تصور پیش کیا گیا جس کے بعد ایک مسلمان ہی دوسرے مسلمان کا بھائی بن سکتا ہے اسلام میں رہ کر ہی آپس کے رشتوں کو مضبوط کیا جاسکتا ہے اس سے ہٹ کر دوسری باتوں پر تعلقات کا استوار ہونا قصہ پارینہ بنا دیا گیا۔ (سرجان گلب پاشا)

(General - Sir John Ghalib Pasha -
The Life and Times of Muhammad)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'ہاشمی' : **حروف : ۵**

ہ + ا + ش + م + ی =

۵ + ۱ + ۳ + ۴ + ۱ = ۴ + ۱ = ۵

خصوصیت عدد '۵':

اس عدد کے حامل افراد نہایت تیز فہم، موقع شناس، زندگی کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینے والے، ہر وقت مستعد اور مصروف نظر آتے ہیں۔ روشن دماغ اور غضب کے موقع شناس ہوتے ہیں ایسی صفات والا فی الفور کامیابی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اس نمبر کے حامل اپنی تمام خوبیوں کی وجہ سے تمام لوگوں میں خاطر خواہ مقام پیدا کر لیتے ہیں۔ جس سے ان کی شہرت میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے یہ لوگوں کو پرکھنے کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ فیاضانہ طریقے سے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ اپنے حلقہ احباب کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کر کے خوش کر کے دیکھنا ان کی فطرت ثانیہ ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'ہاشمی' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

یہ حضور ﷺ کا نسبی نام ہے جو ان کے جد امجد ہاشم سے منسوب ہے۔ ہاشم تمام مندرجہ بالا اوصاف کے حامل تھے۔ سب سے زیادہ وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے مشہور ہوئے نیز قریش کے تجارتی قافلوں کی منصوبہ بندی کی۔ بہت بہادر اور ذی ہوش تھے۔ انہوں نے قریش کو بہت شہرت عطا کی۔ عدد '۵' کی مندرجہ بالا خصوصیات حضور ﷺ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ اپنے جد اعلیٰ ہاشم کی طرح فیاض، بہادر، دور اندیش محتاط! زندگی کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینے والے، موقع شناس، معاملہ فہم مشہور تھے۔ ان خصوصیات کی وجہ سے ہی آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے ہی معاشرے میں ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا تھا۔ اس کی بہترین مثال کعبہ میں حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ ہے جب تمام لوگوں نے

Marfat.com

آپ ﷺ پر بھر پور اعتماد کا مظاہرہ کیا۔ اس وقت ابھی آپ ﷺ نے اعلان نبوت بھی نہیں فرمایا تھا۔ ان خصوصیات کی وجہ سے آپ ﷺ کے عزت وشرف میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔ ہاشم نے معاشرتی اصلاح کے لیے اقدامات اٹھائے نیز قحط کے زمانے میں اپنی فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل مکہ کے لیے پر تکلف دعوت کا اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ میں بھی اپنے جد اعلیٰ کی صفات ان سے کئی گنا بڑھ کر تھیں اور آپ ﷺ نے ساری زندگی ان اوصاف عالیہ کا بھر پور مظاہرہ کیا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اس اسم مبارک کو ۲۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے والا عزیز خلائق ہوگا۔

۲۔ اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ومکرم ہوتا ہے نیز اللہ اپنے فضل وکرم سے اس کی اپنی نسبت بلند کر دیتا ہے اور اس پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل فرماتا ہے۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۲۶۔ سَیِّدُنَا اَبْطَحِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اَبْطَحِیُّ ط

مفہوم: ابطح والے۔ مکہ مکرمہ والے۔

۱۔ تفصیل مفہوم:

ابطح کی نسبت مکہ مکرمہ کی طرف ہے اور بطحا اس وادی کو کہتے ہیں جہاں سے پانی گزرے عرفات اور منیٰ کا بارش والا پانی چونکہ شہر مکہ سے گزرتا ہے لہٰذا اس وادی کو وادی بطحا کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی اسی مناسبت سے ہے کہ آپ ﷺ خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ جو وادی بطحا میں رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے دادا کو سید الاباطح اور سید الابطح بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ القرآن:

۱۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۹۱). اَلنّمل

ترجمہ: کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ اس شہر مکہ کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم اور مقام ادب بنایا اور ہر چیز اس کی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

۳۔ الحدیث:

۱۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت فرمانے لگے۔ تو اپنے دولت خانے سے نکل کر حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ راستے میں بازار حزورہ میں، جو بعد میں مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا۔ ٹھہر کر یوں خطاب فرمایا۔

”بطحائے مکہ، تو پاکیزہ شہر ہے اور میرے نزدیک کتنا عزیز ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔“

۲۔ حضرت ابی جحیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ دوپہر کے وقت بطحا (سنگستان) کی طرف چلے وہاں آپ ﷺ نے وضو کیا پھر ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی اور عصر کی بھی دو رکعت پڑھیں اور آپ ﷺ کے سامنے

Marfat.com

ایک لکڑی گڑی ہوئی تھی کہ اس کے آگے سے عورت بھی گزر رہی تھی اور لوگ لپکے اور آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کی تری پونچھتے اور ان کو اپنے چہروں پر مل لیتے۔ میں نے بھی حضور ﷺ کا ایک دست مبارک ہاتھ میں لیا اور اپنے چہرہ سے لگایا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ بہتر خوشبو دار تھا۔ (بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ پیغمبر اسلام کا یہ اعلان کہ اللہ رب العزت نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے بظاہر ایسا نہ تھا کہ اس میں کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ ہو مگر اس نے مکہ میں ایک ایسی ہیجانی کیفیت پیدا کر دی تھی جو صدیوں میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ سو سال کے اندر اندر اس نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی جس نے سیلاب کی طرح اس دور کی بیشتر مہذب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آج اس تحریک کو تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور یہ طوفان تھم جانے کے باوجود مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت میں اپنے اندر ابل پڑنے کی صلاحیت بدستور رکھتا ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ نے اسلامی اخوت و بھائی چارے کا جو بیج بویا ہے اس نے اسلام کے شجر کو زبردست قوت فراہم کی ہے اس اسلامی اخوت و مؤدت کا بین ثبوت یہ ہے کہ ساتویں اور چودھویں صدی عیسوی کے درمیان مسلمان جن ملکوں میں گئے ہمیشہ اسلامی نصب العین کے حامی و مؤید رہے اور اب تک مکہ مکرمہ کو ہی اپنی تہذیب کا مرکز سمجھتے ہیں۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۲۔ محمد ﷺ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی تھی جب مکہ خود بخود آپ ﷺ کی تحویل میں آ جائے اور آپ ﷺ کا سب سے بڑا کارنامہ بھی یہی ہے کہ سات سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد آخر کار مکہ اسلامی ریاست میں ضم ہو ہی گیا۔

شکست خوردہ وغضبناک دشمن کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی خوشی سے اہل مکہ آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے اور دو سال بعد محمد ﷺ کے وصال پر جب اسلام کو بحرانی دور سے گزرنا پڑا اس وقت سارے عرب میں اس کی فوقیت کو قائم رکھنے کے لیے انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(پروفیسر گب۔ محمڈنزم)

(Sir (A) Hamiton Gibb - Muhammadanism)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'ابطحی' : حروف : ۵

ا + ب + ط + ح + ی =

۱ + ۲ + ۹ + ۸ + ۱ = ۱ + ۲ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کے حامل افراد بہت مہمان نواز، ملنسار اور ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ ان میں 'اولوالعزمی' ہمدردی، متانت اور دوسروں کو گرویدہ کر لینے والی صفات ہوتی ہیں۔ اس عدد والے تجدیدی خیالات کے حامل ہونے کی وجہ سے جلد کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے لیے ہر میدان میں مواقع موجود رہتے ہیں۔

Marfat.com

اسم مبارک 'ابطحی' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک ''وادی بطحا'' سے نسبت کی وجہ سے ہے جو مکہ مکرمہ کی وادی ہے یعنی یہ آپ ﷺ کا تعلق اللہ کے اس گھر اور اس جگہ سے ظاہر کرتا ہے جو روئے زمین پر نمودار ہونے والا پہلا مقدس مقام ہے اور قیامت تک کے لوگوں کے لیے مرکز ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے لیے اس جگہ کو منتخب فرمایا تو یقیناً ا سکے رہنے والوں کو بھی کچھ اعلیٰ صفات سے متصف فرمایا اس لیے انہیں یہ اعزاز بخشا گیا۔ تمام فرسودہ روایات اور توہمات کے برعکس اہل مکہ خصوصی طور پر خاندان قریش میں اوپر بیان کردہ تمام صفات موجود تھیں۔ آپ ﷺ بھی اپنے لوگوں کی طرح ملنسار، مہمان نواز، اور ہر دلعزیز تھے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں انسانیت کے لیے بے پناہ ہمدردی اور محبت تھی جس کی وجہ سے جو آپ ﷺ کو ایک بار مل لیتا کبھی نہ بھولتا اور آپ ﷺ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ آپ ﷺ نے جو نئے خیالات عوام کے سامنے پیش کیے گو کہ انہیں پہلے پہل قبول کرنا انہیں مشکل دکھائی دیا مگر بعد میں وہ آپ ﷺ کے ہم نوا ہو گئے اور آپ ﷺ نے بالآخر اپنا مقصد حاصل کر کے دکھایا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۲۰۳ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا اپنے حلقہ احباب میں امتیازی حیثیت حاصل کرتا ہے۔ نیز ہر جگہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۲۔ جو باوضو حالت میں روزانہ ایک سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مخصوص عزت و مرتبہ عنایت کرے گا۔

Marfat.com

۲۷۔ سَیِّدُنَا عَزِیزٌ ﷺ

(الٰہی و صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْمِحْرَابِ وَالْعِزَّۃِ ط

مفہوم: سب پر غالب، پیارے، عزت والے

۱۔ القرآن (سب پر غالب):

۱۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ لا وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ. (۳۳) ۔ التوبۃ

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

۲۔ (عزت والے)

۱۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. (۸) المنافقون

ترجمہ: اور عزت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

۲۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ لا وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ط (۵۳) ۔ الاحزاب

ترجمہ: مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کی اجازت دی جائے اور اس کے لیے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی تھی اور وہ تم سے شرم کرتے تھے (اور کہتے نہیں تھے) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے نہیں شرماتا۔

۲۔ الحدیث (غالب):

۱۔ سوید بن صامت جن کا لقب اپنی قوم میں کامل تھا۔ انہیں حضور ﷺ نے دعوت اسلام دی۔ وہ بولا۔ شاید۔ آپ ﷺ کے پاس وہی کچھ ہے جو میرے پاس بھی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ تمہارے پاس کیا ہے وہ بولا۔ حکمت

Marfat.com

لقمان۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بیان کرو۔ اس نے اپنے کچھ عمدہ اشعار سنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اچھا کلام ہے لیکن میرے پاس قرآن ہے جو اس سے افضل تر ہے اور وہ ہدایت و نور ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے قرآن سنایا۔ تو وہ بے تامل اسلام لے آیا۔ (طبری)

۲۔ عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو کفار نے ان سے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور اتنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمد ﷺ پر ایمان لائے انہوں نے کہا۔ ہاں! وہ مجھ پر غالب آ گئے۔ قرآن کریم کی تین آیتیں میں نے سنیں اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں۔ ہر چند کوشش کی۔ محنت اٹھائی۔ اپنی تمام قوت صرف کر دی۔ مگر یہ ممکن نہ ہو سکا تب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔ اور وہ آیتیں سورۃ سبا کی (۵۰-۴۸) ہیں۔ (روح البیان)

۳۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا نامہ مبارک جب شاہ روم ہرقل کے پاس پہنچا۔ میں اس وقت مسلمان نہیں تھا ہرقل نے مجھے بلایا اور آپ ﷺ کے بارے میں سوالات کئے۔ جب ہرقل نامہ مبارک پڑھ چکا تو ہمیں باہر بھیج دیا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔
"آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہو گیا۔ آج ان سے رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرنے لگا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ ضرور عنقریب غالب آ کر رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔
(بخاری)

۴۔ فتح مکہ کے بارے میں بہت سے قبائل کے رائے تھی کہ مسلمانوں کا مکہ پر قابض ہو جانا ہی صحیح نشان ان کی صداقت کا اور اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کا ہو سکتا ہے کیونکہ سینکڑوں سال سے قومی روایات ان میں چلی آتی تھیں کہ مکہ پر کوئی ایسا شخص فتح نہیں پا سکتا جس کے ساتھ تائید ربانی نہ ہو۔ وہ قبائل کہا کرتے تھے کہ اسے اپنی قوم سے سلجھ لینے دو اگر وہ اپنی قوم پر غالب آ گیا تو ضرور سچا نبی ہے۔ (بخاری)

پیارے:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے افراد تو وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور یہ تمنا کریں گے کہ اپنا گھر بار، اور مال سب قربان کر کے کسی طرح مجھ کو دیکھ پاتے۔ (مسلم)

۲۔ ایک سخت دل کافر نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہو اب بھی تم پسند کرتے ہو کہ محمد ﷺ پھنس جائے اور تم چھوٹ جاؤ۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جواب دیا۔ اللہ جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے بعد نبی پاک ﷺ کے پاؤں مبارک میں کانٹا بھی لگے۔ (طبری و ابن ہشام)

۳۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ اور اسلام کے سخت مخالف تھے۔ کہتے تھے کہ مجھے محمد ﷺ نے اتنا دیا گو کہ مجھے ان سے سخت بغض تھا لیکن آپ ﷺ کے احسانات نے مجھے ایسا متاثر کیا کہ اب میری نگاہ میں ان سے زیادہ کوئی پیارا ہی نہیں۔ (مسلم)

Marfat.com

(عزت والے):

۱۔ ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے مقدادؓ بن اسود کی ایک ایسی بات دیکھی ہے کہ تمام فضائل و کمالات کے مقابلے میں مجھے یہ تمنا ہوتی ہے کاش وہ بات مجھے نصیب ہو جاتی (وہ بات یہ تھی) کہ ایک بار آپ ﷺ لوگوں کو مشرکین کے مقابلہ کے لیے ترغیب دے رہے تھے اس وقت حضرت مقدادؓ بھی آ پہنچے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو موسیٰؑ کی قوم نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا کہ بس تو اور تیرا پروردگار جا کر لڑ آ (ہم تو یہاں بیٹھے ہیں) بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں، بائیں، آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے پیچھے رہ کر جنگ کریں گے۔ میں نے دیکھا کہ یہ بات سن کر آپ ﷺ کا روئے انور مارے خوشی کے چمک اٹھا اور مقدادؓ کے اس جواب نے آپ ﷺ کو خوش کر دیا۔

(بخاری شریف)

۲۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی نظروں میں رسول پاک ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب و محترم نہ تھا۔ اس کے باوجود جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بات آپ ﷺ کو ناپسند ہوتی ہے۔

(ترمذی)

۴۔ الرائے (غالب):

۱۔ عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد ﷺ کے خصائل نے وہ درجہ نشۂ دینی کا اپنے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے جب عیسیٰؑ کو سولی پر لے جایا گیا تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتداء کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ برعکس اس کے، محمد ﷺ کے پیرو، اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ ﷺ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر دشمنوں پر آپ ﷺ کو غالب کیا۔

(اپالوجی۔ گاڈ فری میگنس۔ عیسائی مؤرخ)

۲۔ آپ کسی رات قاہرہ (مصر) کی سڑک پر نکل جایئے۔ جب چوکیدار کسی کو اندھیرے میں پکارتا ہے تو اسے جواب ملتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر۔ یہ الفاظ آپ کی روح اور جسم میں سرایت کر جائیں گے۔ اسلام کے پر جوش مبلغین آج بھی ملایا سے پیوا نیوگنی کے سیاہ فاموں اور بت پرست وحشی قبائلی علاقوں تک اسلام کا یہ حیات بخش پیغام پھیلانے میں مصروف نظر آتے ہیں اور دیگر مذاہب پر غلبہ پا رہے ہیں جو ان سے ہرگز بہتر نہیں۔ (کارلائل)

۳۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں اگر کہا جائے کہ حضور ﷺ کی شخصیت غیر معمولی طور پر پرکشش اور جاذب نظر واقع ہوئی تھی۔ آپ ﷺ لوگوں کے دل موہ لیتے تھے۔ دوسروں کو متاثر کرنے کا ملکہ آپ ﷺ کو حاصل تھا۔ بہت سے واقعات ایسے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ بت پرست اور کافر آپ ﷺ کے ہاں تمسخر کے ارادے سے آتے تھے مگر مختصر سی ملاقات کے بعد ان کا یہ حال تھا کہ نہ صرف وہ مسلمان ہو جاتے تھے بلکہ زندگی بھر اسلام کے سچے خادم بنے رہتے تھے۔

(سرجان گلب پاشا)

(General Sir John Ghalib Pasha- The Life and Times of Mohamad)

Marfat.com

(عزت والے)

۱۔ انسان جس قدر زیادہ محمد ﷺ کی سیرت پاک سے مطلع ہوگا وہ آپ ﷺ کے ساتھ گزشتہ اور موجودہ انسانوں کی عقیدت مندی کے اسباب کو بھی پورے طور پر محسوس کرلے گا۔ لوگوں کی آپ ﷺ کے ساتھ وجہ الفت و محبت جان جائے گا اور آپ ﷺ کی عظمت اور قدر و منزلت سے بھی واقف ہو جائے گا۔ (میوجان)

۲۔ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت و احترام میں نہایت ہی مسرت سے اپنے مسلمان احباب کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ آپ ﷺ نے انسانی ترقی کے لیے جس قدر کوششیں فرمائیں۔ وہ بالکل غیر فانی ہیں۔ ان کوششوں کے باعث دنیا ہمیشہ آپ ﷺ کی احسان مند رہے گی۔ (پروفیسر روچی رام۔ ممبر پنجاب کونسل)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'عزیز' : **حروف: ۴**

ع + ز + ی + ز =

۷ + ۷ + ۱ + ۷ = ۲ + ۲ = ۴

خصوصیت عدد '۴':

یہ عدد یورینس سے متعلق ہے۔ اور اس عدد کے حامل افراد مستقل مزاج، نہ ڈگمگانے والے اور طرز عمل کے مستحکم اور بے لاگ ہوتے ہیں۔ ان کے مخالف بھی ان کی مستقل مزاجی اور مضبوط طبع کے معترف ہوتے ہیں۔ انقلابی و تحریکی کام مؤثر انداز میں سرانجام دیتے ہیں یہ لوگ بیرونی پریشانیوں سے بے نیاز ہو کر نہایت آہستگی اور مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے جائیں گے اور غالب رہیں گے۔ نیز یہ جس کو ایک دفعہ دوست بنا لیں زندگی بھر اس کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے دوستوں کے حلقے میں مقبول ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'عزیز' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور پاک ﷺ کی ذات پاک میں عدد '۴' کی مندرجہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ جس مقصد کو لے کر اٹھے اس کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ نے مستقل مزاجی سے ہر تکلیف کو سہا اور انتہائی مؤثر انداز میں اپنے فریضے کو سرانجام دیا۔ نہ بیرونی پریشانیاں اور رکاوٹیں آپ ﷺ کو اپنے مقصد حیات سے ایک قدم پیچھے ہٹا سکیں اور بالآخر آپ ﷺ اپنے مقصد حیات میں احسن طریقے سے کامیاب ہوئے۔

'عزیز' کا ایک مطلب 'پیارا دوست' ہے اور اس عدد میں یہ صفات بھی پائی جاتی ہیں کہ جس کو ایک دفعہ دوست مانا ساری زندگی اس کے ساتھ دوستی نبھائی حضور ﷺ کی ذات اقدس میں یہ خوبی موجود تھی کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ ﷺ کے گرویدہ ہو جاتے آپ ﷺ امیر و غریب، غلام و آزاد ہر مرد و عورت، بوڑھے و جوان اور بچوں میں یکساں مقبول تھے اور ہر کوئی آپ ﷺ پر جان نثار کرنے کو تیار رہتا تھا۔ اور محبت و عقیدت کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ اس کا دشمن مغلوب ہو جائے اور اسے کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے تو وہ ہر نماز کے بعد ۹۴ مرتبہ چالیس یوم تک بلاناغہ یہ اسم مبارکہ پڑھے۔ انشاء اللہ اسے دشمن پر غلبہ حاصل ہوگا۔

۲۔ جو کوئی غناء ظاہری و باطنی کے حصول کا خواہشمند ہو تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ۱۴۱ مرتبہ چالیس یوم تک یہ اسم مبارکہ بلاناغہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرے گا۔

Marfat.com

۲۸۔ سَیِّدُنَا حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الدَّاعِیْ اِلَی الْاِیْمَانِ ط

مفہوم: خواہش کرنے والے (لوگوں کے ایمان کے لیے) تم پر حرص کرنے والے (ایمان کی)

۱۔ القرآن:

۱۔ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْ فٌ رَّحِیْمٌ . (۱۲۸)۔ التوبۃ

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش کرنے والے ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔

۲۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ (۳)۔ الشعرآء

ترجمہ: اے پیغمبر! شاید تم اس (رنج) سے اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

۳۔ وَمَا اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ (۱۰۳) وَمَا تَسْئَلُھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ط اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (۱۰۴)۔ یوسف

ترجمہ: اور بہت سے آدمی گو تم کتنی ہی خواہش کرو ایمان لانے والے نہیں ہیں ہ اور تم ان سے کچھ اجر نہیں مانگتے۔ یہ (قرآن) تو سارے جہان کے لیے (صرف) نصیحت ہے۔

۴۔ وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ (۸۸) فَاصْفَحْ عَنْھُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ط فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (۸۹)۔ الزخرف

ترجمہ: اور مجھے رسول ﷺ کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب، یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (۸۸) تو ان سے درگذر کر اور فرماؤ بس سلام ہے۔ یہ خود ہی آگے جان جائیں گے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ ایک بار ابو جہل نے حضور ﷺ کو ایذا پہنچائی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے ابو جہل کو جا پیٹا اور پھر نبی پاک ﷺ کو آکر بتایا۔ محمد ﷺ! تم کو خوش ہونا چاہیے کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا انتقام لے لیا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے جواب دیا۔ ''مجھے انتقام وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں تم مسلمان ہو جاؤ تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔''

Marfat.com

سیدنا حمزہ ؓ کے دل میں یہ بات جم گئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

۲۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی ؓ کو حضور ﷺ نے قبیلہ دوس میں دعوت اسلام کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا۔ ''قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کر دیا آپ ﷺ ان پر بددعا کریں۔'' لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ ﷺ بددعا کرنے لگے ہیں مگر آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

''خدایا! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر دے۔

۳۔ ایک یہودی لڑکا حضور پاک ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور جا کر اس کے سرہانے بیٹھے پھر فرمایا۔ کہ لڑکے اسلام قبول کر لے۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا ابو القاسم (آپ ﷺ کی کنیت) کی بات مان لے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا جب حضور ﷺ وہاں سے اٹھے تو زبان مبارک پر یہ فقرہ تھا۔ ''اس خدا کی حمد جس نے اس کو دوزخ سے بچا لیا۔''

(بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ اپنے انتہائی عروج کے وقت میں بھی آپ ﷺ نے ادب و آداب رکھ رکھاؤ اور وضع قطع میں وہی سادگی اپنائے رکھی جو انتہائی مشکل دنوں میں تھی۔ حجرے میں داخل ہونے پر کسی کے غیر معمولی عقیدت ظاہر کرنے پر آپ ﷺ ناراض ہو جاتے۔ اگر آپ ﷺ کو دنیا کے کسی مقصد سے غرض تھی تو وہ صرف اور صرف ''ایمان کا علاقہ'' تھا۔

(واشنگٹن ارونگ)

(W. Irving - Life of Mahomet , 1928)

۲۔ فتح مکہ کے بعد قیاس ہے کہ رسول پاک ﷺ کو کسی اور بڑی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہو گا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے آپ ﷺ ایک سے بڑھ کر ایک آزمائش سے دوچار رہے۔ اہل مکہ کی غالب اکثریت مسلمان ہو چکی تھی تاہم چند ایسے قبائل ابھی موجود تھے جنہیں آپ ﷺ کو ''رسول اللہ ﷺ'' تسلیم کرنا گوارا نہ تھا گو کہ وہ آپ ﷺ کو اپنا حاکم ماننے کو تیار تھے اور یہ بات اسلام کے نصب العین کے خلاف تھی۔ مزید براں آپ ﷺ کو اپنی نبوت کی تصدیق کے لیے ان سے کسی قسم کا سرٹیفکیٹ درکار نہ تھا۔ آپ ﷺ تو بس یہی چاہتے تھے کہ ان لوگوں کو بھی دعوت اسلام دیں کیونکہ اشاعت دین کے معاملے میں آپ ﷺ خود کو اللہ کے سامنے جوابدہ سمجھتے تھے۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

(R. V. C Bodley - The Messenger)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حریص علیکم' : حروف : ۹

ح + ر + ی + ص + ع + ل + ی + ک + م =

۸ + ۲ + ۱ + ۹۰ + ۷۰ + ۳۰ + ۱۰ + ۲۰ + ۴۰ = ۲۷۱ = ۱ + ۷ + ۲ = ۱۰ = ۱ + ۰ = ۱

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۱':

اس عدد کے حامل لوگ عظیم مصلح، قوت ارادی والے اور پیدائشی لیڈر ہوتے ہیں۔ بعض لوگ کامیاب رہتے ہیں مگر ایسا کم ہوتا ہے کیونکہ اکثر ایسے افراد کے راستوں میں غیر یقینی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے کچھ لوگ شاذ و نادر ہی اپنی بنیادی خصوصیات کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اکثر اس نمبر والے ایسے غیری یقینی حالت سے دو چار ہوتے ہی حوصلہ شکنی کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن ان کے اندر لاشعوری قوتیں کارفرما رہتی ہیں جو ان کا حوصلہ بڑھاتی رہتی ہیں۔ نتیجتاً وہ لوگ جائز وسائل سے کام لیتے ہیں اور اپنی دھن میں بالکل نہیں گھبراتے اور کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

اسم مبارک 'حریص علیکم' عدد '۱' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عدد '۱' کی اوپر بیان کردہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ کا عظیم مصلح اور لیڈر ہونا، مضبوط قوت ارادی کا مالک ہونا، اتنی رکاوٹوں کا آپ ﷺ کے راستے میں حائل ہونا۔ بعض اوقات آپ ﷺ دل برداشتہ ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔ آپ ﷺ کے اندر جدوجہد کی لگن پہلے سے زیادہ متحرک ہو جاتی اور پھر آپ ﷺ حکمت عملی مرتب کرتے اور ان مسائل سے نمٹتے ان تمام اندرونی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر سرگرم عمل ہو جاتے آپ ﷺ کا ایک ہی اعلیٰ مقصد حیات تھا اور وہ تھا۔ لوگوں کے لیے ایمان کی خواہش کرنا۔ جس کا فائدہ آپ ﷺ کی ذات کو نہ تھا بلکہ آپ ﷺ تو انسانیت کے نجات دہندہ تھے اور ان کی نجات کے لیے ان کو نار جہنم سے بچانے کے فکر مند اور کوشاں رہتے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے اس نیک مقصد میں فتح یاب کیا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو تو باوضو حالت میں دس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کو پلائے۔ درد ختم ہو جائے گا۔

۲۔ اگر کسی کی جائز حاجت ہو اور وہ پوری نہ ہوتی ہو تو وہ باوضو حالت میں نماز عصر کے بعد ۳۰۸ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اکیس یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ حاجت روائی ہوگی۔

Marfat.com

۲۹۔ سَیِّدُنا رؤف ﷺ

(الٰہی و صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّیِّدِ الرَّءُ وْ فِ الرَّحِیْمِ ط

مفہوم: نرم دل، مہربان، شفقت فرمانے والے

۱۔ القرآن:

۱۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۱۵۹) ۔ ال عمران

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لیے خدا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو اور جب کسی کام کا عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ روایت ہے کہ جب شق صدر کے وقت سینۂ مبارک کو چاک کیا گیا تو اس وقت آپ ﷺ کی ذات میں سے خیانت وحسد کو نکال دیا گیا اور شفقت اور دوسری چیز رحمت داخل کی گئی۔ (مسند احمد)

۲۔ حضرت جابر ﷺ بن سمرہ صحابی تھے وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ (مسلم)

۳۔ معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمت اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے کم بچہ ہوتا۔ اس کو عنایت کرتے، بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے ایک دفعہ آپ ﷺ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے دل سے محبت چھین لی ہے تو میں کیا کروں۔ (بخاری)

Marfat.com

۴۔ مجلس نبوی ﷺ میں جگہ بہت کم ہوتی تھی جو لوگ پہلے سے آ کر بیٹھ جاتے تھے ان کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی۔ ایسے موقع پر اگر کوئی آ جاتا تو آپ ﷺ اس کے لیے خود اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ ایک دفعہ مقام جعرانہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور تھوڑی دیر کے بعد چلی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو نہایت تعظیم کی اور اپنی چادر مبارک ان کے لیے بچھا دی دریافت کرنے پر معلوم ہوا وہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ تھیں۔ (ابوداؤد)

۵۔ حضرت عبداللہ بن جابر ؓ سے روایت ہے۔
کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں گئے تو ایک اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا اور سسکیاں بھرنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر کو تھپتھپانے لگے۔ تو اونٹ رک گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے ایک انصاری نوجوان نے کہا۔ یا نبی ﷺ! یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بے زبان کے معاملے میں خدا سے ڈرو جس نے اسے تمہاری ملکیت بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس پر ظلم کرتے ہو اور زیادہ بوجھ لادتے ہو۔ (ابوداؤد)

۶۔ ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے وہ ستون رو دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر دست کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اور تسکین دی۔ (بخاری)

۷۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خندہ جبین، نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ آپ ﷺ سخت مزاج اور تنگ دل بالکل بھی نہ تھے۔ (شمائل ترمذی)

۴۔ الرائے:

۱۔ انسان اپنی محبت سے پہچانا جاتا ہے اور پیغمبر اپنے رفقاء حواریوں اور صحابہ کے حوالے سے۔ پیغمبر کی تعلیم کا صحیح اثر دیکھنا ہو تو ان کے ساتھیوں کو دیکھیے جنہوں نے ان کے ساتھ پیمان وفا باندھا ہو اور ان کے مذہب پر سب سے پہلے ایمان لائے ہوں۔ محمد ﷺ کے صحابہ کرام پر ایک نگاہ ڈالیے۔ اپنے نبی ﷺ کے لیے سب کچھ قربان کر دینے والے جن کا تکیہ کلام یہ تھا۔
"اے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر ہم اور ہمارے ماں باپ قربان ہوں" آخر یہ فرق کیوں تھا؟
صاحب دل اور صاحب ضمیر انسانوں کے لیے اس میں غور و فکر کا بہت مواد موجود ہے مختصر جواب یہ ہے کہ محمد ﷺ کے کلام میں ایسی تاثیر موجود تھی۔ ان کی تعلیمات میں ایسی صداقت تھی اور ان کی شخصیت میں محبت و شفقت کا پہلو سب سے نمایاں تھا کہ انہوں نے ایسے جان نثاروں کو جنم دیا۔ (ای ساشاؤ)

(E - Sachau Dere ste Chalife Abu Bakreine Character Studies, Published in the proceedings of the prussian Academy of Sciences, Berlin - 1903)

۲۔ ایک انسان جس نے ساری زندگی سادگی میں گزاری لیکن عظیم شخصیت کے مالک ہوئے۔ لوگوں کے ساتھ بہ صمیم قلب بھلائی کی۔ روحانی فیض رکھتے ہوئے بھی ہر کام منطقی طور پر سوچ کر کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کی خطاؤں سے ہمیشہ درگزر کیا۔ عادات و اطوار کے لحاظ سے رسول پاک ﷺ کی درویشی اور سادگی

Marfat.com

مسلم تھی لیکن سب سے بڑھ کر آپ ﷺ ایسی دنیا کے انسان تھے جو بہت پرانی نہیں۔ آپ ﷺ اگر موجودہ دور میں ہوتے اور آپ ﷺ کو اہل مغرب یا اہل مشرق کی کوئی مجلس میسر آتی تو بھی آپ ﷺ کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہ کرتے ہمارے ساتھ اسی طرح محبت فرماتے جس طرح ہمیں آپ ﷺ سے محبت ہے۔

(آر۔وی۔سی۔ باڈلے۔ الرسول)

(R.V.C Bodley - The Messenger)

۳۔ حضرت محمد ﷺ کا دل ایک بچے کی طرح نازک اور ایک ماں کی طرح خطا معاف کر دینے والا تھا۔ فی الحقیقت یہ ایک خداداد عطیہ تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی ان حیثیتوں سے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول تھے اور آپ ﷺ کو بت شکنی کا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا۔ ایک لمحہ کے لیے قطع نظر آپ ﷺ کی اس حیثیت پر غور کیجئے کہ آپ ﷺ ایک انسان تھے اس کے بعد ان کی ذاتی زندگی پر نظر ڈالیے۔ حضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلتے احباب کے ساتھ گفتگو فرماتے یا کسی خطاکار یا شکستہ دل کو تسلی دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک اہل دل لوگوں کے دلوں کا مالک ہے۔

(مسٹر جے۔ کے۔ کور)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'رؤف' : حروف: ۳

ر + و + ف =

۲ + ۶ + ۸ = ۶ + ۱ = ۷

خصوصیّت عدد '۷':

یہ نیپچون کا نشان ہے جو علم و مطالعہ، فہم و فراست، قابل اور سلجھے ہوئے خیالات، فیاضانہ خوبیوں کا علمبردار ہے۔ یہ لوگ بہت مخلص، وفادار اور ہمدرد ثابت ہوتے ہیں۔ خصوصی طور پر اپنے سے چھوٹوں اور بچوں کے ساتھ بہت مہربان اور دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر مبلغ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بے مقصد فضولیات سے نفرت کرتے ہیں یہ لوگ کسی سے محکمانہ انداز میں کام نہیں لیتے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے بہت مقبول ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'رؤف' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے یعنی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ میں یہ صفت مشترک ہے خطاکاروں کی خطاؤں سے درگزر فرمانا، محبت و خلوص سے پیش آنا، دکھ و الم کے ماروں کے دکھ دور کرنا۔ غلاموں سے حسن سلوک، بچوں سے شفقت، بڑوں کا ادب، رفقاء سے محبت، سب آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ یہ آپ ﷺ کی نرمی اور محبت ہی تھی کہ جانور بھی آپ ﷺ کے سامنے سر جھکا دیتے۔ آپ ﷺ کی شخصیت ان اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے متصف تھی جنہوں نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا تھا اور نرمی و شفقت ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو پتھر دل کو بھی موم کر دیتی ہیں۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا ہتھیار یہ خصوصیات ہی تھیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے

Marfat.com

پاس ہتھیار و اسلحہ کبھی بھی وافر مقدار میں نہیں رہا سوائے ان مخلص و جان نثاروں کے جن کی قوت و بازو کا سرچشمہ آپ ﷺ کی محبت و شفقت تھی۔ جو کسی آہنی ہتھیار سے کم نہ تھی اور جس کے سامنے کفر کی تمام قوتیں ہیچ تھیں۔ آپ ﷺ محبت کی قوت سے حقیقی طور پر آشنا تھے۔ آپ ﷺ نے ایسی تعلیمات کا پرچار کیا جس کی بنیاد ہی محبت تھی۔ یعنی خدا اور بندے کا تعلق جو اصنام پرستی و ابہام کی نذر ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے تمام باطل خداؤں کو جھٹلاتے ہوئے حقیقی خدا کا تصور انسانوں کے قلب و روح میں سمو دیا۔ قلب و روح اس پاکیزہ احساس سے منور ہو گئے۔ سب کو خدا اپنے بہت قریب محسوس ہونے لگا۔ خدا کے ساتھ جیسے جیسے یہ تعلق مضبوط ہوتا گیا اس کے ساتھ محبت کا رشتہ بھی مضبوط ہوتا گیا۔ خدا سے رشتے کو مزید مضبوط کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اس کی مخلوق کے درمیان بھی محبّت کے اس رشتے کو مضبوط کیا اور اس کی بہترین مثال مؤاخاۃ مدینہ ہے، دنیا کی پوری تاریخ میں سے اخوت و محبت کی ایسی بھرپور مثال بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح یہ آپ ﷺ کا کارنامہ ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے انسان کو خدا سے جوڑا وہاں انسان کو انسان سے بھی ملایا اور یہ سب آپ ﷺ کی محبت سے ممکن ہوا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو حاکم وقت سے کوئی کام ہو اور وہ چاہتا ہو کہ حاکم اس سے اچھا سلوک کرے اور اس کا کام کر دے تو وہ باوضو ہو کر وضو کی حالت میں حاکم کے پاس جاتے ہوئے دس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لے حاکم اس سے مہربانی سے پیش آئے گا اور اور کام ہو جائے گا۔

۲۔ اگر کسی کا دشمن اس کے درپے ہو اور کسی طرح بھی دشمنی ختم نہ کرنا ہو تو وہ باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ کر دشمن پر دم کرے۔ اگر دشمن قریب نہ ہو تو اس کے تصور پر دم کر دے اکیس یوم تک اسی طرح کرے انشاء اللہ دشمنی ختم ہو جائے گی۔

Marfat.com

۳۰۔سَیِّدُنَا رَحِیْمٌ ﷺ

(الٰہی وصفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الرَّحِیْمِ عَلَى الْاُمَّةِ ط

مفہوم: رحم والے۔ مہربانی والے

ا۔ القرآن:

ا۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ. (۲۱۵)۔الشعرآء

ترجمہ: اور جو مومن تمہارے پیروکار ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے اپنے رحمت کے بازو جھکا دو۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے۔ اس لیے آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ آپ ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ بچے کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا آپ ﷺ بھی روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھی ہے اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتے ہیں۔

(بخاری)

۲۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اسلام سے پہلے بہت ناز و نعم میں پلے تھے۔ ان کے والدین ان کو بیش قیمت لباس پہناتے تھے خدا نے ان کو اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو والدین کی محبت عداوت میں بدل گئی۔ ایک دفعہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ جسم جو حریر و قاقم میں ملبوس رہتا تھا۔ اس پر پیوند سے ایک کپڑا سالم نہ تھا۔ یہ پر اثر منظر دیکھ کر آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔

(ترمذی)

۳۔ ایک بار ایک صحابی جاہلیت کا اپنا ایک قصہ بیان کر رہے تھے کہ میری ایک چھوٹی لڑکی تھی عرب میں لڑکیوں کو مار ڈالنے کا دستور تھا۔ میں نے بھی اپنی ایک لڑکی کو زندہ زمین میں گاڑ دیا۔ وہ ابا ابا کہہ کر پکار رہی تھی اور میں اس پر مٹی کے ڈھیلے ڈال رہا تھا اس بے دردی کو سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ فرمایا اس قصے کو پھر دہراؤ۔ ان صحابی نے پھر دردناک واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ بے اختیار روئے۔ یہاں تک کہ روتے ہوئے محاسن مبارک

Marfat.com

تر ہو گئے۔ (دارمی)

۴۔ مالک بن حویرث ایک وفد کے رکن بن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کو بیس دن تک مجلس نبوی ﷺ میں شرکت کا موقع ملا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نہایت رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔

۵۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے تھے اور معاف فرماتے تھے۔ (بخاری)

۶۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے مارے گئے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! وہ مشرکین کے بچے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو کوئی قتل نہ کرے۔

۴۔ الرائے:

۱۔ اللہ کا نام رحمٰن ایک روشنیوں سے بھرے آسمان کی مانند ہے اور 'رحیم' ایک روشنی کی گرم کرن کی مانند ہے آسمان سے پھوٹنے والی جو انسان کو حیات بخشتی ہے۔ (شاؤن Schuown)

۲۔ آپ ﷺ کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی۔ انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ نچلی سطح کی مخلوقات بھی آپ ﷺ کی ہمدردی، انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔ محمد ﷺ نے انسانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی برا سلوک نہ کریں۔ جنگی قیدیوں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھیں۔ محمد ﷺ کی تعلیمات کی یہی خوبیاں تھیں جنہوں نے دشمنوں کو بھی محمد ﷺ کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ (ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ)

(D. S Margoliouth - Muhammad and the Rise of Islam 2nd Edition)

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر رحمت للعالمین ﷺ کے مثالی رحم و کرم کے بارے میں جی۔ سنگھ دارا تبصرہ کرتا ہے۔

سبحان اللہ ! کیا ٹھکانہ دریائے رحمت کی اس طغیانی کا۔ یہ دریا اُمڈا اور غلاظت وعفونت گناہ کو بہا لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قتل کے قصد کرنے والوں کو، اپنی نور چشم کے قاتلوں کو، اپنے چچا کے کلیجہ کھانے والوں کو سب ہی کو معافی دے دی اور قطعی معافی قتل عام تو دنیا کی تاریخوں میں اکثر سنتے تھے مگر قاتلوں کی معافی نہ سنی تھی اور جو عقل سے پوچھو تو وہ اب بھی نہ مانے کہ ایک بندہ خدا، بندگان خدا پر اتنا رحم وفضل کر سکتا ہے کہ قاتلوں کو معافی بھی دے دی مگر اس بے چاری بھولی بھٹکی عقل کو اس کی کیا خبر کہ وہ ایک رسول خدا ﷺ ! وہ ایک رحمت کا دریا نہ اسے کینہ سے کام، نہ انتقام سے غرض، وہ رحم کا سرچشمہ، وہ محبّت کا منبع، وہ بندہ کبریاء وہ حبیب خدا ہے۔

(جی۔ سنگھ دارا۔ رسول عربی ﷺ)

۴۔ محمد ﷺ بہت شفیق اور رحمدل تھے بلاشبہ آپ ﷺ کا یہ منشا تھا کہ غلاموں کی اصلاح کریں۔ آپ ﷺ نے موجودہ غلاموں سے نیک برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ اس بارے میں آپ ﷺ کی آخری نصیحت ایسی اہم اور دقیع ہے کہ اس سے قطع نظر ممکن ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔" دیکھو غلاموں کو وہی کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ایسے کپڑے پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ (ڈاکٹر مارکس ڈاؤسن)

۵۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم فرماتے تھے کسی کو آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے نقصان نہیں پہنچا۔ آپ ﷺ نے قوم کی اصلاح فرمائی اور معاشرے کو برائیوں سے پاک کیا۔ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ احترام سے پیش

Marfat.com

آئے ہر چیز کی قدر کی اور ہر نعمت کا شکر ادا کیا۔ آپ ﷺ کی نظر تو ہر وقت آسمانی بادشاہت کی طرف رہتی۔

(شاہ ولی اللہ)

۶۔ ایسی حالت میں کیوں نہ محمد ﷺ کی رحمدلی اور شفقت و مروت علی الخلوق کی داد دوں جنھوں نے ظلم وستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھا لیے مگر اپنے ستانے والوں اور دکھ دینے والوں کو اف تک بھی نہ کی بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہ لیا۔

(بی۔ ایس رندھاوا۔ ہوشیار پوری)

۷۔ محمد ﷺ سراپا رحم اور انسانیت تھے جنگی قیدیوں کے ساتھ ان کا رویہ دیکھئے کیا اپنے دشمنوں کے ساتھ کوئی ایسے سلوک کرسکتا ہے؟ اپنے عوام اور ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ کی نرمی، بچوں کے لیے آپ ﷺ کی محبت...... مکہ میں ان کا فاتحانہ داخلہ ...... اور ان گنت ایسے واقعات ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ ظلم تو محمد ﷺ کی فطرت میں سرے سے موجود ہی نہ تھا۔

(سٹینلے لین پول)

(Stanley Lane - Poole Islam , 1903)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'رحیم' :   حروف : ۴

ر + ح + ی + م =

۲ + ۸ + ۱ + ۴ = ۱۵ + ۱ = ۶

خصوصیّت عدد '۶':

اس عدد کے حامل افراد بہت شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔ فیاضی، رحم اور محبت میں دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں خصوصی طور پر بچوں سے شفقت اور محبّت سے پیش آنا ان کی فطرت کا خاصہ ہے اپنی مہربان خصوصیات کی وجہ سے دوسروں کے لیے بہت کام کر جاتے ہیں ان کے اچھے اخلاق اور اچھی صفات کی وجہ سے ہر جگہ گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ دوسروں کی خوشیوں کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'رحیم' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

'رحیم' اسماء الحسنٰی میں سے ایک اسم مبارک ہے جس کی خصوصیات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی نوازا اور عدد '۶' کی مندرجہ بالا صفات کا مظہر یہ اسم مبارک آپ ﷺ کی رحیم و کریم ہستی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں انسانی اخلاق کی رحیمانہ خصوصیات اپنی انتہا کو پہنچی ہوئیں تھیں۔ شفقت، محبت، مؤدت، نرمی، حلیمی، فیاضی، مہربانی، خلوص رحمدلی، منکسر المزاجی، ہر صفت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور یہ خصوصیات صرف چند لوگوں اور مخصوص طبقے کے لیے ہی مخصوص نہ تھیں بلکہ معاشرے سے تعلق رکھنے والے ہر انسان کے لیے، چاہے وہ آزاد تھا یا غلام، خطا وار تھا یا نیکو کار، مرد تھا یا عورت ہر ایک کے لیے آپ ﷺ کی رحمت کے دروازے کھلے تھے۔ دنیا کی تاریخ میں کسی ایک انسان کی مثال نہیں ملے گی جو اس قدر

Marfat.com

قوتوں اور صلاحیتوں کا مالک بھی ہو اور ہر ایک سے مسکراتے ہوئے، رحمت وشفقت بھرے انداز میں بھی ملے۔ یہ خصوصیت صرف اللہ کے نبی ﷺ کی ہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت تک زمانہ آپ ﷺ کی رحم دلی کا معترف رہے گا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اس پر رحمت الٰہی کا نزول ہو تو وہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد یا مغرب کی نماز کے بعد تیس مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ کر مطلوبہ دعا مانگے اسے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۲۔ اگر کسی کا قلب بہت زیادہ سخت ہو اور اسے کسی پر رحم اور ترس نہ آتا ہو اور وہ چاہے کہ اس کے دل کی سختی دور ہو تو روزانہ باوضو حالت میں نماز عصر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ دل کی یہ سختی دور ہو جائے گی۔

Marfat.com

۳۱۔ سَیِّدُنَا طٰہٰ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا طٰہٰ ط

مفہوم: اے طاہر، اے ہادی

ا۔ تفصیل مفہوم:

شرح المواہب میں علامہ زرقانی نے اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ اس اسم پاک کے معنی ہیں۔
اے انسان، اے آدمی، اے طاہر اور اے ہادی، گناہوں سے پاک اور مخلوق کے ہادی و رہنما، شفاعت طلب کرنے والے۔

نوٹ: چونکہ مندرجہ بالا مفہوم آپ ﷺ کی ہمہ گیر شخصیت کے بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے مگر اس کا حقیقی علم تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے اس لیے جو حدیث مبارک منتخب کی گئی ہے وہ بھی ذات اقدس کے ہمہ گیر پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔

القرآن: طٰہٰ (۱) ...... طٰہٰ

۲۔ الحدیث:

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول برحق تھے اور آپ ﷺ نے خود کو اسی کی رضا کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ ﷺ درشت مزاج اور سخت گو نہ تھے۔ کبھی بھی زور سے نہ بولے اور نہ ہی دشمنوں سے ان کی حرکتوں کا ویسا بدلہ لیا وہ معافی مانگتے تو آپ ﷺ معاف فرما دیتے اور عفو و چشم پوشی سے کام لیتے تھے آپ ﷺ کا مقدس کام دنیا کے دوسرے مذہبوں کو برائیوں سے پاک کرنا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیم نے اندھوں کو آنکھیں دیں۔ بہروں کو کان دیے اور دلوں سے غفلت کے پردے ہٹا دیئے۔ آپ ﷺ ہر خوبی سے آراستہ اور اخلاق سے متصف تھے۔ سکینہ آپ ﷺ کا لباس، نکوئی (نیکی) آپ ﷺ کا شعار، تقویٰ آپ ﷺ کا ضمیر، حکمت آپ ﷺ کا کلام، عدل آپ ﷺ کی سیرت، راستی آپ ﷺ کی شریعت اور اسلام آپ ﷺ کا دین ہے آپ ﷺ نے ہدایت کا راستہ دکھایا اور گمراہی سے لوگوں کو نکالا اور گمناموں کو عظمت اور شہرت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کی برکت سے تنگ دست خوشحال ہو گئے اور محتاج غنی بن گئے۔ (بخاری)

Marfat.com

۳۔ الرائے:

ا۔ آغاز کس قدر مشکل اور راستہ خواہ کس قدر طویل کیوں نہ ہو۔ اکثر لوگ پچاس سال کی عمر سے پہلے پہلے اپنی اپنی منزل مقصود کو پا لیتے ہیں لیکن رسول پاک ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی نصف سے زیادہ زندگی تنہائیوں میں (عبادت میں) گزری۔ ایک چوتھائی تکالیف برداشت کرنے میں اور صرف چھٹا حصّہ حصول مقصد کی کامیابی میں۔

عمر عزیز کے آخری دس برسوں میں آپ ﷺ سے ایسی باتیں وقوع پذیر ہوئیں کہ مرجع خلائق بن گئے۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

۲۔ سیرت نگار تاریخ نہیں بلکہ محمد ﷺ کے ہمعصر دشمن جنہوں نے آپ ﷺ کے مشن کو جھٹلایا۔ یک زبان ہو کر آپ ﷺ کی پاکیزگی۔ آپ ﷺ کی انصاف پسندی عدل و انصاف، سچائی، رحمدلی، منکسر المزاجی کی اس وقت تعریف کی جب کسی قسم کے الوہی تقدس نے آپ ﷺ کی ذات کا احاطہ نہیں کیا تھا۔

(بی سمتھ - B. smith - Muhammad and Muhammad anism 1874)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'طٰہٰ' : حروف : ۵

ط + ہ =

۹ + ۵ = ۴ + ۱ = ۵

خصوصیّت عدد '۵':

اس عدد کے حامل لوگ تجربے، مشاہدے اور جان جوکھوں کے کام میں حصّہ لینے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ نہایت جوش وخروش سے میدان میں اترتے ہیں۔ ان میں تخیل اور غور وخوض، تیز فہمی و فراست بہت موجود ہوتی ہے یہ گفتگو اور اظہار کا نمبر ہے۔ یہ دوسروں کو جو تکلیف میں ہوں ان کی ہمت افزائی اور طرفداری کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں جو ان کو ہر ماحول میں ڈھال دیتی ہے اور لوگ ان میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔

اسم مبارک 'طٰہٰ' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

طٰہٰ چونکہ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے حقیقی مفہوم کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور علامہ زرقانی نے اس کے بہت سے مفہوم بتانے کی کوشش کی ہے جن میں سے ایک مخلوق کا ہادی و رہنما ہے، اس عدد کی خصوصیات کو اس مفہوم کے پس منظر میں دیکھا گیا ہے کہ آپ ﷺ میں اعلیٰ درجے کی لیڈرانہ خصوصیات تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی فصاحت و بلاغت زبردست جذبے اور اپنی اولعزمی و فہم و فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مقصد کی تکمیل کی۔ آپ ﷺ نے دلوں کو تسخیر کیا۔ دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کیا۔ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر ان کو تنہا نہ چھوڑا۔ موقع محل کے مطابق نصیحت فرماتے رہتے آپ ﷺ ہر محفل کی جان ہوتے اور شمع رسالت کے پروانے آپ ﷺ کے گرد ہر وقت منڈلاتے رہتے۔ آپ

Marfat.com

ﷺ کی اعلیٰ خصوصیات نے لوگوں کو آپ ﷺ کا ایسا گرویدہ بنا دیا تھا کہ آپ ﷺ کے بغیر وہ اپنے آپ کو نامکمل محسوس کرتے ۔ اس طرح آپ نے ہر موقع کی مناسبت سے ان کی رہنمائی فرمائی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی مسلمان نیا کپڑا پہنتے وقت تین مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھے اور پھر لباس پہنے تو بہت سی برکات حاصل ہوں گی اللہ تعالیٰ نعمت و برکات سے سرفراز فرمائے گا۔

۲۔ نئے کاروبار کا آغاز کرتے ہوئے باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرنے سے کاروبار میں خیر و برکت ہوگی اور کاروبار کو فروغ ملے گا۔

Marfat.com

۳۲۔ سَیِّدُنَا طٰسٓ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یَا طٰسٓ ط

مفہوم: (حرف مقطعات میں سے ایک) اس کا ایک مفہوم طاہر، سردار بھی لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۔ تفصیل مفہوم:

۱۔ قرآن کے تمام حروف نورانی لوح محفوظ کی وہ تحریریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علوم کا پہلا نقش ہے انہی حروف کا پھیلاؤ قرآن کی مکمل تحریریں و آیات ہیں۔ حروف نورانی یا حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے امر 'کن' سے وجود میں آئے۔ 'کن' اللہ کے ارادے کی قوت ہے۔ جو صرف کن کی صورت میں لوح اوّل کے نوری تمثلات کے لیے اللہ پاک کا حکم بن کر نازل ہوا اور اس حکم کی تفصیل لوح دوم پر قرآن کے حروف مقطعات کی صورت میں نازل ہوئی۔ (بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۲۔ آپ ﷺ کے اس اسم گرامی کو ابن وجیہہ اور علامہ نسفی نے بیان فرمایا ہے اور ایسے ناموں کی دو اقسام بتائی ہیں ایک وہ جن پر اعراب آتے ہیں اور ایک وہ جن پر اعراب نہیں آتے جیسے کھیعص

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں میں ازروئے سینہ کے سخی، گفتگو میں سچے اور کھرے، طبیعت کے نرم قبیلہ کے لحاظ سے مکرم، سردار تھے۔ جو آپ ﷺ کو دیکھتا ڈر جاتا اور جو کوئی آپ ﷺ کے ساتھ رہنے لگتا۔ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ آپ ﷺ کا مداح بے ساختہ پکار اٹھتا کہ آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں، میں نے آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

۳۔ الرائے:

۱۔ یہ ان کے زبردست کردار اور زبردست ذہنی یکسوئی کو کوئی معمولی خراج تحسین نہیں کہ عام زندگی کے پریشان کن حالات میں بھی اس قدیم گروہی معاشرے میں آپ ﷺ نے زندگی گزاری جو کسی قسم کے اسرار کا قائل نہ تھا اور آپ ﷺ نے صرف اپنی زبردست شخصیت کی بدولت ایمان والوں کے احترام و عقیدت کو حاصل کیا اور ان دنوں میں بھی، جب لوگوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ مگر پھر بھی آپ ﷺ ان کے رہنما اور آقا ہی رہے۔ ایک علامت

Marfat.com

...... دراصل اس طرح انہوں نے اللہ سے وفاداری کو نبھایا اور آپ ﷺ کی قیادت و رہنمائی پر زبردست اعتماد کا اظہار کیا۔
(ڈرے کاٹ)
(G. M . Dray Cott - Mahomet , 1916)

۲۔ محمد ﷺ کا وہ کون سا ممتاز رویہ تھا جس نے انہیں سب سے منفرد بنا دیا؟ اس کے لیے ہمیں عیسائیت کی تاریخ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور بطور خاص اس دور کا مطالعہ کرنا ہوگا جو تعزیر و مذہبی سزا کا دور کہلاتا ہے مذہب کے نام پر عیسائیوں کے تعزیری اور احتسابی اداروں نے عیسائیت کا دامن بے گناہوں کے خون سے ایسا داغدار کر دیا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ داغ مٹائے نہیں جا سکے زرا البیگنز ، والڈنسیز اور بارتھولومیو کے سیاہ کارناموں پر تو اک نگاہ ڈالیے اس کے برعکس محمد ﷺ اور ان کے رفیقوں اور پیروکاروں نے مذہبی سزاؤں کے ذریعے کسی غیر مسلم کو ظلم وستم کا نشانہ نہ بنایا نہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے انسانیت کا دامن انسانوں کے خون سے داغدار کیا بلکہ انسانیت کو نیا مفہوم عطا کیا۔ محمد ﷺ کی یہی وہ خاص خوبی ہے جو انہیں دنیا کے تمام برگزیدہ انسانوں میں سب سے ممتاز کرتی ہے۔ ایسی عطا جس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔
(اے۔ جی۔ لیونارڈ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'طٰسٓ' : حروف : ۲

ط + س =

۹ + ۶ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

یہ عدد زہرہ سے متعلق ہے جو ایک متوازن ، پرسکون اور پر وقار شخصیت کا اظہار کرتا ہے یہ لوگ قابل بھروسہ اور متوازی الذہن ہوتے ہیں۔ انکی محبت بے لوث، جذبات سادہ اور محسوسات قطعی طور پر شریفانہ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے وقف ہوتی ہے ان لوگوں کو قدرتی و عملی مسائل سے دلچسپی ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'طٰسٓ' 'عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

'طٰسٓ' حروف مقطعات میں سے ایک ہے جس کا حقیقی مفہوم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن طاہر، سردار کے مفہوم میں اس عدد کو دیکھا گیا ہے اس عدد کے حامل کی شریف النفسی ، پاکبازی، محبت اور شفقت مسلمہ ہے نیز جو شخص دوسروں کے مسائل میں دلچسپی لیتا ہے اس کے اندر دوسروں کے لیے کچھ نہ کچھ کرنے کا جذبہ قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے اندر یہ تمام خصوصیات موجود تھیں۔ نہ آپ ﷺ کے کردار کی عظمت سے کسی کو انکار ہے اور نہ ہی لیڈرانہ صلاحیتوں سے آپ ﷺ نے ایک مسیحا کا کردار ادا کیا جس نے دلوں کو پاک کیا، جسموں کو شفایاب کیا اور روحوں کو منزہ کیا۔ ایسا کارنامہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہستی اتنی اعلیٰ و ارفع اور ہمہ جہت ہے کہ انسانی عقل کو اس کا شعور بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی ظاہرانہ صفات کی بدولت مختلف القاب سے پکارا وہاں ایسے القابات سے بھی نوازا۔ جن کے نجانے کتنے مفہوم ہیں اور نجانے کتنی مبہم خصوصیات ان میں پوشیدہ ہیں۔ یعنی

Marfat.com

''حروف مقطعات'' جن کے اصل مفہوم تک عام انسانی ذہن کی رسائی نہیں۔ اسی طرح اللہ کے محبوب نبی ﷺ کی اصل ذات پاک تک بھی انسانی ذہن وشعور کی کبھی رسائی نہیں ہو سکتی سوائے اللہ تعالیٰ اور صاحبانِ علم کے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۲۴۲ دفعہ اس اسم پاک کو پڑھ کر ایسے بچہ پر دم کیا جائے جو بلاوجہ ضد کرتا ہے اور روتا ہے تو وہ رونا بند کر دے گا۔

۲۔ اس اسم پاک کا کثرت سے ورد کرنے والا جادوٹونے کے سحر سے محفوظ رہتا ہے۔

Marfat.com

۳۳۔ سَیِّدُنَا مُجْتَبٰی ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ ا السَّیِّدِ الْمُجْتَبٰی ط

مفہوم: منتخب ۔ پسند فرمائے گئے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ط کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَاتَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ ط اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ (۱۳)۔ الشوریٰ

ترجمہ: اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی اے محمد ﷺ ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کر لیتا ہے۔

۲۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ لا وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا (۱۰)۔ الفرقان

ترجمہ: وہ بابرکت ذات اگر چاہے تو تمہارے لیے اس سے بہت بہتر کر دے جنتیں، جن کے نیچے نہریں بہیں اور تمہارے لیے اونچے اونچے محل بنا دے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"تم میں سے کون میری مثل ہے (یعنی میری مثل کوئی بھی نہیں ہو سکتا) میں اس حال میں شب بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (بخاری)

۲۔ آپ ﷺ کی برگزیدگی کے بارے میں روایت ہے کہ
جنت میں حضور ﷺ کی کتاب قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ پڑھی جائے گی اور حضور ﷺ کی زبان کے

Marfat.com

علاوہ کسی اور زبان میں تکلم نہ ہو گا اور آپ ﷺ پر حضرت اسرافیلؑ نازل ہوئے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئے۔

۳۔ حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ’’حضرت جبرائیلؑ نے مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا جہاں عجیب قسم کے کیف و رنگ کا عالم تھا پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں موتیوں کے گنبد ہیں اور جنت کی مٹی میں مشک کی خوشبو ہے۔ (بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ کولمبس نے جب نئی زمین دریافت کی۔ اس سے ایک ہزار سال قبل ہی مکہ میں ایک بچہ کا ظہور ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ عالم میں انقلاب برپا کرنے کے لیے چن لیا تھا۔ (مسٹر لائل ٹامس (امریکی))

۲۔ آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی نبی کو کبھی اتنی جلد اور عظیم کامیابیاں حاصل نہیں ہوئیں۔ نہ ہی کسی انسان کی تاریخ اور اس کے کارناموں سے دنیا کی تاریخ کا رخ اتنی تیز رفتاری سے اور اتنے انقلابی پیمانے پر بدلا۔ آج بھی بنی نوع انسان کا ساتواں حصہ ان کا اطاعت گزار اور نام لیوا ہے۔ (ولیم میکنیل)

(William Mecneill - The Rise of the west New York, 1963)

۳۔ دنیا میں کسی انسان نے برضا و رغبت طوعاً و کرہاً محمد ﷺ کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے کبھی نہیں رکھا۔ یہ نصب العین عام انسانوں کی سطح سے بہت بلند تھا۔ یہ نصب العین کیا تھا.........؟

خدا اور بندے کے درمیان جو توہمات کے پردے حائل ہو چکے تھے۔ انہیں ایک ایک کر کے الٹا دینا اور اس طرح خدا کو انسان کے سینے میں سمو دینا اور انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور باطل خداؤں کے ہجوم میں ایک منزہ خدا کا مقدس اور معقول تصور پیش کرنا۔ آج تک کسی انسان نے ایسی ہمت نہیں کی کہ اس قسم کے عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھائے جو اس طرح انسانی مقدورات سے باہر ہو اور اس کے ذرائع اس قدر محدود ہوں اس نے جب اس کی عملی شکل کے لیے قدم اٹھایا تھا تو اس کے پاس اپنی ذات یا صحرا کے ایک گوشے میں بسنے والے مٹھی بھر انسانوں سے زیادہ کوئی ساز و سامان اور وسیلہ نہیں تھا۔ اس فقدان ذرائع کے ساتھ آج تک کسی انسان نے اس دنیا میں اس قسم کا عظیم اور مستقل انقلاب پیدا نہیں کیا۔ اس انقلاب کا نتیجہ تھا کہ دو سال کے اندر اندر اسلام عملاً اور اعتقاداً عرب پر حکمرانی کر رہا تھا۔ (لیمرٹن Lamartine)

۴: الاعداد

اسم مبارک ’مجتبیٰ‘ : حروف : ۵

م + ج + ت + ب + ی =

۴ + ۳ + ۴ + ۲ + ۱ = ۴ + ۱ = ۵

خصوصیت عدد ’۵‘:

اس عدد کا حامل ہر وقت مستعد اور مصروف عمل رہتا ہے یہ ہنرمند اور ہرفن مولا لوگوں کا عدد ہے جو اپنی کوشش،

Marfat.com

تیز فہمی، اور روشن دماغی سے کامیابی حاصل کرتے ہیں ان کی ساری توجہ اس طرف ہوتی ہے کہ وہ اپنی محنت کا ثمر حاصل کریں انہوں نے نفس کشی کا سب سے بڑا سبق پڑھا ہوتا ہے ان کا زرخیز دماغ حیرت انگیز رفتار سے کام کرتا ہے فن تحریر وتقریر میں انہیں مہارت ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'مجتبیٰ' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک مجتبیٰ، میں عدد '۵' کی مندرجہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں اللہ کی وحدانیت، اس کی تعلیمات و احکامات کو روئے زمین پر نافذ کرنے میں صرف کیں۔ اتنے عظیم الشان کام کے لیے کسی عظیم الشان ہستی کا نزول بہت ضروری تھا۔ جو انسانی خوبیوں و اوصاف کا مجسم پیکر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صفات سے متصف فرما کر مبعوث کیا کیونکہ آپ نے جو کام سرانجام دینا تھا۔ اس کے لیے ان خوبیوں کا اپنی انتہا پر ہونا بہت ضروری تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اس منصوبے کا سب سے اہم حصّہ تھے جس کا آغاز حضرت آدمؑ سے ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی چیدہ چیدہ تمام اوصاف سے آپ کو متصف فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کا کام اور اسکے اثرات بھی بہت لامحدود اور وسیع تھے۔ جس نے قیامت تک نجانے کتنی صدیوں اور زمانوں پر اثرات مرتب کرنے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فصاحت بلاغت عطا کی۔ ہر قسم کی ہنرمندی سے متصف فرمایا۔ زرخیز اور مستعد ذہن عطا کیا۔ آپ ﷺ کبھی کام کرتے نہ تھکتے تھے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو اپنے اس نصب العین میں کامیابی ہوئی۔ آپ ﷺ ہر فن مولا انسان تھے جنہوں نے صرف مذہبی کارنامے سرانجام نہیں دیئے۔ معیشت، معاشرت، سیاست، قانون اور عسکری لحاظ سے بھی آپ ﷺ نے دنیا کے لیے ایسی لازوال مثالیں قائم کیں ہیں کہ دنیا حیران ہے اور غیر مسلم دنیا انگشت بدنداں ہے کہ یہ کیسا نبی ہے جس نے زندگی کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ ہر ایک پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔ یقیناً عقل فوراً سر تسلیم خم کرتی ہے کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے رب نے ان عظیم کارناموں کے سرانجام دینے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

۶۔ الفضائل:

ا۔ اس اسم مبارک کا ۱۰۰ مرتبہ ہر نماز کے بعد ورد کرنے والا ہر جگہ مقبول ہو گا اور اس کی عزت و نیک نامی میں اضافہ ہو گا۔

۲۔ ۴۵۵ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا آفاتِ ارض وسما سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔

Marfat.com

۳۴۔ سَیِّدُنَا مُرْتَضٰی ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّنْ وَّعَدْتَّهٗ اَنْ یَّرْضٰی ط

مفہوم: برگزیدہ۔ محبوب و پسند کیے گئے۔

۱۔ تفصیل مفہوم:

علامہ زرقانی نے اس اسم پاک کے معنیٰ یہ لکھے ہیں۔ وہ مقدس ذات جس پر اللہ راضی ہو یعنی ان سے محبت فرمائے اور ان کو پسند فرمائے کیونکہ اس کا مادہ 'ارتضیٰ' سے ہے جس کا مفہوم برگزیدہ، محبوب اور پسند کیے ہوئے ہے۔

۲۔ القرآن:

۱۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (۵). الضحٰی

ترجمہ: اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں وہ کچھ دے گا کہ تم راضی (خوش) ہو جاؤ گے۔

۲۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (۱۳۰). طٰهٰ

ترجمہ: پس ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی تسبیح کرو اور ان کے کناروں پر۔ اس امید پر کہ تم راضی ہو جاؤ۔

(یہاں راضی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے تمہیں امت کے حق میں شفیع بنا کر تمہاری شفاعت قبول فرمائے اور تمہیں راضی کرے)

۳۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ. (۸۷۔ الحجر)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ ﷺ کو سات آیتیں (سورۃ الحمد) جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن عطا کیا۔

۳۔ الحدیث:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اثنائے کلام میں نبی پاک ﷺ سے یہ فرمایا۔ آپ ﷺ سے آپ ﷺ کے پروردگار نے کہا کہ میں نے تجھے اپنا حبیب اور خلیل بنایا اور تمام لوگوں کے لیے

Marfat.com

بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تیرا سینہ کھولا اور تیرا بوجھ اتارا اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔ میری توحید کے ساتھ تیری رسالت وعبدیت کا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور تیری اُمت کو خیر الامم اور امت متوسط، عادلہ ومعتدلہ بنایا۔ شرف اور فضیلت کے لحاظ سے اوّلین اور ظہور و وجود کے حساب سے آخرین بنایا اور آپ ﷺ کی اُمت میں سے کچھ لوگ ایسے بنائے کہ جن کے دل اور سینے انجیل ہیں یعنی اللہ کا کلام ان کے سینوں اور دلوں پر لکھا ہوا ہوگا اور آپ ﷺ کو وجود نورانی و روحانی کے اعتبار سے اوّل النبیّین اور بعثت کے اعتبار سے آخر النبیین بنایا اور آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ اور آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کی اور آٹھ چیزیں خصوصی طور پر آپ ﷺ کی امت کو دیں اسلام اور مسلمان کا لقب۔ ہجرت اور جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا یعنی اوّل الانبیاء اور آخر الانبیاء بنایا۔ (خصائص الکبریٰ)

۲۔ حضرت عطاء ؓ ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے حضور ﷺ کے وہ اوصاف دریافت فرمائے جو توریت میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے جو اوصاف قرآن میں آئے ہیں انہی میں سے بعض تورات میں مذکور ہیں اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔

''اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں بھیجا شاہد ومبشر و نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ برائی سے برائی کو دفع کرنے والے لیکن خطا کاروں کو معاف کرنے والے اور ان پر احسان فرمانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مستقیم امت کو اس طرح راہ راست پر نہ لے آئے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں۔

۳۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں قیامت کے روز براق پر ہوں گا اور تمام انبیاء میں سے اس روز اس کے ساتھ مختص ہوں گا۔

۴۔ الرائے:

ا۔ محمد ﷺ دنیا میں خدا کی مرضی کی تنفیذ و اشاعت کے لیے سب سے بڑے ایگزیکٹو آفیسر تھے۔ انہوں نے اپنے پیش رو انبیاء کی طرح محسوس کرلیا تھا کہ تمام بنی نوع انسان ایک دن ایک ملت واحدہ بن کر رہے گی۔ ایک خدا کے ماتحت ایک حکومت وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (سپالڈنگ)

۲۔ محمد ﷺ کے کارناموں کے حوالے سے دراصل خدائے واحد کے جلال وشوکت کا اظہار ہوتا ہے خدا نے ان کے ہاتھوں کی حرکت کو وہ تاثیر عطا کی تھی کہ وہ پوری دنیا کو ہلا سکتے تھے۔ محمد ﷺ کی کامیابی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ دراصل عطیہ خداوندی تھی۔ (اے۔ جی۔ لیونارڈ)

(A . G Leonard - Muhammad an ism in Religious Systems of the world - 1908)

۳۔ جب محمد ﷺ کو زندگی کی عزیز ترین متاع مل گئی اور مکہ کی سرزمین نے آپ ﷺ کے قدم چوم لیے اور کعبہ بتوں سے پاک ہوگیا۔ درحقیقت ایسے خوش نصیب لوگ کم ہی ہوتے ہیں جن کی تمنائیں ان کی زندگی میں پوری

Marfat.com

ہوجائیں اور ان کی مرادیں بر آئیں۔ پھر ایسے افراد کا ملنا مشکل ہوتا ہے جو انسانی اقدار کو پامال بھی نہیں ہونے دیتے بلکہ انسان اور انسانیت کی قدر کرتے ہیں۔ ہجرت کے آٹھویں سال جنوری ۶۳۰ء کی وہ شام کتنی سہانی تھی جب رسول پاک ﷺ تسخیر مکہ کے بعد نہایت سکون وطمانیت سے اپنی چٹائی پر استراحت فرما تھے۔ بلاشبہ آپ ﷺ کونین کے سب سے خوش نصیب انسان ہیں۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۴۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ کو اپنی خدا پرستی، استقلال کامل اور روحانیت کی وجہ سے حاصل کیا۔

(ماسٹر شیو چرن داس)

۵۔ وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے اور ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لیے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا۔ اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی۔ وہ انسانی لعل کون تھا؟ محمد ﷺ (پنڈت شیو نرائن)

۶۔ محمد ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ و محسن تھے۔ اس وحید الدہر و اکبر الرجال شخص کی ذات والا صفات پر فخر کرنا واجب اور ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت میں شک کرنا گویا اس قدرت الٰہی میں شک کرنا ہے جو کہ تمام کائنات عالم پر مشتمل ہے۔ (مسٹر جان)

۷۔ محمد ﷺ طبیب حاذق، اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے اور ان دعوؤں کی تصدیق آپ ﷺ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں آپ ﷺ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب وتمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ کیا اب بھی آپ ﷺ کے معجزات کا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے۔ (مسٹر ڈیلز)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مرتضٰی' : حروف : ۵

م + ر + ت + ض + ی =

۴ + ۲ + ۴ + ۸ + ۱ = ۰ + ۱ = ۱ = !

خصوصیّت عدد '۱':

یہ عدد شمس کا ہے۔ مضبوط، ذی اعتماد، مرکزی طاقت اور عظیم الشان طاقت کا حامل ہے اس عدد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا حامل ہر چیز اور ہر کام خود کرتا ہے اور جرأت و بے باکی سے کام لیتا ہے۔ میدان جنگ میں بھی کارہائے نمایاں دکھانے کی حوصلہ مندی موجود ہوتی ہے۔ نہایت اچھے مجلسی آداب رکھتا ہے۔ نرم دل و شائستہ اطوار کا مالک ہوتا ہے اس کے دوست اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے دوست اس کے دلدادہ ہوتے ہیں اور اس کے دشمنوں کے دل میں جذبہ انتقام بہت کم ہوتا ہے اس کے دوستوں کا حلقہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ یہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی ہر خوبی اور قابلیت استعمال کرتا ہے جو متاثر کرنے میں جادو کا کام کرتی ہے۔

Marfat.com

بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تیرا سینہ کھولا اور تیرا بوجھ اتارا اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔ میری توحید کے ساتھ تیری رسالت و عبدیت کا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور تیری اُمت کو خیر الامم اور امت متوسطہ، عادلہ و معتدلہ بنایا۔ شرف اور فضیلت کے لحاظ سے اوّلین اور ظہور و وجود کے حساب سے آخرین بنایا اور آپ ﷺ کی اُمت میں سے کچھ لوگ ایسے بنائے کہ جن کے دل اور سینے انجیل ہیں یعنی اللہ کا کلام ان کے سینوں اور دلوں پر لکھا ہوا ہوگا اور آپ ﷺ کو وجود نورانی و روحانی کے اعتبار سے اوّل النبییّن اور بعثت کے اعتبار سے آخر النبیین بنایا اور آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ اور آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کی اور آٹھ چیزیں خصوصی طور پر آپ ﷺ کی امت کو دیں اسلام اور مسلمان کا لقب۔ ہجرت اور جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا یعنی اوّل الانبیاء اور آخر الانبیاء بنایا۔ (خصائص الکبریٰ)

۲۔ حضرت عطاء ؓ ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے حضور ﷺ کے وہ اوصاف دریافت فرمائے جو توریت میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے جو اوصاف قرآن میں آئے ہیں انہی میں سے بعض تورات میں مذکور ہیں اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔

''اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ برائی سے برائی کو دفع کرنے والے لیکن خطا کاروں کو معاف کرنے والے اور ان پر احسان فرمانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مستقیم امت کو اس طرح راہ راست پر نہ لے آئے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں۔

۳۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں قیامت کے روز براق پر ہوں گا اور تمام انبیاء میں سے اس روز اس کے ساتھ مختص ہوں گا۔

۴۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ دنیا میں خدا کی مرضی کی تنفیذ و اشاعت کے لیے سب سے بڑے ایگزیکٹو آفیسر تھے۔ انہوں نے اپنے پیش رو انبیاء کی طرح محسوس کرلیا تھا کہ تمام بنی نوع انسان ایک دن ایک ملت واحدہ بن کر رہے گی۔ ایک خدا کے ماتحت ایک حکومت وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ (سپالڈنگ)

۲۔ محمد ﷺ کے کارناموں کے حوالے سے دراصل خدائے واحد کے جلال و شوکت کا اظہار ہوتا ہے خدا نے ان کے ہاتھوں کی حرکت کو وہ تاثیر عطا کی تھی کہ وہ پوری دنیا کو ہلا سکتے تھے۔ محمد ﷺ کی کامیابی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ دراصل عطیہ خداوندی تھی۔ (اے۔ جی۔ لیونارڈ)

(A . G Leonard - Muhammad an ism in Religious Systems of the world - 1908)

۳۔ جب محمد ﷺ کو زندگی کی عزیز ترین متاع مل گئی اور مکہ کی سرزمین نے آپ ﷺ کے قدم چوم لیے اور کعبہ بتوں سے پاک ہوگیا۔ درحقیقت ایسے خوش نصیب لوگ کم ہی ہوتے ہیں جن کی تمنائیں ان کی زندگی میں پوری

Marfat.com

ہو جائیں اور ان کی مرادیں بر آئیں۔ پھر ایسے افراد کا ملنا مشکل ہوتا ہے جو انسانی اقدار کو پامال بھی نہیں ہونے دیتے بلکہ انسان اور انسانیت کی قدر کرتے ہیں۔ ہجرت کے آٹھویں سال جنوری ۶۳۰ء کی وہ شام کتنی سہانی تھی جب رسول پاک ﷺ تسخیر مکہ کے بعد نہایت سکون و طمانیت سے اپنی چٹائی پر استراحت فرما تھے۔ بلاشبہ آپ ﷺ کونین کے سب سے خوش نصیب انسان ہیں۔ (آر۔وی۔سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۴۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ کو اپنی خدا پرستی، استقلال کامل اور روحانیت کی وجہ سے حاصل کیا۔

(ماسٹر شیو چرن داس)

۵۔ وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے اور ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لیے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا۔ اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی۔ وہ انسانی لعل کون تھا؟ محمد ﷺ (پنڈت شیو نرائن)

۶۔ محمد ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ و محسن تھے۔ اس وحید الدہر و اکبر الرجال شخص کی ذات والا صفات پر فخر کرنا واجب اور ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت میں شک کرنا گویا اس قدرت الٰہی میں شک کرنا ہے جو کہ تمام کائنات عالم پر مشتمل ہے۔ (مسٹر جان)

۷۔ محمد ﷺ طبیب حاذق، اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے اور ان دعوؤں کی تصدیق آپ ﷺ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں آپ ﷺ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ کیا اب بھی آپ ﷺ کے معجزات کا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے۔ (مسٹر ڈیلز)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مرتضیٰ' : حروف : ۵

م + ر + ت + ض + ی =

۴ + ۲ + ۴ + ۸ + ۱ = ۰ + ۱ = ۱

خصوصیت عدد '۱':

یہ عدد شمس کا ہے۔ مضبوط، ذی اعتماد، مرکزی طاقت اور عظیم الشان طاقت کا حامل ہے اس عدد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا حامل ہر چیز اور ہر کام خود کرتا ہے اور جرأت و بے باکی سے کام لیتا ہے۔ میدان جنگ میں بھی کارہائے نمایاں دکھانے کی حوصلہ مندی موجود ہوتی ہے۔ نہایت اچھے مجلسی آداب رکھتا ہے۔ نرم دل و شائستہ اطوار کا مالک ہوتا ہے اس کے دوست اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے دوست اس کے دلدادہ ہوتے ہیں اور اس کے دشمنوں کے دل میں جذبہ انتقام بہت کم ہوتا ہے اس کے دوستوں کا حلقہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ یہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی ہر خوبی اور قابلیت استعمال کرتا ہے جو متاثر کرنے میں جادو کا کام کرتی ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'مرتضیٰ' عدد 'ا' کی خصوصیات کا مظہر:

عدد 'ا' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات کا آپ ﷺ کی ہستی میں موجود ہونا ناگزیر تھا کیونکہ آپ ﷺ کی ہستی کوئی عام ہستی نہ تھی بلکہ وہ عظیم الشان ہستی تھی جس کو رب تعالیٰ نے مخصوص، محبوب اور برگزیدہ فرمایا تھا۔ جس طرح کوئی بھی فنکار چاہے ادیب ہو یا مصور یا کسی اور شعبے سے وابستہ۔ وہ اپنی ساری زندگی کے کاموں میں سے صرف کسی ایک کو اپنا شاہکار بنائے گا۔ گو کہ دوسرے کاموں کی خصوصیات و اہمیت کا وہ کبھی انکار نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا محبت اور خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے لیکن حضور ﷺ کی ہستی کو شاہکار گنوایا ہے۔ ایسی شاہکار ہستی جس کی ہر ادا دلفریب تھی اور جس کی ہر یاد محبوب (اللہ تعالیٰ) کی یاد سے پر تھی۔ جس کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا سب اپنے رب کے لیے مخصوص تھا تو ایسی ہستی کو خدا نے خود ہی یہ فرما کر کہ "رسول اللہ ﷺ کی ہستی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔" اپنے اس شاہکار کی آفاقیت پر ایسی مہر ثبت کی ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ ﷺ بلاشبہ محبوب رب پاک تھے جنہوں نے بھٹکے ہوئے انسان کو اپنے رب سے ملوایا۔ اس کارہائے نمایاں پر دنیا ان کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کرتی رہے وہ کم ہے اور اللہ کے اس احسان عظیم کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے والا تمام آفات ارض و سماء سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ اگر کوئی سخت پریشان ہو تو سات دن تک بلاناغہ روزانہ باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر چودہ سو پچاس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرے تو انشاء اللہ اس کی مشکل آسان ہوگی۔

☆———⊛———☆

Marfat.com

۳۵۔سَیِّدُنَا حٰمٓ ﷺ

(حروف مقطعات میں سے ایک۔صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حٰمٓ ط

مفہوم: حٰمٓ

۱۔تفصیل مفہوم:

۱۔ صاحب تفسیر روح البیان اس اسم مبارک کے حروف کا تفسیری اندازہ کرتے ہیں کہ 'ح' سے آپ ﷺ کا حوض کوثر مراد ہے جہاں سے قیامت کے دن امت محمدی سیراب ہوگی اور 'م' سے مراد آپ ﷺ کی وسیع سلطنت ہوگی جو مشرق سے مغرب تک آپ ﷺ کی امت کے تصرف میں آئے گی۔

۲۔ ابن ہشام کے مطابق 'معرکہ احزاب' کے دوران صحابہ کرام نے حٰمٓ حٰمٓ کو اپنے شعار (نعرہ) کے طور پر اپنا کر ثابت کر دیا کہ وہ اپنے رب کی تائید ونصرت سے استقامت کے ساتھ جبل سلع کی طرح دشمن کا مقابلہ ڈٹ کر کریں گے مگر انہیں خندق پار کرنے نہیں دیں گے۔ (سیرۃ النبویۃ ابن ہشام)

۲۔الحدیث:

۱۔ روایت ہے کہ جب سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حوض کوثر کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک نہر جنت ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے۔ (مسلم واحمد)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دو چیزوں میں سے ایک منتخب کرنے کا اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اسے دنیا کا عیش وعشرت اور مال و دولت جس قدر چاہے دے دیا جائے اور اگر چاہے تو وہ چیز لے لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اس بندے نے وہ چیز منتخب کی جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
کثرت امت کے لحاظ سے میں سب انبیاء سے بڑھ کر ہوں۔ (مسلم)

۳۔الرائے:

۱۔ اگر مقصد کی عظمت، وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج، ان تین باتوں کو انسانی غور وفکر کا معیار بلند مانا جائے تو

Marfat.com

کون ہے جو تاریخ کی کسی قدیم یا جدید شخصیت کو محمد ﷺ کے مقابل لانے کی ہمت کر سکے، لوگوں کو شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں۔ قوانین وضع کیے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں لیکن غور طلب یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا کیا؟

صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی تو وہ ان کی آنکھوں کے سامنے لٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک آدمی ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا۔ قوانین وضع کیے اور مملکتیں و سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نگاہ بلند نے لاکھوں افراد ایسے پیدا کر دیے جو اس وقت دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل ہیں۔ (لیمرٹن Lamartine)

۲۔ آپ ﷺ کے آخری بیس سالوں کے بارے میں جو معلومات مختلف تاریخی ذرائع سے حاصل کی گئی ہیں اور جدید دانشوروں کی تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ ایک شخصیت کے ہمہ جہت پہلو تھے جو کہ مکمل طور پر حقیقی ہیں۔ آپ ﷺ کی سوانح عمری کے اہم پہلوؤں میں سے ایک طرف تو لامحدود کامیابیاں اور دوسری طرف آپ ﷺ کے کردار میں انسانیت کا پہلو...... دونوں حیران کن متضاد باتیں مگر ٹھوس حقیقت ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

۳۔ تاریخی مواد سے کسی بھی بڑے آدمی کی شخصیت اور اس کی کامیابی کا جائزہ لینا اور اس کی کامیابی کی کنجی ڈھونڈ نکالنا بڑا مشکل مسئلہ ہے بڑے آدمیوں کی شخصیتیں پر اسرار ہوتی ہیں ان کی شخصیت سے پردہ اٹھانا تاریخی مواد کے بس کی بات نہیں۔ تاریخ اس سلسلے میں بالکل مدد نہیں کرتی۔ (سرجان گلب پاشا)

۴۔ جس طرح دنیا میں اور بزرگ اپنے جلال اور بزرگی کا ایک مستحکم ستون قائم کر گئے ہیں۔ اسی طرح محمد ﷺ بھی اپنی فضیلت کا ایسا جھنڈا کھڑا کر گئے ہیں کہ جو ہمیشہ کے لیے ان کی یادگار رہے گا۔ یعنی اسلام کا پرچم جس کے نیچے اس وقت کروڑہا لوگ پناہ گزین ہیں اور ان کے نام پر جان دینے کے لیے مستعد کھڑے ہیں یہ ان کی فضیلت کا بڑا عالی شان نشان ہے۔ (شری شردھے پرکاش۔ برہمو سماج کے لیڈر)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حمٓ' : حروف : ۲

ح + م =

۸ + ۴ = ۲ + ۱ = ۳

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کے حامل افراد تیز قوت مکاشفہ رکھتے ہیں ان کے خیالات اور آراء کسی سے مستعار لیے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ اوریجنل خیالات کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ استعداد عمل جس کی وجہ سے ان کو عزت اور قوت تمیز قابل عزت مقام دلا سکتی ہے۔ یہی قابلیت انہیں دوسروں میں ممتاز بنا سکتی ہے۔ اسی لیے یہ لوگوں میں توصیفی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس عدد کی وجہ سے ان کے حامل افراد میں مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کو جو عظمت ملتی ہے وہ دیر تک قائم رہ سکتی ہے اس نمبر کی قوت اور تاثیر ان کو نا امیدی اور ناکامیوں کے چنگل سے بچائے رکھتی ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'حٰمٓ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کا اسم مبارک 'حٰمٓ' بھی حروف مقطعات میں سے ایک ہے جس کے حقیقی مفہوم کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے بعض نے کہا کہ 'حٰمٓ' اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم مبارک بھی ہے اور حضور ﷺ کا بھی۔ واللہ اعلم۔

لیکن یہاں پر ایک نقطہ قابل غور ہے کہ سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے کہ معرکہ احزاب میں صحابہ کرام نے تائید ایزدی کے لیے 'حٰمٓ حٰمٓ' کو اپنا شعار (نعرہ) بنایا۔ معلوم نہیں کہ ان کا نقطہ نظر کیا تھا لیکن اوپر بیان کردہ عدد '۳' کی خصوصیات میں سے آخری لائن کہ ''اس نمبر کی قوت اور تاثیر ان کو نا امیدی اور ناکامیوں کے چنگل سے بچائے رکھے گی'' شاید اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس وقت یہ نعرہ لگایا جب وہ دشمن کا مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔ اگر ان حالات میں حٰمٓ اور اس کے عدد پر غور کریں تو تینوں میں ایک ربط سا نظر آتا ہے۔ مزید یہ کہ اس عدد کے حامل افراد میں اوپر بیان کردہ تمام خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ زبردست قوت مکاشفہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے وہ خیالات پیش کیے جس میں ہمعصر لوگوں کے خیالات ونظریات کا شائبہ تک نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو امی رکھا تاکہ اس کے حبیب ﷺ پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے کہ اس شخص کے خیالات تو کسی ماخذ سے مستعار لیے ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ کو جو قابل قدر و قابل عزت مقام عطا ہوا ہے اور آخرت میں مقام محمود و حوض کوثر اور شفاعت کے جس درجے سے آپ ﷺ نوازے جائیں گے یہ سب اللہ کی عطا ہے جس سے وہ صرف اور صرف اپنے حبیب پاک ﷺ کو نوازے گا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جس کسی کو سخت مشکلات و مصائب کا سامنا ہو تو وہ کثرت سے اس اسم مبارک کا ورد کرے۔

۲۔ ہر نماز کے بعد ۱۷۳ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر طرح کی پریشانی اور نقصان سے محفوظ رکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے گا۔

Marfat.com

۳۶۔ سَیِّدُنَا مُصْطَفٰے ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُصْطَفٰے ط

ا: مفہوم: چنے ہوئے۔ منتخب کیے گئے

ا۔ القرآن:

ا۔ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۵۲)۔ الشوریٰ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے قرآن بھیجا ہے۔ تم نہ تو کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت عطا کرتے ہیں اور بے شک (اے محمد ﷺ) تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔

۲۔ وَمَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْکَ الْکِتٰبُ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَھِیْرًا لِّلْکٰفِرِیْنَ (۸۶)۔ القصص

ترجمہ: اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر تمہارے پروردگار کی مہربانی سے نازل ہوئی تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ ایک بار ایک شخص نے ان الفاظ سے آپ ﷺ کو خطاب کیا۔ اے ہمارے آقا کے فرزند! اور اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند، آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو۔ شیطان تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ﷺ ہوں۔ خدا کا بندہ اور اس کا رسول خدا ﷺ نے جو مرتبہ مجھ کو بخشا ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔ (مسند احمد)

۲۔ ابن اسحاق نے علی بن نافع الجرشی سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے قبیلہ کا ایک کاہن تھا جب رسول پاک ﷺ کی حالت کا شہرہ ہوا اور تمام عرب میں پھیل گیا تو راوی نے کہا کہ قبیلہ جنب نے اس کاہن سے کہا کہ ہم پر مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو اور وہ اس شخص کے پاس اس کے پہاڑ کے نیچے سب کے سب جمع ہوئے جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اتر آیا اور اپنی ایک کمان پر سہارا دے کر ان کے

Marfat.com

لیے سوچتا ہوا کھڑا ہو گیا پھر وہ بہت دیر تک اپنا سر آسمان کی جانب اٹھائے رہا پھر وہ کودنے لگا پھر کہا لوگو۔ اللہ نے محمد ﷺ کو بزرگی عنایت فرمائی اور آپ ﷺ کو منتخب فرما لیا ہے۔ آپ ﷺ کے دل کو پاک صاف کر کے اسے نور سے بھر دیا ہے لوگو! ان کا قیام تم میں چند روز کے لیے ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر اپنے پہاڑ میں چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

۳۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا۔ تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ وہ عرض کرنے لگے، ''ہم یہاں اللہ کو یاد کر رہے ہیں اس کی حمد و ثناء کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ ﷺ کی ذات گرامی سے ہم پر احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' بخدا کیا تم اسی لیے یہاں جمع ہو؟ عرض کیا۔ بخدا ہم صرف اسی لیے جمع تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی بلکہ جبرائیل میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے اظہار فخر فرما رہے ہیں۔ (نسائی)

۳۔ الرائے:

۱۔ وہ سارے فضائل و کمالات جو پروردگار عالم نے متفرق طور پر حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک سارے انبیاء کرام اور رسل عظام کو علیحدہ علیحدہ عطا کیے تھے وہ یکجا کر کے دامن مصطفیٰ میں ڈال دیے۔

(سید محمود آلوسی ۔ عظیم محقق)

۲۔ درحقیقت میں مکمل عاجزی سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر مقصد میں غیر متزلزل ایمان اور دیانتداری ہو نیز مکمل بے غرضی ہو۔ معاشرے میں موجود تمام غلط برائیوں اور خامیوں کے بارے میں زبردست بصیرت و ادراک ہو اور ان کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے تمام ذرائع بھی ہوں تو یہ وحی کے ظاہر و پوشیدہ آثار میں سے ہیں۔ محمد ﷺ کا مقصد واقعی منتخب کیا گیا تھا۔ (جی ۔ ڈبلیو۔ لیٹنر)

(G . W . Leitner - Muhammad anism in Religious Systems of the world, a colletion of addresses by swan sonneschein and co . Landon 1908)

۳۔ تاریخ انسانی میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں کہ جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقے سے انجام دیا ہو جس طرح پیغمبر اسلام نے انجام دیا۔ دراصل وہ اس کام کے لیے چنے گئے تھے۔ (مسٹر ڈی رائٹ)

(M . D. wright)

۴۔ آپ ﷺ کا اپنا کوئی ذاتی دعویٰ نہیں تھا۔ تبلیغ کے آغاز سے ہی آپ ﷺ کا دعویٰ تھا کہ یہ خدا کا مشن ہے جس کے لیے آپ ﷺ کو منتخب کیا گیا ہے۔ (ای ۔ ڈرمینگھم)

۵۔ اسلام کے داعی حضرت محمد ﷺ نے نہ تو مسیح تھے نہ نجات دہندہ بلکہ وہ ایک انسان تھے جن کو خدا نے بنی نوع انسان تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بطور واسطہ منتخب کیا تھا۔ (ایڈیٹر لائف آف امریکہ)

۶۔ حضور ﷺ اپنے آپ ﷺ کو اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کر چکے تھے آپ ﷺ کا ایمان اور ایقان تھا کہ آپ ﷺ خدا کی طرف سے اس کام کے لیے چنے گئے تھے۔ (جنرل سرجان گلب پاشا)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مصطفیٰ' : حروف : ۵

م + ص + ط + ف + ی =

۴ + ۹ + ۹ + ۸ + ۱ = ۳۱ = ۳ + ۱ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

اس عدد پر یورینس کی حکمرانی ہے جو صاحب عزت اور صاحب خیال اور آزادی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس عدد کا حامل ہر موقع محل کے مطابق اپنے خیالات پیش کر سکتا ہے۔ یہ لوگ انقلابی مہم کے سرگرم رکن ہونے کے علاوہ عظیم مصلح بھی ہوتے ہیں۔ محتاط دور اندیشی کی وجہ سے سطحی چیزوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر فی الفور اقدام اٹھاتے ہیں یہ لوگ لسان الاعجاز، خوش گفتار اور ملنسار ہوتے ہیں ان کی ایک نمایاں علامت یہ ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ اوسط درجے سے زیادہ قابل اعتبار اور انتہائی طور پر عامل ہوتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدر نے مستقل مزاجی اور صبر و تحمل کے سخت ڈسپلن کے لیے انہیں منتخب کیا ہے۔

اسم مبارک مصطفیٰ 'عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اُمّی بنایا تو اپنے نور ہدایت سے زبان و بیان کی قوت بخشی اور آپ ﷺ کو تمام علوم کا سرچشمہ قرار دیا اور آپ ﷺ کو بشر بنایا تو تمام اعلیٰ اخلاقی اقدار و اوصاف سے متصف فرما کر 'انسان کامل' بنایا۔ آپ ﷺ کو نور بنایا تو اپنے انوار میں سے ایک 'نورِ منتخب' بنا کر جلا بخشی آپ ﷺ کو نبی بنایا تو تمام سابقہ انبیاء کی تمام اوصاف سے متصف فرمایا۔ رسول بنایا تو بہترین کتاب عطا فرمائی۔ صاحب شریعت بنایا تو سب سے آسان اور قابل عمل شریعت و قانون عطا فرمایا۔ سماجی و معاشرتی مصلح بنایا تو پہلے انسانی اقدار کی تمام اوصاف سے مالا مال کیا اور انسانیت کے درجے کو سمجھنے والا بنایا اور پھر مصلح اعظم کے عظیم مرتبے سے سرفراز فرمایا۔ معیشت کو سمجھنے والا اور اس کی اصلاحات کو نافذ کرنے والا بنایا۔ جب انسانیت ظلمت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک کر دم توڑنے کے قریب تھی تو مسیحا اور نجات دہندہ بنا کر بھیجا ایسا عظیم سپہ سالار بنایا جس نے میدان جنگ میں بھی کبھی اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اتنی خوبیوں اور اوصاف کا مالک یقیناً خدا کی طرف سے منتخب ہی کیا جا سکتا ہے اور ایسا عظیم مرتبہ صرف اسی کو مل سکتا ہے جس کو خدا چاہے اور جس کے اندر ایک ایک وصف اس محبت و منصوبہ بندی سے تخلیق کرے کہ قیامت تک کے لیے بے مثال، نایاب شاہکار قرار پائے۔ آپ ﷺ کے اس اسم مبارک کے مفہوم کے پیش نظر عدد '۴' کی مندرجہ بالا بیان کردہ مخصوص صفات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نمایاں طور پر موجود تھیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ہر روز ۲۰۰ مرتبہ باوضو حالت میں اس اسم پاک کو پڑھے گا اسے اللہ کی عبادت کی توفیق حاصل ہوگی اور عبادت میں تسکین حاصل ہوگی۔

۲۔ اگر کسی نے خاص عہدے کے لیے امتحان دیا ہو تو اس میں کامیابی کے لیے سات یوم تا گیارہ یوم تک بلاناغہ باوضو حالت میں قبلہ رخ ۲۳۹ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دعا مانگے۔ کامیابی نصیب ہوگی۔

Marfat.com

۳۷۔سَیِّدُنَا یٰسٓ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا یٰسٓ ط

مفہوم: یٰسٓ. علماء ومفسرین کے نزدیک اس کے معنی ہیں۔
''اے سردار'' واللہ اعلم

ا۔تفصیل مفہوم:

ا۔ ابن عربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ امام مالک نے فرمایا۔ یہ اللہ کے ناموں میں سے بھی ایک نام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منسوب ہے کہ یہ اسمائے الٰہی میں سے ہے۔

۲۔ ایک اور روایت ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''اے انسان'' کے ہیں اور اس سے مراد رسول کریم ﷺ ہیں۔

۳۔ حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے کہ یٰسٓ کے معنی ''اے سید'' کے ہیں۔

۲۔القرآن:

ا۔ یٰسٓ (۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (۲) اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (۳) یٰسٓ

ترجمہ: یٰسٓ (۱) قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ (۲) اے محمد بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو (۳)۔

۳۔الحدیث:

ا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شخیر کا بیان ہے کہ بنی عامر کی سفارت کے ساتھ جب ہم لوگ خدمت اقدس میں آئے تو عرض کی کہ حضور ﷺ! ہمارے آقا (سید) ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آقا خدا ہے۔ پھر ہم لوگوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم سب سے افضل و برتر ہیں ارشاد ہوا کہ بات کہو تو دیکھ لو کہ شیطان تو تم کو نہیں چلا رہا ہے۔

(ابوداؤد)

۲۔ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایمان والوں کا سردار یعنی سید المومنین ہوں۔ جب وہ مر کر اٹھیں گے تو میں ان کو لے کر چلوں گا جب وہ نا امید ہوں گے میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔ جب میں سفارش کروں گا تو میری شفاعت قبول ہوگی۔ جب میں مانگوں گا تو مجھے عطا ہوگا۔ (دلائل النبوۃ)

۳۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سرور دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کو نظر آیا کہ سرور دو عالم

Marfat.com

ﷺ کے بیت اقدس میں دنیاوی ساز و سامان کی کیا کیفیت ہے؟ جسم مبارک پر صرف ایک تہبند ہے۔ ایک کھردری چارپائی بچھی ہے سرہانے ایک تکیہ پڑا ہے جس میں خرمے کی چھال بھری ہے۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں ایک کونے میں پائے مبارک کے پاس کسی جانور کی کھال پڑی ہے۔ کچھ مشکیزہ کی کھالیں سر کے پاس کھونٹی پر لٹک رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ ! میں کیوں نہ روؤں۔ چارپائی کے بان سے جسم اقدس میں بدھیاں پڑ گئی ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے اسباب کی کوٹھڑی ہے۔ اس میں جو سامان ہے وہ نظر آ رہا ہے قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ ﷺ خدا کے برگزیدہ پیغمبر ہو کر آپ ﷺ کے سامان خانہ کی یہ کیفیت ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اے ابن خطاب ! تم کو یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت۔ (مسلم)

۴۔ الرائے:

۱۔ وہ (محمد ﷺ) اپنے آپ کو بہت اچھی طرح جانتے تھے قائدانہ صلاحتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اس احساس کے باوجود آپ ﷺ نے نہ کبھی اس کا اظہار کیا اور نہ ہی کبھی دربار سجانے اور عدالت لگانے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے کسی کو محسوس تک نہ ہونے دیا کہ آپ ﷺ مافوق البشر یا روحانی صفات کے حامل انسان ہیں۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۲۔ اگر اشخاص کی زندگی ۔ بزرگی اور وقعت کا اندازہ ان کے کارناموں سے لگایا جا سکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت محمد ﷺ رجال التاریخ میں سب سے زیادہ عظیم شخصیت گزرے ہیں۔

(فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولیبان Dr. G Lebnon)

(تمدن عرب۔ L a - Civilization)

۳۔ اسلام دیگر مذاہب میں اس لیے ممتاز ہے کہ اسلام کے برگزیدہ اور جلیل القدر پیشوا کے حالات زندگی میں ابہام یا اسرار کا کوئی ایسا عنصر ملا ہوا نہیں پایا جاتا جو دوسرے بڑے بڑے ہادیان مذہب کے گرد حلقہ زن نظر آتا ہے۔ حضور ﷺ کی مبارک زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی تصویر تھی۔ آپ ﷺ کے کارنامے ان بڑے انسانوں کی زندگیوں کی یاد دلاتے ہیں جو اپنے نام تاریخ کے اوراق میں چھوڑ گئے۔ (مسز اینی بیسنٹ)

۴۔ یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعے سے ثابت ہوتی ہے کہ ان کی زندگی اغراض و مفاد پرستی سے پورے طور پر خالی تھی اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام استحکام اور لامحدود اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور انا کو تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا۔ بلکہ آخری وقت تک اسی سادہ طرز و انداز کو برقرار رکھا جو پہلے دن سے ان کے رہن سہن سے نمایاں تھا۔

(ڈیون پورٹ - J- Deven port- Apology for Muhammad and the Koran , 1882)

۵۔ دنیا میں آج تک جس قدر انسان پیدا ہوئے رسول پاک ﷺ ان میں سب سے بڑے ہی نہیں سب سے زیادہ سچے بھی ہیں نسل انسانی پر جتنا احسان آپ ﷺ کا ہے کسی دوسرے کا نہیں۔ (پروفیسر اسنوک ہرج رونجی)

Marfat.com

۵: الاعداد

اسم مبارک 'یٰسٓ' : حروف : ۲

ی + س =

۱ + ۶ = ۷

خصوصیت عدد '۷':

یہ نپچون کا نشان ہے۔ جو علم، مطالعہ، فہم و فراست، قابل، سلجھے ہوئے اور فلسفیانہ خیالات کا مالک ہے۔ اس عدد کے حامل میں زبردست روحانی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ نگاہ بڑی دور بین ہوتی ہے۔ مراقبہ پسند، مطالعہ پسند، منطقی، پارسا ہوتا ہے یہ لوگ اپنی آن اور عزت کے لیے آخری دم تک نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہیں۔ بے مقصد فضولیات سے نفرت کرتے ہیں اس عدد والے کبھی غلطی کا شکار نہیں ہوتے۔ ان میں اپنا عزت اور وقار قائم رکھنے کا مادہ ہوتا ہے۔ متانت، سکون پسندی، قوت برداشت نفس کشی اور تفکرانہ سوچ ان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ نمود و نمائش سے دور ہوتے ہیں۔ بہت امن پسند اور صلح جو ہوتے ہیں۔ لوگوں کی تکالیف دور کرنے کے لیے فوری آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اسم مبارک 'یٰسٓ' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

'یٰسٓ' بھی حروف مقطعات میں سے ایک ہے۔ جس کے حقیقی وحتمی مفہوم کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ یٰسٓ کا ایک مفہوم 'اے انسان' بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور اس اسم مبارک کا عدد جو کہ '۷' ہے اس میں اس مفہوم کی خصوصیات کو دیکھا گیا ہے آپ ﷺ ایک مذہبی و روحانی انسان تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری انسانیت کو حق کا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔ ایسے عظیم الشان انسان کو بنیادی طور پر جن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے وہ سب آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ علم، فہم و فراست، دور بینی، منطق، پارسائی، سکون پسندی، قوت برداشت، متانت، نمود و نمائش سے پرہیز، صلح جوئی، امن پسندی، دوسروں کا دکھ درد، گوشہ نشینی یہ سب ایک مذہبی و روحانی انسان کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں جو کہ آپ ﷺ میں یقینی طور پر موجود تھیں۔ اور آپ ﷺ نے ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ کارنامہ کیا تھا۔ انسانیت کی حتمی اصلاح کا آپ ﷺ کا دائرہ عمل صرف ملک عرب تک محدود نہ تھا بلکہ پورے کرۂ ارض اور اس کے خطوں میں بسنے والے مختلف نسلوں اور اقوام کے لوگوں اور تاقیامت نسل انسانی کی بقاء کا کام آپ ﷺ کے ذمہ تھا۔ اتنے بڑے کام کو سرانجام دینے کے لیے انتہائی متانت، دور اندیشی منطقی وفکری نقطہ نظر درکار تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطور نمونہ پیش کیا اور 'یٰسٓ' کہہ کر بلایا یعنی 'اے انسان' جو درحقیقت 'انسان کامل' ہیں۔ اور تمام نوع انسانی کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کی کوئی ایسی جائز حاجت ہو جو کسی بھی طرح پوری نہ ہوتی ہو تو چاہیے کہ نصف شب کو ننگے سر ہو کر باوضو حالت میں ۴۱ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دعا مانگے۔ انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔

Marfat.com

۲۔ جو کوئی کسی امتحان میں کامیابی کا خواہاں ہو تو اسے چاہے کہ ہر فرض نماز کے بعد ۱۴۱ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دعا مانگے۔کامیابی نصیب ہوگی اگر کوئی شخص چاہے کہ دشمن اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے تو ہر نماز کے بعد نہایت توجہ کے ساتھ ستر مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھے۔ انشاء اللہ دشمن اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

نوٹ: ہر عمل کے ساتھ اول و آخر درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔

☆——●——☆

Marfat.com

۳۸۔ سَیِّدُنَا اَوْلٰی ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَحْسَنَ خَلْقِ اللّٰہِ ط

مفہوم: سب سے زیادہ بڑھ کر، لائق تر، سب سے زیادہ بہتر

۱۔ القرآن:

۱۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ . (۶۔ الاحزاب)

ترجمہ: یہ نبی ﷺ (پیغمبر) مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر (زیادہ) حق رکھتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ نبی نائب ہے اللہ کا، کسی کا اپنی جان مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''ہر مومن کے لیے میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو اور آپ ﷺ نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتے سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ ایک روز حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ بے شک آپ ﷺ سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔

تم میں سے ہرگز کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے جواب میں عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ بے شک اب آپ ﷺ میرے نزدیک میری جان سے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

اے عمرؓ! اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا۔ (بخاری)

۳۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد تمام لوگوں کی نسبت زیادہ محبوب نہ

Marfat.com

ہو جاؤں۔
(بخاری)

۴۔ روایت ہے کہ نبوت سے پہلے آنحضرت ﷺ کو حالت خواب میں فرشتے نظر آیا کرتے تھے آغاز وحی سے پہلے رویاء میں تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ کعبہ کے احاطہ میں آرام فرما رہے تھے کہ ایک فرشتے نے پوچھا۔ ان میں وہ کون ہے؟ بیچ والے نے جواب دیا۔ ''ان میں سے جو سب سے بہتر ہے'' پچھلے نے کہا'' تو ان میں سے بہتر کو لے لو۔ تو اس کے بعد وہ لوگ چلے گئے۔ (بخاری)

۵۔ حضرت علی ؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی محبت کس درجے کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا۔

اللہ کی قسم! وہ ہمارے نزدیک، ہمارے اموال، ہماری اولاد اور ہمارے والدین سے زیادہ محبوب تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنا پیاسے کو ٹھنڈا پانی مرغوب ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد ؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ کا پاؤں سن ہو گیا۔ ان سے یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ ؓ کے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کیجئے، یہ سن کر آپ ؓ نے فرمایا۔ یا محمد ﷺ! (اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا۔)
(بخاری)

۷۔ حضرت عمر ؓ نے جب وظائف کا نظام قائم کیا تو اپنے صاحبزادے، حضرت عبداللہ ؓ کا وظیفہ تین ہزار مقرر کیا جبکہ حضرت اسامہ بن زید ؓ کا ساڑھے تین ہزار مقرر ہوا۔ حضرت عبداللہ ؓ نے شکوہ کیا کہ ابا جان۔ اسامہ ؓ کسی موقع پر بھی مجھ سے آگے نہیں بڑھے پھر یہ تفریق کیوں کی گئی؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا۔ اسامہ کے والد زید ؓ حضور ﷺ کو تمہارے والد سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ ؓ آپ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ لہٰذا میں نے اپنی محبت پر رسول پاک ﷺ کی محبت کو ترجیح دی۔

۸۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سیدنا محمد ﷺ سے بلند مرتبہ کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ عظمت بخشی کہ آپ ﷺ کی اعانت اور نصرت کے متعلق سابقہ انبیاء کرام سے عہد و پیمان لیا۔ (سورۃ ال عمران۔ ۸)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' میں ہر زمانہ کے بہترین لوگوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ جس زمانہ میں اب ہوں۔ زمانے کے بھی بہترین لوگوں میں مجھے بھیجا گیا۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ قرآن سے اس شخص کے روحانی ارتقاء کا پتا چلتا ہے جو تمام نبیوں اور مذہبی لوگوں میں سب سے زیادہ کامیاب رہا اور ان سب سے بڑھ کر تھا۔
(کارلائل)

۲۔ بے شک محمد ﷺ کا لایا ہوا دین اخلاص انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور معاشرے کے لیے اعلیٰ ترین اخلاقی ہدایت ہے ہر لحاظ سے محمد ﷺ کا دین تمام ادیان پر فوقیت رکھتا ہے۔ (گوئٹے)

۳۔ اگر پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں اسلام ہی کہنا پڑے گا۔ اگر محمد ﷺ کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناکارہ رہ

Marfat.com

جاتے۔ اگر آپ ﷺ نہ آتے تو یورپ کے تاریک زمانے دو چند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپ ﷺ کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بہ حیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ ﷺ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ ﷺ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ ﷺ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی۔ کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ ﷺ مجھے سب سے بزرگ تر، سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔ (رانا بھگوان داس بھگوان)

۴۔ انسانی نقطہ نظر سے زمانہ حال کے کسی بھی شخص کو محمد ﷺ کے مقابلے میں لا کھڑا کریں اور موازنہ کریں۔ جتنے بڑے مشہور لوگ ہوئے ہیں انہوں نے کچھ اسلحہ بازی کر کے قانون کو کچھ الٹ پلٹ کر کے سلطنتوں کو ہلایا جلایا اور جو نئی چیز قائم کی وہ ان کے بانیوں کے مرنے سے پہلے ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اس کے برعکس محمد ﷺ نے فوجوں کو بھی جھنجھوڑا۔ سلطنتوں کو بھی ہلا دیا۔ مذہبوں کو ہلایا۔ خیالات کو ہلایا۔ روحوں کو ہلایا۔ ایک کتاب دی جس کا ایک ایک حرف قانون بن گیا۔ اور اس کتاب کی اساس پر ایک روحانی قومیت کی بنیاد ڈالی جو ہر زبان کے بولنے والوں اور ہر نسل سے تعلق رکھنے والوں کو سمیٹ لے گئی اور مسلمان قوم کی یہ خصوصیت بتائی کہ جھوٹے دیوتاؤں سے نفرت کرے اور اپنے خدا سے والہانہ محبت کرے جو ایک ہے اور غیر مساوی بھی۔ تو کیا محمد ﷺ کا ہم پلہ یا اس سے بڑھ کر کوئی اور ہے۔ (عظیم انقلاب کے عظیم قائد۔ الفونس الامارتین۔ Lamartine)

۵۔ مذاہب عالم کی تاریخ میں رسول اللہ ﷺ ایک منفرد حیثیت کے مالک ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے خاص رسول ہونے کا اعزاز پایا۔ آپ ﷺ کا پیغام تھا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بندگی کی جائے۔ آپ ﷺ آسمانی مخلوق تھے نہ فرشتے۔ آپ ﷺ تو دنیا کے بہترین انسانوں میں سب سے بہترین انسان تھے۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۶۔ تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں محمد ﷺ سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'اولیٰ' : حروف: ۴

ا + و + ل + ی =

۱ + ۶ + ۳ + ۱ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیّت عدد '۲':

اس عدد کے حامل افراد میں دوستی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے یہ بہترین خدمت گار، مددگار، قابل اعتماد اور وفادار ہوتے ہیں نہایت سلجھے ہوئے اور اپنی رائے کو مؤثر انداز سے ظاہر کرتے ہیں چال چلن میں اچھے، بہترین دوست، جھگڑے سے نفرت کرنے والے انتہائی حساس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں ان کو جلد دوست بنایا جا سکتا ہے اور یہی لوگ کسی مجمع کی جان بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے رحمدل اور معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوتے ہیں یہ لوگ اگر کسی سماجی انجمن کے رکن ہوں تو وہ حتی المقدور اپنے حلقہ اثر کو فائدہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر بڑی اعلیٰ پایہ کی روحانی صفات موجود ہوتی ہیں۔

Marfat.com

اسم مبارک 'اولیٰ' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو 'اولیٰ' اس لیے کہہ کر پکارا کہ اس سے آپ ﷺ کے رتبے کا تعین ہوتا ہے کائنات میں کوئی بھی انسان آپ ﷺ سے بڑھ کر معتبر و محترم نہیں۔ دنیا کے تمام رشتوں اور مالی فوائد سے بڑھ کر اس ہستی کو اس لیے محترم ٹھہرایا گیا کہ یہ ہستی انسانیت کی فلاح کے لیے پیدا کی گئی تھی۔ جنہوں نے تکلیفیں سہیں تو امت کے لیے جنہوں نے شب بھر عبادت میں گزاری اور گریہ کرتے رہے تو امت کی بخشش کے لیے جنہوں نے جو بھی عمل کیا تو امت کے لیے مثال قائم کرنے کے لیے۔ ایسی ہستی کو کیوں نہ سب سے محترم ٹھہرایا جاتا۔ جنہوں نے زندگی کا ایک ایک لمحہ انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے صرف کیا۔ عمل بھی کیا اور مثال بھی قائم کی صرف انسانیت کو آخرت میں نار جہنم سے بچانے کے لیے اور انہیں حیات جاودانی بخشنے کے لیے۔ اللہ کی رحمتوں و برکتوں سے فیض یاب ہونے کے لیے۔ اس طرح عدد '۲' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات آپ ﷺ کے اسم مبارک 'اولیٰ' میں نمایاں ہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص چاہے کہ اس کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت اور عشق پیدا ہوجائے تو ہر نماز کے بعد ۴۷ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے پر مداومت رکھے۔

۲۔ اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہو اور ادائیگی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزانہ نماز فجر یا عشاء کے بعد باوضو حالت میں تین سو مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے انشاء اللہ بہت جلد قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

Marfat.com

۳۹۔سَیِّدُنَا مُزَّمِّلٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا مُزَّمِّلُ ط

مفہوم: کملی والے۔ چادر اوڑھنے والے

ا۔القرآن:

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ (۱)۔المزمل

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) جو چادر (کملی) میں لپٹ رہے ہو۔

اس کے شان نزول میں کئی اقوال ہیں۔

ا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ابتداء زمانہ میں سید عالم ﷺ خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے۔ ایسی حالت میں حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو یاایھاالمزمّل کہہ کر ندا کی۔

۲۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حالت میں آپ ﷺ کو ندا کی گئی۔

۳۔ ''یاا یھا المزمل'' کی ندا بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔ اس سے مراد رداء نبوت یا چادر رسالت کے حامل و لائق ہستی بھی ہے۔

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام کے نزدیک سورۃ المزمل، سورۃ الخرقہ بھی ہے۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک کملی جو پیوندوں کی کثرت سے نمدہ کی مثل تھی اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے ان دونوں میں وصال فرمایا۔ (بخاری)

۲۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس صوف کا ایک کالا کمبل بھی تھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ جس کو خرقہ (گدڑی) کہتے ہیں صوف کا کالا کمبل جس میں پیوند لگے ہوئے ہوں یہ انبیاء کرام کی سنت ہے جو اولیاء اللہ اور درویشوں کو وراثت میں ملا ہے۔ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو یا یھا المزمل و یا یھا المدثر کے خطاب سے پکارا

Marfat.com

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ خداوندی میں کمبل اور گدڑی غایت درجہ محبوب تھا۔ اس لیے اس لباس کے عنوان سے آپ ﷺ کو خطاب فرمایا۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس مرض میں رسول پاک ﷺ کی وفات ہوئی اس میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک چادر پہن کر نماز پڑھی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے سینہ مبارک پر اس کی گرہ باندھی ہوئی تھی۔ (ابن حبان)

۳۔ الرائے:

ا۔ پیغمبر خدا ﷺ کو وحی کے نزول کا فوری علم ہوجاتا تھا۔ عام طور پر حضور ﷺ کملی یا دوشالے کو اپنے اوپر ڈالے رکھتے تھے جس وقت وحی کا نزول ہوتا تھا انتہائی سردیوں کے زمانے میں بھی آپ ﷺ پسینہ پسینہ ہوجاتے تھے۔ وحی کے نزول کے بعد فوری بیٹھ جاتے تھے اور اللہ کی طرف سے آئے ہوئے الفاظ کا اعادہ کرتے تھے۔

(جنرل سرجان گلب پاشا حیات عہد نبوی ﷺ)

۲۔ میں آنے والی نسلوں کو بتانا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ دنیا کے کسی بادشاہ، حکمران، فاتح، سلطان، راجہ یا مہاراجہ کو اپنی رعایا کا اتنا احترام، محبت اور عقیدت نصیب نہیں ہوئی جو عرب کے اس کملی پوش بادشاہ کو عطا ہوئی۔ لبادہ ایسا اوڑھے ہوئے جس میں اس نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جا بجا پیوند لگا رکھے تھے محبتوں کی یہ دیوانگی ۲۳ سال لگاتار چلتی ہے بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے انسانوں کا کوئی ایسا ہیرو، اتنا محترم انسان۔ کیا آپ کو کہیں اور دکھائی دیتا ہے۔ (کارلائل، ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مزمل' : حروف: ۴

م + ز + م + ل =

۴ + ۷ + ۴ + ۳ = ۸ + ۱ = ۹

خصوصیّت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلق ہے اس کا حامل عزم مستحکم اور فولادی قواء کا انسان ہوتا ہے اس کی مضبوط قوت ارادی کے سامنے پہاڑ ہل سکتے ہیں۔ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والا ہوتا ہے اور تمام مشکلات وصبر آزما پروگرام ان کی توسط سے کامیاب ہوسکتے ہیں ان لوگوں کے دوست ان کی بہت مدد کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے یہ سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہوجاتے ہیں مذہبی خیالات رکھتے ہیں اچانک حادثے یا واقعات وتبدیلیاں ان کی زندگی کا حصہ ہوتی ہیں۔ اچانک واقعات رونما ہونے کی وجہ سے کام شروع کردیتے ہیں۔ ان کی عادات میں باقاعدگی ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'مزمل' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

'مزمل' مخاطب کا ایک انداز بیان ہے مگر اس خطاب کے مفہوم اور اعداد میں وہ تمام خصوصیات پنہاں ہیں جو آپ

Marfat.com

ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ مضبوط عزم و ہمت، بے مثل قوت ارادی کے مالک تھے اور جب اپنا مشن شروع کیا تو نہ مالی طور پر مستحکم تھے اور نہ ہی کوئی اور ذرائع تھے صرف اپنی ذات پاک پر بھروسہ کیا جس کو متحرک رکھنے والی خدائی قوت ان کے ساتھ تھی کوئی اور ذرائع نہ تھے اس عدد کے حامل افراد کی ان کے دوست بہت مدد کرتے ہیں اور جب آپ ﷺ مشن کا آغاز کیا تو سب سے پہلے ایسا دوست میسر آیا جو بہترین مددگار اور معاون ثابت ہوا اور رفتہ رفتہ ایسے دوست میسر آتے گئے جو آپ ﷺ کی ابرو کے اشارے پر جانیں قربان کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ 'یا ایھا المزمل' کی اچانک ندا نے آپ ﷺ کو اپنے اس اہم مقصد حیات کی طرف بلایا اور باقی کے تمام واقعات اسی سلسلے کی کڑیاں ثابت ہوئے۔ اور جس اولوالعزمی سے آپ ﷺ نے اپنے کام کو سرانجام دیا وہ دنیا کے لیے ایک مثال بن گیا۔ آپ ﷺ نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تسلسل سے اپنا مشن جاری رکھا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ مغرب کے وقت اس اسم پاک کو مستقل پڑھنے والا غنی ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو کوئی انتہائی سخت مشکل میں ہو تو نماز تہجد کے بعد ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے اس کی ہر مشکل دور ہوگی۔ سات۔ گیارہ یا اکیس یوم تک یہ عمل کرے۔

Marfat.com

۴۰۔ سَیِّدُنَا وَلِیٌّ ﷺ

(الٰہی وصفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ط

مفہوم: دوست، مددگار، رفیق

۱۔ القرآن۔ اللہ کا دوست:

۱۔ اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ. (۱۹۶) الاعراف

ترجمہ: ''بے شک میرا والی (دوست) اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔''

۲۔ انسانوں کا دوست:

۱۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ (۵۵)۔ المائدۃ

ترجمہ: بے شک تمہارے رفیق و مددگار تو اللہ، اس کا رسول ﷺ اور اہل ایمان ہیں کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکتے ہیں۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہماری قوم قریظہ ونضیر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسمیں کھالی ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کسی قسم کی مجالست (ہم نشینی) نہیں کریں گے۔ اس پر مندرجہ بالا آیت کریمہ (سورۃ المائدہ) نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام خوشی سے بولے۔ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر اور مومنین کے دوست ہونے پر۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جناب پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو خواہ کوئی ہو ملنا چاہیے اور جو مومن قرض یا محتاج عیال چھوڑ جائے چاہئے کہ وہ قرض خواہ یا عیال میرے پاس آئے کیونکہ میں اس کا ولی و متکفل ہوں۔ (بخاری)

۳۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کا بیان ہے کہ میں رات کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ سَلْ (مانگ) میں نے عرض کیا کہ میں بہشت میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ یہ مرتبہ بہت بڑا ہے کچھ اور مانگ۔ حضرت

Marfat.com

ربیعہ ؓ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو یہی ہے جو عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اس مقصد کے حصول میں میری مدد کر یوں کہ نماز بہت پڑھا کر اور سجدوں میں دعا کیا کر۔ (مسلم)

۴۔ ایک روز قبیلہ اسلم کے چند صحابہ کرام تیر اندازی میں باہم مقابلہ کر رہے تھے کہ رسول پاک ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا۔ جب حضرت محجن بن اورع ایک اسلمی سے مقابلہ کر رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے بنی اسمٰعیل، تم تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا تم تیر پھینکتے جاؤ میں ابن اورع کے ساتھ ہوں یہ سن کر حضرت نضلہ بن عبید اسلمی نے اپنے ہاتھ سے کمان پھینک دی اور عرض کیا۔
''جب حضور ﷺ ابن اورع کے ساتھ ہیں تو میں اس کے ساتھ تیر نہیں پھینکتا کیونکہ جس کے ساتھ آپ ﷺ ہوں وہ مغلوب نہیں ہوسکتا۔'' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

(بخاری)

۵۔ ایک دفعہ نجاشی کے ہاں سے ایک سفارت آئی۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بہ نفس نفیس مہمانداری کے تمام کام انجام دیئے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔
ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے اس لیے میں خود ان کی خدمت گزاری کرنا چاہتا ہوں۔

۶۔ حضرت بلال ؓ بن رباح کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا۔ واحسرتا (ہائے غم) یہ سن کر حضرت بلال ؓ نے کہا۔ وائے خوشی! میں کل اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب سے ملوں گا۔

۷۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے رفقاء سے مشورہ کرنے میں اتنا زیادہ سرگرم ہو جس قدر رسول پاک ﷺ تھے۔

۴۔ الرائے:

۱۔ اگر محمد ﷺ سے والہانہ عقیدت اور وابستگی کو ماپا جائے جو کہ درحقیقت آپ ﷺ کے صحابہ نے آپ ﷺ سے گہری عقیدت کی بنا پر ظاہر کی تو محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی سچا دوست اور رفیق وہاں موجود نہ تھا۔ ابتدائی ایام میں ہی آپ ﷺ کے گرد مکہ کے سب سے بہترین اور شریف اشخاص اکٹھے رہتے اور زندگی کے انتہائی نشیب و فراز میں کسی بھی موقع پر یہ دوستی ٹوٹی نہیں بلکہ بڑھتی ہی گئی۔ وہ بہت مہربان اور سب کو معاف کرنے والے انسان تھے۔ (بی سمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhamamdanism , 1874)

۲۔ آپ ﷺ ہر وقت ہر شخص سے ملنے کے لیے اور مدد کے لیے تیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ بیماروں کی عیادت کرتے تھے ہر شخص سے مہربانی کا برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی خوش اخلاقی، فیاضی اور رحمدلی محدود نہ تھی۔ ہر وقت قوم کی اصلاح کی فکر میں مشغول رہتے تھے آپ ﷺ کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے لیکن بوقت وفات آپ ﷺ نے چند معمولی چیزیں چھوڑیں اور ان کو بھی مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے۔ (ڈاکٹر جی۔ ویل)

۳۔ یہ عرب کی تاریخ میں پہلی کوشش تھی کہ انہیں خون کی بجائے مذہب کے نام پر ایک مرکز پر جمع کیا جا رہا تھا۔ اللہ اس سلطنت کا حاکم اعلیٰ تھا اس کا رسول اپنی زندگی بھر اس کا نائب اور فرمانروا رہا۔ بنابریں محمد ﷺ اپنے فرائض

Marfat.com

کے علاوہ ایسے فرائض بھی انجام دیتے تھے جیسے سلطنتوں کے حکام اس کی ملت میں سب کے سب قبائلی رشتوں اور پرانے علاقات سے یکسر منقطع ہو کر اصولاً بھائی بھائی بن چکے تھے۔ (ہٹی۔ تاریخ عرب)

۴۔ روایات کے مطابق حضرت سلمان ؓ فارسی نے مشورہ دیا کہ شہر کے اطراف خندق کھود کر مدینہ کی حفاظت بہتر طریقے سے کی جاسکتی ہے حضرت سلمان ؓ کا یہ مشورہ قبول کر لیا گیا۔ حضور ﷺ نے بذات خود اس کام میں پہل کی۔ پہلے نشان ڈالا گیا۔ سبل، پھاوڑا اور درانتی لیے حضور ﷺ گڑھا کھودنے آگے بڑھے۔ مسلمان آپ ﷺ کے اطراف جمع ہو گئے۔ چونکہ وقت بہت ہی کم رہ گیا تھا اس لیے سب کے سب دیوانہ وار اس کام میں لگ گئے۔ آپ ﷺ لوگوں کی حوصلہ افزائی فرماتے جاتے تھے۔ (جنرل سرجان گلب پاشا)

(General Sir john Ghalib Pasha - The life and times of Muhammad)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'ولی' : حروف : ۳

و + ل + ی =

۶ + ۳ + ۱ = ۱۰ + ۱ = ۱

خصوصیّت عدد 'ا':

اس عدد کے حامل افراد نہایت شائستہ، نرم دل اور مہذب ہوتے ہیں۔ اچھے مجلسی آداب رکھتے ہیں ان کے دوست ہمیشہ ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے دوست ان کے دلدادہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ دشمنوں کے دلوں میں بھی ان کے لیے جذبہ انتقام بہت کم ہوگا۔ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع ہوتا ہے ان میں حاکمانہ صلاحیتیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے دوسروں پر بڑے عمدہ اثرات مرتب کرتے ہیں۔ لوگ ان کا حکم ماننے میں عار محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کی شخصیت پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں بچوں اور جوانوں سے ہمدردی کرنے والے اور دوسروں کو خوشیاں فراہم کرنے والے ہوتے ہیں اپنا ہر کام خود کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہر معاملہ میں ہمدرد اور وفادار ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'ولی' عدد 'ا' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اسم مبارک 'ولی' میں عدد 'ا' کی وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ایک مخلص، سچے اور ایماندار دوست میں ہونی چاہئیں۔ ایک اچھے دوست کا ذہن میں تصور آتے ہی وہ تمام خوبیاں پردہ تخیل پر نمودار ہونے لگتی ہیں جن سے ایک خوبصورت، پرسکون اور دلفریب احساس جنم لیتا ہے دوستی جیسے خوبصورت رشتے کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے سوائے اس کے کہ ایک دوست کو با اعتماد، وفادار، پرخلوص، سچا، مہذب ہمدرد اور شائستہ ہونا چاہیے نہ کہ دوستوں پر رعب ڈالنے والا اور ان پر حکم چلانے والا کیونکہ اس سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور منفی احساسات جنم لینے لگتے ہیں آپ ﷺ ایک ایسے باوفا دوست تھے جن پر امت کا ہر فرد بھرپور اعتماد کر سکتا تھا۔ ایسے راز داں تھے جن کو ہر کوئی اپنا راز بتانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ آپ ﷺ دکھوں کے مارے لوگوں کا ملجا و ماوی تھے۔ ہر دکھی انسان کے لیے باعث تسکین قلب و جان تھے۔ ایسی نایاب ہستی کہ جس کی دوستی پر فخر ہی کیا جا سکتا ہے وہ صرف رسول پاک ﷺ کی تھی۔ اور آپ ﷺ

Marfat.com

نے ہر ایک کے ساتھ خوب وفا نبھائی کہ دشمن بھی معترف ہو گئے پوری تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتا کہ محمد ﷺ کے کسی دوست نے ان کو کبھی چھوڑا ہو یا انہوں نے کسی کو چھوڑا ہو بلکہ پیر وکار بڑھتے گئے۔ دوستوں کا حلقہ وسیع ہوتا گیا مگر کوئی ایک بھی نہ کہہ سکا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے کبھی بھی بے اعتنائی برتی۔ ایسا پر خلوص دوست دنیا کی تاریخ میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آپ نے ﷺ پر خلوص دوستی، وفاداری اور محبت کی ایسی لازوال مثالیں قائم کیں کہ آپ ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہو گئے اور سچی محبت کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان کے اندر اپنے محبوب کے لیے بے دریغ جان قربان کرنے کا جذبہ موجود نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے لیے مومنین سے ایسی ہی محبت کا متقاضی ہے کہ تمہارے لیے ان کی ذات سے بڑھ کر اور کوئی محبوب نہیں ہونا چاہیے یعنی ایسی محبت جس کا اقرار کلمہ شہادت سے ہوتا ہے اور انتہا اس آیت مذکور پر ختم ہوتی ہے یہ بھی آپ ﷺ کا رتبہ و بلند مقام ہے کہ ایسی محبّت کا تقاضا اللہ تعالیٰ نے کسی اور نبی و رسول کے لیے نہیں کیا سوائے آپ ﷺ کی ذات اقدس کے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو اللہ کی رضا وخوشنودی کا طالب ہو تو کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرے۔

۲۔ کسی بھی پریشانی میں اس اسم مبارک کا کثرت سے ورد کرے وہ پریشانی رفع ہو گی۔

Marfat.com

۴۱۔سَیِّدُنَا مُدَّثِّرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُدَّثِّرٌ ط

مفہوم: چادر اوڑھنے والے۔لحاف لپیٹنے والے۔

۱۔القرآن:

۱۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (۱) قُمْ فَاَنْذِرْ (۲) المدثر

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو (۱) اٹھو اور ہدایت کرو (۲)

۲۔الحدیث:

۱۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی وحی کے بعد کچھ عرصے تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا یکا یک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا۔آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میں یہ دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہو گیا اور گھر پہنچ کر میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا دَثِّرُوْنِیْ ...... دَثِّرُوْنِیْ (مجھے چادر اوڑھا دو)

چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے لحاف یا کمبل اوڑھا دیا۔اس کیفیت میں دوبارہ نزول وحی کا آغاز ہوتے ہوئے ارشاد ہوا۔''اے لحاف لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھ اور اپنی قوم کو ڈرا۔ (بخاری)

۲۔ حضرت نعمان ﷺ بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ اپنے ایک خطاب میں فرماتے تھے۔میں نے تمہیں آتش دوزخ سے خبردار کر دیا ہے میں نے تمہیں آگ کے عذاب سے آگاہ کر دیا ہے آپ ﷺ بار بار یہی کلمہ دہراتے تھے۔راوی کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ اتنی بلند آواز سے فرماتے کہ بازار والے بھی آپ ﷺ کے اس فرمان کو سن لیتے اور اس وقت آپ ﷺ پر خود فراموشی کی کیفیت طاری تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی کملی جو اس وقت آپ ﷺ اوڑھے ہوئے تھے آپ ﷺ کے قدموں کے پاس آگری۔

(دارمی)

۴۔الرائے:

۱۔ میں حضرت محمد ﷺ کو کورنش بجالاتا ہوں۔وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں۔وہ ایک قوت تھی جو انسانوں کی

Marfat.com

بہتری کے لیے صرف ہوئی۔ ایام سلف کی داستانوں کا مطالعہ کرو تا کہ تمہیں اس کی شوکت و سطوت کا پتہ چلے۔ بادشاہ اور روحانی استاد ہوتے ہوئے وہ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتے وہ غائب کی آواز پر لبیک کہتے۔ ''اے کملی والے اٹھ اور تبلیغ فرما،'' لوگوں نے انہیں ایذا دی یہاں تک کہ ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی لیکن انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ (سادھوٹی۔ ایل وسوانی)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مدثر' : حروف : ۴

م + د + ث + ر =

۴ + ۴ + ۵ + ۲ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیّت عدد '۶':

یہ عدد وفاداری اور انکساری کا ہے۔ اس عدد کا حامل نہایت نرم دل اور مددگار ہوتا ہے دوسروں کی مدد کرنے کے لیے اپنی ہمت سے باہر ہو جاتا ہے۔اس کی محبت بے لوث، جذبات اور محسوسات قطعی طور پر شریفانہ ہوتے ہیں۔ اس کی زندگی اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے وقف ہوتی ہے اپنے مخصوص انداز سے اور اپنی جوش انگیز عادت سے اپنی شخصیت کو اور مؤثر بنا لیتے ہیں نہایت قابل اعتماد ہوتے ہیں اور جب کوئی ذمہ داری ان کے سر ڈال دی جائے تو بہت ایمانداری سے سرانجام دیتے ہیں۔

اسم مبارک 'مدثر' عدد '۱' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو 'مدثر' اس وقت کہہ کر پکارا جب آپ ﷺ کو تبلیغ کا اہم فریضہ سونپا جا رہا تھا۔ 'مدثر' کا خطاب آپ ﷺ کو اس لیے ملا کہ 'مدثر' کا عدد جو کہ '۶' ہے اس میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو بحیثیت مبلغ آپ ﷺ میں موجود ہونی چاہئیں تھیں۔ مثلاً وفاداری، انکساری، نرم دلی، بے لوث محبت، معاونت، قابل اعتماد و مؤثر شخصیت، انداز بیان اور شدید احساس ذمہ داری ان تمام خصوصیات کے بغیر ایک مبلغ اپنی ذمہ داریاں کبھی بھی احسن طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا اور آپ ﷺ تو مبلغ اعظم و داعی اعظم تھے۔ آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والی نسل انسانی کو پیغام حق پہنچانا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو ''مدثر'' کہہ کر پکارنا حکمت سے خالی نہیں۔ یہ انداز تخاطب۔ مخاطب کے خیالات اور خطاب کی آفاقیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس میں کوئی شائبہ نہیں 'مدثر' کے اس لقب میں اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ سے بھرپور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہاں آپ ﷺ کے ذاتی اسم مبارک سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ کی ذات پاک سے وابستہ ایک انداز و ادا سے مخاطب فرما کر ایسی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آئی یعنی ہر نبی کو بلواسطہ مخاطب کیا مگر آپ ﷺ کو یوں بلانا گوارانہ فرمایا آپ ﷺ کی تکریم کی اور اس وقت یہ لقب عطا فرمایا جب اس کی ضرورت تھی یعنی جب تبلیغ کا فریضہ آپ ﷺ کو سونپا جا رہا تھا اور اس لحاظ سے اسم مبارک 'مدثر' کے عدد میں وہ تمام خصوصیات موجود ہونی چاہئیں تھیں۔ جس کی اس وقت ضرورت تھی۔ یعنی اس لقب سے پکارا جانا بھی حکمت سے خالی نہیں۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

ا۔ ہر نماز کے بعد ۴۴ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے والا شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اللہ اس بندے کو اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔

۲۔ اگر کسی پر کوئی اہم ذمہ داری پڑگئی ہو تو اس اسم پاک کو کثرت سے پڑھے انشاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی اوز اللہ اپنے فضل و کرم سے اسے نوازے گا۔

☆——◉——☆

Marfat.com

۴۲۔ سَیِّدُنَا مَتِیْنٌ ﷺ

(الٰہی و صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَآئِمِیْنَ ط

مفہوم: مضبوط (آدمی)۔ بردبار۔ ثابت قدم

ا۔ القرآن:

ا۔ فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ج اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (۴۳۔ الزخرف)

ترجمہ: پس تمہاری طرف جو وحی کی گئی ہے اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ بے شک تم سیدھے رستے پر ہو۔

۲۔ فَلِذٰلِکَ فَادْعُ ج وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ج (۱۵)۔ الشوریٰ

ترجمہ: پس (اے محمد ﷺ) لوگوں کو اسی دین کی طرف دعوت دو اور مضبوط قائم رہو جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔

۳۔ فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا ط اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۱۱۲)۔ ھود

ترجمہ: پس تم مضبوط قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے۔ اور اے لوگو! سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ روایت ہے کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے مستقل تیروں کی بوچھاڑ کی تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے لیکن آپ ﷺ نہایت سکون و اطمینان سے چند نثاروں کے ساتھ میدان میں جمے رہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا عمل جھڑی ہوتا تھا۔ یعنی جس طرح بادل کی جھڑی برسنے پر آتی ہے تو رکتی نہیں اس طرح آپ ﷺ کا حال تھا کہ جو بات ایک دفعہ آپ ﷺ نے اختیار کی ہمیشہ اس کی زبردست پابندی فرمائی۔ پھر فرمایا ''آنحضرت ﷺ جو کر سکتے تھے وہ تم میں سے کون کر سکتا ہے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن الارت سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سایہ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کیے ہوئے تشریف فرما تھے کافروں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر ہم نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے اور ہماری مدد کیوں نہیں کرتے اور یہ کہ کافروں کے لیے بد دعا کیوں نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔'' تم سے پہلے لوگ گرفتار کیے جاتے تھے اور زمین میں گڑھا کھود کر دبا دیے جاتے تھے

Marfat.com

یہاں تک کہ نبیوں اور ان کے ماننے والوں کو آرے سے چیرا گیا اور ان کے بدنوں پر لوہے کے کنگھے چلائے گئے۔ پھر بھی وہ حق پر جمے رہے اور یہ آزمائشیں بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھیں۔ خدا کی قسم! دین اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ صفاء سے حضر موت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا آئے گا کہ اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ (بخاری)

۴۔ روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کیا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ اس پہاڑ کو آپ ﷺ کے لیے سونے کا بنا دوں اور جہاں آپ ﷺ جائیں یہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر تھوڑی دیر سر نیچے کیا پھر فرمایا۔ اے جبرائیل! بے شک دنیا تو اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، اس کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ جبرائیلؑ نے یہ سن کر فرمایا "اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھے۔ (کتاب الشفاء)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ ایک ایسی شخصیت تھے جس کے سامنے ایک عظیم مقصد اور بلند نصب العین تھا اور اپنے اس مقصد کی تکمیل اور نصب العین کے حصول کی راہ میں حائل ہر مشکل اور دشواری کا وہ مقابلہ کر سکتے تھے یہ قوت اور صلاحیت اللہ کی دین تھی۔ (اے۔ جی۔ لیونارڈ)

(Arthur . G . Leonard - Muhammad anism in the Roligious system of the world 1908)

۲۔ دنیا میں کوئی ایسی شخصیت مشکل سے ملے گی جس کا خارجی ماحول تو یکسر بدل گیا مگر اس میں معمولی سی تبدیلی بھی نہ آئی ہو۔ (باسورتھ اسمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhammad anism 1874)

۳۔ تاریخ میں مذہب اسلام کے بانی سے زیادہ حیرت ناک کوئی کردار نہیں پایا جاتا۔ کوئی دوسرا آدمی مشکل سے ملے گا جس نے دنیا کی تقدیر پر گہرا اثر ڈالا ہو۔ بلاشبہ ان کو نا موافق حالات ملے۔ مگر وہ جانتے تھے کہ ان حالات کو کس طرح اپنے حق میں موڑا جائے۔ انہوں نے مشکلات کا مقابلہ اس عزم کے ساتھ کیا کہ ناکامی سے کامیابی کو نچوڑ دیا مگر یہ بھی یقینی ہے کہ دوسرا کوئی آدمی سرے سے کامیابی ہی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

(ای۔ ای۔ کلیٹ۔ برطانوی دانشور)

۴۔ اگر کبھی کوئی شخص اپنے مقصد کے حصول کے لیے موت کی طرح اٹل رہا ہے تو وہ ریگستان عرب کا یہ عظیم فرزند ہی تھا اور اگر کسی آدمی نے عالمگیر بیداری کے لیے اپنا دل اور روح کھول کر رکھ دی ہے تو وہ بھی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ ہی تھے۔ (میجر اے لیونارڈ)

۵۔ حضرت محمد ﷺ دنیا کی وہ بڑی شخصیت ہیں جن پر دنیا کی طاقت، رعب اور ہمت جس قدر فخر کرے تھوڑا ہے وہ ایسے انسان تھے جنہیں استقلال کا پتلا کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ (لالہ شام لال کپور)

۶۔ حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر یقیناً کوئی اور چیز محمد ﷺ کو ایسے لگاتار استقلال کے ساتھ جس کا آپ ﷺ سے

Marfat.com

ظہور ہوا آگے نہیں بڑھا سکتی۔ ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخر دم تک نہ کبھی آپ ﷺ مذبذب ہوئے اور نہ کبھی آپ ﷺ کے قدم سچائی کے اظہار سے ڈگمگائے۔

(پروفیسر اے فری مین)

۷۔ یہ دیکھنے اور ثابت کرنے کے لیے کہ محمد ﷺ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا ہوئی اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو یہ ایک بے کار عمل ہوگا کیونکہ محمد ﷺ نے تیرہ برس جو جدوجہد، حوصلہ شکنی، دھمکیوں، خطروں، استرداد اور سزاؤں کے مقابلے میں جاری رکھی اس کی کوئی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی ناقابل یقین اذیتوں اور تکلیفوں کے باوجود محمد ﷺ نے اپنے عقیدے کا پرچم سربلند رکھا۔ (سر ولیم میور)

(Sir. William Muir - The Life of Muhammad , 1912)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'متین' : حروف: ۴

م + ت + ی + ن =

۴ + ۴ + ۱ + ۵ = ۴ + ۱ = ۵

خصوصیت عدد '۵':

اس عدد کے حامل لوگ مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔ تیز فہم اور موقع شناس ہوتے ہیں۔ خدا نے ان کو تصویر کے دونوں رخ دیکھنے کی قوت و ہمت دی ہے۔ نتائج کی پرواہ کیے بغیر فی الفور اقدام کر لیتے ہیں۔ ہر وقت مصروف عمل رہنا ہی اپنی زندگی کا منشا سمجھتے ہیں یہ لوگ بہت بہادر ہوتے ہیں اور حقائق و دلائل کو پسند کرتے ہیں اگر یہ ایسے ذہن کو کسی کام کے لیے آمادہ کر لیں تو زبردست نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ نہایت جوش و خروش سے میدان عمل میں اترتے ہیں اور اس عدد کی ابتدائی قابلیتوں کی بدولت اپنے متعلقہ میدان میں اچھا مقام پیدا کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'متین' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک 'متین' بمعنی مضبوط، عدد '۵' کی اوپر بیان کردہ تمام خصوصیات کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی جہد مسلسل کی ہے اور جس جذبے کے ساتھ آپ ﷺ میدان عمل میں اترے تھے۔ زندگی کے کسی بھی موقع پر ان کے جوش و جذبے میں کمی نہیں آئی۔ آپ ﷺ کی معاملہ فہمی، فہم و فراست اور مضبوط قوت ارادی نے آپ ﷺ کو زبردست کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جیسے ہی آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔ مخالفتوں کا سیلاب امڈ آیا مگر آپ ﷺ نے جس مضبوط قوت ارادی اور ثابت قدمی سے ان سب مصائب کا سامنا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی سچائی کے ثبوت میں دلائل بھی دیے اور منطقی جوابات بھی۔ جہاں بات زیادہ بڑھی اور تلوار اٹھانے کی نوبت آئی تب بھی آپ ﷺ پیچھے نہ ہٹے اور ایسے مؤثر انداز میں کاروائیاں کیں کہ مخالفین زیر ہوتے گئے اور حق کا علم جو آپ ﷺ نے بلند کیا تھا وہ عظیم الشان انداز سے سربلند ہوتا گیا۔ آپ ﷺ اولوالعزمی اور ثابت قدمی کی ایک زبردست مثال بن گئے۔ جو قیامت تک آنے والے اولوالعزم انسانوں کے لیے ایک مشعل راہ اور نمونہ ثابت ہوگی۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:۔

۱۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کا قلب مضبوط ہو جائے دل کی کمزوری دور ہو جائے تو وہ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے۔اسے قلبی قوت نصیب ہوگی۔

۲۔ اگر کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ وہ پر اعتماد اور ہر معاملے میں ثابت قدم ہو جائے تو ۶۰۰ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کو پڑھ کر آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا کے معاملے میں مضبوطی و ثابت قدمی عطا کرے گا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۴۳۔ سَیِّدُنَا مُصَدِّقٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُصَدِّقِیْنَ ط

مفہوم: تصدیق کرنے والے۔ سچ بولنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (۳۷. الصّٰفّٰت)

ترجمہ: بلکہ وہ تو حق لے کر آئے ہیں اور پہلے رسولوں کی تصدیق فرماتے ہیں۔

۲۔ وَلَمَّا جَآءَ ھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ق کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ کَاَنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ . (۱۰۱)۔البقرہ

ترجمہ: اور جب اللہ کے یہاں سے ایک رسول ﷺ ان کے پاس تشریف لایا ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہوا۔ تو کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے۔

الحدیث:

ا۔ احبار شام میں سے دو شخص سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی شکل وشمائل کو توریت کے مطابق دیکھ کر پہچان لیا اور عرض کیا کیا آپ محمد ﷺ نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ احمد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ عرض کیا۔ ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ ﷺ نے ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے۔

فرمایا۔ سوال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۸ تلاوت فرمائی۔

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآ ئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۱۸)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر کہ اس کے

Marfat.com

سوا کوئی معبود نہیں وہ عزت والا اور حکمت والا ہے۔"

یہ تصدیق سن کر دونوں مسلمان ہو گئے۔ (بحوالہ کنز الایمان)

۲۔ حضرت حذیفہ ؓ بیان فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ میرے رفقاء فی الواقع بھول چکے ہیں یا وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے دنیا کے خاتمے تک تمام فتنوں کا کوئی ایسا سرغنہ نہیں چھوڑا اور جس کی جماعت تین سو یا اس سے اوپر تک پہنچ چکی ہو مگر اس کا اور اس کے باپ اور قبیلے کا نام لے لے کر ہم کو بتا دیا ہے۔
(ابوداؤد)

۳۔ حضرت وابصہ ؓ اسدی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اس غرض سے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ نیکی و گناہ کی حقیقت دریافت کروں۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا "وابصہ ؓ! میں تمہیں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔" میں نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ ارشاد عالی ہوا۔ "نیکی وہ ہے جس کے کرنے کے خیال سے تمہارے دل میں انشراح اور خوشی پیدا ہو اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے، اگرچہ لوگوں نے اس کے کرنے کا فتویٰ ہی کیوں نہ دے دیا ہو۔
(مسند احمد بن حنبل)

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی نبی آتے رہے اور خدا نے ان کو یہی تعلیم دے کر بھیجا تھا کہ خدا ایک ہے بتوں کی عبادت حرام ہے مشرکانہ رسوم حرام ہیں انسان کو چاہئے کہ گناہوں سے بچے۔ گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ پاک صاف رہنے کی کوشش کرے۔ حضرت موسیٰ ؑ، حضرت عیسیٰ ؑ وغیرہ بھی یہی تعلیم لے کر آتے رہے لیکن لوگ اس تعلیم کو بھلا دیتے اس میں ردو بدل کر لیتے اور غلط راستوں پر پڑ جاتے مگر خدا بڑا رحیم و کریم ہے۔ اس نے محمد ﷺ کو بھیجا کہ خلقت کو پھر خدا کا راستہ دکھائیں۔ ان کو پھر ایک خدا کی عبادت کا حکم دیں اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کریں۔ حضرت محمد ﷺ نے پہلے انبیاء کی تصدیق کی اور ان کی وحی کی بھی تصدیق کی۔

(پروفیسر۔ اے جے۔ آربری)
(Prof . A. J . Arberry)

۲۔ مدینہ آنے کے بعد آپ ﷺ نے جو اہم قدم اٹھایا وہ یہودیوں سے دوستی کا معاہدہ تھا۔ حضور ﷺ کا کہنا تھا کہ جس مذہب کی آپ ﷺ تبلیغ کر رہے ہیں یہ وہی مذہب ہے جو ابراہیم ؑ کا مذہب تھا۔ آپ ﷺ کے الفاظ میں آپ ﷺ ابراہیمی مذہب کی ہی ترویج کر رہے تھے ہم دیکھتے ہیں کہ توریت کے قصص قرآن میں بیان کیے گئے ہیں اور حضرت موسیٰ ؑ کا ذکر بار بار قرآن میں کیا گیا ہے۔ یہاں یہ فرض کیا گیا تھا کہ یہودی اپنے مذہب سے ہٹ گئے ہیں اور ابراہیمی مذہب سے دور ہو گئے ہیں اسی لیے آپ ﷺ کا وجود اس غرض سے عمل میں لایا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔ جن غلطیوں کے وہ مرتکب ہو رہے تھے۔ ان غلطیوں سے ان کو پاک کریں۔

(سرجان گلب پاشا)
(Sir . John Ghalib Pasha - The Life and Times of Muhammad)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک ' مصدق'   :   حروف : ۴

م + ص + د + ق =

۴ + ۹ + ۴ + ۱ = ۸ + ۱ = ۹

خصوصیّت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلّق ہے اور نہایت مضبوط قوت کا حامل ہے۔ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والا منصوبہ بندی کا ماہر ہوتا ہے انتہائی خود دار زہنیت کا مالک ہوتا ہے یہ لوگ مذہبی خیالات رکھتے ہیں۔ مشکلات کا مقابلہ اچھی طرح کرتے ہیں ابتدائی زندگی میں نامساعد حالات سے واسطہ پڑتا ہے لیکن عزم صمیم، قوت ارادی اور مستقل مزاجی کی بنیاد پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ گر سکتے ہیں مگر کبھی ہارتے نہیں یہ عدد طاقت توانائی اور جہد مسلسل کی نمائندگی کرتا ہے۔

اسم مبارک ' مصدق' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک آپ ﷺ کے مقصد پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کوئی نیا مقصد لے کر نہیں اٹھے تھے بلکہ آپ ﷺ تو تمام سابقہ انبیاء اور ان کی کتب وتعلیمات کی تصدیق کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور شریعت محمدی ﷺ میں تمام سابقہ تعلیمات کو مجتمع فرمایا گیا تھا تاکہ جھگڑوں، تحریفات اور مسائل کا خاتمہ کیا جا سکے۔ یہود و نصاریٰ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے اور آپ ﷺ کی آمد کے منتظر بھی تھے لیکن انہوں نے ماننے سے انکار کیا اور اس ضمن میں آپ ﷺ کو جو مشکلات پیش آئیں۔ آپ ﷺ نے اپنی زبردست شخصیت قوت کردار کی عظمت اور عزم صمیم سے ان پر قابو پایا۔ یہ آپ ﷺ کی مستقل مزاجی ہی تھی جو آپ ﷺ کی تمام کامیابیوں کا پیش خیمہ بنی۔ آپ ﷺ نے انتہائی جدوجہد اور قوت مسلسل سے ایسی مثال قائم کی جو انسانیت کو کسی بھی مایوس کن مرحلے میں ناامید نہیں ہونے دیتی۔ کبھی کبھی اس قدر نامساعد حالات کا آپ ﷺ کو سامنا کرنا پڑا کہ اسلامی تحریک معدوم ہوتی نظر آنے لگی مگر آپ ﷺ کی ہمت، پر امیدی اور اللہ کی ذات پر اعتماد نے آپ ﷺ کو کبھی بھی مایوسی سے دوچار نہ کیا بلکہ آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھتا ہی گیا اور وہ دن بھی آیا جب آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی حاکم وقت سے قربت کا خواہاں ہو تو چالیس یوم تک بلاناغہ طلوع آفتاب کے وقت ۲۱ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے۔ ۴۰ دن کے بعد حاکم کے سامنے جائے انشاء اللہ سرخروئی حاصل ہوگی اور حاکم مہربانی کے ساتھ پیش آئے گا۔

۲۔ اگر کسی پر آسیب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ باوضو حالت میں ایک سو مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ کر پانی پر دم کرے اور آسیب زدہ کو اس میں سے پلائے اور کچھ اس پر چھڑک دے۔ اس سے آسیب دور ہو جائے گا اور مریض کو صحت کاملہ نصیب ہوگی۔

Marfat.com

۴۴۔ سَیِّدُنَا طَیِّبٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الطَّاھِرِیْنَ ط

مفہوم: پاک صاف۔

۱۔ القرآن:

۱۔ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (۳) وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ (۴)۔ المدثر

ترجمہ: اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (۳) اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت میں ایک شخص کی عبادت اور مشقت کا ذکر کیا گیا اور ایک دوسرے آدمی کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی چیز پرہیزگاری کے برابر نہیں۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے معبود! مجھے گناہوں سے اس طرح دور کر دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب میں دوری پیدا کی ہے اور اے میرے معبود، مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ اے میرے معبود! میرے گناہوں کو پانی۔ برف اور اولوں سے دھو دے۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت فرماتے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

''آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔''

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات وہ رسول پاک ﷺ کے پاس رہے۔ رات کے اخیر حصے میں نبی پاک ﷺ اٹھے۔ سورۂ آل عمران کی یہ آیت اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ سے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پڑھی۔ پھر آپ ﷺ گھر لوٹ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مسواک کی اور وضو کیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مسواک کی اور وضو کیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر آپ ﷺ لیٹ گئے پھر کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیت دوبارہ پڑھی۔ پھر مسواک کی اور وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ (مسلم)

Marfat.com

۵۔ حضرت ابو امامہ ؓ باہلی سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتے جب بھی میرے پاس آئے۔ ہر دفعہ انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لیے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبرائیل کی بار بار اس تاکید اور وقت کی وجہ سے) میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو مسواک کرتے کرتے گھسا نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

۳۔ الرائے:

ا۔ آپ ﷺ کی پاک روح جو قیافہ شناس کے تخیل کی بلند پروازوں سے بھی بالاتر تھی اس تہذیب سوز اور آئین شائستگی کے منافی ماحول میں رہ کر بھی اس کے زہریلے تاثرات سے اثر پذیر نہیں ہوتی تھی۔ جس طرح صندل کا درخت اپنی شاخوں سے سینکڑوں زہریلے سانپ لپٹے رہنے کے باوجود بھی زہر کا اثر قبول نہیں کرتا مجھے محمد ﷺ کی ناقابل تسخیر روح کی داد دینی چاہیے کہ اس قدر تہذیب و شائستگی سے گرے ہوئے ماحول میں پرورش پانے کے باوجود بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جسے اس زہریلے ماحول کے تاثرات کا نتیجہ قرار دیا جا سکے۔ (سوامی لکشمی پرستار، بحوالہ عرب کا چاند)

۲۔ حضرت محمد ﷺ بلاشبہ اپنے مقدس زمانے میں ارواح طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہیں تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے ان سب سے ہی ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔ (میجر آرتھر گلن مورنڈ)

۳۔ محمد ﷺ کی تبلیغ کے اصل موضوع کی بنیاد اس مذہبی تجربے میں ہے جس کا راز آپ ﷺ کی بے مثال اور عظیم ذاتی پاکیزگی میں مضمر ہے۔ (اینڈرے)

(T. Andrae - Muhammad (translated by Theophil Menzel from German), 1936

۴۔ حضرت محمد ﷺ متواضع، خلیق روشن فکر اور صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے آپ ﷺ مدت العمر پاکیزہ خصائل رہے۔ (کاؤنٹ ٹالسٹائی)

۵۔ دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل و صفات کے لحاظ سے آپ ﷺ بے مثال ہیں آپ ﷺ کی ذات بابرکات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے آپ ﷺ کا ہر فعل تصنع اور تکلف سے مبرا ہے اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بچپن ہی سے راست باز اور امین تھے۔ آغاز شباب سے آخر جوانی تک پاکبازی، زہد و عفت کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ تاریخ انسانی ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ (تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۶۔ کئی اسباب کی بنیاد پر یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ محمد ﷺ نے وسیع اصلاحات مرتب کیں خاص طور پر اصول طہارت، نیز نماز اور روزے سے قوم میں جو تنظیمی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ کسی دوسرے اخلاقی اور عمرانی اصول سے پیدا ہونا آسان نہیں۔ (جوزف، جے۔ لومان)

۷۔ دنیا میں آنحضرت ﷺ رسول عربی پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں۔ (سردار جوند سنگھ۔ مدینہ جولائی ۱۹۳۲)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'طیب' : حروف: ۳

ط + ی + ب =

۹ + ۱ + ۲ = ۱ + ۲ = ۳ .

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کے حامل افراد بہت صاف ستھری اور ایماندارانہ طبیعت کی وجہ سے مقبول ہوتے ہیں۔ یہ کبھی بھی بے ایمانی اوردھوکہ بازی کو پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ واضح الاعتقاد اور بلند خیال ہوتے ہیں۔ ان میں ذوق سلیم اور پاکیزگی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ اپنے اچھے اور پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے نمایاں مقام حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے چھوٹا بڑا ہر کوئی ان کی عزت کرتا ہے اور ان سے وفاداری کرتا ہے۔

اسم مبارک 'طیب' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب اور نقص سے پاک پیدا کیا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس خوبیوں اور اوصاف کا مجموعہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک مخصوص منصوبہ بندی کے مطابق تخلیق کیا تھا اور وہ منصوبہ بندی پوری انسانیت کے سامنے ایک 'انسان کامل' کو پیش کرنا تھا۔ ایک مثال، ایک شاہکار اور ایک رول ماڈل پیش کرنا تھا۔ ایسا انسان کامل، جو تمام آنے والے ادوار اور اس کے تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ ہو۔ جوں جوں زمانہ ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے انسان کی سوچ میں بھی فرق آتا جا رہا ہے لیکن اقدار و روایات اور اخلاقیات کی بنیاد ازل سے ایک ہے اور آخر تک وہی رہے گی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو ایسی ہستی بھیجنا مقصود تھی جس کا صاف شفاف کردار دنیا کے لیے باعث تقلید ہو۔ کوئی اس کی زندگی کے کسی پہلو پر کبھی بھی انگلی نہ اٹھا سکے۔ اس لیے آپ ﷺ کی ذات پاک ہر عیب اور نقائص سے مبرا و پاک پیدا کی گئی۔ آپ ﷺ نے طہارت و پاکیزگی کی وہ مثالیں قائم کیں جن میں انسانیت کے لیے صرف فلاح ہی فلاح ہے۔ آپ ﷺ نے جسمانی، اخلاقی، ذہنی روحانی طہارت کے اصولوں پر عمل کر کے دکھایا۔ ایسے اصولوں پر جو انسان کو نجانے کتنی بیماریوں، کلفتوں اور تکالیف سے بچاتے ہیں۔ اس اسم مبارک کا عدد '۳' ہے جو ذوق سلیم اور اخلاقی پاکیزگی کا علمبردار ہے۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیمات تھیں اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کا خود ان پر عمل پیرا ہونا۔ جس نے آپ ﷺ کو ہر خاص و عام میں مقبول بنا دیا اور ''طیب و طاہر'' جیسے القابات سے نوازا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ۱۲۱ مرتبہ اسے روزانہ پڑھے گا اسے غیب سے رزق حاصل ہوگا۔

۲۔ اگر کسی کی اولاد نافرمان ہو تو ۱۰۱ مرتبہ روزانہ نماز فجر یا عشاء کے بعد اس اسم پاک کو پڑھ کر اس کے سینے پر دم کرے۔ چالیس یوم تک بلاناغہ عمل کرنے سے وہ راہ راست پر آجائے گا۔

Marfat.com

۴۵۔ سَیِّدُنَا نَاصِرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّاصِرِیْنَ ط

مفہوم: مددگار۔ رفیق

۱۔ القرآن:

۱۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج (۲۸) ۔ الکہف

ترجمہ: اور تم اپنی جان (ذات) ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ ہجرت کے آٹھویں سال سرکار دو عالم ﷺ ایک رات وضو فرما رہے تھے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ دوران وضو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ لبیّک. لبیّک. لبیّک پھر فرمایا۔ نَصرتُ. نَصرتُ. نَصرتُ (میں مدد کرتا ہوں) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کس سے گفتگو فرما رہے تھے۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں خاندان بنو بکر نے قریش کی مدد سے خاندان بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا ہے اور خاندان بنوخزاعہ والے مجھے مدد کے لیے پکار رہے ہیں کہ ہم پر شب خون مارا گیا ہے ہماری مدد فرمائیے۔

۲۔ غزوہ احزاب میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تین تین دن فاقہ گزر گئے۔ ایک دن صحابہ نے بے تاب ہو کر آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنے شکم کھول کر دکھائے کہ پتھر بندھے ہیں لیکن جب آپ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول کر دکھایا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے۔ (شمائل ترمذی)

۳۔ ایک سفر میں آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ کھانے کے لیے ایک بکری درست کر لو۔ ایک نے کہا اس کا ذبح کرنا میرے ذمے ہے۔ دوسرے نے کہا کھال اتارنا میرے ذمے ہے۔ ایک اور بولا پکانا میرے ذمے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لکڑیاں چن کر لانا میرے ذمے ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ کام ہم خود کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کام تم کر سکتے ہو لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے آپ کو تم سے ممتاز کروں

Marfat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں سے ممتاز بنتا ہے اور اس کے بعد آپ ﷺ لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ (بخاری)

۴۔ مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ محمد ﷺ! مجھ کو تم سے کچھ کام ہے۔ فرمایا۔ جہاں کہو چل سکتا ہوں۔ وہ آپ ﷺ کو ایک کوچہ میں لے گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جو کام تھا سرانجام دے دیا۔ (ابوداؤد)

۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ ﷺ کو کوئی عار نہ تھا۔ (نسائی)

۶۔ روایت ہے کہ ایک روز رسول پاک ﷺ نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے۔ ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے اور رو رہا ہے حضور ﷺ اسکے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ بیچارہ بیمار ہے اور اس کا ظالم آقا اس کی بیماری کے باوجود کام سے چھٹی نہیں دیتا۔ حضور ﷺ نے آگے بڑھ کر اسے چکی سے اٹھا کر ایک آرام دہ جگہ پر لٹا دیا اور خود آٹا پیسنے لگے۔ آٹا پیسنے کے بعد آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا جب تمہیں اپنے آقا کے لیے آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

۳۔ الرائے:

ا۔ وہ کامیاب ہوئے کیونکہ وہ کامیابی کے حقدار تھے۔ اسلام کو کامیابی اور فتح نصیب ہوئی کیونکہ یہ ایک ایسا پیغام لایا جس کی مشرقی دنیا کو ضرورت تھی۔ ہجرت سے پہلے مسلمانوں نے بغیر کسی دفاع کے اذیتیں برداشت کیں اور جب وہ فاتح بن گئے تو انہوں نے انتہا درجے کی رواداری دکھائی۔ مسلم سرزمین پر بت پرستوں کو رہنے کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن اہل کتاب (یہودی و نصرانی) انہوں نے خراج ادا کر کے تحفظ کا حق حاصل کر لیا اور وہ آسانی سے اپنے عقیدے پر عمل کر سکتے تھے اور اس معاشرے کا حصہ سمجھے جاتے تھے۔ محمد ﷺ نے فرمایا۔ جو کسی یہودی یا عیسائی کے ساتھ ظلم یا زیادتی کرے گا وہ مجھے اپنے خلاف پائے گا۔ (ای۔ ڈرنگھم)

(E . Dermenghem The Life of Mahomet - 1930)

۲۔ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب خدا کے رسول ہی نہیں ریاست مدینہ کے بانی و حکمران بھی تھے پیغمبر اور حکمران جو دن اور رات کی کسی گھڑی میں بھی کھل کر اعلان کر سکتا تھا۔ لوگو! میں یہاں ہوں اس کا دل اس کا گھر اپنے اور پرائے کے لیے دن رات کھلا رہتا تھا۔ ایسا اعتماد، اتنی دیانتداری صرف سچے خدا کی جانب سے عطا ہو سکتی ہے۔

(تھامس کارلائل)

(T. Carlyle)

۳۔ غزوہ احد کے بعد خطبہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ منبر سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور آہستہ آہستہ لوگوں کی صفوں میں سے گزرے اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایک سال قبل یہ لوگ (فتح بدر) کی خوشیاں منا رہے تھے لیکن آج ان کے چہروں پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی اور انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ اللہ کا وہ عظیم اور خاص رسول ان کے ساتھ ہے جو اللہ کے فضل و کرم سے انہیں کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہونے دے گا۔

(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

Marfat.com

۴۔ انقلاب فرانس محدود وقت کے لیے بھی فرانسیسیوں میں مساوات قائم نہیں کر سکا جب کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمیشہ کے لیے کامل مساوات قائم کر دی اور آپ ﷺ کا خود اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر کام کرنا، بلال رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے حبشیوں کو سیدنا کہہ کر بلانا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا خود گارا اٹھا لانا صرف اور صرف اسلامی مساوات کے ثمرات ہی ہو سکتے ہیں اس مساوات کے مقابلے میں انقلاب فرانس کے انسانی مساوات کے دعوے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ (کونسٹن ورجل جارجیو)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'ناصر' : حروف: ۴

ن + ا + ص + ر =

۵ + ۱ + ۹ + ۲ = ۱۷ + ۱ = ۸

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد کے حامل لوگ ایسے ہمدرد و مخلص دوست ہوتے ہیں جو مصیبت میں کام آنے والے ہیں اپنی نسبت دوسروں کی بھلائی اور خوشیوں کو ترجیح دیتے ہیں بڑی فراخدلی سے اپنے خاندان والوں کی یا اپنے رشتہ داروں کے علاوہ ناواقف لوگوں کی مدد کرنا خوشی سمجھتے ہیں۔ ان کی رہنمائی سے لوگ دوستی اور انسانیت کا سبق حاصل کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'ناصر' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اسم مبارک 'ناصر' میں عدد '۸' کی بیان کردہ مخصوص خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ ایسے دوست معاون اور مددگار تھے جنہوں نے زندگی کے کسی بھی آزمائشی مرحلے پر اپنے رفقاء وصحابہ کرام کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ بلکہ آپ ﷺ کی ہستی ان کے لیے سکونِ قلب کا باعث تھی وہ اپنے تمام مصائب و پریشانیوں کو آپ ﷺ کے پاس آ کر بھول جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی ان کے درمیان امتیازی حیثیت اختیار نہ کی۔ ان کے ساتھ ہر کام میں شریک رہے اور جب ہر موقع اور ہر مرحلہ پر انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ پایا تو نفسیاتی طور پر وہ آپ ﷺ کے اور قریب آ گئے اور آپ ﷺ کو اپنے اتنا قریب پا کر وہ ذہنی سکون و راحت سے مالا مال ہو گئے۔ آپ ﷺ کی معیت میں بلا خوف وہ ہر خطرے میں کودنے کو تیار ہو گئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ کا نبی ﷺ جو ان سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہے وہ ان کو زندگی کے کسی مرحلے پر تنہا نہیں چھوڑے گا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی سفر پر جائے تو باوضو ہو کر روزانہ اور کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرے انشاء اللہ سفر کی صعوبتوں سے محفوظ رہے گا اور کسی قسم کی تھکاوٹ و پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا اور سفر کامیاب رہے گا۔

۲۔ جو قیامت کے روز حضور ﷺ کی شفاعت کا طالب ہو تو ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر خلوص نیت کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے تو اسے شفاعت نصیب ہوگی۔

Marfat.com

۴۶۔ سَیِّدُنَا مَنْصُوْرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُؤَیَّدِ بِالنَّصْرِ ط

مفہوم: مدد دیے گئے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ط فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ. (۱۲۳) اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ۔ (۱۲۴) ال عمران

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار ہو۔ (۱۲۳) جب تم مومنوں سے یہ کہہ کر ان کے دل بڑھا رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد کرے۔ (۱۲۴)

۲۔ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ ط وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (۱۲۶)۔ ال عمران

ترجمہ: اور اس مدد کو خدا نے تمہارے لیے ذریعہ بشارت بنا دیا یعنی اس لیے کہ تمہارے دل کو تسلی ہو ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے۔

۳۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ (۶۲) وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ ط اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (۶۳) الانفال

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنی نصرت اور مسلمانوں کے ذریعے سے تجھ کو قوت بخشی اور اسی نے مسلمانوں کے دل باہم جوڑ دیے۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ خرچ کر دیتے ان کے دل نہیں جوڑ سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دل جوڑ دیئے۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

۴۔ وَکَفٰی بِرَبِّکَ ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا (۳۱)۔ الفرقان

ترجمہ: اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔

۵۔ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ ط وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ (۱۲) الانفال

Marfat.com

ترجمہ: جب اے محبوب ﷺ تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا تو کافروں کی گردنوں کے اوپر سے مارو اور ان کے ایک ایک جوڑ پر ضرب لگاؤ۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں ملیں ''ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میں مدد کیا گیا ہوں میرے لیے ساری زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور پاک کر دی گئی ہے میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آئے وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے میرے لیے غنائم حلال کر دیے گئے ہیں۔ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے غنیمت کا مال حلال نہیں تھا۔ مجھے شفاعت کبریٰ کا حق دیا گیا اور دیگر نبی خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے گئے جبکہ میں تمام انسانیت کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ معراج کی رات ہجرت کی دعا آپ ﷺ کو بتا دی گئی۔

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (۸۰)۔ بنی اسرائیل

ترجمہ: اور کہو۔ اے خداوند! مجھ کو خوبی سے کہیں پہنچا اور خوبی سے نکال اور اپنے پاس سے مجھے ایک مدد کرنے والی طاقت عطا کر۔

۳۔ روز بدر حضور ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو آپ ﷺ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ مبارک پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے۔ یا اللہ! یہ قریش فخر و تکبر کرتے آپہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول ﷺ کو جھٹلائیں اے خدا! میں اس نصرت کا منتظر ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے یا رب! اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین پر تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی طرح حضور ﷺ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابو بکر ؓ حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا۔ یا نبی اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہو گئی ہیں وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر سورۂ انفال کی آیت شریفہ نازل ہوئی۔

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ (۹)۔ الانفال

ترجمہ: ''جب تم اپنے رب سے فریاد کرنے لگے تو اس نے تمہاری دعا سن لی کہ میں تمہیں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے مدد دینے والا ہوں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا کہ اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے سنا کہ '' آگے بڑھ اے حیزوم! (حیزوم حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کا نام تھا) یہ کہنا تھا کہ کافر چت زمین پر گر پڑا۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کی ناک میں سوراخ ہو گیا

Marfat.com

تھا جس میں نکیل لگی ہوئی تھی اور تمام چہرہ پھٹ گیا تھا اور اس میں نیلی بدھیاں پڑ گئی تھیں۔ اس صحابی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں اس واقعہ کو بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سچ کہتے ہو۔ یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔ (مسلم)

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نُصِرْتُ بالصَّبَاءِ
بادصباء میری نصرت کا آلہ بنا دی گئی ہے۔ (بخاری)

۶۔ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ مسلمانوں کو یہ دیکھ کر اضطراب ہوا لیکن آنحضرت ﷺ نے تسلی دی کہ "اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی پر نہ جاؤ۔ خدا اپنے ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ میں نے غزوہ احد میں دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا جو آپ ﷺ کی طرف سے سخت جانبازی کے ساتھ لڑ رہے تھے اور میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد دیکھا تھا۔ (بخاری)

(صحیح مسلم میں ہے کہ دونوں فرشتے جبرائیلؑ و میکائیلؑ تھے)

۸۔ غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر کفار قریش معہ قبیلہ غطفان اور بنو قریظہ کے یہود سب مل کر بارہ ہزار کا لشکر مدینہ پر چڑھ آیا۔ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ دشمن ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی 'پروا' ہوا سے مدد کی اور کفار قریش کے لشکر پر ایسی سخت ہوا بھیجی کہ ان کے تمام چولہے اور ہانڈیاں الٹ گئیں۔ تمام خیمے اکھڑ گئے۔ گھوڑے ادھر ادھر چھوٹ کر بھاگنے لگے ساتھ ہی اس قدر سخت سردی پڑی کہ دشمنوں کے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے۔ کفار پریشان ہو گئے۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے کہا کہ محمد ﷺ نے تم پر جادو کر دیا ہے اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں چنانچہ سب کفار بھاگ گئے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ "پروا" ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ اسلام مدینہ سے باہر نکل کر قرب و جوار میں پھیلنے لگا تھا اور رسول پاک ﷺ دین کی عمارت کو مضبوط و مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے میں مصروف تھے۔ رفتہ رفتہ آپ ﷺ کے جان نثاروں کی ایک جماعت خود بخود تیار ہو رہی تھی یہ اللہ کے سپاہی تھے اور اسلام کے محافظ و مددگار جو آپ ﷺ کے ایک اشارے پر اپنی جانیں نچھاور کر سکتے تھے۔ (R. V. C. Bodley - The Messenger ۔ باڈلے۔ الرسول)

۲۔ اس مطالعے کے بعد میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ اسلام اور اس کے بانی کی راہ جو بعد میں قدرے ہموار ہو گئی تھی۔ ان لوگوں کی وجہ سے بھی ممکن ہوئی جو آپ ﷺ کے اصحاب تھے اگر ہم ان قابل تعریف لوگوں تک ہر ممکن رسائی حاصل کر سکیں جن کی حمایت حاصل کرنے میں آپ ﷺ کامیاب ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے رہنما کی ذاتی وعوامی زندگی سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ انہیں جوانی کے ایام سے جانتے تھے جب ان سے کسی قسم کے مالی فوائد حاصل کرنے کی بھی کوئی امید نہ تھی۔ وہ ان طویل اور تلخ جدوجہد کے ایام سے جانتے تھے جب انہیں

Marfat.com

کفار مکہ جیسے دشمنوں کا سامنا تھا۔ ان تمام بدلتے ہوئے حالات میں وہ ان کے ساتھ ساتھ رہے اور ان کی غیر مشروط اطاعت و فرمانبرداری کی اور ان کے مشن کو پروان چڑھانے میں اپنے مال یہاں تک کہ اپنی زندگیوں کو بھی قربان کر دیا اور ان کے مقصد کو بڑھانے میں ہر ممکن تعاون و مدد کی۔ (E Sachau۔ساشو)

۳۔ ایسی شخصیت جس نے عالمی اخوت و برادری کی بنیاد ڈالی وہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور تائید کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ (باڈلے۔ تاریخ عرب)

۴۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو شکست دینے کے لیے ان کے زمانہ کی تمام باطل طاقتیں متحد ہوگئیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو ایسی کامیابی حاصل ہوئی جس کی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ غیر معمولی کامیابی خدا کی خاص مدد سے حاصل ہوئی۔ یہ ایک تاریخی مثال ہے جس کے ذریعہ خدا نے تمام انسانوں کو یہ دکھایا ہے کہ آخر کار صرف وہی لوگ کامیابی کا مقام حاصل کریں گے جو خدا کے سچے راستے پر چلیں گے اس کے علاوہ دوسرے راستوں پر چلنے والے لوگ دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔

(ای۔ای۔ کلیٹ، برطانوی دانشور)

۵۔ تمام انسانی اوصاف میں سے آپ ﷺ کی انسانیت کے لیے وسیع النظری، کمزوروں کے لیے ہمدردی اور ایسی نرمی جو کبھی کبھار غصے میں تبدیل ہوئی ہو جبکہ معاملہ خدا کے خلاف ہو۔ ایسی صورت میں یہ کہنا بے جا نہیں کہ محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی خواہشات اور ان کی محبتوں پر جو قدرت حاصل کی وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کی تاثیر تھی جس کے بغیر وہ آپ ﷺ کے نبوت کے دعویٰ کی طرف کم توجہ دیتے یہ صرف آپ ﷺ کی اخلاقی خوبیوں کی وجہ سے تھا کہ مدینے کے لوگ آپ ﷺ کی مدد کو دوڑتے آئے۔ (گبن)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'منصور' : حروف : ۵

م + ن + ص + و + ر =

۴ + ۵ + ۹ + ۶ + ۲ = ۶ + ۲ = ۸

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد پر زحل کی حکومت ہے جو انصرام و انتظام کا نشان ہے اس مدد کے لوگ بہت محنتی ہوتے ہیں یہ عدد قوت، صبر و تحمل، ثابت قدم اور قوت برداشت کا نشان ہے جو ایسے انسان کو ایک لمبی اور طویل کامیابی سے نوازتا ہے یہ لوگ مصیبت میں دوستوں کے کام آنے والے ہیں اور اپنے سے زیادہ دوسروں کی خوشیوں کو مقدم رکھتے ہیں ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے انہیں اپنے حلقہ احباب میں بہت عزت نصیب ہوتی ہے۔ عوام کی آنکھوں میں مقبولیت کی روشنی بن کر چھا سکتے ہیں اور ان کے دوست بھی ان کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

اسم مبارک 'منصور' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ایسے صحابہ کرام ؓ سے نوازا جنہوں نے آپ ﷺ کے مشن میں آپ ﷺ کی بھر پور

Marfat.com

تائید کی۔ زندگی کے کسی مرحلے پر آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑا۔ ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے صحابہ ؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ ایسے روشن ستارے جو اپنے نبی ﷺ 'شمس الضحیٰ' کے گرد حلقہ باندھے ادب سے سر جھکائے رہتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو آپ ﷺ کے حکم پر سمندروں میں کود جانے کو تیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے ایک زخم کے بدلے اپنی جانیں نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے یہ تو مادی قوت تھی جس کے ذریعے اللہ نے آپ ﷺ کو ظاہری مدد فراہم کی۔ اس کے علاوہ اپنی رضا، فرشتوں کے لشکر اور دوسرے قدرتی عوامل سے بھی آپ ﷺ کی بھرپور مدد کی کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ کو ہر صورت میں غالب کرنا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کے اس اسم مبارک 'منصور' میں عدد '۸' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات یعنی اپنے مقصد سے لگن، محنت، جدوجہد، صبر و تحمل، ثابت قدمی، حلقہ احباب میں مقبولیت سب کچھ اس لیے عطا کیا کہ آپ ﷺ فتح یاب ہوں اور جب آپ ﷺ میں یہ سب خصوصیات موجود تھیں تو پھر اپنی نصرت اور غیبی امداد سے آپ ﷺ کو کفر کی تمام قوتوں پر غالب کر کے کامیابی و فتح سے ہمکنار کیا اور اس طرح آپ ﷺ کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۳۸۷ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا غیب سے مالدار ہو جائے گا اسے خوشحالی نصیب ہوگی۔

۲۔ جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو یا کسی ایسی حاجت میں ہو جو پوری نہ ہو رہی ہو تو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے ہر جائز حاجت پوری ہوگی۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۴۷۔سَیِّدُنَا مِصْبَاحٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِصْبَاحِ الظَّلَامِ ط

مفہوم: روشن چراغ

ا۔تفصیل مفہوم:

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ جس نور سے حقیقت محمدیہ ﷺ پیدا ہوئی وہ نہ وجود سے متصف ہے اور نہ عدم سے۔جیسا کہ حدیث ہے اللہ تھا اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی'' اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں اپنے نور کی تجلی ظاہر فرمائی اہل کشف اسے 'ہیولہ کل' سے موسوم کرتے ہیں اور اللہ اس کے بارے میں فرماتا ہے اس نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ، اس نور یعنی چراغ میں کوئی چیز سمانے کی سکت نہ رکھتی سوائے حضرت محمد ﷺ کی حقیت کے۔

(فتوحات مکیہ)

۲۔القرآن:

ا۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ لا یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔(۳۵)۔النور

ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے۔ جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے۔ اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۳۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت کعب ؓ الاحبار سے فرمایا کہ سورۃ النور کی اس آیت کے معنی بیان کریں۔

Marfat.com

انہوں نے یوں فرمایا۔ کہ اللہ نے اپنے پیارے نبی پاک ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے۔ روشندان (طاق) تو حضور ﷺ کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب مبارک اور چراغ نبوت کہ شجر نبوت سے روشن ہے اور اس نور محمدی ﷺ کی روشنی و اضائت اس مرتبہ کمال ظہور پذیر ہے کہ اگر آپ ﷺ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں جب بھی خلق پر ظاہر جائے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روشن دان تو سید عالم ﷺ کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب اطہر اور چراغ وہ نور جو اللہ نے اس میں رکھا کہ شرقی ہے نہ غربی۔ نہ یہودی ہے نہ نصرانی۔ ایک شجرہ مبارک سے روشن ہے وہ شجر حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ نور قلب ابراہیمؑ پر نور محمدی ﷺ نور پر نور ہے۔ (بحوالہ کنز الایمان)

۳۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ روشن دان فانوس تو حضرت اسمٰعیلؑ ہیں اور چراغ سید عالم ﷺ اور شجرہ مبارک حضرت ابراہیمؑ کہ اکثر انبیاء آپ ﷺ کی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی۔ کیونکہ یہودی مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف۔ قریب ہے کہ محمد ﷺ کے محاسن و کمالات نزول وحی سے قبل ہی خلق پر ظاہر ہو جائیں۔ نور پر نور کا مطلب ہے کہ یہ نبی ہیں اور نسل نبی سے یعنی نور محمدی ﷺ ہے نور ابراہیمیؑ پر۔ (خازن)

۴۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک چراغ کی مانند چمکتی تھی چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے فرمایا ہے ”جب اندھیری رات میں آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی میں روشن چراغ کی مانند چمکتی۔

۴۔ الرائے:

۱۔ سامعین ! حضور ﷺ کی ذات اقدس کو بارہ سو برس بعد ہم بہتر جانتے ہیں یا ساتویں صدی عیسوی کے وہ سادہ لیکن تیز نگاہ عرب جانتے تھے جو دن رات آپ ﷺ کے گرد اس طرح منڈلاتے تھے جس طرح آپ اس حال کے دلکش بڑے چراغ کے گرد پروانوں کو منڈلاتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ (کارلائل۔ لیکچر ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ کہاں ہیں وہ پوپ، آرچ بشپ آف کنٹربری اور کونسلرز آف کانوکیشن، اسقف، پادری اور مسیحی قوانین بنانے والے...... جنہوں نے افریقہ میں غلامی کی اجازت دی۔ جنہوں نے حبشیوں کو غلام بنانا مذہب کے مطابق قرار دیا۔ آج ان کا نام کوئی نہیں جانتا۔ وہ تاریخ کی گرد میں لپٹے گمنامی کی نیند سو رہے ہیں۔ کوئی محقق یا مؤرخ ان کا نام گرد جھاڑ کر تلاش بھی کرتا ہے تو صرف اس لیے کہ وہ انہیں مطعون کر سکے اور ان کے بھیانک جرائم کا اظہار کر سکے۔ اس کے ساتھ ایک نام ہے ...... محمد ﷺ جس نے انسانیت کو رنگ اور نسل کی زنجیروں سے آزادی عطا کی۔ یہ نام روشن سے روشن تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس نام کی تجلیات پوری دنیا میں پھیلتی جا رہی ہیں۔ (جی۔ ہلنز)

۳۔ اس ماحول میں یہ شخص ایسا ممتاز نظر آتا ہے کہ جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک شمع روشن ہے یا پتھروں کے ڈھیر میں ایک ہیرا چمک رہا ہے۔ (مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی)

۴۔ حضرت محمد ﷺ کی شان میں میرے جیسے ناچیز کا گزارش کرنا یا عرض کرنا سراسر گستاخی، بے ادبی اور چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ ولیوں کے ولی، پیروں کے پیر، آسمان نبوت کے سورج، ہادیان مذہب کے سرتاج اور رہنمایان دین کے رہبر تھے جس طرح آفتاب عالمتاب کو کسی چراغ یا لیمپ کی ضرورت نہیں اسی طرح

Marfat.com

کسی انسان کی مدح سرائی ان کی عظمت کو بڑھا نہیں سکتی۔ دین بزرگی اور دنیاوی عظمت ان کے حضور میں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے اور نوع انسانی کی اصلاح کے لیے خدا کے فرستادہ تھے۔ (لالہ بشن داس)

۵۔ جس نے محمد ﷺ کی صداقت و سچائی کا انکار کیا حقیقتاً وہ جاہل اور آپ ﷺ کی ذات گرامی اور سیرت پاک سے نا آشنا ہے جبکہ لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گذر رہے تھے خالق و مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھلا بیٹھے تھے تو محمد ﷺ نے ان کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا۔ فطری و طبعی اصول و قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدہ کے، وحدانیت کے پاک عقیدہ کا اعلان فرمایا یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے۔ اور آپ ﷺ کی کامیابی کی کنجی۔ (مسٹر سیمیر، فرانسیسی)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مصباح' : حروف : ۵

م + ص + ب + ا + ح =

۴ + ۹ + ۲ + ۱ + ۸ = ۴ + ۲ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

اس عدد کے حامل افراد بہت رحمدل، پرخلوص، مددگار، بہترین مہمان نواز اور ہردلعزیز ہوتے ہیں دوسروں کی مدد بڑی خوشی سے کرتے ہیں۔ یہ عدد محبت کرنے والوں کا ہے۔ فیاضی و رحمدلی میں دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں اپنی محبت شخصیت سے دوسروں کو فی الفور اپنی خوش گفتاری سے خوش کر کے سکون مہیا کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ ان کی طرف مقناطیسی کشش محسوس کرتے ہیں اور ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

اسم مبارک 'مصباح' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کی ذات اقدس کو اللہ تعالیٰ نے چراغ ہدایت بنا کر بھیجا۔ ایسا روشن چراغ جس نے اپنی خوبیوں سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں کو ختم کیا۔ دنیا کو ایسے مسیحا کی ضرورت تھی جو محبت و شفقت سے ان کے دکھوں کا مداوا کرے۔ اس انداز سے ان کے اندر کی برائیوں کو ختم کرے کہ ان کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو۔ روحانی طور پر ایسے ان کی تشفی کرے کہ ان کے اندر وجدان کے دروازے کھل جائیں۔ ان کے اندر شعور پیدا ہو جائے۔ ان کی خوابیدہ قوتیں متحرک ہو جائیں۔ انسانی صلاحیتیں ضائع ہو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی خوش گفتاری اور محبت و شفقت سے یوں ان کا علاج کیا کہ آپ ﷺ کی شخصیت سے متاثر ہو کر بھائی، بھائی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا، باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو کیونکہ انہوں نے شعوری و روحانی طور پر ایسی لطافت اور آپ ﷺ کی ذات سے سکون محسوس کیا۔ جو اس سے پہلے اتنی زندگی گزارنے کے باوجود کبھی نہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے نور سے جلا بخشی کہ ان کی روحیں تک منور ہو گئیں اور اس کا راز آپ ﷺ کی شخصیت اور خوش گفتاری میں مضمر تھا۔ آپ ﷺ نے دلوں کو فتح کیا اپنی گفتار سے اور ذہنوں کو تسخیر کیا اپنی سحر انگیز شخصیت سے وہ آپ ﷺ کی ہر ندا پر لبیک کہنے والے ہو گئے۔ آپ ﷺ کے گرد یوں حلقہ بنانے لگے جیسے شمع کے گرد پروانے یوں عدد '۶' کی

Marfat.com

تمام اہم اور مثبت خصوصیات آپ ﷺ کے اسم مبارک 'مصباح' میں موجود تھیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی رات کو سوتے وقت ڈر جاتا ہو تو وہ رات کے وقت سونے سے پہلے باوضو حالت میں ۱۴۱ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے۔ انشاء اللہ سکون سے نیند آجائے گی اور خواب میں ڈر نہ لگے گا۔

۲۔ جو چاہے کہ اس کا دل نور ایمان سے منور ہو جائے اور وہ شر شیطان سے بچا رہے تو ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنا لے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا قلب نور ایمانی سے منور ہو گا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۴۸۔ سَیِّدُنَا اٰمِرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاٰمِرِیْنَ ط

مفہوم: حکم دینے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (۳۶)۔ الاحزاب

ترجمہ: اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں کہ جب خدا اور اس کا رسول ﷺ کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

۲۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (۹۴)۔ الحجر

ترجمہ: پس جو حکم تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا ذرا خیال نہ کرو۔

۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ...... (۶۴)۔ النسآء

ترجمہ: اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

۴۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ۔ (۱۹۹)۔ الاعراف

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں جب تمہارے دین کے متعلق تم کو کوئی حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو یہ سمجھو کہ میں صرف ایک آدمی ہوں۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں جب کوئی سائل آتا یا آپ ﷺ سے کوئی ضرورت پوری کرنے کی درخواست کرتا تو آپ ﷺ ہم سے فرماتے۔ ”سفارش کرو۔ تم کو اجر ملے گا اور اپنے نبی ﷺ کی زبان سے تو اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کرائے گا جو وہ چاہے گا۔“ (بخاری)

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مکہ میں رات کے وقت ہمارے ساتھ بیٹھے

Marfat.com

تھے کہ یکا یک آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ چلے لیکن وہ نہ چلے جس کے دل میں ذرا سی بھی کھوٹ ہو۔ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں پانی کا لوٹا لے کر آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔ آپ ﷺ مجھے لیے ہوئے مکہ سے کچھ آگے پہنچے وہاں مجھ کو کچھ پرچھائیں ایک جگہ اکٹھی نظر آئیں۔ آپ ﷺ نے ایک خط کھینچ دیا اور فرمایا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تم یہیں کھڑے رہو۔ یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ آگے بڑھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ پرچھائیاں آپ ﷺ کی طرف چلیں۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جب فجر کا اجالا ہوا تو میرے پاس آئے اور وضو کا پانی مانگا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور اس کے بعد نماز پڑھنے لگے تو ان میں سے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ تھے۔ فرمایا۔ یہ شہر نصیبین کے جن تھے۔ اپنے کچھ معاملات میرے پاس فیصلہ کے لیے لائے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل)

۴۔ آپ ﷺ دین و دنیا میں امت کے لیے تخفیف و آسانی کو مدنظر رکھتے چنانچہ جب آپ ﷺ کو دو امور میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ آسان موجب گناہ نہ ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہنے والے تھے۔ (مسلم)

۵۔ حضرت صدیق اکبر ؓ فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اکرم ﷺ عمل کیا کرتے تھے میں اسے کیے بغیر نہیں چھوڑتا تھا۔ اگر میں اپنے خیال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔

(بخاری و ابوداؤد)

۶۔ حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائیگی اور ایسے امور ہوں گے جنہیں تم برا جانو گے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو حق تم پر ہے اس کو ادا کرتے رہو اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ سے مانگو۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

ا۔ میں سمجھتا ہوں کہ عرب کے نیم وحشی صحرا نشینوں کو قانون اور احترام کے دائرے میں لانے اور رکھنے والا محمد ﷺ کے سوا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان عربوں نے آپ ﷺ کو اپنا پیغمبر مان لیا تھا۔ ٹھیک ہے لیکن ذرا شان پیغمبری تو دیکھو نہ اس میں راز ہے نہ اسرار۔ وہ لوگوں کے سامنے اپنے کپڑوں میں ٹانکے لگا رہا ہے۔ جوتا سی رہا ہے۔ ان کی نفسیاتی تربیت بھی کرتا جاتا ہے۔ انہیں حکم دیتا ہے اور احکام کی تعمیل میں ان کے ساتھ شریک بھی ہے۔ (تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'اٰمِرٌ' : حروف : ۳

ا + م + ر =

۱ + ۴۰ + ۲۰۰ = ۲۴۱

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۷':

اس عدد کا حامل کبھی غلطی نہیں کرتا نگاہ بڑی دور بین ہوتی ہے۔ زیادہ بات چیت اور فضولیات سے پرہیز کرتا ہے نہایت ایماندار اور ثابت قدم ہوتا ہے اس کی نظر ریاکاری کے پردے کو پار کرتی ہوئی اصلیت تک پہنچ جاتی ہے ایسے لوگ نہایت مخلص اور وفادار دوست ثابت ہوتے ہیں کسی کا دباؤ تسلیم نہیں کرتے نہ ہی دولت کی چکاچوند سے متاثر ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'اٰمِرٌ' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

اٰمِرٌ کا مفہوم 'حکم دینے والا' ہے اور حکم وہی شخص دے سکتا ہے جو دور اندیش ہو۔ فہم و فراست کا مالک ہو۔ ایماندار، ثابت قدم، باوفا، اور پرخلوص ہو کسی دباؤ کے زیر اثر نہ آتا ہو کیونکہ بحیثیت 'اٰمِرٌ' آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی اتھارٹی تھی جس کا آپ کو جائز استعمال کرنا تھا اور لوگوں کو آپ ﷺ کی ہر صورت میں اطاعت کرنا تھی۔ قرآن پاک کی جو آیات اس ضمن میں دیکھی گئی ہیں۔ ان میں آپ ﷺ کی انہی خصوصیّت کا بلاواسطہ تذکرہ ہے۔ پہلی میں آپ ﷺ کی ثابت قدمی اور دور اندیشی کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری میں یہ کہ کسی دباؤ سے متاثر نہ ہوں اور تیسری میں عفو و درگزر یعنی قدرے نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہی عدد '۷' کی خصوصیات ہیں جو آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ چونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت کا سچا خیر خواہ کوئی نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر حکم کو ماننے اور ہر فیصلے پر سر جھکانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ انسانیت کا ان سے بڑھ کر خیر خواہ اور کون ہوسکتا تھا جن کی ہر ہر سانس انسانیت کی فلاح کے لیے صرف ہوئی تھی اور جن کے ہر عمل کا مقصد ہی لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرنا تھا۔ انسانیت کا اتنا سچا خیر خواہ اور علمبردار آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے بلاچون و چرا آپ ﷺ کے ہر فیصلے کو ماننے کا حکم دیا ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۲۴۱ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا اچھے عہدے کا مالک بن جائے گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ وہ جو بھی کوئی اچھی بات کہے لوگوں کے دلوں پر اثر کرے تو ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر دعا مانگے۔

Marfat.com

۴۹۔ سَیِّدُنَا حِجَازِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّیِّدِ الْحِجَازِیِّ ط

مفہوم: حجاز والے۔عرب کے رہنے والے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

ایشیا کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ نما 'عرب' کے نام سے مشہور ہے یہ سراسر خشک ریگستان ہے لیکن اس کے مغرب میں کچھ آبادی موجود ہے اور اس مقدس آبادی کا نام 'حجاز' ہے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ اسم مقدس اسی نسبت سے ہے کہ آپ ﷺ عرب کے رہنے والے تھے۔

عرب مؤرخین ملک عرب کو جغرافیائی لحاظ سے پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا وہ نشیبی حصہ جو بحیرہ احمر کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے یہ بہت گرم علاقہ ہے جہاں عام طور پر گرمی اور گھٹن رہتی ہے اس کا نام تہامہ ہے۔

دوسرا نجد، اس کے دامن میں یمن اور عراق کے بعض علاقے آتے ہیں۔

تیسرا وہ علاقہ ہے جو نجد سے ملا ہوا ہے اور جنوباً بحر ہند تک چلا گیا ہے۔ حضرموت، شحر اور عمان اس کے بڑے بڑے شہر ہیں۔

چوتھا عروض جو کہ یمامہ اور بحرین پر مشتمل حصے کا نام ہے۔

پانچواں حجاز ہے یہ یمن کے شمال میں بحیرہ احمر کے مشرقی سمت میں واقع ہے اور خلیج عقبہ تک پھیلا ہوا ہے نجد اور تہامہ کے درمیان واقع ہے اس لیے اس کو حجاز کہا گیا ہے۔ حجاز کے معنی پردہ کے بھی ہیں۔

مکہ اور مدینہ اسی مقدس خطے کے دو بڑے شہر ہیں۔

عہد قدیم میں عالمی تجارت کی شاہراہ اعظم اسی راستے سے ہو کر گزرتی تھی۔ ایشیاء، افریقہ اور یورپ کی منڈیوں میں بکنے والا سامان حجاز سے ہی ہو کر آتا جاتا تھا۔ اس لیے تجارتی لحاظ سے اس علاقے کو بہت اہمیت حاصل تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اسے ایشیا، یورپ و افریقہ کے براعظموں کے وسط میں جگہ دی ہے اور وہ خشکی و تری (دونوں راستوں) سے دنیا کو اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ سے ملا کر ایک کر رہا ہے اگر تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لیے ہم جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں تو یہ خطہ موزوں ترین نظر آتا ہے اور اس سرزمین سے اٹھنے والی آواز تمام براعظموں میں جلد پہنچ جانے کے بخوبی ذرائع موجود تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس سرزمین میں پیدا کیا اور ان کو بتدریج قوم، ملک اور عالم کی ہدایت کا کام سپرد کیا۔

Marfat.com

۲۔ القرآن:

ا۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۔(۹۲)۔ الانعام

ترجمہ: اور یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور جو اس لیے نازل کی گئی ہے کہ تم مکہ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کر دو۔

۲۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط (۷)۔ الشوریٰ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس عربی قرآن بھیجا تا کہ تم بڑے گاؤں (سب شہروں کی اصل) یعنی مکہ کے رہنے والوں کو اس کے اردگرد کے رہنے والے لوگوں کو راستہ دکھاؤ اور انہیں قیامت کے دن سے ڈراؤ جس میں کچھ شک نہیں۔

۳۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے یہود سے فرمایا۔ اے گروہ یہود! اسلام قبول کر لو۔ محفوظ رہو گے ورنہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمین یعنی سرزمین حجاز اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ملک ہے۔

(بخاری)

۲۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں دین تمام اطراف سے سمٹ کر حجاز کی طرف اس طرح لوٹ آئے گا جیسا کہ سانپ دور دور جا کر پھر اپنے ہی سوراخ کی طرف آتا ہے اور آخر میں دین حجاز میں آ کر اس طرح پناہ لے گا جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتا ہے۔ بلاشبہ جب اسلام دنیا میں آیا تھا تو وہ ایک پردیسی شخص کی طرح اپنے خیال کا اکیلا تھا اور آخر میں پھر اسی طرح پردیسی بن جائے گا تو مبارک ہو ان کو جو دین کی خاطر اپنے دیس میں بھی پردیسی کی طرح بن جائیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جو اصلاح کریں گے میری سنت کی ان باتوں کی جو بدعتیوں نے میرے بعد آ کر خراب کر دی ہوں گی۔

(ترمذی)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سخت دلی اور زیادتی اہل مشرق میں ہے اور ایمان کی پختگی اہل حجاز میں۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو والی عموریہ نے جو ہدایت کی تھی اس کا ذکر وہ اس طرح کرتے ہیں "اے میرے لڑکے بخدا! جس پر ہم قائم ہیں اس میں کوئی شخص میرے علم میں ایسا نہیں جس کے پاس جانے کا میں تمہیں حکم دوں لیکن اس نبی کا زمانہ قریب آ چکا ہے جو دین ابراہیم کے ساتھ سرزمین عرب میں مبعوث ہو گا وہ ایسی جگہ ہجرت کرے گا جو دو سیاہ پتھروں والی زمین کے درمیان ہے اور اس کے درمیان کھجوریں ہیں۔ اس نبی کی نہ چھپنے والی علامتیں یہ ہیں کہ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اگر تم جا سکو تو اس سرزمین تک پہنچ جاؤ۔ (احمد و طبرانی)

Marfat.com

۴۔ الرائے:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کے جن کارناموں کو آج بھی امتیازی حیثیت حاصل ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں پہلی مرتبہ عربی زبان میں ایسے اصول وضوابط وضع کیے جن کی قانونی صحت عمومی اور ابدی ہے۔

(فان گرونے بام)۔

(G . E . V . Grunebaum - Medieval Islam, Clincago . 1969)

۲۔ محمد ﷺ تمام عرب کے خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی سب کے برابر ہیرو ہیں۔ اگر مسلمان عربوں کے وہ قومی و مذہبی ہیرو ہیں تو عیسائی عربوں کے وہ قومی ہیرو ہیں۔ انہوں نے عرب قوم کو ذلت وخواری کی زمین سے اٹھا کر رفعت و بلندی کے آسمان تک پہنچا دیا اور اس کو ایرانیوں اور رومیوں کی غلامی سے آزاد کرا دیا۔

(نجیب آفندی نصار)

(عرب عیسائی اہل قلم۔ 'الکرمل' اخبار،۔ اکتوبر ۱۹۲۶)

۳۔ وہ لوگ جو اس بات سے پریشان ہوتے ہیں کہ نیوکلیائی ہتھیار ایک دن عربوں کے ہاتھوں تک رسائی حاصل کر لیں گے اس بات کو محسوس کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں کہ اسلامی بم تو پہلے ہی گرایا جا چکا ہے اور وہ اس دن گرا جب حضرت محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ (ڈاکٹر جوزف آدم پیرسن)

۴۔ انسانی دنیا میں ایک خلا تھا۔ وسیع و بسیط خلا۔ انسان انسان سے بچھڑا ہوا اور فاصلے پر کھڑا تھا۔ عرب کے صحراؤں میں محمد ﷺ نے انسانی یگانگت اور عالمی برادری کو جو پیغام دیا اس نے اس خلا کو پر کر دیا۔ انسان انسان کے قریب آ گیا۔ آج ہم عالمی برادری کی جو اصطلاح استعمال کرتے ہیں، اس کا تصور پیغمبر عربی ﷺ کی عطا ہے۔

(ایچ پائرینی)

۵۔ محمد ﷺ کی وفات تک ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہا۔ آپ ﷺ ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و مذہبی دارالسلطنت مقرر کیا گیا تھا بنیاد ڈال چکے تھے آپ ﷺ نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے عرب کو ایک مشترکہ مذہب عطا کیا تھا اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا تھا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مضبوط تھا۔ (پروفیسر مارگولیتھ)

(D. S Morgoliouth - Muhammad & The Rise of Islam)

۶۔ پیغمبر عرب ﷺ کی ذہانت و فطانت، ان کی قوم کے اطوار اور ان کے مذہب کی اسپرٹ مشرقی سلطنت (رومی سلطنت کا مشرقی حصہ مراد بازنطینی سلطنت جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ تھا) کے زوال کے اسباب تھے۔ ہماری نگاہیں بڑے تجسس کے ساتھ سب سے زیادہ یادگار کے قابل اس انقلاب پر لگی ہوئی ہیں جس نے دنیا کی قوموں پر نیا اور دائمی طور پر اثر ڈالا ہے۔ (ایڈورڈ گبن)

(Gibbon - Rise , Decline and Fall of the Roman- Empire, 1962)

۷۔ محمڈن ازم کے عروج، ترقی اور دوام کی کوکھ سے جنم لینے والے انقلاب سے بڑھ کر تاریخ میں کوئی ایسا انقلاب نہیں ملتا جس نے مہذب دنیا کی حالت میں بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہوں۔

(پادری جارج بش۔ حیات محمد ﷺ)

Marfat.com

۸۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات کے بعد ایسا معلوم ہوا جیسے عرب کی بنجر زمین جادو کے ذریعے ہیروؤں کی نرسری میں تبدیل کر دی گئی ہو۔ ایسے ہیرو جن کی مثل، تعداد یا نوعیت کہیں اور پانا سخت مشکل ہے۔

(پروفیسر فلپ ہٹی۔ تاریخ عرب)

۹۔ حضرت محمد ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے عرب کے لڑنے اور ایک دوسرے سے خصومت رکھنے والے قبیلوں میں مذہبی اور معاشرتی یک رنگی اور یک جہتی پیدا کر دی، جس سے ان کا نصب العین ایک ہو گیا وہ ایک قوم کی حیثیت سے دنیائے معلوم کے نصف حصّے پر قابض ہو گئے اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی بجائے انہوں نے عظیم الشان سلطنت قائم کر دی۔ (ایڈورڈ۔ جی۔ براؤن)

(E . G . Brown - Arabian Medicine)

۱۰۔ کوئی چیز عیسائیان روم کو ضلالت وغوایت کی خندق سے، جس میں وہ گرے پڑے ہوئے تھے۔ نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب کے غار حرا سے آئی۔ (پروفیسر مارس)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'حجازی' : حروف : ۵

ح + ج + ا + ز + ی =

۸ + ۳ + ۱ + ۷ + ۱ = ۲۰ + ۲ = ۲

خصوصیّت عدد '۲':

اس عدد کے حامل افراد سلجھی ہوئی ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں اور اپنی فہم وفراست کو بخوبی استعمال کر کے ایک فلسفی کی طرح دلائل پیش کرنے میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ بہت مہمان نواز ہوتے ہیں۔ بہترین خدمت گار، قابل اعتماد اور وفادار ہوتے ہیں۔ اس عدد والا شخص اپنی حالتوں کی جھلک ان لوگوں کو بھی دکھانے پر تیار رہتا ہے جن سے نئی نئی ملاقات ہو اور یہ حقیقت ہے کہ وہ ان سب پر فوقیت لے جاتا ہے ان میں روحانی صفات بھی پائی جاتی ہیں بہت صلح جو اور امن پسند ہوتے ہیں اپنے خاندان اور علاقے میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

اسم مبارک 'حجازی' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

سرزمین حجاز دنیا کے براعظموں میں وسطی اور مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مرکزیت کا مقصد ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں چاہے وہ یورپ سے تعلق رکھتا ہو یا ایشیا سے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ایسی تاثیر اور منطقی دلائل ہیں کہ دنیا کا کوئی انسان ان کو نہیں جھٹلا سکتا۔ آپ ﷺ نے دعوت اسلام کے نامے اس وقت کی تمام بڑی چھوٹی سلطنتوں کے حکمرانوں کو بھیج کر اپنے اس فریضے کو سرانجام دیا جس کے لیے آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے مہمان نوازی، وفاداری، خدمت گزاری، فصاحت و بلاغت، سرزمین عرب کے باسیوں کی خصوصیات رہی ہیں۔ جو آپ ﷺ میں بھی موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مؤقف کو جس طرح مؤثر انداز میں پیش کیا ہے ہر دور اور ہر زمانے کا وہ شخص جس کے دل میں حق کے لیے سچی لگن اور تڑپ ہو آپ ﷺ کی ذات پاک سے ضرور متاثر ہوگا۔ آپ ﷺ کی ذات

Marfat.com

پاک دنیا کے تمام دوسرے مسلکوں، مبلغوں پر ہمیشہ حاوی رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو ہی ایسی تاثیر اور قوت عطا کی تھی اس طرح عدد '۲' کی مندرجہ بالا خصوصیات آپ ﷺ کی ذات پاک میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ کے خاندان کو جو مرکزیت و خصوصیت حاصل تھی اس سے کئی گنا نمایاں مقام آپ ﷺ کو ملا آغاز جوانی سے ہی آپ ﷺ سب کی نظروں میں ایک باعزت مقام رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی مہمان نوازی، دیانتداری، وفا خلوص و خدمتگاری سب بے مثل تھیں۔ آپ ﷺ نے خاندان قریش کو کوہ صفا پر جب دعوت حق دی تو ایک ایسی دلیل کے ذریعے ان کو خطرے سے آگاہ کیا جسے وہ جھٹلا نہ سکے اور ہر ہر مرحلے پر آپ ﷺ نے واضح مثالوں سے لوگوں کو خدا کے وجود حقیقی سے روشناس کرنے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ اپنی امن پسندی و صلح جوئی کے لیے بھی بہت مشہور تھے۔ نبوت سے پہلے اور بعد میں آپ ﷺ کے اس وصف میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ اضافہ ہی ہوتا گیا۔ سرزمین حجاز سے بلند ہونے والی آواز نے کم و بیش دنیا کے تمام خطوں، براعظموں اور ملکوں پر اپنا بھرپور تاثر آج بھی قائم ہے۔

مسلمان جہاں بھی جائیں گے۔ محمد ﷺ کی تعلیمات اور ان کی محبت ان کے ساتھ ہوگی۔ آپ ﷺ کی شخصیت کے تاثر میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور جزیرہ عرب آپ ﷺ کی اہمیت ذات اقدس کی برکت سے تمام براعظموں سے زیادہ نمایاں ہوتی چلی جائے گی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی روزانہ بکثرت اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی نسبت بلند کر دیتا ہے اور اس پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

۲۔ ۲۷۲ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کو پڑھنے والے کا مقام و مرتبہ بلند ہوگا۔ معاشرے میں باعزت رتبہ نصیب ہوگا۔

Marfat.com

۵۰۔ سَیِّدُنَا نَزَارِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَزَارِیٌّ ط

مفہوم: مضر بن نزار کی اولاد میں سے تعلق کی بنا پر 'نزاری' کہلائے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

نزار آپ ﷺ کے اٹھارویں جد امجد میں سے ہیں اور آپ ﷺ کا سلسلہ نسب مضر بن نزار بن معد بن عدنان سے جا ملتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نزاری کہلائے مَعَدّ، جب بخت نصر عرب میں حملہ آور ہوا تو بنو عدنان یمن چلے گئے مگر معد کو حضرت یرمیاہ (ارمیاؑ) اپنے ہمراہ شام لے گئے اور بخت نصر کا زور ختم ہونے پر واپس لے آئے اور واپسی پر تلاش و جستجو کے بعد خاندان جرہم میں صرف جرہم بن حلیمہ ملا۔ اسی کی لڑکی سے معد نے شادی کی۔ جس کے بطن سے نزار پیدا ہوا۔ آپ کے دو فرزند نزار اور قنص ہیں۔

نزار، نزر سے مشتق ہے جس کے معنی قلیل کے ہیں ابو الفرج اصفہانی فرماتے ہیں نزار چونکہ اپنے زمانے میں یکتا تھے یعنی ان کی مثال کم تھی۔ اس لیے نزار ان کا نام ہو گیا۔

علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں جب نزار پیدا ہوئے تو آپ کو دیکھ کر آپ کے والد بے حد مسرور ہوئے اور اسی خوشی میں دعوت کی اور کہا۔

"یہ سب کچھ اس مولود کے حق کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اس لیے اس کا نام 'نزار' رکھا گیا۔ نزار بہت خوبصورت اور عقلمند تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ نزار کے معنی نحیف اور دبلے پتلے کے ہیں چونکہ نزار نحیف اور کمزور تھے اس لیے ان کا نام نزار ہو گیا۔ مدینہ منورہ کے قریب مقام ذات الجیش میں ان کی قبر ہے۔ (زرقانی)

نزار کے چار بیٹے تھے۔ مضر، انمار، ایاد اور ربیعہ۔ نزار نے وفات سے پہلے ربیعہ کو گھوڑے، ہتھیار، ایاد کو بھیڑ بکری، انمار کو گدھے اور مضر کو سرخ اونٹ، سرخ خیمہ اور دینار دیے تھے۔ نزار مالی لحاظ سے بہت اہم شخص جانے جاتے تھے۔ امام احمد بن حنبل کی کنیت 'ابو ایاد' کا سلسلہ نسب ان تک پہنچتا ہے اس کے علاوہ نزار اپنے زمانے کے سب سے زیادہ حسین و جمیل اور سب سے زیادہ عاقل و دانشمند تھے۔

Marfat.com

۲۔ القرآن:

۱۔ تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ ج مَاکُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا ط فَاصْبِرْ ط اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ. (۴۹)۔ھود

ترجمہ: یہ حالات منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے ، نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم ہی ان سے واقف تھی۔

۳۔ الرائے:

۱۔ میرے نزدیک وہ تمام فرزندان عرب میں سب سے زیادہ عالی دماغ، اور عقلمند انسان تھے۔ سرخ ریت کے اس ناقابل عبور صحرا میں جتنے شاعر اور بادشاہ ان سے پہلے یا بعد ہوئے۔ ان سب پر وہ بدرجہا زیادہ فوقیت رکھتے تھے۔ محمد ﷺ کا ظہور ہوا تو عرب ایک صحرا تھا۔ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ خالی صحرا سے محمد ﷺ کی طاقت ور روح نے ایک نئی دنیا بنائی۔ نئی زندگی ، نیا کلچر، نئی تہذیب اور نئی سلطنت پیدا کی جو مراکش سے۔ ویسٹ انڈیز تک پھیلی ہوئی تھی اور جس نے تین براعظموں (ایشیا، افریقہ، یورپ) کے خیالات اور زندگی کو متاثر کیا۔

(پروفیسر راما کرشنا راؤ)

(Muhammad, The prophet of Islam ۔ صدر شعبہ فلاسفی ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین میسور)

۲۔ محمد ﷺ سرتاپا پیدائش اور ماحول کے لحاظ سے مکمل عرب اور قبائلی سردار تھے۔ فطرتاً وہ بچوں اور عورتوں کو پسند کرتے۔ آدمیوں اور ایمان کے لیے وہ ایک سخت طاقتور انسان تھے اور کمزوروں و بے بسوں کے لیے نرم اور محبت کرنے والے تھے وہ جتنے مضبوط و طاقتور تھے۔ اتنے ہی رحمدل اور انسانی ہمدردیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ایسی خصوصیات جو ایک پیدائشی سردار میں موجود ہونی چاہئیں وہ سب آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ (لیونارڈ)

۳۔ حضرت محمد ﷺ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (مارکس ڈاڈ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'نزاری' : حروف : ۵

ن + ز + ا + ر + ی =

۵ + ۷ + ۱ + ۲ + ۱ = ۶ + ۱ = ۷

خصوصیّت عدد '۷':

اس عدد کے حامل افراد اپنے اوریجنل خیالات اور طریق کاروبار کی وجہ سے دولت مند ہو جاتے ہیں اور جب امیر ہو جاتے ہیں تو اکثر خیراتی اداروں اور تنظیموں کو بڑے بڑے عطیات دیتے ہیں۔ اپنی آن و عزت کے لیے آخری دم تک بہادری سے مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذہبی اور روحانی خیالات کے مالک ہوتے ہیں طبعی طور پر کم گو اور دور اندیش کے

Marfat.com

خیالات سے گھرے رہتے ہیں بڑے سمجھدار ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'نزاری' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک اپنے جد امجد 'نزار' کی وجہ سے ہے۔ نزار اپنی دولتمندی اور دانشمندی کی وجہ سے مشہور تھے اور عدد '۷' کی اوپر بیان کردہ اہم خصوصیات بھی یہی ہیں۔ آپ ﷺ نے جیسے ہی تجارت شروع کی تو بہت مالی فائدہ ہوا لیکن آپ ﷺ کی طبیعت میں جو دوسخا کا عنصر ہمیشہ نمایاں رہا۔ آپ ﷺ اپنے پاس کچھ بھی بچا کر نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ کی سب سے قیمتی متاع تو رضائے الٰہی تھی جس کے حصول کے لیے آپ ﷺ ہر دم کوشاں رہتے اور ہر وقت روحانیت سے سرشار رہتے۔ آپ ﷺ مزاجاً بھی کم گو تھے۔ بات تب ہی کرتے جب اس کی ضرورت محسوس کرتے۔ آپ ﷺ کا لغو اور بیہودہ باتوں سے قطعی کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کی شخصیت کی سحر انگیزی تھی کہ عرب وعجم آپ ﷺ کا مطیع وفرمانبردار ہوگیا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں مقبول ومعزز ہو جائے تو وہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ۲۶۸ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنالے۔ انشاء اللہ ہر دلعزیز ہوگا۔

۲۔ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

Marfat.com

۵۱۔ سَیِّدُنَا مُضَرِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُضَرِیٌّ ط

مفہوم: قبیلہ مضر سے تعلق رکھنے والے۔

۱۔ تفصیل مفہوم:

مضر حضور ﷺ کے سترھویں جدِ امجد تھے اور اسی نسبت سے آپ ﷺ مضری کہلائے۔ مضر، نزار کے بیٹے تھے اور نزار نے ان کو سرخ اونٹ، سرخ خیمہ، اور سرخ دینار تقسیم میں دیے تھے۔ اس لیے مضر، مضر الحمراء، 'لال مضر' کے نام سے مشہور ہوئے۔ مضر کا اصلی نام 'عمرو تھا' ابو الیاس کنیت تھی مضران کا لقب تھا۔ مضر، ماضر سے مشتق ہے۔ جس کے معنی 'ترش' کے ہیں۔ ترشی اور دہی آپ کو بہت مرغوب تھی۔ اسی لیے مضر کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ بڑے حکیم و دانا تھے۔ اونٹوں کی حدی خوانی انہی کی ایجاد ہے۔ اولاد عدنان میں یہ سب سے زیادہ مال و دولت والے تھے۔ مضر دین حنیف پر تھے۔ مضری قبیلوں میں کنانہ کی طاقت سب سے زیادہ تھی۔ اسی کنانہ کے بیٹے نضر کو بنو قریش کا مورث اعلیٰ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ یہ نام مضیرہ سے ماخوذ ہے یہ دودھ سے بنی ہوئی شے ہے ان کا یہ نام اس لیے بھی تھا کہ ان کا رنگ بہت سفید تھا اور عرب ابیض ''سفید'' کو احمر کہتے ہیں۔ اسی لیے مضر حمراء کہا جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ 'حامض' دودھ کا پینا پسند کرتے تھے۔ ماضر کا معنی حامض ہے سب سے پہلے انہوں نے شعر کہنے شروع کیے کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ کی والدہ سودہ بنت عک ہے۔

۲۔ القرآن:

۱۔ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَ هُمْ حَتّٰى جَآءَ هُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ. (۲۹)۔ الزخرف

ترجمہ: بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول ﷺ تشریف لایا۔

۲۔ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ. (۶۹)۔ المؤمنون

ترجمہ: کیا انہوں نے اپنے رسول ﷺ کو نہیں پہچانا کہ وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

۳۔ الحدیث:

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کی بیٹی) سے کلیب بن وائل

Marfat.com

نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ کیا مضر سے؟ انہوں نے کہا۔ اور کس سے آپ ﷺ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔ (بخاری)

۲۔ اہل یمن قحطانی تھے اور داعئ اسلام حضرت محمد ﷺ اسماعیلی، اہل یمن کو اپنے قدیم جاہ جلال پر بڑا ناز تھا اور تمام عرب میں وہی حکومت کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔ جب یمن سے قبیلہ کندہ کا وفد آیا جو یمن کا شاہی خاندان تھا تو حضور ﷺ کو ایک عرب فرمانروا سمجھ کر رئیس وفد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ اور ہم، ہم خاندان نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہم نضر بن کنانہ کے خاندان سے ہیں نہ اپنی ماں پر تہمت رکھ سکتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے انکار کر سکتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

۳۔ خلیفہ بن عبدہ سے روایت ہے کہ انہوں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے سوال کیا کہ دور جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام 'محمد' کیوں رکھا؟

انہوں نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا کہ بنی تمیم کے چار اشخاص۔ میں، سفیان بن مجاشع، یزید بن عمر اور اسامہ بن مالک، شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ہم ایک تالاب جس کے گرد خوب گھنے درخت تھے۔ رک گئے۔ ہمارے پاس ایک راہب آیا اور بولا۔ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں اس نے کہا، تم میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا۔ جلدی جاؤ، اس کی پیروی کرو کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں۔

ہم نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا اس کا نام 'محمد ﷺ' ہے چنانچہ جب ہم گھر پہنچے تو ہم نے اپنے نومولود کا نام 'محمد' رکھ دیا۔ (خصائص الکبریٰ)

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب لوگ اختلاف کریں تو حق مضر کے ساتھ ہوگا۔

۵۔ حارث بن اقیس ؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ مضر سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ (مسلم و حاکم)

۴۔ الرائے:

۱۔ عرب حقیقت میں عظیم جری لوگ تھے لیکن یہ محمد ﷺ کی ذہانت تھی اور قبائلی سرداروں کی سی دانشمندی کہ ان کے اندر اسلام کے ذریعے زبردست روح پھونکی اور انہیں قدر و منزلت عطا کی جس نے انہیں ادنیٰ درجے کے قبائلی سکوت اور سستی سے نکال کر انہیں اعلیٰ درجہ کی قومی وحدت میں پرو دیا۔ (لیونارڈ)

(A. G. Leonburd - Islam)

۲۔ محمد صاحب ﷺ نے دنیا میں آکر بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اعلیٰ درجے کے ریفارمر، مصلح اور وقت کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا تھے جن میں ایک عرب سردار کی خوبیاں بھی بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے عرب سے بت پرستی اور وہم پرستی کو دور کیا اور بھی بہت سے کام آپ ﷺ کی زندگی سے وابستہ ہیں۔ آپ ﷺ نے عرب سے غلامی کی انسانیت سوز رسم کو مٹایا۔ اسلام کے پیروؤں کو تعلیم دی کہ غلاموں کو آزاد کرنا بڑا ثواب ہے۔ کوئی شخص پیدائشی غلام ہونے کی وجہ سے امام یا خلیفہ بننے سے محروم نہیں ہوسکتا۔ سب سے پہلے دنیا کو آپ ﷺ ہی نے جمہوریت سے آشنا کرایا اور وطن کے متعلق فرمایا

Marfat.com

کہ وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے اس تعلیم کی رو سے آپ ﷺ نے یہودیوں اور کافروں سے معاہدات کر کے اور ان سے محبت و رواداری کا سلوک کر کے مسلمانوں کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ بھی قائم کیا۔

(سردار ام سنگھ امرتسری)

۳۔ ملک عرب چونکہ لاتعداد قبائل میں تقسیم تھا۔اس لیے وہاں کوئی مرکزی حکومت موجود نہیں تھی۔ اس بے مرکزیت کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ قبائلی کبھی متحد نہ ہو سکے اور قبائلی سردار آپس میں کشمکش میں مصروف رہے۔لیکن محمد ﷺ ایسے عظیم اور دانشمند سردار ثابت ہوئے کہ انہیں خدائے واحد کی تعلیم اس طرح دی کہ ان کی ذہنی کایا پلٹ گئی اور وہ باہمی قدیم نفرتوں اور دشمنیوں کو بھلا کر آپس میں شیر وشکر ہو گئے یہ اتحاد ان کی قومی یک جہتی اور ملکی استحکام کا موثر ذریعہ بن گیا بلاشبہ یہ اتحاد عربوں کے لیے خدا کی بہت بڑی نعمت ثابت ہوا اور ساری دنیا نے اخوت و مساوات کا ایسا بے مثال مظاہرہ دیکھا کہ ابھی تک انگشت بدنداں ہے۔ آرمیک گریگر (پادری)

۴۔ عرب ایک گڈریا قوم تھی جو ابتدائے عالم سے صحرا نوردی اور خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے کسی فاتح نے کبھی بھی اس بنجر علاقہ کو اس قابل ہی نہ سمجھا تھا کہ اس کو فتح کیا جائے اور اپنی مملکت میں شامل کرے۔ سکندر اعظم، سلاطین ایران و روم کسی نے بھی اس علاقے پر دوسری نظر نہ ڈالی اور بلاالتفات پاس سے گزر گئے۔ ہر نامور فاتح اس علاقے کو فتح کرنا محض بے سود اور اپنے لیے بوجھ تصور کرتا تھا۔ پھر خدا نے ان کی طرف ایک ''ہیرو پیغمبر'' مبعوث کیا ایسا عرب سردار، جس کو وہ بخوبی جانتے تھے آج سے نہیں پشتوں سے۔اس نے ایسا پیغام دیا کہ ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا اور وہ اس پر ایمان لے آئے ۔بس پھر کیا تھا کہ آن کی آن میں یہ لوگ جن پر کوئی توجہ نہ دیتا تھا۔ نامور ترین اور عظیم ترین لوگ بن گئے اور ایک صدی کے اندر اندر دہلی سے غرناطہ تک ان کا پرچم اسلامی لہرانے لگا اور عربوں کی جرأت ، شان وشوکت، ذہنی وثقافتی کارنامے دنیا کے بڑے حصے پر چھا گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے پیغام سے سیاہ ناقابل التفات ریت دھماکہ خیز بارود ثابت ہوئی اور آن کی آن میں غرناطہ سے دہلی تک اس انقلاب آفرین ایمان کے شعلے آسمان تک بلند ہو گئے۔

(تھامس کارلائل لیکچرار ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مضری' : حروف :۴

م + ض + ر + ی =

۴ + ۸۰۰ + ۲۰۰ + ۱۰ = ۱۰۱۴ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

اس عدد کے حامل افراد میں رحمدلی ،فیاضی ، سخاوت ، خدمت خلق احساس ذمہ داری ، باہمی میل ملاپ اورتحریر و تقریر کی صلاحیتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ یہ لوگ بہت پر امن اور با اخلاق ہوتے ہیں۔ اپنی اعلیٰ ظرفی اور اچھے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ سخی ہونے کی وجہ سے مال و دولت کم جمع کرتے ہیں اچھے اخلاق کی وجہ سے ہر جگہ گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'مضری' عدد '٦' کی خصوصیات کا مظہر:

یہ اسم مبارک بھی نسبی ہے جو آپ ﷺ کے جد امجد مضر بن نزار سے منسوب ہے اور مضر میں جو خصوصیات تھیں ان میں سب سے نمایاں ان کا امیر ہونا اور دین حنیف پر قائم ہونا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسائل سے استغنا کر دیا۔ یعنی ان کو آپ ﷺ نے کوئی اہمیت نہ دی۔ آپ ﷺ کا دین، اصل میں دین حنیف ہی ہے۔ نیز آپ ﷺ کے خاندان میں جو اخلاقی خوبیاں تھیں وہ بھی آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ عدد '٦' کی خصوصیات جو اوپر بیان کی گئی ہیں وہ سب آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ اور نبوت سے پہلے ہی اہل مکہ ان خوبیوں سے پوری طرح آگاہ تھے اسی لیے ہر جگہ تعریفی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے آپ ﷺ کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی اور آپ ﷺ کا گرمجوشی سے استقبال کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ نبوت سے پہلے حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ ہے جیسے ہی آپ ﷺ نظر آئے لوگ پکار اٹھے۔ صادق آ گئے۔ امین آ گئے۔ ہمیں ان کا ہر فیصلہ منظور ہے۔

٦۔ الفضائل:

١۔ ١٠٥٠ مرتبہ اس اسم مبارک کا روزانہ ورد کرنے والا معاشرے میں انتہائی باعزت مقام و بلند مرتبہ حاصل کرے گا۔

٢۔ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے والا محبوب خلائق ہو گا۔

Marfat.com

۵۲۔سَیِّدُنَا نبیُّ التَّوبَةِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ التَّوَّابِیْنَ ط

مفہوم: متوجہ ہونے والا نبی۔توبہ (رجوع) کرنے والا نبی۔

۱۔القرآن:

۱۔ یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَ ھُنَّ وَلَایَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط (۱۲) . الممتحنة

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے ساتھ نہ تو شریک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی نہ نیک کاموں میں تیری نافرمانی کریں گی۔تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے خدا سے بخشش مانگو۔بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط (۱۹)۔محمد ﷺ

ترجمہ: پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔

۳۔ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ. (۵۵)۔المؤمن

ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی تسبیح کرو۔

۴۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ (۱) وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (۲) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ط اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا (۳)۔النصر

ترجمہ: جب خدا کی مدد اور فتح حاصل ہو گئی (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ خدا کے دین میں جھنڈ کے جھنڈ داخل ہو رہے ہیں (۲) تو خدا کی تسبیح اور استغفار کرو وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔(۳)

۲۔الحدیث:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ ہم مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے تھے اور آپ ﷺ وقفہ وقفہ سے

Marfat.com

یہ دعا فرماتے :

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔
آپ ﷺ پڑھتے رہتے اور ہم شمار کرتے تو آپ ﷺ کی توبہ استغفار مجموعی طور پر سو بار تک جا پہنچتی تھی۔

۲۔ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا۔ نماز کسوف میں آپ ﷺ اتنا روئے تھے اور فرماتے تھے اے پرودگار ''تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو ہر دو صورت میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔''

(۱) جب تک میں ان کے درمیان موجود ہوں۔

(۲) جب تک یہ استغفار کرتے رہیں۔

(۳) اے اللہ اب میں ان میں موجود ہوں اور یہ سب استغفار بھی کر رہے ہیں۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' خدا کی قسم! میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نصف شب کو سوئے ہوئے تھے کہ اٹھ کر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا '' رات کو جبرائیلؑ نے مجھے پیغام دیا کہ میں اس وقت بقیع میں جا کر لوگوں کی مغفرت کی دعا مانگوں۔ (نسائی)

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شمار کرلے جو نیک کام کریں تو خوش ہوں اور جب برا کام کریں تو استغفار کریں۔ (ابن ماجہ)

(۷) ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ قریش نے رسول پاک ﷺ سے فرمائش کی کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار سے دعا فرمائیے کہ وہ ہمارے لیے اس صفا پہاڑی کو سونے کا بنا دے تو ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھا تو تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا، ضرور۔ رسول پاک ﷺ نے دعا فرمائی۔ اس پر جبرائیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا۔ آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ ﷺ چاہیں تو ان کے لیے صفا پہاڑی سونے کی بنا دی جائے لیکن اس کے بعد اگر کوئی شخص منکر ہوا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہانوں میں کسی کو نہیں دیا ہوگا اور اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دوں۔ آپ ﷺ نے عرض کی '' توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دے۔'' (احمد و نسائی)

(۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ میں اشعریوں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سواری مانگنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا۔ میں تم کو سواری نہیں دے سکتا اور نہ اس وقت میرے پاس تم کو سواری دینے کے لیے موجود ہے۔ پھر اچانک کہیں سے سفید کوہان والے تین اونٹ آپ ﷺ کی خدمت میں آگئے۔ آپ ﷺ نے وہ ہم کو دے دیئے۔ جب ہم ان کو لے کر چلے تو ہم نے کہا۔ خدا کی قسم! اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ آپ ﷺ نے سواری نہ دینے کی قسم کھالی تھی پھر غالباً بھولے سے آپ ﷺ نے ہم کو وہ اونٹ دے دیئے۔ چلو پھر لوٹ چلیں تاکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی قسم کی یاد دہانی کرا دیں۔ یہ کہہ کر ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہماری گفتگو سن کر فرمایا۔ میں نے تو تم کو یہ

Marfat.com

اونٹ نہیں دیے بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں اور اگر بالفرض میں کسی ایسی بات پر قسم کھالوں پھر اس کے خلاف میں بہتری دیکھوں تو میں یقیناً اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور جس بات میں بہتری ہوگی وہ کرلوں گا یا پہلے وہ کام کرلوں گا اور بعد میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔
(بخاری)

(۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شخیر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور رونے کے سبب سے آپ ﷺ کے شکم مبارک سے تانبے کی دیگ (کے جوش) کی مانند آواز آ رہی ہے۔
(بخاری)

(۱۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے ایک دن اپنے بیٹے پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ اتنے دن ہو گئے تم حضور ﷺ کی خدمت میں کیوں نہ گئے۔ انہوں نے معذرت کی اور کہا آج جا کر آپ ﷺ سے اپنی اور آپ کی مغفرت کی دعا کراؤں گا چنانچہ وہ مغرب کی نماز میں مسجد نبوی ﷺ پہنچے عشاء کی نماز کے بعد جب آپ ﷺ واپس ہونے لگے تو یہ بھی پیچھے چلے۔ آپ ﷺ نے پیروں کی آہٹ سے پہچان کر فرمایا۔ ''کون'' حذیفہؓ! خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے۔
(ترمذی)

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ '' میرے اوپر روشن رات (جمعہ کی رات) اور روشن دن (جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لیے دعا و استغفار کرتا ہوں۔

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ ایسی توبہ اور ندامت کے خلاف نہ تھے جو خلوص دل اور مناسب وقت پر مانگی جائے۔ اکثر و بیشتر وہ اپنے ہاتھ میں زیتون کی شاخ پکڑ کر گڑ گڑا کر خدا سے معافی اور رحم کے طلبگار ہوتے۔ ایسی خصوصیات جو صرف اس کی ذات پاک سے منسوب ہیں۔ رحم...... جو درحقیقت کوئی اجارا دارانہ صفت نہ تھی۔ اس نے رحم کو اپنی ذات پر لازم کرلیا ہے۔ اس حقیقت کے مطابق تھی کہ رحم کی درخواست صرف اس کی عدالت میں کی جاسکتی ہے۔ یہ محمد ﷺ کے پر خلوص دل کا واضح اور صاف ثبوت ہے اور یہ ان کے اس جوش و جذبے کا واضح اور ٹھوس ثبوت بھی ہے کہ وہ اندر سے ایک پیغمبر اور مصلح تھے۔
(لیونارڈ)
(A . G Leonard - Islam , 1909)

۲۔ محمد ﷺ سچے اور امین تھے۔ پاکباز اور غمگسار تھے نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ ﷺ واقعی نبی ہیں اور دشمنوں کے ہر اتہام سے بری اور کوسوں دور ہیں۔ رعونت اور تکبر کا تو آپ ﷺ میں نام تک نہیں تھا۔ آپ ﷺ باوجود برگزیدہ نبی ہونے کے ہر وقت مغفرت کی دعا مانگتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ڈراتے رہے۔
(کاؤنٹ ہنری)

۳۔ رسول پاک ﷺ کی شخصیت بلند کردار کی حامل تھی آپ ﷺ چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر کرنے والے تھے۔ کسی معاملے میں غیر ضروری تفصیلات پر بحث کرنا آپ ﷺ کا شیوہ نہ تھا۔ بلکہ ہر وقت ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تھے۔
(آر۔وی۔سی۔باڈلے)
(R.V.C. Bodley - The Messenger)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'نبی التوبۃ' : حروف: ۹

ن + ب + ی + ا + ل + ت + و + ب + ت =
۵ + ۲ + ۱ + ۱ + ۳ + ۴ + ۶ + ۲ + ۴ = ۲۸ = ۸ + ۲ = ۱۰ = ۱ + ۰ = ۱

خصوصیّت عدد 'ا':

اس عدد کے حامل افراد عظیم مصلح و مذہبی رہنما ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ عمدہ صاف اور واضح زبان میں سیدھے سادھے طریقہ سے اپنے موضوع اور مقصد کو پیش کرے۔ کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوئی موقع کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ کامیاب رہنما ہوتے ہیں ہر چیز اور ہر کام خود کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ دوسرے ان کے خیالات سے متفق ہونے میں ذرا دیر نہیں لگاتے۔ اس عدد والے اپنے تاثرات ظاہر کرنے میں یکتا ہوتے ہیں وہ جو بھی خیال آفرینی کرتے ہیں اسے عملی طور پر کر گزرتے ہیں یہ پیدائشی لیڈر ہوتے ہیں اس لیے اکثر انہیں دوسروں کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ بڑی مشکلات سے قطعی نہیں گھبراتے۔

اسم مبارک 'نبی التوبۃ' عدد 'ا' کی خصوصیات کا مظہر:

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو انسان کامل بنایا اور دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا۔ گناہوں سے پاک اور عیبوں سے مبرا مگر اس کے باوجود بقول صحابہ ؓ آپ ﷺ وقفہ وقفہ سے توبہ استغفار کرتے رہتے۔ آپ ﷺ کا یہ عمل تمام انسانوں کے لیے تھا تاکہ کوئی بھی اپنی کسی خوبی پر نازاں نہ ہو۔ اپنی نیکیوں کو کامل نہ سمجھے کوئی بھی کسی بڑائی، برتری اور عطا پر مغرور نہ ہو بلکہ ہر وقت اللہ سے معافی و مغفرت کا طلبگار رہے۔ آپ ﷺ ہر لحہ اللہ سے اس کے رحم کے طلبگار ہوتے باوجود اس کے کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب نبی تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے استغفار کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ 'نبی التوبۃ' کا عدد 'ا' ہے جس میں ایک کامیاب رہنما اور ہادی کی خصوصیات بھی موجود ہیں۔ درحقیقت ایک نبی میں ان خصوصیات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ وہ بڑی سے بڑی مشکلات سے گھبرانے والا نہیں ہوتا۔ عام فہم۔ سادہ و بلیغ مذہبی رہنما ہوتا ہے ہر نبی اپنے تاثرات و کمالات میں یکتا ہوتا ہے۔ جو لوگ ان کو سچا سمجھتے ہیں ان پر ایمان لانے میں ذرا دیر نہیں لگاتے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ بھی ایسے ہی نبی تھے جن میں ایسی تمام خصوصیات موجود تھیں آپ ﷺ انسانیت کے خیر خواہ تھے لوگوں کی خطاؤں کو معاف فرمانے والے۔ اچھے کاموں پر خوشی کا مژدہ سنانے والے اور غلطیوں پر توبہ و استغفار کرنے والے تھے۔ ان سے بڑھ کر انسانیت کا ہمدرد اور کون ہوسکتا ہے جو خطا کار اور گناہوں سے آلودہ انسانوں کے لیے ساری ساری رات مغفرت طلب کرے اور اپنے رب سے گڑگڑا کر ان کی بخشش طلب کرے۔ آپ ﷺ کی یہی خصوصیات تھیں کہ لوگ فوراً آپ ﷺ کے ہمنوا ہو جاتے اور آپ ﷺ کے خیالات پر فوراً لبیک کہتے اور فی زمانہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی یہی خوبیاں غیر مسلموں کو متاثر کرتی ہیں اور صاحب بصیرت انسان آپ ﷺ پر ایمان لانے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی ۹۰۱ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کو ورد کرنے کا معمول بنا لے تو وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا۔

۲۔ جو کوئی قناعت پسندی کا خواہاں ہو مگر دل حرص و لالچ پر ابھارتا ہو تو روزانہ نماز فجر کے بعد باوضو حالت میں ۱۱۱ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کر کے دعا کرے قلبی سکون نصیب ہوگا۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۵۳۔ سَیِّدُنَا حَافِظٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحَافِظِیْنَ ط

مفہوم: یاد رکھنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی (۶) الاعلٰی

ترجمہ: اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم فراموش نہ کر پاؤ گے۔

۲۔ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ (۱۶) اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (۱۷) فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ (۱۸) ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ. (۱۹) القیٰمۃ

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) وحی کے پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کرو کہ اس کو جلد یاد کر لو (۱۶) اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے (۱۷) جب ہم وحی پڑھا کریں تو اس کو سنا کرو اور پھر اسی طرح پڑھا کرو (۱۸) پھر اس کے معنی کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔ (۱۹)

۲۔ الحدیث:

ا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کبھی مجھ پر وحی آتی ہے تو اس کی آواز گھنٹی سے مشابہہ ہوتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے پر مشقت ہوتی ہے۔ پھر یہ کیفیت دور ہو جاتی ہے اور جو کچھ کہا جاتا ہے وہ مجھے حفظ ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے پاس انسانی صورت میں آتا ہے اور مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن جبیر آیت ''لاتحرک به لسانک'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ پہلے یوں ہوتا تھا کہ جب حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ پر وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ اس کے یاد کرنے کی فکر میں وحی کے ساتھ ساتھ اپنے ہونٹ اور زبان ہلاتے ہلاتے اس کی وجہ سے آپ ﷺ کو اتنی تکلیف ہوتی کہ سب کو اس کا احساس ہوتا۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرما دی کہ جلدی سے یاد کرنے کی فکر میں آپ ﷺ نزول وحی کے ساتھ ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کریں۔ قرآن کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں اس کا محفوظ کر دینا پھر اس کا پڑھوانا یہ دونوں باتیں ہمارے ذمہ ہیں۔ اس کے بعد آئندہ یوں کیا کیجئے کہ جب ہم آپ ﷺ پر

Marfat.com

قرآن نازل فرمائیں تو نزول کے وقت آپ ﷺ صرف سنا ہی کیجئے اس کے بعد خود پڑھ لیا کیجئے۔ اس کے بعد بیان کرا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جبرائیلؑ تشریف لاتے تو آپ ﷺ سر مبارک جھکا لیتے جب وہ تشریف لے جاتے تو حسب وعدہ الٰہی جیسا قرآن شریف اترتا اسی کے موافق پڑھتے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں تنہا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ زبان مبارک سے نکلا کہ جو دامن پھیلا کر اس وقت میری باتیں سینے میں سمیٹ لے گا وہ پھر کبھی نہ بھولے گا۔ میں نے دامن پھیلایا جب کلام مبارک ختم ہوا تو سینے میں سمیٹ لیا۔ اس وقت سے کوئی بات نہیں بھولا۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ اصحاب صفہ (جو آپ ﷺ کی حدیثیں یاد کرتے اور ایک دوسرے کو سناتے) کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ جن کے درمیان رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔''

۳۔ الرائے:

۱۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو بھی الحمد سے والناس تک قرآن کا ایک ایک لفظ زبانی یاد کرایا۔ چنانچہ اپنی وفات سے قبل حجۃ الوداع میں لاکھوں مسلمانوں سے اس امر کا اقرار لیا کہ قرآن ان تک پہنچا دیا گیا اور ان کے اقرار کے بعد اس پر خود اللہ کو شاہد قرار دیا کہ میں نے یہ قرآن ان سب تک پہنچا دیا۔

(مقام حدیث، حصہ دوم، ص ۳۴۱، ۳۴۲
کراچی۔ ۱۹۶۳)

۲۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے حدیث کا ایک مجموعہ نہیں بلکہ گیارہ ہزار مجموعہ ہائے احادیث اس امت کے لیے چھوڑے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کی تعداد حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ تھی جن میں سے گیارہ ہزار صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو حفظ و یاد کر کے دوسروں تک پہنچا دیا۔ ان حضرات صحابہ میں ایسے صحابہ تھے جنہوں نے صرف ایک یا دو روایات نقل کیں جن کو مقلین کہا گیا۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے ہزاروں روایتیں نقل کیں ان کو مکثرین کہا گیا اور ان کے درمیان کی تعداد میں روایت کرنے والے صحابہ کرام کو متوسطین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گیارہ ہزار صحابہ میں سے صرف ۴۰ یا ۴۵ ایسے صحابہ کرام مکثرین میں شمار ہوتے تھے جن کی روایات ہزار سے متجاوز تھیں اور چند ایک ایسے صحابہ تھے جن کی روایات سو اور ہزار کے درمیان تھیں وہ متوسطین تھے اور صحابہ کی اکثریت مقلین کی تھی۔ مکثرین میں سے ایک حضرت ابو ہریرۃ ؓ ہیں جن کی روایات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰ روایتیں منقول ہیں۔

(مولانا محمد رفیع عثمانی۔ کتابت حدیث عہد رسالت
وعہد صحابہ میں، کراچی۔ ۱۹۸۰)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ذہانت و ذکاوت کا ایک واقعہ تاریخ اسلام میں مشہور ہے اور یہ آپ ﷺ کے نظر کرم کی بدولت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے آپ ﷺ کے سامنے دامن پھیلایا اور کلام سینے میں سمیٹ لیا'' ایک مرتبہ

Marfat.com

مروان نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کا امتحان لینا چاہا۔ اس نے ایک کاتب کو چھپا کر بٹھا دیا۔ اور ابو ہریرہ ؓ سے ایک خاص موضوع پر احادیث پوچھنا شروع کر دیں وہ بیان کرتے جاتے تھے اور کاتب درپردہ ان سے لکھتا جاتا تھا۔ دوسرے سال پھر اس نے اسی طریقہ سے حدیثیں پوچھیں، اسی دفعہ بھی انہوں نے بلا کم و کاست اسی طرح حدیثیں بیان کیں جس طرح پچھلے سال بیان کر چکے تھے۔ یہاں تک کہ ترتیب میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔

(امام حاکم۔ مستدرک)

(حضرت ابو ہریرہ ؓ ان صحابہ ؓ میں سے تھے جو مسجد نبوی ﷺ میں ایک چبوترے پر بیٹھتے تھے اور ان کا اس کے سوا کوئی کام نہ تھا کہ حدیثیں یاد کریں ایک دوسرے کو سنائیں اور ان کو دوسروں تک پہنچائیں)

اصحاب صفہ علم اور حصول علم میں اس قدر مستغرق تھے کہ دنیا و مافیھا سے مستغنی اور بے نیاز ہو چکے تھے۔ یہ اصحاب صفہ دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے پر کبھی غمگین نہ ہوتے اور ہمیشہ صرف اس بات سے خوش ہوتے جو ان کے لیے آخرت کا حصہ بنتی۔ (حافظ ابی نعیم)

۴۔ اسی طرح امام بخاریؒ کی ذکاوت کا بھی ایک واقعہ مشہور ہے۔ یہ واقعہ حاشر بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔

''امام بخاریؒ میرے ہمراہ شیوخ کی خدمت میں آمدورفت رکھتے تھے ہم لوگ شیخ کی بیان کی ہوئی احادیث لکھا کرتے تھے۔ مگر امام بخاریؒ کچھ نہ لکھتے تھے ہم لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے کہ جب آپ لکھتے نہیں تو درس میں شرکت سے کیا فائدہ پندرہ یا سولہ روز کے بعد امام بخاری نے کہا تم لوگوں نے مجھے تنگ کر دیا۔ اچھا آج میری یادداشت سے اپنے نوشتوں کا مقابلہ کرو۔ حاشر کہتے ہیں ہم نے اس وقت پندرہ ہزار حدیثیں لکھ لیں تھیں۔ بخاری نے وہ سب اپنی یاد سے سنا دیں جس سے ہم کو بے حد حیرت ہوئی۔

(مقدمہ انوار لباری شرح اردو صحیح البخاری)

۵۔ آپ ﷺ کا حافظہ بہت زبردست، وسیع اور نہ بھولنے والا تھا۔ آپ ﷺ عام فہم اور معاشرتی تھے۔ آپ ﷺ کا تخیل زبردست، قوت فیصلہ واضح، تیز اور فیصلہ کن تھی۔ آپ ﷺ بھرپور عقلی وفکری صلاحیت کے مالک تھے۔ اگرچہ آپ ﷺ کو اپنے منصوبوں میں بتدریج کامیابی ہوئی مگر آپ ﷺ نے خدائی مشن کے بنیادی مقصد پر اپنی اعلیٰ وفطری ذہانت سے مہر ثبت کی۔ (گبن)

(Gibbon - Rise, Decline and Fall of the Roman Empire, 1962)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حافظ' : حروف : ۴

ح + ا + ف + ظ =

۸ + ۱ + ۸ + ۹ = ۲۶ = ۲ + ۶ = ۸

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد والے افراد کی دلچسپیاں زیادہ تر مطالعہ سے متعلق ہوتی ہیں جو بالخصوص ان کے روزانہ کے معمولات میں سے ہیں کیونکہ اکثر باتیں ان کے علم پر منحصر ہوتی ہیں جو انہوں نے اپنے طور پر حاصل کیا ہوتا ہے اس لیے ان کی یادداشت

Marfat.com

بھی اچھی ہوتی ہے جس میں ان کی زندگی کے تجربات اور معلومات مزید اضافہ کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'حافظ' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ اُمی تھے۔ مگر صاحب کتاب ہوئے۔ ایسی کتاب کے حامل جو کہ لازوال و بے مثال ہے اور قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ لکھ نہیں سکتے تھے اور پڑھ بھی نہیں سکتے تھے مگر یاد رکھ سکتے تھے کیونکہ یادداشت کا تعلق ذہن سے ہے جو کہ باطن کے علوم و اسرار کو اپنے اندر سمونے و جذب کرنے کا حقیقی ماخذ ہے۔ لکھنے پڑھنے کا تعلق انسان کے ظاہری اعمال سے ہے جبکہ سننا اور یاد رکھنا غیبی و روحانی عوامل ہیں جن کا تعلق ذہن سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذہن پر اپنے تمام علوم کے خزانے آشکارا کر دیے۔ اسی لیے سورۂ اعلیٰ کی آیۃ (۶) میں ارشاد ہے کہ ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم فراموش نہیں کر پاؤ گے۔ لہٰذا سب کچھ محفوظ ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے ایسا محفوظ ہوا کہ پھر کبھی بھولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوا اور ایسی یادداشت والا ایسا 'حافظ' کہلایا جس کا ثانی کبھی پیدا نہ ہو گا۔

عدد '۸' کی مخصوص بیان کردہ ان خصوصیات کا تعلق علم سے ہے۔ یادداشت سے ہے۔ تجربات و مشاہدات و معلومات سے ہے اور ایک حافظ یا اچھی یادداشت والا انسان صرف وہی کہلا سکتا ہے جس کا مطالعہ وسیع ہو اور جو اپنی گفتگو میں اپنے علم، مطالعہ، تجربات، مشاہدات کو بیان کرے۔ آپ ﷺ کا علم لامحدود تھا۔ گفتگو منطقی تھی۔ زبان عام فہم تھی اور یادداشت کمال کی تھی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ روزانہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد دس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے والا لوگوں کو اپنے لیے مہربان پائے گا۔

۲۔ اگر کسی کی یادداشت کمزور ہو اور بھول جانے کی عادت ہو تو ہر نماز کے بعد ۵۰ مرتبہ پڑھنے سے یادداشت مضبوط ہو جائے گی۔

Marfat.com

۵۴۔سَیِّدُنَا قَرَشِیٌّ ﷺ

(نسبی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّیِّدِ الْقُرَشِیِّ ط

مفہوم: قریشی۔ خاندان قریش سے تعلق رکھنے والے۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

بنو قریش حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا وہ نضر بن کنانہ تھا اس خاندان سے نسبت کی بنا پر آپ ﷺ قریشی کہلائے۔ قریش کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

ا۔ بعض کے نزدیک قریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ قصی بن کلاب نے لوگوں کو ایک رشتہ میں منسلک کیا اس لیے قریش کہلائے۔

۲۔ کچھ کا بیان ہے کہ قریش کے معنی وہیل مچھلی کے ہیں جو سمندر کا عظیم جانور ہے اور جو تمام چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہے۔ قصی بہت بڑے سردار تھے۔ اسی لیے انہیں قریش کہا گیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عمرو بن العاص ؓ نے پوچھا کہ قریش کا نام قریش کیوں رکھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا قریش ایک جانور کا نام ہے جو اپنی طاقت سے تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔

۴۔ امام مطرزیؒ نے اس جانور کی بابت فرمایا کہ وہ سمندر کے تمام جانوروں سے زیادہ زور آور ہے اس طرح قریش بھی تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

۵۔ امام سہیلیؒ نے فرمایا ہے کہ قریش قبیلے کا نام ہے عرب اپنے خاندانوں کو جانوروں کے نام سے موسوم کرتے تھے مثلاً اسد وغیرہ اسی طرح قریش نے مچھلی (وہیل) کے نام پر نام پایا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا کہ قریش کو قریش اس لیے کہتے ہیں کہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ جمع ہوئے اور جمع ہونے کو تقرش کہتے ہیں۔

۷۔ بعض محققین کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا اور انہی کی اولاد قریشی ہے۔ فہر بن مالک، عدنان کے بیٹے معد کی اولاد سے تھے اور عدنان قیدار کی اولاد سے تھے جو حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹوں میں سے ایک

Marfat.com

تھے۔ فہر کا لقب قریش تھا۔ جس کے معنی وہیل مچھلی کے ہیں جو سمندر کا عظیم جانور ہے اولاد فہر اسی مفہوم کی رعایت سے قریش کہلائی کیونکہ عرب میں آل فہر ہی سب سے زیادہ صاحب عزت قبیلہ تھا۔ ان کے وقت میں غسان (حاکم یمن) ایک فوج لے کر مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ خانہ کعبہ کو گرا کر اس کا ملبہ یمن لے جائے اور وہاں کعبہ تعمیر کرے۔ فہر نے مع برادران خود فوج سے مقابلہ کیا۔ غسان کو شکست ہوئی اور گرفتار کیا گیا۔ تین سال تک قید رہا۔ پھر فہر نے آزاد کر دیا۔ وہ یمن کو واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں مر گیا۔ اس فتح سے فہر کی عظمت و شوکت کا سکہ عرب میں قائم ہو گیا تھا۔

۲۔القرآن:

۱۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. (۲۱۴)۔الشعراء

ترجمہ: اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سناؤ۔

۲۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔(۱۰) الانبیآء

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف (قریش) ایک کتاب اتاری جس میں تمہارا ذکر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

۳۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۱۳۵)۔الانعام

ترجمہ: تم فرماؤ۔کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔تو جلد معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کا گھر کس کا ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔

۳۔الحدیث:

۱۔ قرآن پاک کی یہ آیت "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے خاندان کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا۔ اے قریشیو! اے اولاد عبدالمطلب! اے عباس! اے صفیہ! اے فاطمہ! میرے مال میں سے جو مانگو میں دے سکتا ہوں لیکن خدا کے ہاں میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ (بخاری)

۲۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ کچھ پرواہ نہ کرو میں کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔ (بخاری)

۳۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

"میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے۔" (سیرت ابن ہشام)

۴۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اولاد اسماعیلؑ میں اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اور بنو کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "مسلمان لوگ امامت اور خلافت میں قریش کے تابعدار ہیں۔" (بخاری)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ خلافت قریش میں رہے گی جب تک دنیا

Marfat.com

میں ان کے دو آدمی بھی باقی ہیں۔ (بخاری)

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں کسی کام سے آیا تھا۔ سو جس شب حضور ﷺ پیدا ہوئے اس نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا، ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا۔ دیکھو آج کی شب اس اُمت کا نبی پیدا ہونا تھا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی مہر نبوت ہے۔ وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ ﷺ کی والدہ کے پاس آیا اور مہر نبوت والی نشانی دکھانے کو کہا۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کو لوگوں کے سامنے کر دیا۔ جب اس یہودی نے نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیلؑ سے نبوت رخصت ہوگئی۔
اے گروہ قریش! سن لو یہ تم پر ایسا غلبہ پائیں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی۔

۸۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے زید بن ثابت ؓ عبداللہ بن زبیر ؓ، سعید بن عاص ؓ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بلوایا۔ انہوں نے مصحف (صحائف) لکھے۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا۔ ان تینوں قریشی لوگوں (عبداللہ، سعید اور عبدالرحمٰن) سے کہو کہ جب تم میں اور زید بن ثابت (انصاری) میں کچھ محاورے کا اختلاف ہو تو قریش کے محاورے کے موافق لکھو۔ اس لیے کہ قرآن قریش کے محاورے پر اترا ہے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (بخاری)

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حسان ؓ بن ثابت نے مشرکین کی ہجو کرنے کی آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کے ساتھ میرا نسب بھی جا ملتا ہے پھر اس کا کیا کرو گے؟ اس پر حسان ؓ نے عرض کی، میں آپ ﷺ کو ان سے اس طرح صاف نکال لوں گا جیسا بال آٹے میں سے صاف نکال لیا جاتا ہے۔ (بخاری)

۱۰۔ ابن عباس ؓ ''اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی'' کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ قربیٰ سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی قرابت ہے اور فرمایا قریش کا کوئی بطن نہیں مگر نبی پاک ﷺ کو اس کے ساتھ قرابت حاصل ہے۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میرے اور اپنے درمیان قرابت کا خیال کرو اور صلہ رحمی کرو۔''

(بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ بیروت کے مسیحی اخبار 'الوطن' نے ۱۹۱۱ء میں لاکھوں عرب عیسائیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم دادر مجاعص نے لکھا۔
'' دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت اور ایک نئی تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا کی اور ایک نئی طویل العمر سلطنت کی بنیاد رکھی۔ لیکن ان تمام کارناموں کو سرانجام دینے والا ایک اُمی اور ناخواندہ تھا۔ وہ عظیم انسان کون تھا؟
'' وہ محمد بن عبداللہ قریشی'' ...... ایک عرب اور اسلام کا پیغمبر عظیم، اس عظیم پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر

Marfat.com

ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم، اپنے پیروؤں کے لیے اس کے اسباب بھی خود ہی مہیا کیے۔ اس طرح کہ قرآن اور احادیث کے اندر وہ تمام ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی یا دنیاوی معاملات میں پیش آ سکتی ہیں۔ (دادر مجاعص)

۲۔ قریش رسول پاک ﷺ سے کسی معاملے میں یا صلح میں بات چیت کے لیے آمادہ تک نہ تھے لیکن آج (صلح نامہ حدیبیہ والے دن) انہوں نے آپ ﷺ کو مسلمانوں کا رہبر، ہادی اور قائد و حکمران تسلیم کر لیا تھا (اسلام کی ایک مستقل دین کی حیثیت گویا مان لی گئی تھی) آپ ﷺ کی ذاتی کامیابی کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ انہوں نے خود صلح نامے پر دستخط کر دیئے۔ (آر۔وی۔سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۳۔ ہم مسلسل دیکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ میں ظلم، زیادتی، بے رحمی اور سفاکی کے جذبات کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ اپنی فتح کے لیے انسانی جانوں کی من مانی قربانی کبھی آپ ﷺ کا شیوہ نہیں رہا۔ جس امید کا چراغ ان کے سینے میں جل رہا تھا۔ وہ یہی تھا کہ کسی طرح قریش آپ ﷺ کے ہمنوا ہو جائیں۔ ان کی ہمنوائی ہی وہ واحد بات تھی جو حضور ﷺ کے لیے فتح و شادمانی کا سامان فراہم کر سکتی تھی۔ (سرجان گلب پاشا)

(General . Sir John Ghalib Pasha - The Life and Times of Muhammad)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'قرشی' : حروف: ۴

ق + ر + ش + ی =

۱ + ۲ + ۳ + ۱ = ۷

خصوصیّت عدد '۷':

اس عدد پر نیپچون کی عملداری ہے۔ یہ عدد ترقی، اقبال مندی، راست پسندی کا علمبردار ہے ایسے لوگ دور اندیش، بروقت مصروف عمل اور سفر کے شائق ہوتے ہیں۔ ان کے اندر بڑے لوگوں کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ اپنا وقار و عزت قائم رکھنے کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مستقل مزاج، منطقی اور پارسا ہوتے ہیں۔ ہمدرد، پرخلوص خصوصی طور پر چھوٹوں اور دوستوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کے معاملات میں ضبط اور نظم ہوتا ہے ایسے لوگ خاندان سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کے مسائل کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیتے ہیں۔ اپنی عزت اور وقار کے لیے آخری دم تک بہادری سے لڑنے کو تیار ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'قرشی' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ قریشی کہلائے کیونکہ آپ ﷺ کا تعلق قریش سے تھا جو مکہ کا ایک ممتاز خاندان تھا۔ قریش کے لوگ کعبہ کے متولی تھے نیز تمام اہم سیاسی و تجارتی امور و گروہی معاملات کو سلجھانے میں ان کی رائے حتمی سمجھی جاتی تھی۔ قریش بنیادی طور پر سردار قبیلہ تھا جس کے مخصوص خاندان تھے اور تقریباً ہر خاندان ہی اہم سمجھا جاتا تھا۔ قریش بہت باعزت، پر

Marfat.com

وقار اور خاندانی روایات کے علمبردار سمجھے جاتے تھے۔ ان کا زیادہ تر پیشہ تجارت تھا اس لیے زیادہ تر سفر میں ہی رہتے تھے۔ عدد' ۷' کی اوپر بیان کردہ خصوصیات آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ بچپن میں ہی اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے سفر پر جانا شروع ہوگئے اور آپ ﷺ نے اسی پیشے کو اپنایا۔ ایمانداری، راست بازی آپ ﷺ کا شعار تھی۔ آپ ﷺ کی مستقل مزاجی اور پارسائی کا گواہ میسرہ تھا جس نے دوران سفر آپ ﷺ کو اچھی طرح جانچا اور من وعن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شادی کے بعد آپ ﷺ کی ان خوبیوں کی گواہ تھیں کہ آپ ﷺ چھوٹوں سے پیار کرتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ رشتہ داروں کا خیال کرتے ہیں۔ اللہ کس طرح آپ ﷺ کو تنہا چھوڑے گا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ان الفاظ سے تشفی فرمائی جب وحی کا آغاز ہوا۔

الغرض ایک پروقار قریشی کی ساری خوبیاں آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی عزت و مرتبے کا خواہاں ہو تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنالے۔ انشاء اللہ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۲۔ جو کوئی اپنے خاندان میں امتیازی حیثیت وعزت وقدر ومنزلت کا متمنی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۱ مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ خاندان والے اس کی بہت عزت کریں گے۔

Marfat.com

۵۵۔سَیِّدُنَا کَامِلٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِم بَعَدَدِ کَامِلِ الْفَضْلِ وَالْاِمْتِنَانِ ط

مفہوم: کامل (پورا) مکمل۔

ا۔تفصیل مفہوم:

شیخ محی الدین عربیؒ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں ''اگر عالم میں انسان کامل کا وجود نہ ہوتا جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہے تو اللہ کے علم کا مقصد حاصل نہ ہوتا۔ اس سے میری مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لیے محبت کے ساتھ خلق کو پیدا کیا جب اللہ تعالیٰ نے انسان کامل (محمد ﷺ) کو ہیئت وجودی کا لباس پہنایا تو ان کے ظہور سے وہ خزانہ ظاہر ہوگیا۔

۲۔القرآن:

ا۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوْا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا (۲۱)۔ الاحزاب

ترجمہ: تمہارے لیے رسول اللہ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے یعنی اس شخص کے لیے جسے (خدا سے ملنے) اور روز قیامت کے آنے کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

۲۔ لِّیَغْفِرَلَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَیَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا (۲)۔ الفتح

ترجمہ: تا کہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے اور تم کو سیدھے راستے پر چلائے۔

۳۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تو صرف اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔'' (مسند احمد)

۲۔ حضرت ابن عباس ﷛ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کو جس بات کا حکم ہوا وہ آپ ﷺ نے پڑھ کر سنا دی

Marfat.com

اور جہاں خاموش رہنے کا حکم ہوا وہاں آپ ﷺ خاموش رہتے (اس لیے کہ آپ ﷺ کا حکم ونطق دونوں حکم الٰہی کے ماتحت تھا) اور تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات ہی میں بہترین نمونہ ہے۔ (لہٰذا بلاوجہ کھود کرید مت کیا کرو۔) (بخاری)

۳۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کی نسبت سوال کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ خندہ جبین، نرم خو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگدل نہ تھے کوئی براکلمہ منہ سے کبھی نہ نکالتے تھے۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ ﷺ کو ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے تھے۔ جو آپ ﷺ سے امید رکھتا اسے مایوس نہ کرتے۔ صراحۃً انکار یا تردید نہ فرماتے بلکہ خاموش رہتے اور مزاج شناس آپ ﷺ کے تیور سے مقصد سمجھ جاتے تھے۔ اپنے نفس سے تین چیزیں آپ ﷺ نے بالکل دور کر دیں تھیں۔

(۱) بحث و مباحثہ۔ (۲) ضرورت سے زیادہ بات کرنا۔ (۳) اور جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا۔

دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز فرماتے تھے۔

(۱) کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ (۲) کسی کی عیب گیری نہ کرتے تھے۔ (۳) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہ رہتے تھے۔

آپ ﷺ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔ جب آپ ﷺ کلام کرتے صحابہ اس طرح خاموش ہو کر اور سر جھکا کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جب آپ ﷺ چپ ہو جاتے تو پھر وہ آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا۔ چپ سنا کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ ﷺ صرف مسکرا دیتے۔ باہر کا آدمی اگر بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ ﷺ تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہ کرتے۔ لیکن کوئی اگر آپ ﷺ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرماتے۔ جب تک بولنے والا چپ نہ ہو جاتا آپ ﷺ اس کی بات درمیان میں نہ کاٹتے تھے۔ آپ ﷺ نہایت فیاض نہایت راست گو، نہایت نرم طبع، نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتاً آپ ﷺ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا تو آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔" (شمائل ترمذی)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار سوال کیا۔ کہ آپ ﷺ اپنے مسلک کی وضاحت کریں۔ آپ ﷺ نے اختصار کے ساتھ فصیح و بلیغ انداز میں ارشاد فرمایا۔ "عرفان میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الٰہی میرا مونس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لیے وجہ اعزاز ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری طاقت ہے، صدق میرا سفارشی ہے، طاقت میرا دفاع ہے، جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

۴۔ الرائے:

۱۔ لوگ حیران و سرگرداں ہیں کہ ان کے اعزاز و احترام کا حق کیسے ادا کریں۔ کیا ہم انہیں کامل کہہ سکتے ہیں؟ جی ہاں! بالکل کہہ سکتے ہیں۔ ہر عمر میں، ہر حال میں ہر محفل و مقام میں وہ اپنے ساتھیوں کے ہیرو رہتے ہیں اور

Marfat.com

مخالفین کے ہیرو بھی۔
(کارلائل ...... ہیروانیڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ داعی اسلام حضور انور ﷺ کو مصلحین عالم کی ایک بڑی تعداد پر اس خصوصیت امتیازی میں ایک خاص شرف و برتری حاصل ہے کہ آپ ﷺ کا قول و فعل یکساں تھا۔ قول و فعل کا تطابق ایک ایسا مایہ ناز وصف اور کمیاب جنس ہے کہ بازار جہاں کی بڑی بڑی نابغہ روزگار اور شہرہ آفاق ہستیوں کی سوانح حیات میں بھی نایاب ہے لیکن حضور ﷺ کا دامن ایسے بہت سے گوہر ہائے نایاب سے لبریز تھا جن کی درخشندگی سے کائنات کا ہر گوشہ روشن ہو سکتا ہے۔
(سوامی لکشمن پرشاد ...... عرب کا چاند)

۳۔ اس مادی دنیا میں اخلاقی اقدار کو بتدریج کس نے مستحکم اور توانا کیا اور پھر انہیں کس نے بام عروج تک پہنچایا؟ محمد ﷺ اور ان کے دین اسلام نے۔
(ایس۔ پی۔ سکاٹ)
(S . P . Scott - History of the Moorish Empire in Europe)

۴۔ محمد ﷺ گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے۔ اور آئندہ ان کا مثال پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔
(ڈاکٹر شیلے)

۵۔ ہادی دو جہاں اور محسن انس و جان یعنی حضرت محمد ﷺ کی شخصیت اتنی ہمہ گیر اور اتنی خوبیوں کا حسین امتزاج تھی کہ دنیا آج تک اس کی نظیر پیش نہیں کر سکی۔ دنیا کے اکثر عظیم انسانوں کی عظمت کا دارومدار ایک یا دو کارناموں پر منحصر ہے مگر آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکت تو ہر لحاظ سے کامل دکھائی دیتی ہے۔

(ایڈورڈ اے فری مین)

۶۔ خدائے بزرگ و برتر نے ہادی اکبر ﷺ کو بہت سے اعزازات سے نوازا تھا۔ وہ ظاہری اور باطنی کمالات کا ایسا حسین اور کامل ترین نمونہ تھے۔ جس کی پیروی ادنیٰ و اعلیٰ، امیر و غریب، مرد و زن، حاکم اور رعایا کے لیے لازمی قرار دی گئی ہے۔ باپ، خاوند، تاجر، زاہد و عابد، مبلغ معلم و مربی، امیر لشکر، سربراہ مملکت، مصنف، قانون ساز، مصلح اور دوست و رفیق کی حیثیت سے وہ سب کے لیے بہترین نمونہ تھے۔
(ایڈورڈ گبن)

۷۔ یہ ایک بین حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں ہمہ گیر خوبیاں موجود تھیں۔ آپ ﷺ اپنے ذہن کو جس طرف چاہتے موڑ سکتے تھے آپ ﷺ میں ہر کام کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ ایک طرف آپ ﷺ نے مہذب دنیا کے حکمرانوں کو دعوت اسلام دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوسری طرف گھریلو مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام میں روح جہاد پیدا و برقرار رکھنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ آپ ﷺ کی ہر حیثیت قابل تعریف ہے۔
(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۸۔ میرے لیے رسول اقدس ﷺ کی زندگی اور تعلیمات بدر کامل کی طرح ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے ریفارمر گزرے ہیں جن کی زندگی کے انداز بھی نہایت دلکش تھے لیکن ان کی تعلیمات زیادہ دیر تک مؤثر ثابت نہ ہوئیں۔ اسی طرح بعض نام نہاد ریفارمر ایسے بھی تھے جو آگ کا ایندھن ہیں۔ کیونکہ وہ اخلاقیات سے عاری تھے لیکن رسول پاک ﷺ کی مقدس زندگی بے داغ بدر کامل کی سی ہے ان کی تعلیمات بھی ٹھنڈک بخشنے والے بدر کامل کی طرح ہیں۔ پیغمبر اعظم ﷺ کی زندگی اور تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لیے اس کو انسانیت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ (سوامی آنند ...... محمد ﷺ)

۹۔ نبی عربی قوی و متین عادات و اخلاق سے متصف ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ قابل تقلید اور مثالی ہے۔ آپ

Marfat.com

ﷺ کی حیات طیبہ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ زندگی کے کسی مرحلے اور نازک موڑ پر جب بھی ہمیں اسوۂ کامل کی ضرورت پیش آتی ہے محمد نبی مقدس ﷺ کی شخصیت ہماری اس ضرورت کو پورا کرتی ہے آپ ﷺ کی یہ شخصیت ایسا بے مثال آئینہ ہے جس میں ہمیں بلند پرواز عقل، سخاوت، کرم، شجاعت، ہمت، صبر، حوصلہ، صلح، عفو تواضع اور حیاء کا عکس جمیل نظر آتا ہے بلکہ آپ ﷺ کی شخصیت میں انسانیت کو رفعت سے ہمکنار کرنے والا ہر خلق پوری تابانی کے ساتھ موجود ہے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہمہ رنگ اور متنوع اخلاق عالیہ کا مخزن ہے۔

(لارڈ ہیڈلے)

۱۰۔ روز مرہ کے واقعات اور ان میں تغیر و تبدیلی اسلام کے مستقبل پر اپنا دیرپا اثر چھوڑنے لگی۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد جانشین آپ ﷺ کے قدم بہ قدم چلنا چاہتے تھے حضور ﷺ اپنی ذات میں ایک ہی وقت پیغمبر بھی تھے۔ سیاستدان بھی۔ قانون ساز بھی اور فوج کے کمانڈر بھی۔ ان ساری خصوصیات کا ایک ذات میں جمع ہو جانا اور اپنی ہر خصوصیت کو بروئے کار لانا دنیا کی ساری مسلم حکومتوں کے لیے ایک مثال اور نمونہ کا کام کر گیا۔

(جنرل سرجان گلب پاشا)

۱۱۔ میں نیک اور فاضل ''سپین ہیمیس'' کی جرات کی تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے تسلیم کیا ہے کہ محمد ﷺ کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔ شکل میں نہایت خوبصورت، فہیم اور دور رس عقل والے پسندیدہ خوش اطوار، غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع دشمنوں کے مقابلے میں صاحب استقلال و شجاعت، سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کے نام کا نہایت ادب و احترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسم کھانے والوں، زانیوں، سفاکوں، جھوٹی تہمت لگانے والوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے سخت خلاف تھے۔

(انگریزی ترجمہ قرآن ...... مصنف جارج سیل)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'کامل'	:	حروف :۴

ک + ا + م + ل =

۲ + ۱ + ۴ + ۳ = ۰ + ۱ = ۱

خصوصیت عدد '۱':

اس عدد کا حامل مضبوط قوت ارادی والا، نہ ہارنے والا، پختہ ارادے والا، خوددار، غیرت مند، پر مغز دماغ اور خیالات رکھنے والا۔ پیدائشی لیڈر ہوتا ہے۔ جب تمام لوگوں کے دماغ تھک جائیں یا کسی کام سے عاجز آ جائیں تو یہ اس وقت محنت شاقہ سے اسے مکمل کر لیتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے بڑی مشکلات سے گھبراتا نہیں ہر چیز میں ترقی کرنے والا اور ہر چیز پر اثر انداز ہونے والا ہے۔ جرأت، بے باک، بہادر، صحت کے لحاظ سے بھی غیر معمولی جسمانی قوت کا حامل ہوتا ہے اور بڑا وسیع حلقہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک 'کامل' عدد 'ا' کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک 'کامل' کی بہت سی توجیہات پیش کی جا سکتی ہیں مگر یہاں مراد اس طرح بھی لی جا سکتی ہے۔

ک: کمال۔ ا: انتہا......، م: محمد ﷺ ، ل: لاریب۔ ''یعنی انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی محمد ﷺ کی لاریب ذات اقدس۔''

گوئٹے نے جب 'انسان کامل' کا تصور دیا تو پوری انسانی تاریخ پر نظر دوڑائی مگر اس کے تصور کردہ معیار پر کوئی انسان بھی پورا نہ اترا سوائے محمد ﷺ کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی خوبیوں اور اوصاف سے متصف فرمایا جن کو آپ ﷺ نے بروئے کار لاتے ہوئے ان کی آخری حدود تک عمل کر کے دکھایا۔ یعنی ایک خاص و عام انسانی ذہن کی سوچ کے دائرہ عمل کی جتنی وسعت ہو سکتی ہے اس کے آخری پیمانے تک آپ ﷺ نے عمل کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ کی ذہنی سوچ اور کردار کا دائرہ اس سے بھی زیادہ وسیع تھا جس کا ادراک ایک انسانی ذہن کو کبھی نہیں ہو سکتا یعنی وہ اس کو سمجھ نہیں پائے گا اس لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا''

سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کامل کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ انسان کامل سے مراد جب ایک مکمل آفاقی اور 'لافانی انسان' لیا جائے تو اس کا مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے۔ یعنی پہلے انبیاء محدود پیمانے پر، مخصوص قوم، مخصوص سوچ کے لوگوں کی طرف بھیجے گئے یعنی جن کی سوچ اور شعور میں اتنی وسعت نہ تھی لیکن آپ ﷺ کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ایک مکمل نمونہ، قابل تقلید لازوال مثال بننا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ میں ان خوبیوں کا ہونا ضروری تھا جو ہر آنے والے زمانوں کے انقلابی و پیچیدہ ذہنوں کی روحانی مذہبی و ذہنی تشفی کر سکے۔ گوئٹے کا کہنا ہے کہ انسانی ذہن نظام محمدی ﷺ سے آگے سوچ ہی نہیں سکتا درحقیقت اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر عادت، ہر تعلیم، ہر اخلاق اور ہر عمل اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آج کا انسان آج بھی آپ ﷺ کو اپنا آئیڈیل مانتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں یہ کمی ہے۔ اگر عمل نہیں کر رہا تو اس کی اپنی کوتاہیاں ہیں۔ ذات اقدس تو کامل تھی کامل ہے اور کامل رہے گی کیونکہ خدا ہر شے پر 'قادر' ہے اور اس قادر نے 'کامل' کو تخلیق کیا اس طرح عدد 'ا' کی مندرجہ بالا خصوصیات آپ کی ذات پاک میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ۹۱ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرے اس کا ہر ارادہ اور خواہش پوری ہوگی۔

۲۔ جس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور اس کا ذہن ادھر ادھر بھٹکتا ہو تو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کر کے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کے اخلاق کو بہتر اور اس کے باطن کو پاک کر دیں گے۔

Marfat.com

۵۶۔ سَیِّدُنَا صَادِقْ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الصَّادِقِیْنَ ط

مفہوم: سچ بولنے والے۔ مکمل طور پر سچے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَایُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۔(۳۳)۔ الانعام

ترجمہ: ہم جانتے ہیں کہ اے پیغمبر ﷺ ان کافروں کی باتیں تمہیں غمگین کرتی ہیں کیونکہ وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے (تجھے جھوٹا نہیں کہتے) البتہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

۲۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (۳۳)۔ الزمر

ترجمہ: (محمد ﷺ) وہ شخص ہے جو سچ لے کر آئے ہیں اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی وہی متقی لوگ ہیں۔

۳۔ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ لا قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا. (۲۲)۔ الاحزاب

ترجمہ: اور جب مومنوں نے ان (کافروں کے) لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہیں جس کی ہم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ اس نے ان کے ایمان اور اطاعت کو مزید بڑھا دیا۔

۴۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ (۴۴) لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ (۴۶) فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ (۴۷). الحاقة

ترجمہ: اور اگر یہ پیغمبر ﷺ ہماری طرف سے کوئی بات جھوٹ بنا لاتے (۴۴) تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے (۴۵) پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے (۴۶) پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ (۴۷)

۲۔ الحدیث:

ا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اعلان دعوت کا حکم آیا تو آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو پکارا۔ جب وہ جمع ہو

Marfat.com

گئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا۔ بتاؤ۔ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ وادی مکہ سے ایک سواروں کا لشکر تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تمہیں یقین آ جائے گا؟ وہ بولے۔ 'ہاں' کیونکہ ہم نے آپ ﷺ کو سچ بولتے ہی دیکھا ہے۔ (بخاری)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نبی اُمی اور صادق ہوں۔ سب سے بڑا افسوس اس پر جس نے مجھے جھٹلایا اور مجھ سے منہ پھیرا اور مجھ سے جنگ کی اور نیکی اس کے لیے جس نے مجھے جگہ دی اور میری امداد کی۔ مجھ پر ایمان لایا اور میری بات کی تصدیق کی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل کہا کرتا تھا۔ '' محمد ﷺ! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا۔ البتہ جو کچھ کہتے ہو ان کو صحیح نہیں سمجھتا۔'' اس پر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔ '' ہم جانتے ہیں کہ اے پیغمبر! ان کافروں کی باتیں تم کو غمگین کرتی ہیں مگر وہ تم کو نہیں جھٹلاتے البتہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔'' (ترمذی)

۴۔ اخنس بن شریق اور ابوجہل کی باہم ملاقات ہوئی تو اخنس نے ابوجہل سے پوچھا۔

اے ابوالحکم (ابوجہل کی کنیت) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور یہاں ایسا کوئی نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں۔

ابوجہل نے کہا۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ بے شک سچے ہیں کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہیں آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قصی کی اولاد ہیں اور لوا، سقایت، صحابت، ندوہ وغیرہ تو سارے اعزازات انہیں حاصل ہی ہیں اب نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قریشیوں کے لیے کیا اعزاز رہ گیا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو کچھ میں رسول پاک ﷺ سے سن پاتا وہ سب کچھ لکھ لیا کرتا تھا۔ اس سے میرا مقصد آپ ﷺ کے کلمات کی حفاظت کرنا تھی۔ قریش نے مجھے اس بات سے روکا اور کہا کہ تم رسول پاک ﷺ سے جو بات بھی سنتے ہو وہ سب قلمبند کر لیتے ہو حالانکہ آپ ﷺ ایک بشر ہی تو ہیں کبھی کوئی بات غصہ کی حالت میں بھی فرما دیتے ہیں۔ (ہوسکتا ہے کہ اس حالت میں وہ مقام نبوت کے معیار اعتدال سے ہٹی ہوئی بات ہو) اس کے بعد میں نے لکھنا بند کر دیا۔ اور اس واقعہ کا آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔'' (بے خوف وخطر) سب کچھ لکھو۔ اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے سچ کے سوا کچھ اور نہیں نکلتا۔'' (ابوداؤد)

۶۔ عتبہ بن ربیعہ حضرت امیر معاویہ کی والدہ ہند کا باپ تھا۔ جو جنگ بدر میں کفر پر مرا۔ ایک روز قریش نے اس کو آپ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے آپ ﷺ سے گفت وشنید کی اور کچھ پیشکشیں بھی کیں۔ جواب میں آپ ﷺ نے سورۃ حم السجدۃ پڑھنی شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے۔

'' فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ (۱۳) تو عتبہ

ترجمہ: '' اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔''

نے آپ ﷺ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور قربت قریبیہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ ﷺ آگے نہ پڑھیں۔ اس کے بعد عتبہ نے واپس جا کر قریش کو سارا ماجرا سنایا اور کہنے لگا۔ تمہیں معلوم ہے کہ محمد ﷺ جب کچھ کہہ دیتا ہے تو

Marfat.com

جھوٹ نہیں بولتا اس لیے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر وہ عذاب نہ نازل ہو جائے جس سے اس نے ڈرایا تھا۔

(بخاری)

۷۔ فتح مکہ کے بعد قبیلہ بنی ہوازن اور مسلمانوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسلمان فتح یاب ہوئے اور بے پناہ مال و اسباب ان کے ہاتھ آیا۔ حضور ﷺ نے نومسلموں میں تقسیم فرمایا۔ مال غنیمت میں نومسلموں کے حصے زیادہ دیکھ کر کسی انصاری نے جذبات میں آ کر کہا ''واہ! بڑی عجیب بات ہے کہ قریش جو ساری زندگی ہم سے برسر پیکار رہے ہمارا مال غنیمت انہی قریش کو بانٹا جا رہا ہے۔'' آپ ﷺ کو جب معلوم ہوا تو سب انصار کو اکٹھا کر کے فرمایا ''اے گروہ انصار! کیا اللہ نے ایمان کی دولت دے کر تم پر احسان نہیں فرمایا اور تمہیں عزت و اکرام سے نہیں نوازا کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔'' اس پر ایک انصاری اٹھے اور رقت آمیز لہجے میں کہا۔ ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ہمیں اندھیروں میں پایا اور اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے ہمیں ان اندھیروں سے نکالا۔ آپ ﷺ نے ہمیں آگ کے کنارے پایا اور اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے ہمیں بچایا۔ ہم گمراہ تھے اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے ہمیں ہدایت دی۔ ہم آپ ﷺ سے راضی ہیں۔ آپ ﷺ جو چاہتے ہیں وہی کیجئے۔ ہم آپ ﷺ کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔'' اس جواب سے آپ ﷺ کی آنکھیں غمناک ہو گئیں اور فرمایا ''تم نے مجھے جو جواب دیا تم اس کے سوا کوئی دوسرا جواب بھی دیتے تو میں تمہاری تصدیق کرتا تم کہہ سکتے تھے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس گھر سے نکالے ہوئے آئے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو پناہ دی۔ جب آپ ﷺ کو جھٹلایا جاتا تھا ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ بے یار و مددگار تھے تو ہم نے آپ ﷺ کی مدد کی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو مسترد کر دیا تو ہم نے قبول کیا۔ اگر تم یہ جواب دیتے تو بھی تم سچے تھے۔'' آپ ﷺ کے اس سچ سے ساری محفل پر گریہ طاری ہو گیا۔ آنسوؤں کے بند ٹوٹ گئے خود حضور پاک ﷺ کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں۔ مگر آپ ﷺ نے تصویر کے دونوں رخ دکھا کر اپنی صداقت و سچائی کی مہر ان کے دلوں پر ثبت کر دی۔

۳۔ الرائے:

۱۔ ایک عظیم انسان اور پھر عظیم تر انسان محمد ﷺ صرف سچا ہی ہو سکتا ہے۔ سچ کے سوا کچھ نہیں۔ مخلص، اخلاص کا مجسم پیکر، گہرا خلوص، عظیم خلوص، اصل خلوص، یہ ہے آپ ﷺ کی عظمت کی پہلی شان۔ ایک ایسی ہستی جو بنی نوع انسان کے ساتھ اور اپنے خدا کے ساتھ اتنی مخلص ہے کہ دوسرے تو دوسرے شاید اس نے خود بھی اپنے اخلاص پر کبھی شک نہ کیا ہو۔ وہ درحقیقت صداقت، وفاشعاری کے پتلے تھے اور اپنے اقوال، افعال اور اعمال میں صادق تھے۔

(تھامس کارلائل۔ لیکچر ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ ابتدائی خلفاء کی سادگی، سچائی اور آپ ﷺ کی وفات پر رفقاء کی آپ ﷺ سے گہری عقیدت اور انتہائی غم سے نڈھال ہونا۔ ان کا آپ ﷺ کی سچائی اور خلوص پر پختہ ایمان، اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا آپ ﷺ کی ہستی پر پختہ یقین و ایمان تھا۔ اور یہ سب باتیں ہمیں آپ ﷺ کی اس سچائی و خلوص کو جانچنے اور اندازہ لگانے میں مدد دیتی ہیں۔ کہ ان لوگوں نے اپنے اس ایمان کو آپ ﷺ کی سچائی و خلوص کو بہت اچھی

Marfat.com

طرح مختلف موقعوں پر جانچنے کے بعد اور ایک لمبا عرصہ گزارنے کے بعد تشکیل دیا تھا۔

(ولیم میور...... لائف آف محمد)

۳۔ آپ ﷺ اپنے عقائد کے لیے جو تکالیف اور اذیتیں سہنے کے لیے تیار رہتے۔ انتہائی اعلیٰ کردار کے حامل لوگوں کا آپ ﷺ کی ذات پر ایمان جنہوں نے آپ ﷺ کو اپنا رہنما مانا تھا اور آپ ﷺ کی اعلیٰ مقصد میں کامیابی...... یہ سب آپ ﷺ کے اندر موجود بنیادی سچ کو ظاہر کرتا ہے۔ (واٹ)

(M. M . Watt - Muhmmad Prophet and Statesman, 1961)

۴۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ ﷺ کو۔ سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ (پروفیسر ایچ۔جی۔ویلز)

(H . G . Wells - A Short - History of the world)

۵۔ محمد ﷺ کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان میں بے حد اثر تھا کہ آپ ﷺ کے صرف ایک زبانی حکم سے عرب میں شراب خوری تو کیا اور کتنے ہی افعال بد ایک قلیل مدت میں بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ محمد ﷺ بے شک ایک سچے پیغمبر تھے۔

(مسٹر بی۔ایس۔کشالیہ، ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔ضلع کورگ)

۶۔ دیکھیے یہ کیسی حیرت انگیز صداقت ہے! کیسی امانت اور راست بازی ہے۔ جھوٹا انسان تو بڑا بننے کے لیے دوسروں کے ایسے کمالات کریڈٹ لے لینے میں بھی تامل نہیں کرتا۔ جن کے اصل ماخذ کا پتہ بآسانی چل جاتا ہے لیکن یہ شخص ان کمالات کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔ جن کو وہ اپنے کمالات کہتا تو کوئی اس کو جھٹلا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس اس کے اصلی ماخذ تک پہنچنے کا ذریعہ ہی نہیں۔ سچائی کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس شخص سے زیادہ اور کون سچا ہو گا جس کو ایک نہایت مخفی ذریعے سے ایسے بے نظیر کمالات حاصل ہوں اور وہ بلا تکلف اپنے اصلی ماخذ کا حوالہ دیدے؟ بتاؤ! کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی تصدیق نہ کریں۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی)

۷۔ محمد ﷺ سچے تھے اور انہیں بلاشک وشبہ اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا۔ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی اور جھوٹ پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تعلیم و تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکالیف کی شدتیں ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں وہ سچائی کی مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ (ڈیون پورٹ)

۸۔ محمد ﷺ ایک پاک اور بے لاگ زندگی بسر کرتے رہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے اور اس کے بعد بھی آپ ﷺ کے طرز حیات میں کوئی تضاد اور منافقت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر آپ ﷺ کے عمل اور قول و فعل میں تضاد ہوتا تو ان کے اپنے لوگ، اپنا خاندان انہیں دھتکار دیتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی جان کے دشمن، اسلام کو مٹانے کے لیے سازشیں کرنے والے بھی محمد ﷺ کی صداقت اور امانت کو تسلیم کرتے تھے۔

(اے۔جی۔لیونارڈ)

(A. G . Leonard - Islam, 1909)

۹۔ حضرت محمد ﷺ کا طرز عمل، اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی تبلیغ و ہدایت خاص سچائی پر مبنی تھی۔ (کاؤنٹ ٹالسٹائی)

Marfat.com

۱۰۔ کوئی شخص آپ ﷺ کی خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ (کرنل سائکس)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'صادق' : **حروف :۴**

ص + ا + د + ق =

۹ + ۱ + ۴ + ۱ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیّت عدد '۶':

اس عدد پر زہرہ کی حکمرانی ہے جو بے لوث، پرخلوص محبت، سچّائی، وفاداری، انکساری، سادہ جذبات اور شریفانہ محسوسات کا علمبردار ہے۔ اس عدد والے سچے اور مخلص دوست ہوتے ہیں۔ اپنے ہمدرد جذبات اور مخلص جذبات کے تحت دوسروں کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ ان میں دوسروں کی نسبت زیادہ موجود ہوتا ہے۔ بالخصوص مالی معاملات میں بے حد ایماندار ہوتے ہیں اور اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے خاص و عام میں یکساں مقبول ہوتے ہیں۔ یہ عدد ایک متوازن، پرسکون اور پر وقار شخصیت کا اظہار کرتا ہے۔

اسم مبارک 'صادق' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

اس مبارک 'صادق' میں عدد '۶' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات اس طرح مجتمع تھیں کہ آپ ﷺ نے ساری زندگی انہی جذبات کا بھرپور اظہار کیا اور صداقت وسچائی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ انسانی تاریخ حیرت سے اس انسان کی طرف دیکھنے لگی کہ یہ عظیم انسان تصویر کے دونوں رخ دکھاتے ہوئے اس قدر سچائی سے کام لیتا ہے کہ اس کی اس قدر سچائی سے بعض اوقات ایک عام ذہن میں کسی لمحے کوئی منفی بات بھی آ سکتی ہے لیکن وہ نتائج سے بے نیاز صرف سچ بولتا ہے۔ ایسا سچ جس میں رتی بھر بھی کسی مصلحت ریا یا بناوٹ کی آمیزش نہیں کیونکہ ان کا منصب ہی ایسا تھا ان کو خدا نے منتخب کیا تھا ان کو اپنے قول وفعل سے مثالیں قائم کرنا تھیں اور جب بھی کسی بڑے مقصد کا آغاز ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے علمبردار کا کردار وشخصیت جانچی جاتی ہے پھر اس کی تعلیمات، اسی لیے جب آپ ﷺ نے قریش مکہ کو دعوت حق دی تو سب سے پہلے اپنے کردار کے بارے میں پوچھا تو سب یک زبان ہو کر بولے۔ آپ ﷺ صادق ہیں جو فرمائیں گے سچ ہوگا۔ اپنی صداقت کا سرٹیفکیٹ لینے کے بعد آپ ﷺ اپنے مقصد کی طرف بڑھے اور زندگی کے کسی بھی مرحلے پر سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کیونکہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف آپ ﷺ کے جاں نثار و معتقدین ہی نہیں تھے۔ ناقدین اور مخالفین بھی سرگرم عمل تھے جو تنقید کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے اور یہ ان مخالفین کی عظیم شکست ہے کہ اتنے محاذوں پر سرگرم عمل ہستی نے انہیں ایک بھی موقع فراہم نہیں کیا کہ وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر انگلی اٹھا سکیں یہاں تک کہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی آپ ﷺ کے مخالفین اور متعصب دشمن بھی آپ ﷺ کے خلوص، سچائی اور دیانتداری پر حرف تو کجا شک بھی نہیں کر سکے۔ کیونکہ آپ ﷺ صداقت وخلوص کا ایک 'مکمل شاہکار' اور 'مجسم پیکر' ہیں۔ ایسی بے مثال اور لازوال

Marfat.com

ہستی کی تقلید بلاشبہ انسانیت کو اس اعلیٰ وارفع مقام پر لے جائے گی جس میں درحقیقت انسانیت کی معراج ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی ہو تو اسے چاہیے کہ روزانہ ۹۵ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے۔ یا کوئی اسے پلا دے اور اس پر دم بھی کرے۔ چالیس یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرنے سے جھوٹ کی عادت ختم ہو جائے گی۔

۲۔ اگر کسی کے گھر میں آسیب کا دخل ہو تو باوضو حالت میں ۳۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر پانی پر دم کرے اور رات کے وقت گھر کے اندر، کمرے کی چاروں دیواروں پر پانی چھڑکے۔ انشاء اللہ آسیب دفع ہو جائے گا۔

Marfat.com

۵۷۔ سَیِّدُنَا اَمِیْنٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّنْ نَّطَقَ وَحْیًا یُّوْحٰی ط

مفہوم: امانت دار۔

۱۔ القرآن:

۱۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ط (۵۰)۔ الانعام

ترجمہ: کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے خدا کی طرف سے آتا ہے۔

۲۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ لا قَالَ الَّذِیْنَ لَایَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ ط قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَایُوْحٰٓی اِلَیَّ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ . (۱۵)۔ یونس

ترجمہ: اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں کہ اس کے سوا اور قرآن لے آیئے یا اسی کو بدل دیجئے آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ مجھے اس کا حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”خدا کی قسم! میں یقیناً آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔

(مدارج النبوۃ)

۲۔ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ عرب میں امین مشہور تھے چنانچہ جب قریش کعبہ کو از سرنو بنانے لگے اور وہ حجر اسود کی جگہ تک تیار ہو گیا تو قبائل قریش میں جھگڑا ہوا۔ ہر ایک قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ وہ حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھے۔ آخر یہ قرار پایا کہ جو شخص کل صبح باب بنی شیبہ سے حرم میں سب سے پہلے داخل ہو وہ ثالث ہے۔ اتفاقاً

Marfat.com

اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوئے وہ آنحضرت ﷺ تھے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے۔
هٰذَا الْاَمِيْنُ رَضِيْنَا هٰذَا مُحَمَّدٌ

یہ امین ہیں۔ ہم راضی ہیں۔ یہ محمد ہیں۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤسا جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا نضر بن حارث نے جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ تھا۔ کہا۔ اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تو تم اس کی کوئی تدبیر نہیں نکال سکے۔ محمد ﷺ تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا ہے وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ صادق القول اور امین تھا۔ اب جب اس کے بالوں میں سپیدی آچکی اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے۔ کاہن ہے، شاعر ہے۔ خدا کی قسم! میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ محمد ﷺ میں یہ کوئی بات نہیں تم پر ہی کوئی نئی مصیبت آئی ہے۔ (بخاری)

۴۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ اس شان سے جوان ہوئے کہ آپ ﷺ کی قوم میں سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خلیق اور سب سے زیادہ ہمسایوں کے خبر گیر، حلیم، بردبار، سب سے زیادہ سچے اور امانت دار اور سب سے زیادہ خصومت و دشنام سے دور تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کا نام 'امین' رکھا۔ (خصائص الکبریٰ)

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ)

۶۔ آنحضرت ﷺ نے جب خیبر پر چڑھائی کی اور پورے علاقے کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ لڑائی کے دوران ہی ایک کافر مسلمان ہو گیا۔ یہ شخص خیبر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اب ان بکریوں کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے چہرے پر کنکریاں مار کر چھوڑ دے۔ یہ سب اپنے اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بار امانت سے آزاد ہو گیا۔ (بیہقی)

۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ستارے آسمان کے امین ہیں۔ وہ جب غروب ہو جائیں تو آسمان پر وہ چیز ہوتی ہے جس کا وعدہ ہے اور میں اپنی جماعت صحابہ کا امین ہوں جب میں نہ رہوں تو میرے اصحاب پر وہ چیز آئے گی جس کا ان سے وعدہ ہے اور میرے اصحاب میری امت کے امین ہیں جب وہ نہ ہوں تو میری امت پر وہ چیز آئے گی جس کا ان سے وعدہ ہے۔ (مسلم)

۳۔ الرائے:

ا۔ آپ ﷺ اندھیرے میں روشنی کے مینار کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کی زندگی اس قدر شریفانہ اور اس قدر سچی نظر آتی ہے کہ ہم فوراً معلوم کر لیتے ہیں کہ کیوں آپ ﷺ کو خدا نے، گرد و پیش کے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کیا تھا۔ وہ کونسا نام تھا جس سے مکہ کے تمام مرد۔ عورتیں اور بچے آپ ﷺ کو پکارا کرتے تھے۔ وہ نام 'الامین' یعنی صادق اور دیانت دار تھا مجھے اس سے زیادہ معزز اور زیادہ شریفانہ اور کوئی لقب نہیں ملتا جس سے وہ آپ ﷺ کو پکارا کرتے تھے۔

(ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ۔ Dr. Mrs. Annie Besant in 1912)

Marfat.com

۲۔ یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیم ان کے ماحول اور خداداد حکمت سے ہوئی۔ دنیا میں جو بڑے بڑے حکیم اور فلاسفر گزرے تھے۔ محمد ﷺ ان سے بے نیاز فطرت کی تنہائی اور صحرا کے ویرانوں میں اپنے خیالات اور مشاہدات کے ساتھ رہتے تھے شہر کے لوگ انہیں' الامین' کہتے تھے۔ ایسا کھرا اور سچا شخص جو نہ صرف اپنے قول وفعل میں سچا تھا بلکہ اپنے خیالات کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی سچا تھا۔ (تھامس کارلائل لیکچر ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۳۔ آپ ﷺ کی ایمانداری، سچائی اور نیکی پر کبھی دھبہ نہیں لگا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی دنوں سے ہی ان کے دوست ان کو' الامین' پکارتے تھے یعنی قابل اعتماد۔ آپ ﷺ کے تعارف کے لیے اس سے بڑھ کر لقب اور کیا ہو سکتا تھا۔ (آر۔وی۔سی۔باڈلے۔الرسول)

۴۔ انہوں نے (کفار مکہ) نے آپ ﷺ کے کردار کی تعریف کی اور انہیں' الامین' وفادار، مخلص اور قابل بھروسہ جیسے ناموں سے پکارا۔ اس وقت جب آپ ﷺ نے اپنا کردار پس منظر میں ادا کیا۔ (ڈرمینگھم)
(E. Dermenghem - The Life of Mahomet , 1930)

۵۔ محمد ﷺ نے ہر ہم کو زائل اور تمام اصنام کی عبادتوں کو باطل کر دیا۔ آپ ﷺ بہت سچے اور بے مثال امین تھے۔ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو گمراہیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر لا کر ڈال دیا۔ (مسٹر ہربرٹ وائل)

۴: الاعداد

اسم مبارک امین': حروف: ۴

ا + م + ی + ن =

۱ + ۴ + ۱ + ۵ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیت عدد' ۲':

اس عدد کے حامل افراد میں اعلیٰ صفاتی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ اپنی وفاداری، خلوص، ایمانداری اور ایفائے عہد کی وجہ سے ہر دلعزیز ہوتے ہیں یہ لوگ چال چلن میں اچھے، جھگڑے سے نفرت کرنے والے، دوسروں کے لیے قربانی دینے والے اور اعلیٰ درجے کی روحانی صفات سے متصف ہوتے ہیں لوگ ان پر بھر پور اعتماد کرتے ہیں۔ روپے پیسے کے معاملات میں بہت ایماندار ہوتے ہیں وہ مقروض ہونا پسند نہیں کرتے اور اسی طرح دوسروں کے معاملات زر بھی بڑی خوش اسلوبی اور ایمانداری سے سرانجام دیتے ہیں ان میں احساس ذمہ داری بہت ہوتا ہے اور اپنے فرائض کو احسن طریقے سے سر انجام دیتے ہیں۔

اسم مبارک' امین' عدد' ۲' کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک' امین' میں عدد' ۲' کی مندرجہ بالا خصوصیات دیانتداری، صلح جوئی، احساس ذمہ داری، وفا، خلوص، ایفائے عہد وغیرہ سب موجود تھیں۔ آپ ﷺ اس وقت صادق اور امین کہلائے جب آپ ﷺ نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گرد و پیش کے لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کے یہ القاب پہلے ہی الہام کر دیئے تا کہ جب آپ ﷺ نبوت کا اعلان فرمائیں تو کوئی آپ ﷺ پر تنقید نہ کر سکے اور جو مخالفت کرے وہ پہلے یہ سوچ لے کہ یہ

Marfat.com

شخص تو سب سے بڑا دیانتدار ہے، جنہوں نے خود اپنے لیے 'الامین' کا لقب منتخب نہیں کیا انہیں تو لوگ خود بخود ہی اس کی خوبیوں کی وجہ سے 'امین' پکارتے رہے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ان القاب سے نواز کر آپ ﷺ کے کردار عظیم پر مہر ثبت کر دی کہ کل کو جب وہ وحی سنائیں تو کوئی یہ نہ کہے کہ انہوں نے خود گھڑ لیں اور جو اعتراض کرے تو وہ پہلے سوچ کہ نہیں یہ تو امین ہیں۔ ان سے بڑھ کر دیانتدار اور امانتدار کوئی ہے ہی نہیں جن کو انہوں نے اس لقب سے پکارا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اُمی رکھا تا کہ جب وحی نازل ہو تو من وعن دنیا والوں کو سنا دیں اور آپ ﷺ کی دیانتداری پر کوئی حرف نہ آ سکے۔ دنیاوی معاملات میں کافروں کا آپ ﷺ پر بھر پور اعتماد اور امانتیں اس وقت بھی رکھنا جب آپ ﷺ کے وہ بدترین دشمن ہو گئے تھے۔ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف تھے نہ کہ آپ ﷺ کے کردار کے۔ ان کو تو دیانتداری میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی ہی نظر نہیں آتا تھا جس کے پاس وہ اپنی امانتیں اس وقت رکھتے جب وہ آپ ﷺ کے بدترین دشمن بن چکے تھے اور ایذا و تکالیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ان کے رویوں میں تضاد ان کے کردار کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دشمن کی صداقت و امانت پر اس قدر ان کا ایمان تھا مگر ان کی تعلیمات پر نہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی روزانہ باوضو حالت میں ۱۴۱ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی ذلیل و رسوا نہیں کرے گا۔

۲۔ جو کوئی عزت و مرتبے کا خواہاں ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۱ مرتبہ پڑھے تو بفضل خدا تعالیٰ چشم خلائق میں معزز ہو جائے گا۔

Marfat.com

۵۸۔ سَیِّدُنَا عَبْدُاللّٰہِ ﷺ

(نسبی و صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَبْدَاللّٰہ ط

مفہوم: اللہ کے بندے۔

۱۔ القرآن:

۱۔ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۱۹) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا (۲۰) الجن

ترجمہ: اور جب خدا کے بندے (محمد ﷺ) اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے تو وہ (جن) ان کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے (۱۹) کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا۔(۲۰)

۲۔ تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ (۱)۔ الفرقان

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے۔

۳۔ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۹)۔ الحدید

ترجمہ: وہی (اللہ) تو ہے جو اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے کہ تم کو اندھیرے سے اجالے کی طرف لے جائے۔ اور بے شک اللہ تم پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

۴۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ط (۳۶)۔ الزمر

ترجمہ: کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں۔

۵۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ (۱)۔ الکھف

ترجمہ: سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی اور پیچیدگی نہ رکھی۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”میری مدح میں تم مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم علیہ السلام کی مدح میں کیا

Marfat.com

میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ﷺ کہا کرو۔" (مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ عصا پر ٹیکتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تم نہ کھڑے ہوا کرو اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ! ایک فرشتہ میرے پاس آیا اس کی کمر کعبہ کے برابر تھی۔ اس نے کہا تیرا رب تجھ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ ﷺ چاہیں تو سونے کے پہاڑ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں اور اگر آپ ﷺ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی وفقر اختیار کریں اور اگر چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں (جیسے حضرت سلیمانؑ)۔ میں نے جبرائیلؑ کی طرف دیکھا اس طرح جیسے کوئی مشورہ لینے والا دیکھا کرتا ہے انہوں نے ایک ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کرو میں نے کہا میں بندہ نبی ہونا پسند کرتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ تکیہ لگا کر کھانا نہ کھاتے تھے۔ فرماتے میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ (شرح السنہ)

۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔

یوں مت کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور فلاں نے (یعنی محمد ﷺ نے) چاہا۔ بلکہ یوں کہا کرو کہ جو پہلے اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کے بعد جو فلاں نے چاہا یعنی ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کے برابر کسی کا ذکر بھی نہ آئے۔ پہلے ہر چیز کی نسبت اس کے نام کی طرف کرو۔ پھر کسی اور کی طرف ہو۔ (مسند احمد)

۵۔ جب سید عالم ﷺ شب معراج، درجات عالیہ ومراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عز وجل نے خطاب فرمایا۔ اے محمد ﷺ! یہ فضیلت وشرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا ہے حضور ﷺ نے عرض کیا! اس لیے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ (تفسیر القرآن۔ کنز الایمان)

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "رسول کریم ﷺ نے عمر بھر نہ کبھی میز پر کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔" (ترمذی)

۳۔ الرائے:

۱۔ میں محمد ﷺ سے اس لیے بھی بے انتہا محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کی زندگی میں دکھاوے کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ انہیں اپنے اور دوسروں کے کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہ اس میں اعزاز محسوس کرتے ہیں۔ کبھی نہیں ظاہر کرتے یا کہتے جو وہ نہیں۔ صحرا کا بدو ہو یا سلطنت روما و فارس کے بادشاہ ہوں۔ وہ سب سے ایک ہی انداز میں مخاطب ہیں۔ ایسا جب ہی ممکن ہے کہ انسان دوسروں کو بھی سمجھتا ہو۔ انسانیت کے مقام کو پہچانتا ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ خود بھی ابن آدم ہے اور خدا کا بندہ ہے اور دیگر لوگ بھی خدا کے بندے ہیں اور خدا کے سب بندے لائق عزت ہیں۔ (تھامس کارلائل)

Marfat.com

۲۔ رسول عربی ﷺ کی سوانح عمری بہترین اوصاف اور خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کا دل عجز و انکساری، نرمی اور رحم دلی، محبت و الفت سے لبریز تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری شان انسان کی شان سے زیادہ نہیں۔ مجھے اللہ کا غلام (عبد) کہہ کر پکارو۔ (پروفیسر ایل وسوائی)

۳۔ وہ خطابات و القابات، سنجیدہ و غیر اہم قسم کی تقریبات اور دربار کے رسوا کن متکبرانہ ادب و آداب سے بالاتر تھے۔ ان کی سادہ ذاتی زندگی ان کی عوامی زندگی سے بالکل ہم آہنگ تھی جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ خدا نے ان کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کیں مگر آپ ﷺ نے لینے سے انکار کر دیا۔

(بی سمتھ۔ B. Smith - Muhmmad and Muhammadanism - 1874)

۴۔ آیئے اب اس سوال پر غور کریں کہ چودہ سو برس پہلے کی تاریک دنیا میں عرب جیسے تاریک تر ملک کے ایک گوشے میں ایک گلہ بانی کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکا یک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت، اتنے کمالات، اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں بڑھ جانے کا کون سا ذریعہ تھا؟ آپ کہتے ہیں یہ سب ان کے دل و دماغ کی پیداوار تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ ان کے دل و دماغ کی پیداوار تھی تو ان کو خدائی کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا اور اگر وہ ایسا دعویٰ کرتا تو دنیا جس نے رام کو خدا بنا ڈالا۔ جس نے کرشن کو بھگوان قرار دینے میں تامل نہ کیا۔ جس نے بودھ کو خود بخود خدا بنا لیا۔ جس نے مسیح کو اپنی مرضی سے ابن اللہ مان لیا۔ جس نے آگ، پانی اور ہوا تک کو پوج ڈالا وہ ایسے زبردست باکمال شخص کو خدا مان لینے سے کبھی انکار نہ کرتی۔ مگر دیکھو، وہ خود کیا کہہ رہا ہے۔ وہ اپنے کمالات میں سے ایک کا کریڈٹ بھی خود نہیں لیتا۔ کہتا ہے، میں ایک انسان ہوں، تمہیں جیسا انسان، میرے پاس اپنا کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ خدا کا ہے اور خدا ہی کی طرف سے ہے۔ (سید ابو الاعلیٰ مودودی)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'عبداللہ' : حروف : ۷

ع + ب + د + ا + ل + ل + ہ =

۷ + ۲ + ۴ + ۱ + ۳ + ۳ + ۵ = ۵ + ۲ = ۷

خصوصیت عدد '۷':

علم الاعداد میں '۷' کا عدد سب سے زیادہ بعید الفہم ہے کیونکہ یہ عدد شروع ہی سے غیب دانی سے وابستہ رہا ہے اور مذاہب کی تاریخ سے شناسا کوئی بھی شخص اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتا کہ مختلف زمانوں میں یہ عدد کس طرح بڑے بڑے غیب دانوں کی زندگی پر حاوی رہا ہے بہر حال اس عدد والے باریک بین، دور اندیش اور تجسس پسند، فلسفیانہ خیالات کے مالک ہوتے ہیں۔ اور بہت سادگی پسند ہوتے ہیں زیادہ بات چیت سے اجتناب کرتے ہیں اور متانت پسند و مستقل مزاج ہوتے ہیں بہت صلح جو اور امن پسند ہوتے ہیں۔ مراقبہ پسند، مطالعہ پسند، منطقی اور نیک خیالات کے مالک ہوتے ہیں مذہبی و روحانی خیالات کے مالک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اسم مبارک 'عبداللہ' عدد 'ے' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ نے ایمان نبوت کے ساتھ ہی اپنا مقام عبدیت لوگوں پر واضح کر دیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے اس کے نبی اور بندے ہیں۔ معبود اور عبد...... یعنی اللہ اور بندے کا جو خوبصورت تعلق ہے آپ ﷺ نے اس کی بہترین مثال قائم کی۔ جیسے جیسے انسان اپنی حقیقت کو جاننے کی کوشش میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اس پر اس تعلق کی خوبصورتی واضح ہوئی شروع ہو جاتی ہے۔ انسان میں خود بخود دور اندیشی متانت وسنجیدگی، امن پسندی سادگی، نیکی اور مراقبہ پسندی جیسے خیالات جنم لینے لگتے ہیں انسان پر یہ حقیقت واضح ہونے لگتی ہے کہ اس کی حیثیت اپنے رب کے سامنے ایک عبد (غلام) سے زیادہ نہیں اور ایک عبد ہمیشہ تب ہی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جب وہ اپنے خالق و مالک کا مکمل مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ آپ ﷺ نے دنیا کی نظر میں اپنی حیثیت کا تعین 'عبد' کے نام سے کرایا ایسا 'عبد' جو رفتہ رفتہ اپنی اطاعت و فرمانبرداری سے 'حبیب اللہ' بن گیا۔ لیکن یہ آپ ﷺ کا مقام بندگی ہے جو دراصل آپ ﷺ کی انتہائی اطاعت و فرمانبرداری کو ظاہر کرتا ہے عدد 'ے' کی خصوصیات یعنی غیب دانی، تجسس، فلسفیانے خیالات، سوچ و بچار، منطقی، مذہبی و روحانی خیالات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں اور آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اپنے معبود کا ایسا بندہ ثابت کیا کہ معبود خود پکار اٹھا ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی عبادت کی توفیق عطا کرے تو ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ لیا کرے۔

۲۔ ۱۴۲ مرتبہ روزانہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں محبوب ہوگا اور اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہوگی۔

Marfat.com

۵۹۔ سَیِّدُنَا کَلِیمُ اللّٰہِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا کَلِیمُ اللّٰہِ ط

مفہوم: اللہ سے کلام کرنے والے، اللہ کے دوست۔

۱۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے خاص علوم سے آپ ﷺ کو ممتاز فرمایا جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے نبی میں اکٹھے نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ کو وحی کی جملہ نوع واقسام میں سے ہر ایک ودیعت فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا پیغام ان تمام لدنی ذرائع سے پہنچایا جنہیں وحی سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے رویائے صادقہ، الہام ومبشرات اور عروج وعدم عروج کی حالت میں دلوں اور کانوں پر القاء کا نزول وغیرہ۔ اس کے علاوہ معراج کے موقعہ پر آپ ﷺ کو اللہ سے ہمکلام ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

۲۔ القرآن: (اللہ سے کلام کرنے والے)

ا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی (۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۴)۔ النجم

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو صرف وہی کہتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔

۲۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی (۱۰)۔ النجم

ترجمہ: پھر اس نے اپنے بندے سے چپ چاپ باتیں کیں جو باتیں کیں۔

(۲) اللہ کے دوست:

ا۔ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ (۱۰)۔ الشوریٰ

ترجمہ: یہی خدا میرا پروردگار ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۳۔ الحدیث: (اللہ سے کلام کرنے والے)

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جتنے انبیاء بھی مبعوث ہوئے ہیں ان میں سے ہر نبی کو ایسے ہی معجزات عطا کئے گئے جیسے اس سے پہلے نبی کو مل چکے تھے اور جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے لیکن

Marfat.com

مجھے جو چیز دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف نازل فرمائی اور قیامت تک باقی رہے گی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے اس لیے مجھے امید ہے کہ روز قیامت میری پیروی کرنے والے تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھیت میں جا رہا تھا کہ راہ میں چند یہودی ملے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہیے بعضوں نے کہا اس کی ضرورت نہیں شاید وہ کوئی ایسا جواب دیں جو تم کو ناگوار ہو۔ بالآخر انہوں نے طے کیا کہ بہر حال کچھ پوچھنا چاہیے انہوں نے پوچھا کہ محمد ﷺ! بتاؤ روح کیا چیز ہے؟

آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵)۔ بنی اسرائیل

ترجمہ: وہ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے۔ اے پیغمبر ﷺ! کہہ دیجئے کہ روح میرے پرودگار کی ایک بات ہے اور تم کو علم کا بہت کم حصہ دیا گیا ہے۔

۳۔ شعبی روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، کعب رضی اللہ عنہ کو عرفات میں ملے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز پوچھی پھر بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہم بنو ہاشم ہیں۔

کعب کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت اور کلام کو محمد ﷺ اور موسیٰؑ کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ (مشکوۃ)

۴۔ حضرت جعفر صادق سورۃ النجم کی اس آیت کے بارے میں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔" فرماتے ہیں کہ یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان کے اسرار ہیں۔ جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں ملی۔

بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محبّ و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علماء نے یہ بھی بیان کیا کہ معراج کی شب جو وحی آپ ﷺ کو فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے ایک تو علم شرائع و احکام جن کی تبلیغ سب کو کی جاتی ہے۔ دوسرے معارف الٰہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں۔ تیسرے حقائق و نتائج، علوم ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تلقین کیے جاتے ہیں اور ایک قسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمل نہیں کر سکتا۔ (روح البیان)

(اللہ کے دوست)

ا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ۲۵ برس تک آپ ﷺ کی زوجیت میں رہی تھی۔ زمانہ آغاز وحی میں آپ ﷺ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں۔

ہرگز نہیں! خدا کی قسم! خدا آپ ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔ نہ کبھی تنہا چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحم کرتے ہیں مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں غریبوں کی اعانت کرتے ہیں مہمانوں کی ضیافت

Marfat.com

کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نزع کی حالت میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے۔

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

خداوند سب سے بڑا رفیق (دوست) ہے

اور آخری مرتبہ ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا۔

بل الرفیق اعلیٰ

''اب کوئی نہیں بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے''

یہ الفاظ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ اب آپ ﷺ ہمیں چھوڑ دیں گے اور یہی فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی روح عالم قدس میں پہنچ گئی۔ (بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ وہ عظیم حقیقت جیسا کہ میں نے بتلایا ہے جس کا خیال محمد ﷺ کو متواتر رہتا تھا۔ وہ خدا تھا۔ جو اگرچہ کسی جسم کی صورت میں یا روحانی طور پر بھی نظر نہیں آ سکتا۔ خدا آنحضرت ﷺ کو ریت کے چھوٹے سے ذرے میں بھی اسی طرح صاف اور عیاں نظر آتا تھا جس طرح کہ سورج کی سخت روشنی میں وہ اسے بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ رات کے مسخر سایوں کے دوران اور صبح کے جھلملاتے اور گھومتے پھرتے سایوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا مظاہرہ یکساں طور پر حاوی تھا۔ انسانی تنہائیوں کی گہری خاموشی میں وہ تلملاتا ہوا شور وغل، جوان کے دل میں موجود رہتا تھا۔ اس کی عظمت اور ٹھاٹھوں کی اگر کوئی وجہ تھی تو وہ محض یہ تھی کہ دبی ہوئی خاموشیوں اور دل ہلا دینے والی سرگوشیوں میں اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے۔ (وکٹر ہیوگو)

۲۔ محمد ﷺ نے پوری زندگی کبھی یہ دعویٰ نہ کیا کہ وہ معجزہ کر دکھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس حوالے سے اپنی کوئی علامت بھی قائم نہ کی۔ آپ ﷺ ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ تمام علامتیں اور نشانات اللہ کے ہیں اور خدا کے کلام کا ان پر نزول سب سے بڑا معجزہ ہے۔ (آربیل)

۳۔ وہ (محمد ﷺ) فرماتے ہیں کہ یہ کلام جس کی نظیر لانے سے تمام نوع انسانی عاجز ہے میرا کلام نہیں۔ میرے دماغ کی قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ لفظ بہ لفظ خدا کی طرف سے میرے پاس آیا ہے اور اس کی تعریف خدا ہی کے لیے ہے۔ میں کچھ بھی اپنی ذاتی قابلیت سے پیش کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ ہر ہر چیز میں خدا کی رہنمائی کا محتاج ہوں۔ ادھر سے جو اشارہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں اور وہی کہتا ہوں۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی)

۴۔ نگاہوں کو، عقل وخرد کو چندھیا دینے والی روشنی جو اس عرب امی پر جلوہ گر ہوئی اتنے سیاہ اندھیروں میں جب انسانی تہذیب کے سر پر ظالم موت منڈلا رہی تھی۔ اس چکا چوند کر دینے والی روشنی کو اس حیات بخش نور کو حضرت محمد ﷺ نے وحی کہا۔ وحی بواسطہ جبرائیلؑ۔ کیا میں اور آپ اس انوکھے تجربے کو اتنا خوبصورت نام دے سکتے تھے۔ وہ چاہتے تو آیات الٰہی کو اپنے جینئس ذہن کی تخلیق قرار دیتے۔ پھر کیا ہوتا؟

Marfat.com

ایسا پر شوکت کلام کہ لوگ محمد ﷺ کو پوجنے لگتے۔ لیکن انہوں نے کہا۔ لوگو! میں تو تم جیسا بشر ہوں اور یہ کلام میرا نہیں ہے۔ کیا آپ کوئی ایسا منصف بتا سکتے ہیں جو اپنی سحر انگیز تصنیف کو اپنانے سے انکار کر دے کیا ایسا مرد امین و صادق کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے خدا نے آپ ﷺ کو وہ اعزاز بخشا جو آپ ﷺ کے شایان شان تھا۔ اس کا آخری پیغام۔ انسانیت کے نام۔ (تھامس کارلائل)

۵۔ توریت میں جہاں خدا موسیٰ ؑ سے ہمکلام ہے۔ مروی موجود ہے کہ خدا نے موسیٰ ؑ سے کہا لیکن قرآن میں ہر آیت کے آگے خدا نے محمد ﷺ سے کہا کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس لیے کہ سارا کلام خدا کا کلام ہے اور ہر آیت خدا کی کہی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود توریت اور قرآن کا انداز بیان بہت ملتا جلتا ہے۔ دونوں جگہ خدا براہ راست اپنے بندوں سے مخاطب ہے۔ اس کے حکم براہ راست اپنے بندوں تک پہنچ رہے ہیں۔

(جنرل سر جان گلب پاشا)
(Gen. Sir. John Ghalib Pasha - The Life and Times of Muhamad)

(اللہ کے دوست)

۱۔ مسیحی علماء (پادریوں، اسقفوں اور پوپوں تک) نے عیسائیوں کو یہ سکھایا ہے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وہ ان کے پاس آئیں۔ ہدیہ پیش کریں اور معافی کا پروانہ حاصل کرلیں۔ دراصل اس طرح انسانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ براہ راست خدا کی طرف رجوع نہ کریں اور یوں خدا اور اس کی مخلوق کے مابین ایک اونچی اور ناقابل عبور فصیل کھڑی کر دی گئی۔

محمد ﷺ آئے تو انہوں نے انسانوں کو تعلیم دی کہ وہ خدا سے براہ راست تعلّق قائم کر سکتے ہیں۔ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان حائل تمام پردوں کو محمد ﷺ نے ہٹا دیا اور اس کے لیے نہ کسی کو ہدیہ دینے کی ضرورت ہے نہ معاوضہ ادا کرنے کی۔ بس محبّت کا ایک رشتہ، ایک تعلّق قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

(ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ کیش۔ W . W Cash - The Expanssion of Islam, 1928)

۲۔ سیرت نبوی ﷺ کو بنظر غائر دیکھنے سے یہ بات بآسانی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ پیدائش سے لے کر وفات تک ہر حال میں آنحضرت ﷺ کو تائید غیبی حاصل رہی ہے جو کہ لازمہ نبوت ہے۔ (پنڈت امرناتھ زتشی دیال باغ۔ آگرہ)

۳۔ اس بعثت کے بعد صفحہ ارض پر ایک جدید تہذیب و ترقی کا ظہور ہوا پھر زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے جو کچھ دنوں پہلے بالکل وحشی تھے اور تہذیب و تمدن کی ہوا ان کو چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔ وہ لوگ دن رات شرابیں پیتے تھے اور آپس میں کشت و خون کے سوا ان کا کوئی کام نہ تھا۔ معمولی بات پر بھی قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے۔ ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا بلکہ حضرت محمد ﷺ کو خداوند عالم کی طرف سے مدد و ہدایتیں ملتی تھیں کہ باوجود ان کے غیر تعلیم یافتہ ہونے اور اس سوسائٹی میں نشوونما پانے کے ایسی کایا پلٹ کر دکھا دی کہ جس سے ہم یہ مان لینے پر مجبور ہیں۔ کہ حضرت محمد ﷺ ضرور بندگانِ خدا کی ہدایت کے لیے خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔ (سردار کرشن سنگھ)

۴۔ محمد ﷺ ایک روحانی قوت کے مالک اور سچے رسول تھے۔ مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ وہ خدا سے ہمکلام ہوتے تھے اور سرچشمۂ روحانیت سے ان پر وحی اترتی تھی۔ (لنڈسے)

Marfat.com

۵: الاعداد

اسم مبارک 'کلیم اللہ' : حروف : ۸

ک + ل + ی + م + ا +ل + ل + ہ =

۲ + ۳ + ۱ + ۴ + ۱ + ۳ + ۳ +۵ = ۲۲ = ۲+۲ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

اس عدد والے کی ایک نمایاں خصوصیّت ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ وہ اوسط درجہ سے زیادہ قابل اعتبار اور انتہائی عامل ہوتا ہے۔ ان کی ایک اور اہم خصوصیّت یہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ دوست بنا لیتے ہیں۔ زندگی بھر اس کا ساتھ دیتے ہیں اور حتی الامکان اس کو اپنے خلوص، نیک نیتی، اعتماد اور محبت کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔

اسم مبارک 'کلیم اللہ' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک 'کلیم اللہ' میں عدد '۴' کی خصوصیات اس طرح نمایاں ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کا عکس نظر آتے ہیں۔ عبدیت سے جو رشتہ مضبوط ہوا وہ 'کلیم اللہ' یعنی اللہ کے ایسے دوست کی حقیقت سے مختص ہوا جس میں کمال بندگی بھی اپنی انتہا کو پہنچی اور محبت ہمدم بھی۔ ایسا دوست، جس نے کسی بھی مرحلے پر دوست کو تنہا نہ چھوڑا۔ جو دوست نے چاہا اس کی تسلیم و رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ جس نے انسانیت پر اس حقیقت کو واضح کیا کہ خدا سے بڑھ کر کوئی قابل اعتبار دوست نہیں۔ ایسا دوست جو تنہائی کی وحشتوں میں بھی ہر دم، ہر پل انسان کے قلب و روح میں ایک متحرک قوت کی طرح انسان کو اندر ہی اندر مایوسی و نا امیدی کے بھنوروں سے نکلنا سکھاتا ہے جو بہت خاموشی سے دھیرے دھیرے انسان کے اندر امید کے دیے روشن کر کے انسان کو حرکت پر آمادہ کرتا ہے۔ ایسے مخلص دوست کا تصور اور اس کے ساتھ ایک مخصوص تعلق کا یقین انسان کو شدید ڈپریشن و مایوسی سے بچاتا ہے جب اس کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ کائنات کی سب سے بڑی طاقتور ہستی اس کے ساتھ ہے تو وہ ہر طرح کے طوفانوں میں کود پڑتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کو اپنے رب کی ہستی پر ایسا ہی کامل یقین تھا کہ وہ نہ ان کو کبھی تنہا چھوڑے گا نہ مایوس ہونے دے گا۔ اسی یقین محکم کی بنیاد پر وہ ہر خطرے کے سامنے ڈٹ گئے اور اس مخلص دوست نے ہر موقع پر خوب دوستی نبھائی۔ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہوئے اپنے دوست کے اندر اپنی ذات کی تمام سچائیاں بھر دیں پھر آپ ﷺ کا ہر عمل اس کے تابع ہو گیا جو رب تعالیٰ نے چاہا۔ زبان سے وہی فرمایا جو پروردگار نے وحی کیا۔ ہر عمل خدا کا امر ہو گیا اور ہر فعل اس کی رضا کا مظہر بن گیا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ہر نماز کے بعد ۴۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا صاحب علم ہو گا اور روزانہ باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل خدا وہ فصیح و بلیغ ہو جائے گا۔

۲۔ اگر کسی کی زبان میں لکنت ہو تو وہ ہر نماز کے بعد اس اسم پاک کو بکثرت پڑھا کرے۔ زبان کی لکنت بہت جلد دور ہو جائے گی۔

Marfat.com

۶۰۔ سَیِّدُنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ط

مفہوم: اللہ کے پیارے محبوب

آپ ﷺ کو اللہ نے اپنا حبیب بنایا، آپ ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی، آپ ﷺ کو شفیع اور مشفع بنایا۔ آپ ﷺ کو توحید کا رکن بنایا۔ آپ ﷺ سے بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔ آپ ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔ آپ ﷺ ہر مرتبے میں بلند ہیں۔ (کتاب الشفاء)

ا۔ القرآن:

ا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔(۳۱)۔ ال عمران

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۵۶)۔ الاحزاب

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

ا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں پر ظاہر کیا ہے کہ ان کے نزدیک اپنے پیارے حبیب ﷺ کا کیا رتبہ ہے اور کیا شان ہے کہ اللہ جل شانہٗ اور ملائکہ مقربین ملاء اعلیٰ میں آپ ﷺ کی ثناء کرتے ہیں پھر ملاء سفلی میں اس ورد کا حکم فرما دیا تاکہ عالم علوی سے عالم سفلی تک ہر جگہ آپ ﷺ کی تعریف اور ثناء گونج اٹھے اور زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا محبُوبیت اور رفعت شان محبوب سے معطر و منور ہو جائے۔

۲۔ صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ یہ اعزاز و اکرام جو اللہ جل شانہٗ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو آدم ؑ کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے اعزاز میں اللہ جل شانہ خود بھی شریک ہیں۔ (اپنی شان کے مطابق درود بھیجتے ہیں)

Marfat.com

۳۔ محدث ابن جوزی تحریر کرتے ہیں کہ ہر ایک نبی اپنے رب کے حضور نور محمدی ﷺ کے وسیلے سے پناہ مانگتے رہے۔ حضرت آدمؑ کی توبہ آپ ﷺ کے وسیلے سے قبول ہوئی۔ حضرت ادریسؑ کو آپ ﷺ کی وجہ سے رفعت نصیب ہوئی۔ حضرت نوحؑ نے بھی آپ ﷺ ہی کا وسیلہ پکڑا۔ حضرت یونسؑ نے اپنی دعا میں اسی وسیلے پر اعتماد فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپ ﷺ کی شفاعت طلب کی اور حضرت ایوبؑ نے اپنی مصیبت اور تکلیف میں آپ ﷺ کو وسیلہ ٹھہرایا۔ (المیلاد النبوی)

۳۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (۱۴۴)۔ البقرۃ

ترجمہ: ہم تمہارا آسمان کی طرف بار بار منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ہم تمہیں ضرور ہی اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے مجھ کو خدا نے اپنا حبیب (پیارا) بنایا ہے۔ جیسے ابراہیمؑ کو اس نے اپنا بنایا تھا۔ (مسلم)

۲۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اسی کی محبت کے سبب سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے کئی اصحاب آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو سنا کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ ایک کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرا کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا۔ ایک کہہ رہا ہے عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی روح ہیں ایک نے کہا آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ رسول پاک ﷺ نے سن کر فرمایا۔ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے۔ اور تم تعجب کا اظہار کر رہے تھے کہ ابراہیمؑ خلیل ہیں۔ یہ درست ہے اور موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے والے ہیں۔ یہ بھی درست ہے اور عیسیٰؑ روح اللہ ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے اور آدمؑ کو اللہ نے چن لیا۔ جان لو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر سے نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر سے نہیں کہتا۔ آدم اور دوسرے نبی اس کے نیچے ہوں گے میں پہلا سفارش کرنے والا ہوں اور پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی جائے گی اور فخر سے نہیں کہتا اور میں پہلا ہوں جو جنت کے حلقے ہلاؤں گا۔ میرے لیے وہ کھولا جائے گا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقراء مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اگلوں اور پچھلوں میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین ہوں کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

۴۔ اسود بن سریع ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک مدحیہ قصیدہ اللہ کی شان میں لکھا ہے اور ایک آپ ﷺ کی شان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھا لاؤ سناؤ۔ لیکن پہلے وہ قصیدہ شروع کرو جو اللہ تعالیٰ کی شان میں ہے۔ (مسند احمد)

Marfat.com

۵۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس۔ تو نے اس دن کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کچھ تیار نہیں کیا، ہاں خدا اور اس کے رسول ﷺ سے محبّت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبّت رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین)

۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (صحیحین)

۷۔ تفسیر کبیر، روح البیان وتفسیر ابن عباس میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں ہمیں تمہارے اتباع کی کیا ضرورت ہے تو تب سورۃ ال عمران کی آیت نازل ہوئی ''کہہ دو کہ اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔''

۸۔ جب شب معراج حضور ﷺ قاب قوسین پہنچے تو باری تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یوں سلام پیش کیا گیا۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اے نبی ﷺ! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکتیں۔

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے عرض کیا۔

اَلسَّلامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۹۔ حضرت کعب بن عمر ؓ نے فرمایا۔ جب سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ نازل ہوئی (درود وسلام) تو ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آیت میں دو چیزوں کا حکم ملا ہے صلوٰۃ اور سلام کا ...... سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے (السلام علیک ایّھا النبی) اور صلوٰۃ کا طریقہ کیا ہے۔ وہ بھی بتلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے تب درود پاک سکھایا۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۔ علماء نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ یا رب محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر اور آخرت میں ان کی شفاعت مقبول فرما کہ وہ تینوں مذاہب (یہود، نصاریٰ، اسلام) کے پیروکاروں کے لیے قابل احترام ہیں۔ نیز اولین وآخرین پر محمد ﷺ کو فضیلت عطا فرما اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر۔)

۱۱۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو تمہارا درود لے کر میرے پاس اس طرح آتا ہے جس طرح کوئی تمہارے تحائف لے کر میرے پاس آتا ہے اور وہ عرض کرتا ہے اس درود پڑھنے والے کا یہ نام یہ نسب اور یہ خاندان ہے پھر میرے پاس موجود سفید صحیفے میں اس کو محفوظ کر لیتا ہے۔

۱۲۔ حضور ﷺ نے ایک بار حضرت جبرائیلؑ سے تحویل قبلہ کی تمنا کا اظہار کیا کہ بیت اللہ شریف چونکہ میرے باپ ابراہیمؑ کا قبلہ ہے اس لیے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبلہ بنا دے۔ جبرائیل امین نے عرض کیا کہ میں تو بندہ مامور ہوں اور آپ ﷺ حبیب اللہ! اللہ لم یزل کے بہت مقرب ہیں۔ آپ ﷺ دعا فرمائیے۔ تب آیت تحویل قبلہ (۱۴۴۔ البقرۃ) نازل ہوئی۔ ۲ھ میں ظہر کی نماز کی ابھی دو رکعت ہی ادا فرمائی تھی کہ حضرت جبرائیلؑ یہ آیۂ مبارک لے کر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کا رب فرماتا

Marfat.com

ہے کہ اے محبوب ﷺ! تیری رضا و خوشی کے مطابق تمہارا قبلہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لو۔" (تفسیر مظہری۔ روح البیان)

۱۳۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نبی پاک ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ (بخاری)

۱۴۔ روایت ہے کہ مسجد نبوی ﷺ سے ملحق حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا مکان تھا جس کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں پر گرا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! اس پر نالے کو حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ میری گردن پر سوار ہو کر پھر اسی جگہ پر لگا دو اور چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (وفاء الوفاء)

۱۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام کے بعد مسلمانوں کو اس ارشاد کی سماعت کے موقع سے زیادہ خوش نہیں دیکھا۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا "آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔"

(بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ تمام حالات میں محمد ﷺ ایک انتہائی مذہبی انسان کے طور پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کو تمام مذاہب کے عقیدت مند فوراً پہچان لیں گے۔ ایسے شخص کے طور پر جس کا خدا کی ذات سے گہرا لگاؤ تھا یا بہت گہرائی سے وہ خدا کے وجود سے آشنا تھے۔ (میچنر)

(J . A . Michener - The Mis under stood Religion
in Readers' Digest, June 1955)

۲۔ تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت ﷺ کی معجز نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ اشخاص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی کہ خدا کے پیارے نبی، پیارے رسول خدارا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجئے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کر کے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمایئے۔ (جرمن فلاسفر۔ جان۔ جاک ولیک)

۳۔ اتنے بلند مقام و منصب پر فائز ہونے کے باوجود بھی انہوں نے کبھی دعویٰ الوہیت نہیں کیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے اس حقیقت کا برملا اعلان کرنے کا حکم دیا تھا کہ وہ بشر ہیں مگر انہیں وحی و الہام کی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے خود کو بشر ہی کہا ہے مگر وہ ایسے کامل ترین انسان تھے۔ جن کی خاک پا کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔ ان کو فرشتے اور خدا درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ کیا کسی اور انسان کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے؟ (ایڈورڈ گبن)

(E. Gibbon - Rise, Decline -& Fall of The Roman Empire, 1962)

۴۔ لمعات میں ہے کہ حبیب اللہ کا لقب سب سے اونچا ہے یہ جامع ہے خلت کو بھی اور کلیم اللہ ہونے کو بھی اور صفی اللہ ہونے کو بھی بلکہ ان سے زائد چیزوں کو بھی جو دیگر انبیاء کے لیے ثابت ہیں اور وہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے ایک

Marfat.com

خاص محبت کے ساتھ جو حضور اقدس ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ (لمعات)

۵۔ ایسا شخص جو خدا کی رضا چاہے اور خدا اس کی رضا چاہے ان معنوں میں محمد ﷺ خدا سے جدا نہیں تھے۔

(تھامس کارلائل)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حبیب اللہ' : حروف : ۸

ح + ب + ی + ب + ا + ل + ل + ہ =

۸ + ۲ + ۱ + ۲ + ۱+۳ + ۳+۵ = ۵+۲ = ۷

خصوصیّت عدد '۷':

جس شخص کا عدد '۷' ہو وہ غیر ضروری تفصیلات کو نظر انداز کرتا ہوا کسی امر کی تہہ تک پہنچنے کی قابلیت کا مادہ رکھتا ہے۔ اس کی نظر ریاکاری کے پردے کو پار کرتی ہوئی اصلیت تک پہنچ جاتی ہے اس شخص کے اردگرد کنارہ کشی اور آزادی کا ماحول پایا جاتا ہے اس کی محض وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ عالم تصورات میں بستا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی کس طرح اختیار کی جاسکتی ہے اور ایسا کرنے سے اس کی روحانی قوتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اس عدد کا حامل انتہائی وفادار اور مخلص و ہمدرد دوست ثابت ہوتا ہے۔

اسم مبارک 'حبیب اللہ' عدد '۷' کی خصوصیات کا مظہر:

عدد '۷' کی مندرجہ بالا خصوصیات میں سے اہم تر اس کے حامل افراد کا تنہائی پسند ہونا، حقیقت تک پہنچنے کی جستجو ہونا، اس کے اندر روحانی قوتوں کا مضبوط ہونا اور انتہائی قابل اعتماد و باوفا دوست ہونا۔ جب کسی کے اندر حقیقت تک پہنچنے کی جستجو جنم لیتی ہے تو وہ ہر پل، ہر لمحہ ان تصورات و خیالات میں گم رہتا ہے جس طرح حضور ﷺ کا غار حرا میں جانا اور حقیقت ذات کے بارے میں مسلسل سوچتے رہنا، اور جب وجدان کے دروازے کھلتے ہیں حقیقت ذات کا شعور ہونے لگتا ہے تو دنیا اور اس کی تمام مادی اشیاء اسے کوئی خوشی فراہم نہیں کرسکتیں۔ اسے خوشی ملتی ہے تو محبوب کے تصور سے، اس کی قربت سے، اس سے کلام میں اس سے سرگوشیوں میں محب اور محبوب کا رشتہ جو 'حب' سے جنم لیتا ہے اس کو صرف وہی جان سکتا ہے جو ایک دوسرے کا صحیح قدر دان ہو۔ ایک دوسرے کی محبّت کا خواہاں اور طلبگار ہو۔ ایک کی چاہت، دوسرے کی محبت اور ایک کی محبّت دوسرے کا عشق بن جائے۔ آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اپنے رب کو راضی کیا۔ اس کی محبت میں، اس کی چاہت اور انتہائی بندگی میں بڑی سے بڑی اذیتیں اور تکلیفیں سہیں مگر اف نہ کہا۔ ہر موقع پر اپنی محبّت کا بھرپور ثبوت دیا یہاں تک کہ وہ محبت نقطہ کمال کو پہنچ گئی تو خدا نے حکم دے دیا۔ "کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر درود سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والوتم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔" اس سے بڑھ کر خوبصورت تحفہ کوئی اپنے محبوب کو پیش نہیں کرسکتا کہ اس کے محبوب کے ہر ہر ذکر پر اس کا والہانہ استقبال اُس پر درود وسلام پڑھ پڑھ کر کیا جائے۔ اس کا نام بھی لیا جائے تو سلام بھیجا جائے۔ دنیا کے کسی چاہنے والے نے اتنا خوبصورت تحفہ اپنے محبُوب کو نہیں دیا کہ قیامت تک اس کے محبوب ﷺ کا نام درود وسلام کے مبارک الفاظ سے معطر رہے۔ یقیناً نہ محمد ﷺ جیسا محبُوب کسی کو ملا ہے اور نہ اللہ جیسا قدر دان اگر

Marfat.com

آپ ﷺ نے حق بندگی خوب ادا کیا ہے تو رب پاک نے محبت اور وفا خوب نبھائی ہے۔اور دنیا کو ایک انتہائی خوبصورت اور لافانی رشتے کی بنیاد فراہم کی ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اسے عزت وقار ملے تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے جہاں بھی جائے گا لوگ عزت سے پیش آئیں گے۔

۲۔ ہر نماز کے بعد ۱۲۱ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

Marfat.com

۶۱۔سَیِّدُنَا نَجِیُّ اللّٰہِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَجِیَّ اللّٰہِ ط

مفہوم: اللہ کے راز دار۔

ا۔تفصیل مفہوم:

حضرت سید عبدالکریم جیلی نے ''ناموس اعظم'' میں حضور ﷺ کی روحانی حقیقت پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ آنحضرت ﷺ اللہ کے حقائق اور مخلوق کے حقائق کے مابین واسطہ ہیں کیونکہ آپ ﷺ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہیں معراج میں آپ ﷺ کا مقام عرش کے اوپر ہے اور عرش مخلوقات کی انتہا ہے اس سے اوپر کوئی مخلوق نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان پورے شعور کے ساتھ واسطہ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے موجود ہوئے اور مخلوقات آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ صورت و معنی اور حکم و عین دونوں جہتوں سے اور دونوں وصف کے ساتھ موصوف ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی وہ اعلیٰ اور ارفع تکوینی حیثیت ہے جو تمام عالم سے بالاتر ہے اور جس کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے'' اللہ کے ساتھ میرا وقت ہے جہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل''

۲۔القرآن:

ا۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (۱۷) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی . (۱۸)النجم

ترجمہ: ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ (۱۷) انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی ہی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (۱۸)

۳۔الحدیث:

ا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

۲۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج النبی ﷺ کے موقع پر بیت المعمور تک تو جبرائیلؑ میرے ساتھ رہے اس کے بعد میرے ساتھ چلنے سے اپنی بے بسی اور عاجزی کا اظہار کر دیا۔ اس معذرت کے بعد وہ وہیں رک گئے اور میں تنہا عالم بالا کے سفر پر روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھ کو نور میں داخل کیا گیا اور ستر ہزار حجاب طے کرائے گئے جہاں پہنچ کر مجھ سے فرشتوں کی آہٹ تک منقطع ہوگئی۔

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کفار نے بیت المقدس کے متعلق مجھ سے ایسے ایسے سوالات کیے جو مجھے محفوظ نہ تھے۔اس وقت مجھے اتنی پریشانی ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ تب میں حطیم میں کھڑا ہوگیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا اس کو دیکھ کر میں کفار کے سوالات کا جواب دیتا رہا اور جو جو نشان وہ پوچھتے تھے میں ان کو بتاتا جاتا تھا۔

(بخاری و مسلم)

۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔" بے شک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چڑ چڑاتے ہیں کیونکہ ان پر چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کسی فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی پیشانی سجدے میں نہ رکھی ہو۔ خدا کی قسم! میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو یقیناً بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے اور فرش زمین پر لذتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دیتے اور باری تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتے ہوئے ضرور جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس کے بعد فرماتے" کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا"

(ترمذی)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی توجہ خاص سے جو اسرار و معارف ان کے سینے میں مخفی ہیں اگر انہیں آشکارا کر دیا جائے تو پھر یہ دنیا تلپٹ ہو کر رہ جائے گی۔

۴۔الرائے:

۱۔ آپ ﷺ کی کشش کا مرکز خدا تھا۔ اسی کشش نے ہی آپ ﷺ کا کردار تشکیل دیا۔ انہیں ہمت دی اور تمام آزمائشوں و اذیتوں کو برداشت کرنا بھی سکھایا انہیں مشورے دیے اور معمولی معاملات میں بھی ان کی رہنمائی کی یہی کشش اور توجہ تھی جس نے ان سب کا اعتماد اور عزت حاصل کی جو آپ ﷺ کو جانتے تھے اور آپ ﷺ کی مقناطیسی شخصیت سے متاثر تھے۔

(لیونارڈ)

(A . G . Leonard - Islam , 1909)

۲۔ ممتاز جرمن شاعر اور ناول نگار نوالس کا قول ہے۔

" کیا حضرت محمد ﷺ کا وجود باری پر ایمان بالغیب اس حقیقت کبریٰ (Great Reality) کو بہترین طور پر ثابت نہیں کرتا؟"

(Novalis-1704-1801)

۳۔ آپ ﷺ کی روح اس حقیقت کبریٰ سے معمور تھی۔ یہ بالکل فطری عمل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ظلمت اور ہلاکت سے بچا کر اس حقیقت عظمیٰ کا انکشاف کرنے پر مامور کر کے عزت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ ﷺ اپنی روح اور حقائق کی بنا پر سب سے الگ تھلگ تھے۔ راز ہستی آپ ﷺ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ کا وجود وہم و گمان سے ماوریٰ اور صفات ایزدی کا پرتو تھا۔ اس پرخلوص انسان کی ندا ہاتف غیب کی آواز تھی۔ جسے لوگ انتہائی توجہ۔ اور انہماک سے سنتے تھے اور انہیں سننا بھی چاہیے تھا کیونکہ اس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز ہیچ تھی اور آج بھی ہیچ ہے۔

(تھامس کارلائل)

Marfat.com

۴۔ محمد ﷺ کو حقیقت میں سچے مذہبی ادراکات اور روحانی احساسات حاصل تھے۔ جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی، ہمت و استقلال سے آگے بڑھایا اور نہ اس کے جھٹلائے جانے کی پرواہ کی نہ اس کی راہ میں مصائب و مشکلات کی۔ یہ سچائی یہ حق کی معرفت انہیں ابتداء سے انتہا تک حاصل رہی۔ (ڈیون پورٹ)

(J . Davenport - Apology for Muahmmad and the Koran, 1882)

۵۔ حضور ﷺ پر غیب کے جو اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اس قسم کے اظہار کا ذکر توریت و انجیل میں بھی آچکا ہے جو نبیوں سے تعلق رکھتا ہے ان ہی اسرار کا افشاء انبیاء اور رسولوں کی پیغمبرانہ زندگی کا ابتدائیہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی ساری زندگی کوشش نہیں کی کہ خدا کو فلسفیانہ طریقے سے عوام کے سامنے پیش کریں جیسا کہ موجودہ زمانے کے اکثر صاحبان علم کا دستور رہا ہے کہ خدا کی ہستی کو منطقی طور پر ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ وہ خدا کی ذات کی اس طرح جستجو کرے کہ اس کی ذات کو سائنٹیفک طریقہ سے مثبت اور منفی بنیادوں پر پیش کرے۔ پیغمبر بہر حال اپنے خدا کو جانتا ہے خدا اور پیغمبر کے آپس کے تعلق کی نوعیت بالکل ہی جداگانہ ہے۔

(سر جان گلب پاشا)

۵: الاعداد

اسم مبارک ' نجی اللہ ' : حروف : ۷

ن + ج + ی + ا + ل + ل + ہ =

۵ + ۳ + ۱ + ۱ + ۳ + ۳ + ۵ = ۲۱ = ۲ + ۱ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کے حامل افراد مخفی علوم میں خاص دلچسپی لیتے ہیں اور مذہب کے متعلق اپنی الگ رائے رکھتے ہیں جو باقی لوگوں سے مختلف ہوتی ہے ان کی زندگی کا اعلیٰ و ارفع مقصد کسی چیز کی بنیادی خصوصیت کا پتہ چلانا ہوتا ہے یعنی وہ تحریک باریک بینی اور مطالعاتی حس کے مالک ہوتے ہیں ہر وقت تصورات میں کھوئے رہتے ہیں۔ اس لیے یہ زیادہ تر مذہبی علماء و فضلاء کا نمبر ہے۔

اسم مبارک ' نجی اللہ ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اس مبارک ' نجی اللہ ' میں عدد ' ۳ ' کی مندرجہ بالا خصوصیات یعنی مذہب اور اس کی حقیقت کے بارے میں مخصوص رائے نہایت باریک بینی، مخفی علوم یعنی اسرار حقیقی میں دلچسپی آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ اللہ کی حقیقت سے پوری طرح شناسا تھے۔ عبدیت سے جس تعلق کا آغاز ہوا تھا۔ محبت کی انتہا نے اسے بام عروج تک پہنچایا اور آپس میں کلام و اسرار و رموز نے اسے مکمل تر بنایا۔ آپ ﷺ نے اللہ سے اپنے تعلق کی ایسی بھرپور عکاسی کی ہے جس کو پہلے سمجھنا قدرے مشکل تھا مگر آپ ﷺ نے اس تعلق کو، اس ذات حقیقی کی اسراریت کو انسان کے سینے میں اس طرح سمویا کہ تعلق کے سارے مبہم راستے واضح ہو گئے۔ آپ ﷺ نے عام فہم انسان کے لیے خدا کو شہ رگ سے قریب قرار دے کر اس کی قربت کا بہترین تصور دیا اور پختہ شعور انسانوں کے لیے خدا کی ذات اور اس کی قربت کا ایسا تصور پیش کیا جس میں

Marfat.com

انسان کی ذات خدا کی ذات کا پرتو ہے اور خدا کی رضا بندے کی رضا قرار پائی۔ مبہم اور پیچیدہ راستے 'نور مبین' کی وجہ سے واضح اور روشن ہو گئے۔ خدا کی جستجو میں ادھر ادھر بھٹکنے الجھنے اور یاسیت سے ناکام و نامراد ہونے کی بجائے غور وفکر، تفکر و تدبر وہستی اعلیٰ کی ذات سے شناسائی کے لیے اپنے اندر جھانکنے، تجربات و مشاہدات کے ذریعے اس کی ہستی پر کامل ایمان اور اس کے اسرار سے واقفیت کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے انسان کو خدا سے ملایا اور اس تعلق میں حائل تمام توہمات و رسومات کے پردوں کو چاک کر کے بتایا کہ وہ رب تو تمہارے اندر موجود ہے جس کی قوت سے تم متحرک ہو جس کے نور سے تم دیکھتے ہو جس کے عرفان سے تم شعور حاصل کرتے ہو اور آپ ﷺ نے اس تعلق کی واضح تصویر تب ہی پیش کی جب آپ ﷺ اس کی حقیقت سے اچھی طرح شناسا ہو گئے اس کے راز داں ہو گئے اور 'نجی اللہ' وہ مقام ہے جو اللہ اور محبوب ﷺ کے درمیان موجود تعلق کے نقطہ انتہا کو ظاہر کرتا ہے اور یہ رتبہ بھی صرف حضور ﷺ کو حاصل ہوا پوری مخلوق میں کسی اور کو نہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ۱۲۸ مرتبہ صبح و شام اس اسم پاک کا ورد کرے گا اس پر اسرار الٰہی منکشف ہو گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی سمجھ و فہم و عقل میں اضافہ ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۵۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لیا کرے۔

Marfat.com

٦٢۔سَیِّدُنَا صَفِیُّ اللّٰہِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ ط

مفہوم: اللہ کے مخلص دوست۔

١۔القرآن:

١۔ وَالضُّحٰی (١) وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی (٢) مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (٣)۔ الضحی

ترجمہ: آفتاب کی روشنی کی قسم (١) اور رات کی تاریکی کی جب وہ چھا جائے (٢) اے محمد ﷺ! تمہارے پروردگار نے نہ تم کو چھوڑا اور نہ تم سے ناراض ہوا (٣)

٢۔ وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ط ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ (٦٢)۔ الانفال

ترجمہ: اور اگر وہ (کفار) تمہیں فریب دینا چاہیں تو بے شک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں اپنی مدد اور مسلمانوں کی (جمعیت سے) تقویت بخشی۔

٣۔ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ط وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (٤٠)۔ التوبۃ

ترجمہ: اگر تم میرے محبوب ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ جب کافروں کی وجہ سے انہیں باہر (ہجرت کے لیے) نکلنا پڑا۔ جب وہ دونوں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے۔ جب اپنے یار (حضرت ابو بکرؓ) سے فرماتے تھے۔ غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس پر اللہ نے اپنا سکینہ (سکون) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی تھیں اور کافروں کی بات پست کی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

٢۔الحدیث:

١۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بن سفیان سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ بیمار ہو گئے اور دو راتیں تہجد کے لیے کھڑے نہ ہوئے تو ابولہب کی بیوی عوراء بنت حرب نے کہا۔ اے محمد ﷺ! میرا خیال ہے کہ غالباً تم کو تمہارے رب نے

Marfat.com

چھوڑ دیا ہے۔ اسی موقع پر سورۃ الضحیٰ کی آیت (۱۔۳) نازل ہوئیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ جن دنوں یہود و منافقین مدینہ مل کر آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے تھے صحابہ جاں نثاری کی بنا پر راتوں کو آ کر پہرہ دیا کرتے تھے اسی زمانہ میں وہ ایک رات کو پہرہ دے رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (۶۷)۔ المائدۃ

اور اللہ لوگوں سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔

آپ ﷺ نے اسی وقت خیمہ سے باہر سر نکال کر صحابہ سے فرمایا۔ ''لوگو! واپس جاؤ۔ میری حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے لیا ہے۔'' (ترمذی)

۳۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق ؓ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا جبکہ میں غار ثور میں تھا اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو بکر ان دو کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ نے کبھی اپنی کسی کامیابی کو اپنی ذاتی جدوجہد اور کاوش سے منسوب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ہر کامیابی کو خدا کی عطا قرار دیتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی حقیقی عظمت اور شان و شوکت خدا کی طرف سے تھی۔ محمد ﷺ خود فرماتے تھے کہ خدا کے بغیر وہ اکیلے، تنہا اور کمزور ہیں۔ محمد ﷺ تو روح الٰہی سے سرشار رہے اور خدا کی ذات آپ ﷺ کے لیے حقیقت اولیٰ و اخروی رہی۔

(ای۔ ڈرمینگھم۔ E. Dermenghem . The Life of Mahomet , 1930)

۲۔ محمد ﷺ کے نزدیک خدا کوئی جسم نہیں رکھتا۔ وہ تمام کائنات اور بنی نوع انسان کو بنانے والا اور ان کا مالک ہے ان کی مسلسل سوچ و بچار کا بہاؤ محض خدا اور اس کے مذہب کے لیے تھا۔ (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

۳۔ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کوئی آگاہی حاصل کرنے کے لیے اس حقیقت کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اپنی نصف اعتقادی تاکید کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ وفاداری پر قرار دیتا ہے۔ گو کہ عیسائیوں نے اپنے مذہب میں حضرت عیسیٰؑ کو جو بلند مرتبہ دیا ہے وہ مسلمانوں نے اپنے مذہب میں حضرت محمد ﷺ کو نہیں دیا۔ عیسائیوں نے یسوع مسیح کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے جبکہ مسلمان اپنے پیغمبر کو انسانی رنگ میں پیش کرتے ہیں جن کی خدا کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔ (چارلس۔ آر۔ واٹسن)

(Charles R . Watson - what is this Moslem World)

۴۔ آپ ﷺ کو مال و دولت کے جمع کرنے یا امیر و رئیس بننے کی خواہش نہیں تھی۔ بلکہ آپ ﷺ نہایت درجہ سادگی پسند اور منکسر المزاج شخص تھے جس وقت آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو شاہ عرب ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے پاس مال و زر نہ تھا۔ جائداد تھی نہ ذاتی ریاست، بلکہ اس وقت بھی معمولی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ دنیوی خواہشات کے لیے حضور ﷺ نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ جو کچھ بھی کیا۔ خدا کے حکم سے کیا اور خلوص کے ساتھ کیا۔ (مہاشے منوہر سہائے)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'صفی اللہ' : حروف : ۷

ص + ف + ی + ا + ل + ل + ہ =

۹ + ۸ + ۱ + ۱ + ۳ + ۳ + ۵ = ۳۰ = ۳ + ۰ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کے حامل افراد بہت ہمدرد اور پر خلوص ہوتے ہیں اور اپنی اپنی خصوصیات کی وجہ سے لوگوں میں توصیفی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس طرح دوسرے لوگوں سے تعلقات قائم رکھے جا سکتے ہیں جس کی وجہ سے اپنے حلقے میں بہت مقبول ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر لوگوں میں گھلنا ملنا نہ بھی چاہیں تو لوگ خود بخود ان کی طرف راغب ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے دوستانہ طرز انداز کے بہت مداح ہوتے ہیں یہ بہت اچھے دوست ثابت ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'صفی اللہ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے خوبصورت تعلق سے نوازا جس کی بے شمار جہتیں ہیں اور ایسی جہتیں اور پہلو بھی جن کا شاید عقل انسانی کو شعور بھی نہیں اور جن تک انسانی ذہن کی رسائی بھی نہیں۔ آپ ﷺ جہاں عبدیت کی انتہا کو پہنچے وہاں محبت کی بھی لامحدود وسعتوں تک رسائی حاصل کی۔ اسراریت کی انتہا کو چھوا تو خلوص و وفا کے گہرے سمندر سے بھی شناسائی حاصل کی۔ اللہ کے تمام پیغمبر اس کے بندے۔ نبی اور رسول قرار پائے۔ صرف چند ایک کو ان کو مخصوص خوبیوں کی وجہ سے مخصوص القاب دیئے گئے مگر آپ ﷺ کی ذات اقدس میں اتنی خوبیوں جمع ہو گئیں کہ ہر خوبی بام عروج کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ اتنی ہمہ گیر، ہمہ جہت آفاقی ہستی، جو خدا کی 'عبد' بھی قرار پائی۔ 'حبیب اللہ' بھی، نجی اللہ بھی کلیم اللہ بھی اور 'صفی اللہ' بھی ایسا مخلص دوست جو کبھی بھی اپنے دوست کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ جس کا خیال ہر وقت، ہر لحہ اپنے دوست کے ذہن میں رہتا ہے وہ جب بیدار ہوتا ہے تو اپنے دوست کے خوبصورت احساس کے ساتھ آنکھیں کھولتا ہے سوتا ہے تو اس کا تصور لیے ہوئے۔ بات کرتا ہے تو اس کی ہر بات میں اپنے دوست کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ سوچتا ہے تو اسی کے بارے میں، تنہائی میں ہے تو اسی کا خیال ہے۔ سرگوشیاں کرتا ہے تو اسی کے ساتھ مشورے طلب کرتا ہے تو اسی سے۔ جس کا ہر قول اور ہر فعل اپنے دوست کی سوچ و رضا سے پر ہو تو ایسے دوست کو 'صفی اللہ' نہیں کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائے گا۔ عدد '۳' کی اوپر بیان کردہ خصوصیات باوفا اور مخلص و ہمدرد دوست کی تمام خوبیاں آپ ﷺ کی ہستی پاک میں موجود تھیں۔ اپنی مندرجہ بالا خصوصیات کی وجہ سے آپ ﷺ ہر جگہ توصیفی تعریفی نگاہوں سے دیکھے گئے۔ آپ ﷺ انبیاء کے حلقے میں بھی سب سے زیادہ مقبول ہوئے۔ ہر طرف ہر جگہ آپ ﷺ کے مداح پائے گئے۔ یعنی وہ زمین و آسمان آپ ﷺ کے مداحوں سے پر ہے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۲۴۶ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کو پڑھنے والا کامل ولی بن جائے گا۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور اسے پروردگار عالم کی خوشنودی حاصل ہو جائے تو ہر فرض نماز کے بعد ۱۲۱ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ لیا کرے۔

Marfat.com

۶۳۔ سَیِّدُنَا خَاتِمُ الاَنۡبِیَآءِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط

مفہوم: آخری نبی۔

ا۔ القرآن:

ا۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا. (۴۰)۔ الاحزاب

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور آخری نبی ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اس امت کا دین کامل کر دیا ہے کہ اب اسے کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی اور نہ ہی کسی نبی کی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنایا ہے آپ ﷺ جن انس سب کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال گزشتہ انبیاء کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک بہت خوبصورت مکان بنایا اور اس کو خوب آراستہ کیا لیکن ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آکر اس مکان کو دیکھنے لگے اور بولے یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔

حضور ﷺ نے فرمایا پس میں وہی اینٹ ہوں اور خاتم الانبیاء ہوں۔ (بخاری و ابو داؤد)

۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں فقط پانی پر تھا (یعنی نیچے صرف پانی اور اوپر اسی کو معلوم ہے کیا تھا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اُم الکتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا اس میں یہ بات تھی اَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ''محمد سب سے آخری نبی ہیں۔''

۳۔ حضرت عرباض رضی اللہ عنہ بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں میں 'خاتم النبیین' لکھا ہوا تھا

Marfat.com

جبکہ آدمؑ اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ حضرت سلمان ؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے رسول پاک ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ کا پروردگار کہتا ہے کہ اگر میں نے آدمؑ کو 'صفی اللہ' کا خطاب دیا ہے تو آپ ﷺ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے 'خاتم النبیین' کا خطاب دیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو مجھے آپ ﷺ سے زیادہ عزیز ہو۔

(خصائص الکبریٰ)

۵۔ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم ہے۔

۶۔ حضرت ابو حازم ؓ، حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاءؑ کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے یہ سن کر صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ان خلفاء کے متعلق آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ الرائے:

۱۔ کسی یہودی، بدھ یا عیسائی نے حین حیات آج تک اپنے مذہب کو اپنی جیتی جاگتی آنکھوں کے سامنے پنپتے دیکھا ہے نہ معجزانہ طور پر اتنی تیزی سے پھیلتے ہوئے، کسی دینی پیشوا کو بھی اس قدر عظیم کامیابی حاصل نہیں ہوسکی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل حال تھی۔ وہ اس بات کو تسلیم کرانا چاہتا تھا کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اسلام اس کے اتارے ہوئے ادیان میں آخری ہے۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۲۔ مسلمانوں کا خدا کی ذات پر پختہ ایمان کہ خدا موجود ہے اور یہ کہ اس کی رضا تمام کائنات پر حکمرانی کرتی ہے۔" خدا پر اس قدر پختہ ایمان کے عقیدے کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہی عقیدہ اسرائیلیوں کے تصور خدا کے پیچھے کارفرما تھا۔ محمد ﷺ نے اس عظیم سچ کو مضبوطی سے پکڑا جس کو پوری عیسائی و یہودی دنیا قبول کر چکی تھی۔ انہیں بہت سے عقائد میں سے ایک نہیں بلکہ سچے مذہب کے بنیادی سچ کو پیغمبر ﷺ اسلام نے تمام انسانوں کو مذہب کی اصل حقیقت سے روشناس کرایا جس کا ساری انسانیت انتظار کر رہی تھی۔

(W. W. Cash - The Expansion of Islam, 1928 ـ کیش)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'خاتم الانبیاء' : حروف: ۱۱

خ + ا + ت + م + ا + ل + ا + ن + ب + ی + ا =

۶ + ۱ + ۴ + ۴ + ۱ + ۳ + ۱ + ۵ + ۲ + ۱ + ۱ = ۹ + ۲ = ۱ + ۱ = ۲

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۲':

اس عدد کے حامل افراد کی نمایاں خصوصیّت یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کرنا ہو تو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سرعت سے سرانجام دیتے ہیں۔

اسم مبارک 'خاتم الانبیاء' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل جتنے انبیاء کرام بھیجے ان کا دائرہ حیات کئی کئی سو سالوں تک محیط رہا۔ مگر آپ ﷺ کی حیات مبارک ان کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی۔ صرف تریسٹھ سال ۔ اس میں بھی چالیس سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے۔ بقیہ تیئس سالہ زندگی میں آپ ﷺ نے وہ تمام کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آپ ﷺ سے پہلے ایک ایک نبی نے کئی کئی سو سالوں میں انجام دیے اور کچھ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اگلے نبی تشریف لائے مگر آپ ﷺ نے اپنی بے مثال ہستی لازوال کردار اور لافانی تعلیمات سے انتہائی کم عرصے میں قیامت تک آنے والے انسانوں اور ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آپ ﷺ کے بعد اب تک تمام ادوار اور صدیوں میں کوئی انسان یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہیں۔

یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو قیامت تک آخری نبی بنایا ہے اور جس نے سابقہ تمام انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا۔ اس طرح عدد '۲' کی خصوصیّت آپ ﷺ میں نمایاں طور پر موجود ہے کہ آپ ﷺ نے دوسرے نبیوں کے مقابلے میں اپنا فرض منصبی بہت سرعت سے سرانجام دیا۔ اتنے قلیل عرصے میں اتنا شاندار کارنامہ صرف آپ ﷺ کی ذات اقدس کی وجہ سے ممکن ہوا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۴۹۱ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کو رسول پاک ﷺ سے خاص لگاؤ اور محبت حاصل ہوگی۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ لے۔

Marfat.com

۶۴۔ سَیِّدُنَا حَسِیْبٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ شَرَّفَهُ اللّٰهُ ط

مفہوم: بڑے حسب نسب والے۔ بڑے خاندانی۔

ا۔ تفصیلِ مفہوم:

۱۔ دائرۃ المعارف کے مطابق آنحضرت ﷺ کے سلسلہ نسب کی ایک ایک کڑی جس سے آپ ﷺ کا سلسلہ پیدائش مربوط ہے۔ نجابت و شرافت، عزت و نیک کا پیکر تھا۔ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد اور امہات یعنی والدہ ماجدہ، نانیاں، دادیاں نہایت نیک، پاک باز اور باوقار خواتین تھیں۔ آپ ﷺ کا سارا سلسلہ نسب محترم اور نامور بزرگوں پر مشتمل ہے۔ وہ سب کے سب سردار اور قائد تھے اور معاشرے میں بڑی معزز اور موقر حیثیت رکھتے تھے۔ شرافت نسبی آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے۔

۲۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ رسول پاک ﷺ حسب و نسب کے لحاظ سے والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولادِ آدم میں افضل و اشرف تھے۔

شجرۂ نسب:

ابن ہشام نے آپ ﷺ کا شجرۂ نسب یوں تحریر کیا ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبۃ الحمد) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن النضر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نسب کے سلسلے میں عدنان تک تو سب متفق ہیں لیکن اس سے اوپر حضرت اسماعیلؑ تک ماہرین انساب میں اختلاف ہے کہ کتنی پشتیں ہیں۔

(اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض نساب نسبت کے وقت اوپر کے صرف نامور اور مشہور آبا و اجداد کا ذکر کر دیتے ہیں اور کم مشہور افراد کو درمیان سے حذف کر دیتے ہیں اس کی مثالیں کتب اسماء الرجال میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے اجداد کا استقصاء کیا ان کے ہاں تعداد زیادہ ہے اور جن حضرات نے صرف نامور اور چیدہ

Marfat.com

آبا و اجداد شمار کیے ان کے نزدیک تعداد کم ہوگئی۔ بہر حال ماہرین انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ عدنان کا نسب حضرت اسماعیلؑ تک صحیح ہے۔

عدنان تک آپ ﷺ کے اکیس آبا و اجداد ہیں اور ہر ایک میں اوسطاً ۳۳ سال کا فرق ہے۔ یوں تو آنحضرت ﷺ کا خاندان ابتداء ہی سے ممتاز و معزز چلا آتا ہے مگر سب سے اوّل نضر بن کنانہ نے اس خاندان کو لقب قریش سے یاد کیا۔ حضور ﷺ کے خاندان کی ابتداء قریش کی سیادت عبد مناف سے ہوتی ہے ان کے بیٹوں میں ہاشم سب سے ممتاز اور نمایاں تھے۔ آپ ﷺ کا سارا سلسلہ نسب محترم اور نامور بزرگوں پر مشتمل تھا۔

آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ عبداللہ بن عبدالمطلب:

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ جناب عبداللہ رسول پاک ﷺ کے والد ماجد اور جناب عبدالمطلب کے بہت عزیز بیٹے تھے عبدالمطلب کا قریش بڑا احترام کرتے تھے وہ خود بھی سردار تھے، اہل مکہ جو پانی کے لیے ترستے تھے عبدالمطلب اس کمی کو دور کرنا چاہتے تھے اور گمشدہ چاہ زمزم کی جستجو رکھتے تھے۔ انہوں نے اس ضمن میں خواب بھی دیکھا لیکن چاہ کی جگہ بتوں کی قربان گاہ بنائی گئی تھی۔ بتوں کے نام پر قربانیاں اسی جگہ ہوتی تھیں۔ عبدالمطلب نے جب کھدائی کی خواہش ظاہر کی تو لوگوں نے مخالفت کی۔ عبدالمطلب اپنے بیٹے حارث کو لے کر کھدائی کرنے لگے۔ اس موقع پر ان کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ اگر ان کے اور لڑکے ہوتے تو ان کے کام میں مدد کرتے۔ انہوں نے منّت مانی کہ اگر دس بیٹے ہوں گے تو ایک بیٹا خدا کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ چاہ زمزم نکل آیا اور ان کے دس بیٹے بھی ہو گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کس بیٹے کو قربان کیا جائے۔ قرعہ نکالا تو حضرت عبداللہ کے نام کا نکلا۔ یہاں تک ایک بزرگ عورت کے مشورے سے عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا گیا ہر بار حضرت عبداللہ کا نام نکلتا۔ ہر بار اونٹوں کی تعداد بڑھا دی جاتی یہاں تک کہ جب اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی تو اونٹوں کے نام قرعہ نکلا اور اس طرح حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی اور ان کی جگہ سو اونٹ قربان کیے گئے حضرت عبداللہ کی عمر بیس برس کی تھی کہ آمنہ بنت وہب (جو قریش کی عورتوں میں نسب اور رتبے کے لحاظ سے افضل تھیں) سے ان کی شادی ہوگئی۔ عبداللہ شادی کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔ تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے واپسی میں یثرب کے مقام پر بیمار پڑے اور وہیں فوت ہو گئے۔ دو ماہ بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔

۲۔ عبدالمطلب بن ہاشم:

عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ نہایت حسین وجمیل، سب سے زیادہ قوی اور جسیم تھے۔ سب سے زیادہ بردبار، حلیم، سخی، کریم، شروفتنہ سے دور بھاگنے والے قریش کے مسلم سردار تھے 'عبدالمطلب' کے لفظی معنی 'مطلب کا غلام' ہیں۔ ہاشم کے انتقال کے بعد عبدالمطلب کی والدہ اپنے میکے بنی خزرج میں ہی رہی۔ آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو آپ کے چچا مطلب آپ کو لینے آئے۔ شیبہ اونٹ کے پیچھے سوار تھے اور آپ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی لوگوں نے مطلب سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اس لیے عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوگئے۔ مطلب نے مکہ پہنچ کر انہیں بہترین لباس پہنایا اور اس وقت ظاہر کیا کہ یہ ان کا بھتیجا ہے۔

Marfat.com

ان کا نام شیبۃ الحمد اس لیے رکھا گیا کہ ان کے سر میں کچھ سفید بال تھے۔ حمد کی نسبت اس امید پر کی گئی کہ اس سے افعال نیک سر زد ہوں گے جس کے سبب لوگ اس کی تعریف کیا کریں گے۔ مطلب کے بعد اہل مکہ کی ریاست عبدالمطلب کو ملی اور رفادت و سقایت ان کے حوالہ ہوئی۔ جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو عبدالمطلب کو وہ نشیبہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلے سے دعا مانگتے۔ وہ بڑے مستجاب الدعوات تھے عبدالمطلب پہلے شخص تھے جو رمضان کے مہینے میں غار حرا میں خلوت نشینی اختیار کرتے وہ اپنے دسترخوان سے پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پرند چرند کو کھلایا کرتے تھے اس لیے انہیں مطعم الطیر (پرندوں کو کھلانے والے) کہتے تھے یہ سب کچھ نور محمدی ﷺ کی وجہ سے تھا۔

۳۔ ہاشم بن عبد مناف:

ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا۔ علو رتبہ کے سبب عمرو العلا کہلاتے تھے نہایت فیاض و مہمان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔ ایک سال قریش میں سخت قحط پڑا۔ یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر ایام حج میں مکہ پہنچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہتے تھے ہاشم ہی نے سب سے پہلے قریش میں دستور جاری کیا کہ سال میں دو مرتبہ تجارت کے لیے قافلے روانہ ہوا کریں جب ایام حج آتے تو ہاشم تمام حجاج کو گوشت روٹی، ستو اور کھجور، یہ سب چیزیں کھلاتے اور زمزم کا پانی پلاتے۔ منی، مزدلفہ اور عرفات میں بھی اسی طرح کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے۔

۴۔ عبد مناف بن قصی:

امام شافعی فرماتے ہیں کہ عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ نہایت حسین وجمیل تھے۔ اسی وجہ سے ان کو قمر البطحاء (وادیٔ مکہ کا چاند) کہا کرتے تھے۔ قصی کے چاروں بیٹوں (عبدالدار عبد مناف عبدالعزی، عبد) میں سے عبد مناف سب سے زیادہ معزز اور اور اشرف سمجھے جاتے تھے۔

۵۔ قصی بن کلاب:

قصی آنحضرت ﷺ کے جد خامس ہیں۔ ان کا اصلی نام زید تھا ان کا یہ نام اس لیے پڑا کہ قصی قاص کی تصغیر ہے کلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ فاطمہ نے بنو عذرہ کے ایک شخص ربیعہ بن حزام سے شادی کر لی اور فاطمہ زید کو بھی اپنے ساتھ شام لے گئی۔ چونکہ زید ابھی بچہ ہی تھے اور اپنے وطن مالوف سے دور جا رہے تھے اس لیے ان کو قصی (تصغیر اقصی بہ بعید) کہنے لگے۔ قصی جوان ہوئے تو پھر مکہ واپس آ گئے اور خلیل خزاعی کی بیٹی سے شادی کر لی۔ خلیل کعبہ کا متولی تھا اس کے مرنے پر تولیت قصی کے ہاتھ آئی۔ اس نے خزاعہ کو بیت المال سے نکال دیا۔ اور قریش کو جو اس سے قبل گھاٹیوں، پہاڑوں اور صحرا میں رہتے تھے۔ قصی نے سب کو مکہ کے دامن میں جمع کیا اور سب کو رہنے کے لیے الگ الگ مکان دیئے۔ اس لیے ان کو ’مجتمع‘ بھی کہتے ہیں۔ قصی نے دارالندوہ، کے نام سے مجلس مشاورت قائم کی۔ سقایت کے لیے چرمی حوض بنوائے۔ جو ایام حج میں کعبہ کے صحن میں رکھے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ قریش کے باقی شرف یعنی حجابت (کعبہ کی تولیت لواء (علم بندی) قیادت (امارت لشکر) قصی کے ہاتھ میں تھے اور قصی ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مزدلفہ پر روشنی کی تا کہ لوگوں کو عرفات سے نظر آ جائے۔ قصی نے یہ جدت اپنائی کہ قمری سال کو اپنایا کیونکہ چاند عرب کے ہر حصّے میں دیکھا جا سکتا تھا اور عربوں کی اکثریت پڑھی لکھی نہیں تھی۔ اس لیے اس کو اپنانا آسان تھا۔ قمری سال شمس سے ۱۱ دن چھوٹا ہوتا ہے۔

Marfat.com

۶۔ کلاب بن مرہ:

کلاب کلب کی جمع ہے۔ کلاب کا نام حکیم یا عروہ یا مہذب تھا۔ کلاب شکار کے شائق تھے اور شکاری کتے جمع کر رکھے تھے اس لیے ان کا نام کلاب پڑ گیا۔

۷۔ مرہ بن کعب:

مرہ، مرارت سے مشتق ہے جس کے معنی تلخی یا کڑوہ پن کے ہیں جو شخص شجاع اور بہادر ہوتا تھا عرب کے لوگ اسے مرہ کہتے تھے کہ یہ شخص اپنے دشمنوں کے لیے بہت تلخ ہے۔

۸۔ کعب بن لوی:

یہ نام اس لیے ہے کہ وہ اپنی قوم پر بہت رحمدل تھے یہ قوم کے کعب سے منقول ہے۔ وہ اپنی قوم میں بلند مقام رکھتے تھے۔ سب سے پہلے جمعہ کے دن جمع ہونے کا طریقہ کعب بن لوی نے جاری کیا۔ کعب جمعہ کے روز لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے ، پندو نصائح کرتے اور صلہ رحمی کی ترغیب دیتے۔ ضراء اور ثعلب کہتے ہیں کہ اس سے پیشتر یوم جمعہ کو' یوم العروبہ' کہا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کعب نے اس کا نام 'جمعہ' رکھا۔

۹۔ لوی بن غالب:

لوی لائی کی تصغیر ہے۔ جنگلی بیل کو'لائی' کہتے ہیں۔ ابن درید نے کہا کہ یہ لواء جیش سے ماخوذ ہے۔ لوی کی چار بیویاں تھیں۔ لوی کے ایک بھائی کا نام قیم الادرم تھا حضرت عبداللہ بن حنظل رضی اللہ عنہ اسی کے خاندان سے تھے۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ ہے وہ عواتک میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو جنم دیا۔

۱۰۔ غالب بن فہر:

ان کی کنیت ابوتمیم ہے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ ہیں ۔غالب کے چھ بھائی تھے۔ ایک کا نام حارث تھا۔ فاتح شام حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور فاتح افریقہ عقبہ بن نافع حارث کے خاندان سے تھے۔ دوسرے بھائی کا نام محارب تھا جن کی اولاد بنو محارب کہلائی۔ حضرت ضرار بن الخطاب کا تعلق بنو محارب سے تھا۔

۱۱۔ فہر بن مالک:

ابن درید نے کہا '' فہر'' صاف پتھر ہے جو کف دست کو بھر دیتا ہے۔ سہیلی نے کہا '' فہر'' لمبا پتھر ہے۔ آپ کی کنیت ابو غالب ہے۔ فہر نام ہے اور قریش لقب۔ بعض کہتے ہیں کہ قریش نام ہے اور فہر لقب۔ انہی کی اولاد کو قریش کہتے ہیں اور جو شخص فہر کی اولاد سے نہ ہو اس کو کنانی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کا نام ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کا نام ہے۔

۱۲۔ مالک بن نضر:

مالک نام تھا۔ ابو الحارث کنیت تھی۔ عرب کے بڑے سرداروں میں ایک تھے۔

Marfat.com

۱۳۔ نضر بن کنانہ:

ان کا اصل نام قیس تھا وہ بے حد خوبصورت تھے اور نضر نضارۃ سے مشتق ہے جس کے معنی رونق، سرخ اور تازگی کے ہیں۔ حسن و جمال کی وجہ سے وہ نضر کہلائے۔

۱۴۔ کنانہ بن خزیمہ:

کنانہ تیروں کے ترکش کو کہتے ہیں جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے آپ کی کنیت ابو النضر ہے کنانہ عرب میں بڑے جلیل القدر سمجھے جاتے تھے ان کے علم و فضل کی وجہ سے لوگ ان کی زیارت کے لیے سفر کر کے آتے تھے۔

۱۵۔ خزیمہ بن مدرکہ:

یہ خذمہ کی تصغیر ہے۔ اس کا واحد خزم ہے خزم وہ درخت ہے جس کی کھال سے رسیاں بنائی جاتی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خزیمہ ملت ابراہیمی پر مرے۔

۱۶۔ مدرکہ بن الیاس:

مدرکہ کا نام عامر تھا۔ اور بعض نے عمرو لکھا ہے مدرکہ ان کا لقب تھا۔ چونکہ انہوں نے ہر قسم کی عزت اور رفعت کو پایا اس لیے مدرکہ ان کا لقب ہو گیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ان کے بھائی کا نام طانجہ ہے۔ انہوں نے شکار کیا وہ اس کا گوشت پکا رہے تھے کہ ان کے اونٹ بھاگ گئے۔ عامر تلاش میں نکلے تو ان کو پالیا جبکہ بھائی گوشت پکاتا رہ گیا۔ والد نے سنا تو عامر سے کہا۔ تم مدرکہ ہو اور بھائی سے کہا تم طانجہ ہو۔

۱۷۔ الیاس بن مضر:

الیاس مضر کے بیٹے تھے۔ انہی کی وجہ سے مضر کی کنیت ابو الیاس تھی۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے بیت اللہ کی طرف بُدنے ہدی بھیجے تھے۔ سہیلی نے کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ الیاس کو گالی مت دو وہ مومن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ الیاس ان کا لقب اور نام الیاسین ہے۔ طوفان نوح کے بعد انہوں نے سب سے پہلے رکن کو بیت اللہ میں رکھا۔

۱۸۔ مضر بن نزار:

مضر کا نام 'عمرو تھا' مضر کے معنی ترش کے ہیں۔ انہیں ترشی بہت پسند تھی اس لیے 'مضر' کہلائے آپ بڑے حکیم و دانا تھے۔ اولاد عدنان میں سب سے زیادہ دولت اور مال والے تھے۔ مضر کا رنگ بہت سفید تھا۔ اس لیے مضر حمراء کہا جاتا ہے۔

۱۹۔ نزار بن معد:

تاریخ الخمیس میں ہے نزار اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ حسین و جمیل اور سب سے زیادہ عاقل و دانشمند تھے۔ نزار مالی لحاظ سے بہت اہم شخص مانے جاتے تھے۔

۲۰۔ معد بن عدنان:

بعض کہتے ہیں کہ معد بمعنی افساد سے مشتق ہے۔ بڑے بہادر اور جنگجو تھے ساری عمر بنی اسرائیل سے جنگ کی اور

Marfat.com

ہر لڑائی میں مظفر و منصور رہے۔

۲۱۔عدنان:

عدنان قیدار بن اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ تھے۔ حضرت اسحاقؑ کی اولاد بنی اسحاق یا بنی اسرائیل کہلائی۔ یہ شام اور فلسطین میں آباد ہوئے اور بنو اسماعیل عرب میں۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک لڑکے کا نام قیدار تھا۔ اس کی اولاد مکہ میں آباد ہوئی اور قیدار کی ۳۷ ویں پشت میں عدنان پیدا ہوئے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ عدنان، معد، ربیعہ، خزیمہ اور اسد یہ سب ملت ابراہیمی پر تھے۔ ان کا ذکر بھلائی اور خیر کے ساتھ کرو۔

آپ ﷺ کا مادری سلسلہ نسب:

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ تھا۔ وہب قبیلہ بنو زہرہ کا سردار تھا۔ ان کا سلسلہ نسب فہر الملقب بہ قریش کے ساتھ جا ملتا ہے اس طرح آپ ﷺ کے نانا وہب اور دادا عبدالمطلب دونوں معزز سردار تھے۔

۲۔القرآن:

۱۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (۳)۔البلد

ترجمہ: اور قسم ہے باپ (ابراہیمؑ) کی اور اس کی اولاد کی (کہ محمد ﷺ تم ہو) (بحوالہ کنز الایمان)

۲۔ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ . هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج . (۷۸)۔الحج

ترجمہ: اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول ﷺ تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔ (مسلمانو تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین (پسند کیا)

۳۔الحدیث:

۱۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ میں نے شب معراج عیسیٰ ابن مریم، موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کو دیکھا تو عیسیٰؑ سرخ رنگ گھنگھریالے بالوں والے اور چوڑے سینہ کے تھے اور موسیٰؑ گندم گوں رنگ اور لانبے چوڑے جسم کے آدمی تھے رہ گئے ابراہیمؑ تو وہ مجھ کو دیکھ لو۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا کہ اہل قریش بیٹھے ہوئے حسب نسب کا ذکر اور باہمی تعلقات کا بیان کر رہے تھے حضور ﷺ کا ذکر بھی آ گیا تو انہوں نے حضور ﷺ کو نخل کدیہ سے تشبیہ دی آپ ﷺ نے فرمایا۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہترین طبقے میں داخل کیا پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل کیا یعنی قریش۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔ اس لیے میں ذاتی حسب نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ (ترمذی)

Marfat.com

۳۔ روایت ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کا نسب و حسب منقطع ہو جائے گا (یعنی سود مند نہ ہوگا) مگر حضور ﷺ کا نسب و حسب منقطع نہ ہوگا۔ اسی واسطے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا سے نکاح کیا تھا۔

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو اپنے امر کی ابتداء بتلاتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں کہ جب میں پیدا ہوا انہوں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ قرآن کریم میں ہے کہ ابراہیمؑ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ہماری اولاد میں سے ایک جماعت ہو جو تیری تابعدار مسلمان ہو ان میں رسول بھیج جو ان میں سے ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے **تقلبک فی الساجدین۔** کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد آدمؑ تک ساجد و مؤحد تھے۔ ان میں سے کسی نے بت کو سجدہ نہیں کیا۔ یہی امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کا خاندانی حسب نسب بہت اونچا تھا یا دوسرے الفاظ میں محمد ﷺ کا تعلق ایک رئیس یا امیر خاندان سے تھا۔ وہ صرف ایک ساربان (اونٹ چلانے والے) نہیں تھے۔ قریش جو کہ مکہ کا حکمران طبقہ تھا اور مکہ تمام عرب کا مرکز تھا اور محمد ﷺ کے دادا عبدالمطلب اس شہر کے سب سے زیادہ مؤثر اور طاقت ور شخص تھے۔ عبدالمطلب یتیم لڑکے محمد ﷺ کے کفیل تھے آٹھ سال تک وہ قریش کے اس سردار کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے۔ انہوں نے ان سے حکمرانی کرنا اور طاقت کا استعمال کرنا سیکھا اور وہ اس کو کبھی نہ بھولے۔ (زیومیر)

(S. M . Zewmer - Islam A Challenge to Faith 1907)

۲۔ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی شان میں بڑی بات بائبل مقدس میں لکھی ہوئی ہے کہ اس قوم کی بزرگی ہے جس میں حضرت محمد ﷺ پیدا ہوں گے۔ حضرت اسحٰقؑ کی نسل سے یسوع مسیح پیدا ہوں گے۔ (ریورینڈ جارج)

۳۔ اے شہر مکہ کے رہنے والے! اور بزرگوں کی نسل سے پیدا ہونے والے! اے آباؤ اجداد کے مجد و شرف کو زندہ کرنے والے! اے سارے جہاں کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے والے! دنیا آپ ﷺ پر فخر کر رہی ہے اور خدا کی اس نعمت پر شکر ادا کر رہی ہے۔ اے ابراہیم خلیل اللہؑ کی نسل سے! اے وہ کہ جس نے عالم کو اسلام کی نعمت بخشی! تمام لوگوں کے قلوب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔ اے وہ کہ جس نے اپنے دین میں انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ کی تعلیم دی! ہم آپ ﷺ کا بہت ہی شکریہ ادا کرتے ہیں اور بہت ہی مرہون منت ہیں۔ (ڈاکٹر ایسٹن)

(Dr. Eston - Life of the Holy Prophet)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حسیب' : حروف : ۴

ح + س + ی + ب =

۸ + ۶ + ۱ + ۲ = ۷ + ۱ = ۸

Marfat.com

خصوصیت عدد ’۸‘:

یہ عدد قابل عزت اور عقلمند لوگوں کا ہے جو ہمدرد، مخلص بہترین مددگار، بردبار، مصائب سے نہ گھبرانے والے، ہر دلعزیز، بہترین انسانی اوصاف سے متصف اپنی زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والے مذہبی خیالات رکھنے والے، بہادر، صاف گو، ایماندار، رحم دل، فراخدل، اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے علاوہ ناواقف لوگوں کے بھی مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں اور ان کی ترقی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

اسم مبارک ’حسیب‘ عدد ’۸‘ کی خصوصیات کا مظہر:

ایک اعلیٰ نسب انسان میں عدد ’۸‘ کی مندرجہ بالا بیان کردہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے حبیب ﷺ کی شخصیت و کردار کو بے عیب اور ہر نقص سے پاک پیدا کیا اسی طرح آپ ﷺ کا حسب و نسب بھی سب سے اونچا و اعلیٰ بنایا۔ گویا کہ مادی و دنیاوی نقطہ نگاہ سے بھی اپنے نبی ﷺ کی عزت و توقیر کا بہت خیال رکھا۔ تا کہ آپ ﷺ کے کردار کی طرح آپ ﷺ کے حسب نسب پر بھی کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ آپ ﷺ کا پورا خاندان یعنی خاندان قریش منتخب لوگوں کا مجموعہ تھا اور ایسے منتخب لوگ جو بہترین اعلیٰ انسانی اوصاف سے متصف تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنی کسی نہ کسی خوبی کی وجہ سے مشہور تھا اور وہ تمام چیدہ چیدہ خصوصیات ان کے فرزند عظیم محمد ﷺ میں جمع ہو گئیں اگر شجرہ نسب کو ذرا وسعت دی جائے تو یہ نسبت حضرت ابراہیمؑ سے جا ملتی ہے۔ اللہ کے ایسے برگزیدہ نبی جو اللہ کے الہامی مذاہب یعنی یہودیت و عیسائیت میں بھی یکساں طور پر مقبول و معزز ہیں اور جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی محبت سے کرتا ہے اور ان کو اپنا خلیل ٹھہراتا ہے اور محمد ﷺ کو اپنا حبیب۔ یعنی خلیل اللہ سے حبیب اللہ تک پہنچتے ہوئے ان تمام ہستیوں کی برگزیدگی اوصاف اور خوبیوں کو بھی مدنظر رکھا جنہوں نے آپ ﷺ کا حسب نسب تشکیل دینا تھا۔ یعنی پوری دنیا میں ایک انسان بھی ایسا نہیں جس کا حسب نسب اتنا اونچا و اعلیٰ ہو جتنا کہ آپ ﷺ کا۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو وہ نماز فجر اور عشاء کی ادائیگی کے بعد بلاناغہ آٹھ دن بکثرت اس اسم پاک کو پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔ انشاء اللہ ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ اگر کسی پر کسی چیز کا خوف سوار ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے وہ ہر وقت پریشان رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد ۲۷ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے۔ ایک جمعرات سے دوسری جمعرات تک آٹھ یوم تک بلاناغہ عمل کرے انشاء اللہ اس کا خوف دور ہو جائے گا۔

Marfat.com

۶۵۔ سَیِّدُنَا مُجِیبٌ ﷺ

(الٰہی وصفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُجِیْبِیْنَ ط

مفہوم: لوگوں کی دعوتوں و درخواستوں کو قبول فرمانے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ فَاِذَا اسْتَاذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِھِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْلَھُمُ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔(۶۳)۔ النور

ترجمہ: پس جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں تو ان میں سے جسے تم چاہو اجازت دے دیا کرو اور ان کے لیے خدا سے بخشش مانگا کرو کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے ایک بازو یا پائے کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر میری طرف بازو یا پایہ تحفتاً بھیجا جائے تب بھی قبول کروں گا۔

(بخاری)

۲۔ ایک دفعہ چند انصاری آئے اور سوال کیا۔ آپ ﷺ نے عنایت فرمایا۔ پھر جب تک کچھ رہا۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست رد نہ فرمائی۔ جب کچھ نہ رہا تو فرمایا۔ میرے پاس جب تک کچھ رہے گا میں تم سے اس کو بچا کر نہ رکھوں گا۔

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں آپ ﷺ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے قبول فرمائی پھر آپ ﷺ اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف آئے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کیا اچھی چادر ہے۔ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ صحابہ کی مجلس سے اٹھ گئے واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کو بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اسے کہا تو نے اچھا نہ کیا۔ کہ آپ ﷺ سے چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے

Marfat.com

معلوم ہے کہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی ۔ اس صحابی نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر میرا کفن بنے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (بخاری)

۴۔ حضرت عتبان بن مالک انصاری خزرجی فرماتے ہیں کہ میری بصارت جاتی رہی۔ میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ قدم رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں تاکہ میں آپ ﷺ کی جائے نماز کو مسجد مقرر کرلوں۔ چنانچہ حضور ﷺ مع اصحاب تشریف لائے اور آپ ﷺ نے میرے مکان میں نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا معاوضہ دیتے تھے۔

۶۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے البتہ ہدیہ قبول فرماتے۔ مخلصین صحابہ رضی اللہ عنہم نیز عیسائی اور یہودی جو چیزیں تحفۃً بھیجتے انہیں قبول فرما لیتے۔ ان کے لیے خود بھی تحفے ارسال فرماتے۔ مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار کرتے۔ مقوقس متی شاہ مصر کے بھیجے ہوئے خچر پر آپ ﷺ نے سواری فرمائی اور جنگ حنین کے دن وہی خچر آپ ﷺ کی سواری میں تھا لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ (زاد المعاد)

۷۔ آپ ﷺ سفر میں جا رہے تھے راستہ میں ایک عورت بچے کو لیے ہوئے سامنے آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس کو دن میں کئی دفعہ کسی بلا کا ارادہ ہوتا ہے آپ ﷺ نے بچہ کو اٹھا کر کجاوہ کے سامنے رکھا اور تین بار کہا اے خدا کے دشمن نکل جا میں خدا کا رسول ﷺ ہوں پھر لڑکے کو ماں کے حوالے کر دیا سفر سے پلٹے تو وہ عورت دو دنبے لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرا ہدیہ قبول فرمائیے۔ خدا کی قسم! پھر بچے کے پاس وہ بلا نہ آئی۔ آپ ﷺ نے ایک دنبہ قبول فرما لیا اور دوسرا واپس کر دیا۔ (مسند احمد)

۳۔ الرائے:

۱۔ کیسا ہی حقیر شخص دعوت کے لیے بلاتا تو آپ ﷺ قبول فرما لیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھاتے رات کے کھانے میں سے صبح کے لیے اور صبح کے کھانے میں سے رات کے لیے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک خو، کریم الطبع، کشادہ رو تھے۔ (حجۃ الاسلام امام غزالی)

۲۔ حضرت محمد ﷺ کے مزاج میں انکساری غضب کی تھی۔ کوئی تعظیم کو کھڑا ہوتا تو اسے منع کر دیتے۔ خواہ کوئی غلام بھی کھانے کو بلاتا تو اس کے ہاں بلا تکلف چلے جاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ جب کسی مجمع میں جاتے تو سب کے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے۔ ان کی فیاضی بے مثال تھی۔ حتی الامکان کسی کے سوال کو رد نہ کرتے تھے۔ خود تکلیف اٹھا کر اور بھوکا رہ کر دوسروں کے سوال کو پورا کرتے تھے۔

(رائے صاحب شری لالہ رگھوناتھ سہائے۔ بحوالہ روشن ستارے)

۳۔ آپ ﷺ کے حالات زندگی پر محققانہ نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو گردو پیش کے لوگوں کے جذبات کا بہت خیال تھا۔ آپ ﷺ کے لیے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت دشوار تھا۔ آپ ﷺ ذلیل سے ذلیل شخص کی بھی دعوت رد نہ کرتے۔ ہم نہایت احترام کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات سرچشمہ خیرو

Marfat.com

برکت تھی۔

(مسٹر مارکس ڈاڈ)

۴۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ کسی سے ہمدردی کی بات کرنا، حسن سلوک روا رکھنا اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ایک اچھے مسلمان کی نشانیاں ہیں۔ نیز گھر میں آمد و رفت اور اپنوں اور غیروں سے میل ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو گرمجوشی سے سلام کہنا اور اس کا جواب دینا اور مہمان نوازی وہ اوصاف ہیں جو غیر مسلموں کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے لوگوں کو اعلیٰ عادات و اطوار اپنانے کا جو درس دیا وہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی ہر ایک کے لیے آویزہ گوش ہے۔ (آر۔وی۔سی۔باڈلے۔الرسول)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مجیب' : حروف: ۴

م + ج + ی + ب =

۴ + ۳ + ۱ + ۲ = ۰ + ۱ = ۱

خصوصیّت عدد '۱':

اس عدد کے حامل افراد اپنی مخصوص خصوصیات کی وجہ سے ہر جگہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کے حلقہ اثر کے افراد ہمیشہ ان سے مرعوب و متاثر رہتے ہیں۔ بہترین دماغ رکھتے ہیں اور اپنی ہر خوبی اور قابلیت سے دوسروں کو متاثر کرنے کا موقع نہیں کھوتے۔ اپنے تاثرات ظاہر کرنے میں یکتا ہوتے ہیں جب حاکمانہ صلاحیتوں کی بنا پر منتخب ہوتے ہیں تو اپنے اقدامات سے اپنی اہمیّت ظاہر کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'مجیب' عدد '۱' کی خصوصیات کا مظہر:

اسم مبارک 'مجیب' عدد '۱' کی مندرجہ بالا خصوصیات کا حامل بھی ہے آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہ فرماتے۔ جو کوئی درخواست یا خواہش ظاہر کرتا۔ آپ ﷺ قبول فرماتے۔ جو آپ ﷺ کی خدمت اقدس ﷺ میں کچھ پیش کرتا آپ ﷺ قبول فرماتے اور اس کا بہتر نعم البدل عطا فرماتے۔ آپ ﷺ اپنی ان خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے ہر خاص و عام میں یکساں مقبول تھے۔ اور ہر کوئی آپ ﷺ کا دل سے احترام کرتا تھا۔ آپ ﷺ ان لوگوں کے ذہنی ادراک اور شعور کے مطابق ان کی ذہنی تشفی بھی فرماتے۔ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ بلاوجہ کسی کو روکتے نہ ٹوکتے نہ کسی کی تذلیل کرتے۔ محبت و نرمی آپ ﷺ کا شیوہ تھا جس سے آپ ﷺ نے ان کے دلوں کو فتح کیا تھا۔ آپ ﷺ کی عادات مشفقانہ مخلصانہ تھیں۔ ہر کسی کو یہی محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ اسی کے ہیں آپ ﷺ کی انہی خوبیوں نے آپ ﷺ کو ممتاز و نمایاں مقام عطا کیا تھا۔ آپ ﷺ ہر حلقہ خاص و عام میں یکساں طور پر مقبول و معزز تھے۔ آپ ﷺ کی یہ اعلیٰ اوصاف نقطۂ عروج پر نظر آتی ہیں جب آپ ﷺ فاتح مکہ کے کردار میں ہر خاص و عام سے یکساں سلوک کرتے ہیں۔ سب کا عزت و اکرام کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے انہی اقدامات کی وجہ سے دنیا آپ ﷺ کی ہستی کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتی آ رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی آتشک یا جذام جیسے مرض میں مبتلا ہو تو وہ چاند کے مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھے اور افطاری کے وقت بکثرت اس اسم پاک کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے اور اس پانی سے روزہ افطار کرے انشاء اللہ شفاء کاملہ نصیب ہوگی۔

۲۔ اگر کوئی بخار میں مبتلا ہو اور کسی طرح افاقہ نہ ہوتا ہو تو باوضو حالت میں ۵۵ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر مریض پر دم کرے اور پانی پر بھی دم کر کے مریض کو پلائے تو جلد افاقہ ہوگا۔

Marfat.com

٦٦۔ سَیِّدُنَا شَکُوْرٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشَّاکِرِیْنَ ط

مفہوم: شکر گزار۔ بہت زیادہ شکر کرنے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ (٦٦)۔ الزمر

ترجمہ: بلکہ خدا ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔

٢۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (١١)۔ الضحیٰ

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کے احسان کو بیان کر۔

٢۔ الحدیث:

ا۔ عیاض بن حمار مجاشعی ایک طویل روایت میں ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے یہ فرمایا کہ میں نے تیری استقامت اور تیرا صبر و شکر آزمانے کے لیے تجھ کو بھیجا اور اس لیے کہ لوگوں کی آزمائش تیرے ذریعے سے کروں کہ وہ تیری اطاعت کرتے ہیں اور تجھ کو مانتے ہیں یا نہیں اور تیرے ساتھ ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جس کو پانی نہیں دھو سکتا تو اس کو سوتے اور جاگتے پڑھ سکتے ہو۔ (مسلم)

٢۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ راتوں کو اتنی دیر تک نماز میں کھڑے رہتے کہ پاؤں مبارک میں ورم آ جاتے۔ جب بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس قدر زحمت کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سب اگلی اور پچھلی لغزشیں بھی معاف فرما دی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔''

٣۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے اور جب مقام ذورا کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر گئے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ پھر سجدہ میں گر گئے اور دیر تک اسی حالت میں رہے۔ پھر سر اٹھا کر بدستور دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے اور پھر دیر تک سجدہ میں رہے۔ پھر

Marfat.com

اٹھ کر گڑگڑا کر دعا شروع کی اور اس کے بعد جبین مبارک نیاز خاک پر رکھی۔ اس دعا و سجود سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا۔

”میں نے اپنی امت کے لیے خدا سے دعا مانگی تھی جس کا ایک حصہ مقبول ہوا۔ میں شکر کے لیے سجدہ میں گرا۔ پھر مزید درخواست کی۔ اس نے وہ بھی قبول فرمائی تو میں سجدہ شکر بجا لایا پھر دعا و زاری کی۔ اس نے اس کو درجہ اجابت بخشا اور پھر میں سجدہ میں گر پڑا۔ (ابوداؤد)

۴۔ روایت ہے کہ وحی کے ذریعے جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اس پر خدا اپنی رحمت نازل فرمائے گا تو اس رفع منزلت پر آپ ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ (بخاری)

۵۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی تھی تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے فوراً سجدہ میں گر پڑتے تھے۔ (ابوداؤد)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دعا رسول پاک ﷺ سے سن کر یاد کی تھی وہ دعا میں برابر کیا کرتا ہوں اور اس کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاتَّبِعُ نُصْحَکَ وَاحْفَظُ وَصِیَّتَکَ۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ایسا کر دے کہ میں تیری نعمتوں کے شکر کی عظمت و اہمیت کو سمجھوں (تاکہ پھر شکر میں کوتاہی نہ کروں) اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور تیری نصیحتوں کی پیروی کروں اور تیری وصیتوں اور حکموں کو یاد رکھوں اور ان کی تعمیل سے غفلت نہ برتوں۔ (ترمذی)

۳۔ الرائے:

۱۔ وہ درحقیقت پورے عرب کے جنرل، حکمران، قانون دان اور منصف بن گئے لیکن ان سب سے بڑھ کر وہ صرف خدا کے پیغمبر اور اس کے پیغام رساں رہے جو پوری تندہی کے ساتھ اس کا پیغام پہنچاتے رہے اور اس کی رضا کی جتنی وہ اطاعت کر سکتے تھے۔ انہوں نے کی۔ لیکن کبھی بھی خدا کے ادنیٰ اور کمزور بندے (غلام) سے بڑھ کر دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اس کے شکر گزار رہے۔ (بی سمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhammad anism , 1874)

۲۔ یہ یقینی بات ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی سادگی، لطف و کرم اور اخلاق کو بلاخیال مرتبہ قائم رکھا۔ اس کے علاوہ شروع سے آخر تک وہ اپنے آپ کو ایک معمولی پیغمبر بتلاتے رہے حالانکہ وہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کر کے اس میں بھی کامیاب ہو سکتے تھے۔ (لیفٹیننٹ کرنل سائیکس)

۳۔ بردباری، صدقہ و خیرات، رحم و کرم، شکر گزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد و تعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔

(انگریزی ترجمہ قرآن، مصنف جارج سیل)

۴۔ یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ ان کی زندگی اغراض و مفاد پرستی سے پورے طور پر خالی تھی

Marfat.com

اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لامحدود اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور انا کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا بلکہ آخر وقت تک اسی سادہ طرز و انداز کو برقرار رکھا جو پہلے دن سے ان کے رہن سہن سے نمایاں تھا۔ (ڈیون پورٹ)

(j. Daven Port - A pology for Muhamad and the Korqn, 1882)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'شکور' : حروف :۴

ش +ک + و + ر =

۳ + ۲ + ۶ + ۲ = ۱۳ = ۱ + ۳ = ۴

خصوصیت عدد '۴':

اس عدد کے حامل افراد میں قابل تحسین وصف پائے جاتے ہیں۔ وہ بیرونی پریشانیوں سے بے نیاز ہو کر مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے جاتے ہیں اور باقاعدگی خوش وضعی اور راست پسندی کے فضائل کو قائم رکھتے ہیں یہ لوگ جائز معاوضہ کے بغیر بھی طویل عرصہ تک محنت کرتے جاتے ہیں ان کی صاف اور شستہ ذہنیت ایمانداری کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ یہ لوگ اچھے خیالات پیدا کرنے والوں کی قدر کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'شکور' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

'شکور' اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے صفاتی اسماء میں سے ہے ایک شکر گزار اور قدر دان انسان میں مندرجہ بالا صفات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ مستقل مزاجی، اچھی ایماندارانہ ذہنیت، جائز معاوضہ کے بغیر بھی طویل جدوجہد اور ان سب سے بڑھ کر دوسروں کے اچھے خیالات کی قدر دانی ایسی صفات ہیں جو ایک انسان میں شکر گزاری کے جذبات کو مزید مستحکم و مضبوط کرتی ہے۔ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر شکر گزار انسان تھے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جو محسن کے دل میں محبت اور قدر دانی کے جذبات کو مزید تقویت بخشتی ہے۔ آپ ﷺ نے بغیر کسی صلے و انعام کے مستقل مزاجی سے اپنا مشن جاری رکھا اور جب بھی رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جذبات کی قدر دانی کی اور آپ ﷺ کے لیے بے انتہا اجر و ثواب کا اعلان فرمایا تو آپ ﷺ اس کے حضور سجدہ شکر بجا لائے۔ اس کی تسبیح و تعریف میں رات رات بھر قیام فرمایا۔ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر آپ ﷺ نے اپنے محسن اعظم کی بے شمار عنایتوں سے بے اعتنائی نہ برتی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ شکر گزاری دکھائی۔ جس طرح آپ ﷺ اپنی تمام دوسری اوصاف میں کامل تھے۔ شکر گزاری میں بھی آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ باوجود اس حقیقت کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں کے معاف کرنے کا بھی اعلان فرما دیا تھا تب بھی آپ ﷺ نے سجدہ شکر بجا لا کر اپنے رب کا شکریہ ادا کیا۔ قدر دانی کسی کے بھی اندر احسانمندی کے انتہائی جذبات پیدا کر سکتی ہے اور جیسے جیسے آپ ﷺ اپنے رب کے شکر گزار ہوتے گئے اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اور اس کی انتہائی قربت کے بھی حقدار ہوتے گئے۔ اس طرح آپ ﷺ کے اسم مبارک شکور میں عدد '۴' کی اوپر مذکورہ تمام صفات موجود تھیں۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا طالب ہو تو وہ بکثرت اس اسم پاک کو پڑھا کرے۔ انشاء اللہ اسے اطاعت رسول ﷺ کی توفیق نصیب ہوگی۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ وہ ایک شکر گزار بندہ بن جائے اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خصوصی کرم نازل فرمائے تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ لیا کرے۔

۳۔ جو کوئی شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہو تو ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے سے چند یوم میں اس ذہنی پریشانی سے نجات پالے گا۔

☆—◈—☆

Marfat.com

٦٧۔سَیِّدُنَا مُقْتَصِدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُقْتَصِدِیْنَ ط

مفہوم: میانہ روی سے چلنے والے میانہ رو۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ ۔(۲۹) بنی اسرائیل

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو (یعنی بہت تنگ کرلو کہ کسی کو کچھ نہ دو) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو)

۲۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا(۱۴۳) البقرۃ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ بنیں۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''تم میں کسی کو بھی اس کا عمل آخرت میں نجات نہیں دے گا۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ ! کیا آپ ﷺ کو بھی......؟ فرمایا۔ ہاں، مجھ کو بھی بجز اس صورت کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت میں گھیر لے۔ لہٰذا میانہ روی کے ساتھ عمل کرتے رہو اور زیادہ بلند پروازیاں نہ کرو۔ پس کچھ صبح و شام۔ کچھ شب کی تاریکی میں میانہ رفتار کے ساتھ چلتے رہو، منزلِ مقصود کو جا پہنچو گے۔

(متفق علیہ)

۲۔ ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰؑ کی سخاوت کا اس حد تک بیان کیا کہ انہیں حضور ﷺ پر ترجیح دے دی اور کہا کہ حضرت موسیٰؑ کی سخاوت اس انتہا تک پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دیتے یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ سب انبیاء صاحب فضل و کمال ہیں لیکن حضور ﷺ کا مرتبہ سب سے اونچا ہے اور یہودیہ کو حضور ﷺ کی آزمائش کرانے کے لیے اپنی چھوٹی بچی کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور ﷺ سے قمیض مانگ لائے۔ اس وقت

Marfat.com

آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی قمیض تھی اور وہ بھی زیب تن تھی۔ وہی اتار کر عطا فرما دی اور اپنی دولت سرائے سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت ہوگیا۔ صحابہ نے انتظار کیا۔ حضور ﷺ باہر نہ آئے تو سب کو فکر لاحق ہوئی۔ اندر جا کر دیکھا تو جسم مبارک پر قمیض نہیں۔ اس پر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت (۲۹) نازل ہوئی اور آپ ﷺ کو میانہ روی کا حکم دیا۔ (اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ پورا کھول دو)

(بحوالہ کنز الایمان۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی تعریف جس سے دوسرے نبی کی کمی نکلتی پسند نہ فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے "نبیوں کے ذکر میں ایسی طرز اختیار نہ کرو کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں کمی نکلتی ہو اور میری شان میں اس طرح مبالغہ کرو جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں کی شان میں کیا۔

(بخاری)

۴۔ حاکم نے متدرک میں بہ روایت صحیحہ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے قیدی جب گرفتار ہو کر آئے اور آپ ﷺ نے ان کے متعلق صحابہ ؓ سے مشورہ طلب کیا اور مختلف صحابہ ؓ نے مختلف آراء دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کفار قریش اپنے ہی بھائیوں کی طرح ہیں جو ان سے پہلے تھے (یعنی جو گزشتہ انبیاء کی امتوں میں تھے)
نوحؑ نے دعا کی کہ "خداوند! زمین پر ان کافروں میں سے کوئی آباد گھر والا باقی نہ رکھ۔"
موسیٰؑ نے کہا۔ "ہمارے پروردگار! ان کی دولت کو میٹ دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔"
ابراہیمؑ نے فرمایا، "جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو خدا غفور رحیم ہے۔"
عیسیٰؑ نے کہا "الٰہی! اگر تو ان (نافرمانوں) پر عذاب بھیجے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو غالب اور دانا ہے۔"
اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے قریش کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ وہ قوم ہو جس میں دغا اور فریب سے قتل کر دینے کا رواج ہے تو تم میں سے کوئی زر فدیہ یا اپنا سر دیئے بغیر لوٹ کر نہ جا سکے گا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر دو قسم کے انبیاء کے نام اور ان کی دعاؤں کا ذکر فرمایا۔ ایک وہ جنہوں نے سخت گیری کا پہلو اختیار کیا (حضرت نوحؑ و حضرت موسیٰؑ) دوسرے وہ جنہوں نے نرمی کا اظہار کیا (حضرت ابراہیمؑ و حضرت عیسیٰؑ)۔ آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے بیچ کی راہ اختیار کی۔ (متدرک بحوالہ صحیحین)

۵۔ حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ہے۔ (ترمذی)

۶۔ حضرت امام حسین ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے آنخضور ﷺ کے معمولات کے بارے میں پوچھا کہ جو وقت گھر سے باہر گزرتا تھا۔ آپ ﷺ اس میں کیا کیا کرتے تھے۔
حضرت علی ؓ نے تفصیلاً بتایا، اور فرمانے لگے کہ آپ ﷺ کا حال ہمیشہ معتدل تھا۔ اس میں اختلاف نہ تھا۔
آپ ﷺ لوگوں کی تذکیر و تعلیم سے غافل نہ ہوتے تھے کہ کہیں وہ غافل ہو کر سستی کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔
آپ ﷺ بہر حال (جمیع انواع عبادت کے لیے) مستعد تھے۔ حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ حق سے تجاوز فرماتے۔

(ابوداؤد)

Marfat.com

۷۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دوکان سے پاجامہ خریدا۔ اٹھنے لگے تو دوکاندار نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بوسہ دینا چاہا۔ حضور ﷺ نے جھٹ ہاتھ کو پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا ''یہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تم میں سے ہی ایک ہوں۔''

۳۔ الرائے:

۱۔ اسلام توازن کا مذہب ہے۔ محمد ﷺ کی سیرت وحیات توازن کا بہترین نمونہ تھا۔ (شواگ)

(Sauvage - understanding of Islam)

۲۔ پیغمبر عرب ﷺ نے جو تعلیمات دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کی ہیں وہ روحانی اور مادی ہر دو قسم کی ریاضتوں کو اپنی اپنی جگہ ٹھکانے سے رکھنے والی اور دونوں کے درمیان بہترین توازن قائم کرنے والی ہیں۔

(مسٹر فن چی۔ بدھ عالم و چینی لیڈر ...... شان محمد ﷺ)

۳۔ اس ضمن میں محمد ﷺ کی کامیابی اس میانہ روی اور رحمدلی کی وجہ سے واضح طور پر نمایاں نظر آئی جو انہوں نے عیسائیوں کے معاملے میں دکھائی۔ جن سے وہ بہت مناسب خراج لیتے تھے۔ جب وہ مدینہ واپس لوٹے تو انہوں نے ایک ایسا ملک چھوڑا جس کے ہر دل پر حیران کن حد تک ان کا قبضہ تھا۔ (ڈیون پورٹ)

(J . Daven Port - Apology for Muhammad and the Koran, 1882)

۴۔ اسلام نے راہ اعتدال اختیار کی۔ عیسائیت اور یہودیت نے ایک مدت میں تدریجی ترقی کے مراحل طے کیے مگر اسلام کو فقط فرد واحد کی بدولت سر بلندی نصیب ہوئی اور اس کی پر شکوہ عمارت کی تعمیر کا کام ایک نسل کے دوران مکمل ہو گیا فی الحقیقت ایسا شاندار کارنامہ حضرت عیسیٰؑ بھی انجام نہ دے سکے اور نہ ہی سینٹ پال۔

(باڈلے ...... R . V . C . Bodley - The Messenger)

۵۔ اگر اعلیٰ مقاصد بری خواہشات کا نشانہ بن جاتے اور ذاتی مفاد کی خاطر آپ ﷺ حد اعتدال سے بڑھ جاتے تو پھر اس کے اثرات بھی اب تک منظر عام پر آ چکے ہوتے۔ آپ ﷺ اپنی خواہشات کو پورا کرتے اور انتقام کی ہولی کھیلتے مگر آپ ﷺ نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ روم میں میریس اور سلا کے داخلے کے بعد جو کچھ ہوا اسے مد نظر رکھیے پھر آپ صحرا کے اس رسول ﷺ کی دریا دلی، رواداری اور میانہ روی کے قائل ہو جائیں گے۔

(پروفیسر گبن)

(Prof . Gibbon - Muhammad and Muhammadanism)

۶۔ آپ ﷺ نے بڑی حد تک میانہ روی کی تعلیم دی اور یہ مسلک ہی اخلاقی ضابطوں کی بنیاد رہا۔ ہر زمانے کے حالات مختلف ہوتے ہیں انسانی فطرت میں تضاد پایا جاتا ہے اصولوں کا وضع کرنا اور ہر زمانے اور ہر وقت اور ہر قسم کے لوگوں پر اطلاق، اس کے لیے بڑے ہی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان کے فطری تقاضے آپ ﷺ کے پیش نظر ہوا کرتے تھے۔ (جنرل سر جان گلب پاشا)

(Gen. Sir John Ghalib Pasha - The Life and Times of Muhammad)

۷۔ ''جہالت! جس کا مظاہرہ اکثر و بیشتر مسیحیوں کی طرف سے، مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں ہوتا رہتا ہے۔ افسوسناک امر ہے۔ محمد ﷺ اس وقت کی اقوام میں ایک خدا پر یقین رکھتے تھے اور دوسرے خداؤں کی نفی کرتے

Marfat.com

تھے انہوں نے دیانتداری اور دین داری اور پرہیز گاری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا۔ ہر معاملے میں عدل وتوازن اور ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین ان کے دین کا حصہ تھی۔ (لنڈسے)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مقتصد' : حروف : ۵

م + ق + ت + ص + د =

۴ + ۱ + ۴ + ۹ + ۴ = ۲ + ۲ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

یہ عدد یورینس سے متعلق ہے اور اس کے حامل افراد بہت تحمل مزاج اور اچھی شخصیت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان میں انصاف کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ قابل اعتماد، دور اندیش، محتاط اور بردبار ہوتے ہیں۔ اچھے مصلح ہوتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ بعض غیر مستحق افراد زندگی کی جدوجہد میں ناجائز طور پر فیض یاب ہو رہے ہیں یہ مسلسل اپنی محنت جاری رکھتے ہیں۔ کسی معاملہ کی گہرائی تک پہنچ جانے کے لیے غور وخوض کے عادی ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'مقتصد' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

میانہ روی اور اعتدال پسندی ایسی صفات ہیں۔ جو عادل یا انصاف پسند، تحمل مزاج، بردبار، دور اندیش اور قابل اعتماد لوگوں کا خاصہ ہوتی ہیں۔ ہر وہ انسان جو زندگی کی حقیقتوں سے آگاہی رکھتا ہے اس کے تقاضوں کا اسے شعور ہے۔ وہ بہت محتاط اور دور اندیش ہوگا۔ جب انسان میں یہ صفات جنم لیتی ہیں تو زندگی کے بارے میں اس کے رویے میں بھی نمایاں تبدیلی رونما ہوتی ہے اس کی زندگی ان محتاط رویوں کی بہترین عکاس بن جاتی ہے اس کے اندر شدید جذباتیت اور ہیجان ان صفات کی وجہ سے معتدل جذبات میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس عدد '۴' کی مندرجہ بالا خصوصیات کا مظہر تھی۔ آپ ﷺ کا رویہ زندگی کے بارے میں اعتدال پسندی اور میانہ روی پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ مصلح اعظم تھے ایسے مصلح جنھوں نے زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح کرنا تھی۔ ایسے مصلح جنھوں نے انسانی رویوں اور اخلاقیات کی اصلاح کرنا تھی ایسے مصلح جنھوں نے انسانی نفسیات اور انسان کے باطن، کی بھی اصلاح کرنا تھی آپ ﷺ نے انسان کو زندگی کے نئے نقطہ نظر سے روشناس کرانا تھا۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر دور اندیش اور محتاط رویہ زندگی کے بارے میں کس کا ہوسکتا تھا۔ آپ ﷺ نے عقائد کی اصلاح کی تو اپنے آپ ﷺ کو مثال بنا کر پیش کیا۔ پہلے اپنے پیش رو انبیاء کی خود توقیر وتوصیف کی اور اپنی تعریف وتکریم میں اپنے پیروکاروں کو ایک حد سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر عمل کر کے دکھایا تو ایسی دانشمندی اور دور اندیشی سے ہر خاص و عام کے لیے ایک مثال قائم کی مگر ہر ایک کے لیے احتیاط کو لازم قرار دیا۔ الغرض آپ ﷺ کی ہستی مبارک میں عدل و انصاف اور مستقل مزاجی کے عنصر بہت نمایاں تھے اور انہی اوصاف نے آپ ﷺ کو بے حد محتاط بھی بنا دیا کہ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر کسی بھی زیادتی کے مرتکب نہیں ہوئے اور انہی اوصاف سے جنم لیتی دور اندیشی نے آپ ﷺ کو میانہ روی اور اعتدال پسندی جیسی صفات سے متصف فرمایا۔ اس طرح عدد '۴' کی مندرجہ بالا صفات آپ ﷺ کی ذات مبارکہ میں موجود تھیں۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص روزانہ ۶۲۴ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے گا اس کے رزق میں برکت ہوگی۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کی رضا پر راضی و مطمئن رہے تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھنے کا معمول بنا لے۔

☆———◈———☆

Marfat.com

۶۸۔سَیِّدُنَا رَسُولُ الرَّحمَۃِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ الرَّحمَۃِ ط

مفہوم: رحمت والے رسول ﷺ

ا۔ القرآن:

ا۔ وَمَآ اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ (۱۰۷) الانبیآء

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ، برجمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادات علمیہ، عینیہ وجودیہ وشہدیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لیے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لیے رحمت ہو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

۲۔ وَاَطِیعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّکُم تُرحَمُونَ ج (۱۳۲) ال عمران

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

۲۔ الحدیث:

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لیے صرف رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں۔ (مسلم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک دیہقانی نے نماز میں کہا۔ اے اللہ! صرف میرے اوپر اور محمد ﷺ پر رحم کر۔ ہمارے سوا کسی پر رحم مت کر۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس دیہقانی سے فرمایا۔ تو نے بڑی وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔

(بخاری)

۳۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب قحط پڑا تھا تو مسلمانوں نے نہیں بلکہ کافروں نے جا کر آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دعا کیجئے آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو پانی برسا حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب پانی برسنے

Marfat.com

کی دعا مانگتے تو میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو تکتا رہتا اور آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کا یہ شعر یاد آتا۔ جو انہوں نے آپ ﷺ کی مدح میں کہا تھا۔

وَابْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ: محمد ﷺ گورے رنگ والا ہے اس کے چہرے کے وسیلہ سے ابر باراں کی سیرابی مانگی جاتی ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا بچاؤ ہے۔

آپ ﷺ دعا مانگ کر منبر سے اترنے بھی نہ پائے تھے کہ مدینہ کا پرنالہ زور وشور سے بہنے لگا۔ (بخاری)

۴۔ ایک بار مدینہ اور اطراف مدینہ میں قحط پڑا۔ آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص نے کہا۔

یا رسول اللہ ﷺ! مویشی ہلاک ہو گئے۔ لوگ بھوکوں مر گئے۔ خدا سے دعا فرمایئے کہ ہم کو سیراب کرے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ یہ اثر ہوا کہ پہلے تو آسمان آئینہ کی طرح صاف تھا اور اب ایک آندھی چلی تو بادل امڈ آئے اور آسمان کا دہانہ کھل گیا۔ لوگ مسجد سے نکلے تو پانی میں بھیگتے ہوئے مکان تک پہنچے۔ ایک ہفتہ تک مسلسل پانی برستا رہا۔ یہاں تک کہ لوگ گھبرا اٹھے اور دوسرے جمعہ کو اسی آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مکانات گر گئے دعا کیجئے کہ خدا پانی کو روک لے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی۔ بادل چھٹ گئے اور مدینہ تاج کی طرح چمک اٹھا۔ (بخاری)

۵۔ ایک روز آپ ﷺ نے مسجد بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اسکے بعد طویل دعا کی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے تین سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے۔ ایک تو یہ تھا کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ فرمائے۔ یہ دعا قبول ہوئی۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ وجدل نہ ہو یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ (مسلم)

۶۔ ایک بار مہاجرین کی ایک برہنہ پا وسر جماعت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہر شخص کے بدن پر صرف ایک چادر اور گلے میں تلوار حمائل تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی پریشان حالی دیکھی تو چہرے کا رنگ بدل گیا فوراً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک خطبہ میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی اعانت کی ترغیب دی اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک انصاری اٹھے اور ایک توڑا جو اس قدر وزنی تھا کہ ان سے بمشکل اٹھ سکتا تھا، لا کر آپ ﷺ کے آگے ڈال دیا۔ اس سے تمام لوگوں میں اور بھی جوش پیدا ہوا اور تھوڑی دیر میں ان بے سرو سامان مہاجرین کے آگے غلے اور کپڑے کا ڈھیر لگ گیا۔ (مسند احمد)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لیے بھی اور اس کے لیے بھی جو ایمان نہ لایا ہو۔ مومن کے لیے تو آپ ﷺ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا ہو اس کے لیے آپ ﷺ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ ﷺ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔

۸۔ ایک شخص شراب نوشی کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آیا۔ صحابہ نے تنگ آ کر کہا۔ خداوند! تو اس پر اتنی بار لعنت

Marfat.com

نازل کرکہ یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے۔ رحمۃ للعالمین کو یہ بات ناپسند آئی اور فرمایا ''اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔'' (بخاری)

۳۔الرائے:

۱۔ محمد ﷺ اپنی ذات اور قوم کے لیے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لیے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس عمدہ طریقہ سے انجام دیا ہو۔ (ڈاکٹر ڈی رائٹ)

۲۔ حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا قانون صاحب تاج بادشاہوں کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا عرب کے غریب و بے سہارا انسانوں کے لیے اس کی ضرورت و اہمیت ہے۔ ان قوانین کو بہت سنجیدہ انداز، مفکرانہ ذہن، عالمانہ رنگ اور عملی سہولتوں کی خوبیوں کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ (ایڈمنڈبرک)

۳۔ ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ تعلیم نبوی ﷺ نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لیے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھا رہے تھے۔ بت پرستی جلا وطن ہوگئی۔ توحید خداوندی اور رحمت الٰہیہ کا موجودہ تصور حضرت محمد ﷺ کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کی پنہائیوں میں جاگزیں ہوگیا۔ دیگر معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان، حرمت خمر و میسر وغیرہ سب کے سب جوہر نمودار ہو گئے۔ مزید یہ کہ ایک بار بھی ہم نہیں دیکھتے کہ محمد ﷺ نے خدا کے نہ ماننے والوں کے لیے کبھی خدا کے عذاب کی دعا کی ہو۔

(ولیم میور حیات محمد)

۴۔ حضرت محمد ﷺ کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا۔ لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ ﷺ کی اصلاحات عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں ہم بدھی لوگ حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ (مانگ تو تگ۔ پیشوائے اعظم بدھ مذہب)

۵۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ خدا نے پیغمبر اسلام ﷺ کو تمام کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس کائنات میں عالم انسان، عالم حیوان، عالم نباتات اور عالم جمادات سب شامل ہیں۔

(سوامی برج نارائن جی سیاسی)

۶۔ محمد ﷺ کی تاریخی زندگی کی تعریف ان معجزانہ الفاظ سے بہتر ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ ہر ضعیف اور ہر محتاج کے لیے سب سے بڑی رحمت تھے۔ یتیموں، مسافروں، ضعیفوں، فقیروں، بے کسوں اور مجبوروں کے لیے واقعی اور حقیقی رحمت اور نعمت ہیں۔ عورت جو تمام عالم کے نزدیک ذلیل تھی۔ اس کی عزت وعظمت آپ ﷺ کی رحمت مرہون منت ہے۔ (پروفیسر لیک)

۷۔ ایسی تاجدار ہستی جس کے قدموں پر دنیا کے سب تاج وتخت نثار، زمینوں کا نہیں دلوں کا بادشاہ، انسانوں کی محبتوں اور عقیدتوں کے سب جہانوں کا حکمران۔ لوگ تو اس کے وضو کے پانی میں برکت ڈھونڈتے ہیں۔ دین و دنیا کی فوز وفلاح۔ ان کی ایک نظر کرم! اور وہ عظیم انسان اپنے جوتے بھی اپنے ہاتھوں سے سیتا ہے...... کیا آپ ﷺ گندم کی روٹی، دودھ، گوشت، بالائی۔ مکھن پلاؤ اور مرغ مسلم تناول نہیں فرما سکتے تھے، یقیناً آپ ﷺ ایسا کر سکتے تھے مگر استعمال نہیں کرتے تھے کیونکہ تبوک کے شمال میں اور نجران کے جنوب میں، طائف کے مغرب میں

Marfat.com

اور ربع الخالی میں ہر بدو کو یہ آسائشیں میسر نہیں تھیں۔ وہ غریب بدو جو کی روٹی کھجور اور ستو کے پانی سے اپنا پیٹ بھرتا تھا تو محمد ﷺ ان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ میرے ہم وطنو؟ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ ایسی درویشی، ایسی تونگری، ایسی غربت، ایسی سکندری، ایسی قلندری، ایسی امیری اور ایسی رحمت کی مثال انسانوں کی تاریخ سے ڈھونڈ لاؤ اور تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اگر ایسی مثال کہیں ملے گی تو محمد ﷺ کے بعد ان کے نام لیواؤں میں ملے گی اور کہیں نہیں۔ (تھامس کارلائل لیکچر ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۸۔ رسول عربی ﷺ کی سوانح عمری بہترین اوصاف اور خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کا دل عجز و انکساری، نرمی اور رحم دلی، الفت و محبّت سے لبریز تھا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری شان انسان کی شان سے زیادہ نہیں۔ مجھے اللہ کا نوکر کہہ کر پکارو۔ جب آپ ﷺ کا مرید آپ ﷺ سے استفسار کرتا ہے آپ ﷺ ان لوگوں پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے۔ جو آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ تو جواب میں فرماتے ہیں مجھے لعنت بھیجنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے انسانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (پروفیسر ایل وسوانی۔ شکتی آشرم راجپور سندھ)

۹۔ مفسر راز حیات سرور دو عالم ﷺ کے سوا تاریخ کے تمام صفحات زندگی اس قدر صحیح تفسیر کرنے والی دوسری شخصیت عظمیٰ کے بیان سے خالی ہے۔ وہ کون سی اذیتیں تھیں جو کفرستان عرب کے کافروں نے اپنے عقائد باطلہ کی حفاظت کے لیے اس بت شکن پیغمبر کو نہیں دیں وہ کون سے انسانیت سوز مظالم تھے جو عرب کے درندوں نے اس رحم و ہمدری کے مجسمہ پر نہیں توڑے وہ کونسے زہرہ گداز ستم تھے جو جہالت کے گہوارے میں پلنے والی قوم نے اپنے سچے ہادی پر روا نہیں رکھے مگر انسانیت کے اس محسن اعظم ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان سے بجائے بددعا کے دعا ہی نکلی۔ (سوامی لکشمن رائے، اخبار صحیفہ حیدر آباد دکن نومبر، ۱۹۳۲)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'رسول الرحمۃ' : حروف : ۱۰

ر + س + و + ل + ا + ل + ر + ح + م + ت =

۲ + ۶ + ۶ + ۳+۱+۳+ +۲+۸+۴+۴ = ۹+۳=۱۲=۱+۲=۳

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کا تعلّق مشتری سے ہے جسے اچھائی کا علمبردار سمجھا جاتا ہے اپنے ماتحتوں کے لیے اس عدد کے حامل افراد بہت قابل اور شریف النفس ہوتے ہیں۔ چونکہ مذہبی لحاظ سے بھی یہ بزرگی کی علامت ہے۔ یہ ہر امر میں اچھائی کا پہلو دیکھتا ہے۔ دوسرے افراد کے لیے یہ شخص کسی نعمت سے کم نہیں کیونکہ اس کا رجحان طبعی طور پر زندگی کے روشن پہلو کی طرف ہوتا ہے اور یہ ہر وقت لوگوں کے رنج و غم کو بھلانے میں پیش پیش رہتا ہے۔ اس عدد کے افراد انتہائی ملنسار اور کسی حد تک سماجی خیالات و عادات کے مالک ہوتے ہیں دوسروں سے نہایت خوش خلقی سے پیش آتے ہیں۔ اس قدر خاطر و تواضع اور اپنے حسن سلوک سے دوسروں کو اس قدر گرویدہ بنا لیتے ہیں کہ مخالفین بھی ان کی مخالفت ترک کر دیتے ہیں۔ قدرت نے ان میں یہ فطرت رکھی ہے کہ دوسروں پر اچھا اثر چھوڑیں تا کہ وہ ہمیشہ کے لیے متاثر رہیں۔ نیز ان کے طرز کلام کی اثر انگیزی

Marfat.com

بھی ان کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ کرتی ہے اور لوگوں کے لیے ان کی ذات سکون و راحت کا باعث بنتی ہے۔

اسم مبارک ’رسول الرحمۃ‘ عدد ’۳‘ کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد ’۳‘ کی اوپر بیان کردہ خصوصیات نمایاں طور پر موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ’رسول الرحمۃ‘ بنایا یعنی پوری کائنات میں اللہ رب العزت کی بے پایاں و لامحدود رحمت کا پیامبر۔ اللہ تعالیٰ خود رحمٰن ہے۔ رحیم ہے اور آپ ﷺ رحیم بھی ہیں اور رحمت بھی۔ ایسی رحمت، جن کے اندر رحمٰن نے اپنی محبت اور رحمانیت کا سمندر موجزن کر رکھا تھا جو رحمت بن کر کائنات کی تمام مخلوقات کو سیراب کرتا رہا۔ آپ ﷺ نے خود ساختہ رسومات اور قیود کی بیڑیوں میں جکڑی انسانیت کو ہمیشہ کے لیے آزاد کرایا۔ معاشرے کے کمزور طبقوں اور دھتکاری ہوئی قوم کی طرف نظر التفات کی غلاموں کی عزت نفس اور ان کی خود داری کا اس حد تک خیال رکھا کہ ان کو ’سیدنا‘ کہہ کر بلاتے۔ اپنی رحمت کا مظاہرہ یوں کیا کہ ان کے حقوق متعین کیے اور انہیں انسانیت کے درجے سے روشناس کرایا۔ مساوات کی بہترین مثال یوں فرما کر قائم کی کہ جو خود کھاؤ ان کو بھی کھلاؤ۔ عورتوں، یتیموں، بیواؤں، بے کسوں، بے سہاروں اور تمام دکھی انسانیت کے لیے آپ ﷺ کی ذات پاک نے مسیحائی کا کام کیا۔ ان پسے ہوئے لوگوں کے نہ صرف حقوق متعین فرمائے بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی پر اجر و ثواب کا مژدہ بھی سنایا۔ الغرض کائنات کی تمام مخلوقات اور اس کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی رحمت کے اثر سے فیض یاب ہوا۔ آپ ﷺ نے بیمار روحوں کے لیے ایسے مسیحا کا کام کیا جنہوں نے نہ صرف ان کی بیمار روحوں کا علاج کیا اور ان کو ایسی جلا بخشی کہ وہ عرفان حقیقی سے سرشار ہو گئے۔ بیمار و پراگندہ سوچوں کا زاویہ ایسا ٹھیک کیا کہ پھر کبھی وہ بھٹک نہ سکیں۔ بیمار جسموں کو ایسی طہارت اور قوت بخشی کہ وہ زمانے بھر میں سب سے زیادہ طاقتور ہو گئے۔ الغرض ہر ایک وجود کے لیے آپ ﷺ رحمت بے پایاں بن کر آئے۔ ایسی رحمت کہ آپ ﷺ کے بعد کسی دنیا کو اور رحمت کی طلب نہیں رہی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی مصیبت میں مبتلا ہو اور کسی طرح بھی نکلنے کی صورت دکھائی نہ دیتی ہو تو وہ روزانہ ۹۷۵ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے انشاء اللہ مصیبت رفع ہو جائے گی۔

۲۔ جو کوئی اپنے رزق حلال میں فراخی کا خواہاں ہو۔ تنگدستی اور غربت و افلاسی دور کرنا چاہتا ہو تو وہ خلوص نیت کے ساتھ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرے۔

Marfat.com

۶۹۔ سَیِّدُنا قَوِیٌّ ﷺ

(الٰہی وصفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبَ الْقُوَّۃِ ط

مفہوم: قوت والے۔ طاقت والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ تَدُوْرُ اَعْیُنُھُمْ کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ ج (۱۹) الاحزاب

ترجمہ: پھر جب ڈر کا وقت آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف یوں دیکھ رہے ہیں کہ ان (منافقین) کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۷۳)۔ التوبۃ

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

۳۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (۶۰)۔ الاحزاب

ترجمہ: اور منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے مدینہ میں جھوٹ اڑانے سے باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہہ (طاقت/مسلط کر) دیں گے اور پھر وہ مدینہ میں تھوڑے دن تمہارے پاس رہیں گے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دوسرے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردی اور مقابل پر غلبہ۔

۲۔ غزوہ بدر میں تین مجاہدوں کے لیے ایک ایک اونٹ تھا جب حضور ﷺ کے اترنے کی باری آئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ ﷺ نہ اتریں۔ ہم آپ ﷺ کے بدلے پیدل چلتے ہیں مگر آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تمہاری نسبت اجر و ثواب سے زیادہ بے نیاز نہیں ہوں۔" (مشکوۃ)

۳۔ غزوۂ احزاب میں صحابہ کرام ؓ خندق کھود رہے تھے تو ایک جگہ ایسی سخت زمین ظاہر ہوئی کہ سب عاجز آ گئے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ بذاتِ شریف خندق میں اترے اور کدال ایسا مارا کہ وہ سخت زمین ریگ رواں کا ڈھیر بن گئی۔ (بخاری)

۴۔ غزوۂ حنین کے بارے میں حضرت براء ؓ جو اس میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ خدا کی قسم! جب لڑائی پورے زور پر ہوتی تھی تو سہم کر لوگ آپ ﷺ ہی کے پہلو میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ ہم میں سے بڑا بہادر وہ شمار ہوتا تھا جو آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ (مسلم)

۵۔ حضرت انس ؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے ایک شب ایک خوفناک آواز کی وجہ سے اہل مدینہ ڈر گئے اور سب لوگ پتہ چلانے کے لیے آواز کی سمت چل پڑے۔ راستے میں نبی پاک ﷺ آتے ہوئے ملے جو سب سے پہلے آواز کی سمت تنہا چلے گئے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے۔" خوفزدہ نہ ہو، ڈرو نہیں۔" اس وقت آپ ﷺ ابو طلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے اور گردن مبارک میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس گھوڑے کو تو میں نے سمندر کی طرح تیز رو پایا۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے جب لڑائی کی شدت ہوتی تھی اور جوش و محنت سے آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں تو ہم حضور ﷺ کی آڑ لیتے تھے اور ہم سے کوئی آدمی آپ ﷺ سے زیادہ دشمن کے قریب نہ ہوتا تھا اور میں نے جنگ بدر میں دیکھا کہ ہر کوئی آپ ﷺ کی پناہ ڈھونڈتا تھا اور آپ ﷺ اس دن سب سے زیادہ مستقل مزاج اور قوی القلب تھے۔

۷۔ حضرت عمرو ؓ بن عبسہ حضور ﷺ کے مکی دور کے ابتدائی دنوں میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور عرض کیا کہ میں بھی آپ ﷺ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج کل ہم لوگ جن مظالم کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ ان کا برداشت کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ فی الحال تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور جب سنو کہ مجھے غلبہ نصیب ہوا ہے تو میرے پاس آنا۔

۳۔ الرائے:

۱۔ جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے یکبارگی آجاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو پاس آ بیٹھتا تو وہ فدائی بن جاتا۔ (شاہ ولی اللہ)

۲۔ دس سال کے عرصے میں محمد ﷺ نے چالیس مہمات روانہ کیں جس میں سے تیرہ میں انہوں نے ذاتی طور پر حصہ لیا اور دس کی قیادت کی۔ اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان کو کس قدر مشکلات کا سامنا تھا ہم جانتے ہیں کہ عرب میں ایک مہم کو چلانے کے لیے کن خوبیوں اور خصوصیات کی ضرورت ہوتی ہے جسمانی قوت و برداشت، مستقل مزاجی، ان تھک سفارت کاری جو کہ عرب سردار کی فطرت کا خاصہ ہونی چاہیے جس کی طاقت ہمیشہ غیر متزلزل ہو۔ اس کا انحصار اس کی ذاتی صلاحیتوں پر ہے اس مشکل ترین اور تھکا دینے والے فن میں صرف محمد ﷺ سبقت لے گئے۔ (ذرمینگھم۔ E. Dermenghem. The Life of Mahomet 1920)

Marfat.com

۳۔ رسول پاک ﷺ ہمت ہارنے والے ہرگز نہ تھے آپ ﷺ کا کردار مثالی تھا اس وقت آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ خانہ بدوش تھے نہ ہی جوان یا بہت ادھیڑ عمر۔ البتہ آپ ﷺ کو جفا کشی کے علاوہ روزانہ ہزاروں قسم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑتا تھا۔ آپ ﷺ جواں ہمت تھے کبھی کہیں کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا۔ اس لیے مصائب کے ان طوفانوں کے باوجود ایک ہفتہ گزرنے کے فوراً بعد آپ ﷺ تبوک پہنچ گئے جو اس زمانے میں رومی سلطنت کی سرحد پر تھا۔ آپ ﷺ اگر صرف ایک گلہ بان یا شتربان کی حیثیت سے اپنے ریوڑ کے ساتھ ان حالات میں صحرا پار کر لیتے تب بھی یہ عظیم کارنامہ ہوتا لیکن چالیس ہزار سپاہ اور جانوروں کو لے کر یہ سفر طے کرنا سائرس (فارس کے بادشاہ دارائے ثانی کا دوسرا بیٹا جس نے بڑے بھائی کے خلاف بغاوت کی۔ ایشیائے کوچک سے فوج لے کر آیا اور بابل پر حملہ کیا) کی مصیبتیں جھیلنے سے کم نہ تھا۔ جس نے ۴۰۱ ق م میں دس ہزار یونانی فوج کے ساتھ بابل سے بحیرہ اسود تک آرمینیہ کے برفانی پہاڑوں کو عبور کرنے میں مشقتیں برداشت کیں۔

(باڈلے ...... R. V. C Bodley - The Messenger)

۴۔ آپ ﷺ اولعزم، جری اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ منصف مزاج اور صداقت پسند بھی تھے۔ آپ ﷺ زندگی کی حرارت سے لبریز شخصیت کے مالک تھے اور صحرا کی پنہائیوں میں زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے اٹھے تھے۔

(تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۵۔ جس وقت تمام ملک عرب میں بدترین جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت محمد صاحب ﷺ ہی کی تنہا ذات تھی۔ جس نے بے مثال ہمت و جرأت کے ساتھ قوم عرب کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور ہر طرح کی برائیوں اور بت پرستی کو چھڑا کر خدا کے آگے سر جھکانے کی دعوت دی۔

(سوامی بھوامی دیال سیناسی)

۶۔ تعداد میں کم لیکن وفاداری میں بے مثال افراد کی معیت میں محمد ﷺ ...... بڑے تحمل بردباری اور بے مثل قوت برداشت سے دشمنوں اور کافروں کی ہر طرح کی اذیتوں اور اہانتوں کا مقابلہ کر کے اچھے دنوں اور محفوظ مستقبل کا انتظار کرتے رہے۔ جب مدینے سے تحفظ کی یقین دہانی ہوگئی تو بھی محمد ﷺ نے خود پہلے جانے میں عجلت نہیں برتی بلکہ آپ ﷺ نے سب کو بھجوا کر آخر میں مدینہ روانہ ہوئے اور یہ ان کے عظیم، غیر متزلزل ایمان کی فتح تھی کہ سات برسوں کے بعد جب آپ ﷺ مکہ واپس آئے تو فاتح تھے۔

(سر ولیم میور حیات محمد)

۷۔ ان کی ذہانت، ان کے خلوص و ایمانداری، زبردست اخلاقی قوت کام کرنے کی صلاحیت، سیاسی بصیرت، ذہنی مستعدی، زبردست قوت ارادی اور صبر میں مضمر تھی۔

(لیونارڈ)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'قوی' حروف: ۳

ق + و + ی =

۱ + ۶ + ۱ = ۸

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد کے حامل لوگ بہت بہادر اور صاف گو ہونے کے ساتھ ساتھ ایماندار بھی ہوتے ہیں۔ جذبات پر قابو اور

Marfat.com

مشکلات پر مسکرانا ان کا ادنیٰ طرز عمل ہوتا ہے۔ ان کی قوت ارادی انتہائی مضبوط ہوتی ہے اور جو بات دل میں ٹھان لیں اس پر قائم رہتے ہیں۔ درحقیقت ۸ نمبر قوت، صبر و تحمل، ثابت قدم اور قوت برداشت کا نشان ہے۔

اسم مبارک 'قوی' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام زمانوں، قوموں اور نسلوں کی طرف مبعوث کیا۔ اس لیے آپ ﷺ میں وہ تمام صفات رکھیں جو زمانے بھر کے مصائب اور ایذا رساں لوگوں کی ایذاؤں، مخالفتوں اور دشمنوں کی دشمنیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنا مضبوط اور طاقتور بنایا کہ تمام مشکلات آپ ﷺ کے سامنے ہیچ ہوگئیں۔ تمام مخالفین زیر ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اپنی مضبوط قوت ارادی، ثابت قدمی اور قوت برداشت سے تمام مصائب کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دشمنوں پر غالب کیا۔ آپ ﷺ کو اتنا رعب و دبدبہ عطا فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کی نام نہاد قوتیں آپ ﷺ کے قدموں کی خاک ہوگئیں۔ جس طرح آپ ﷺ کا مشن و مقصد نہایت اعلیٰ و ارفع تھا۔ اس طرح آپ ﷺ کی قوت ارادی بھی نہایت مضبوط تھی۔ آپ ﷺ کا مقابلہ معاشرے میں پھیلے شر کی تمام قوتوں کے ساتھ تھا اور ان سے نمٹنے کے لیے تنہا آپ ﷺ کی ذات تھی جس کے پیچھے تمام قوتوں کی سرچشمہ اللہ کی ذات تھی۔ جس کے بھروسے پر آپ ﷺ نے اپنی قوت و بازو کا بھرپور استعمال کیا اور تمام دشمنوں پر غالب رہے۔ اس طرح آپ ﷺ میں عدد '۸' کی مندرجہ بالا صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کا دل کمزور ہو اور وہ معمولی سی بات پر خوفزدہ ہو جاتا ہو تو اسے روزانہ نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگنی چاہیے۔ انشاء اللہ دل کو تقویت نصیب ہوگی۔

۲۔ اگر کوئی کم ہمت اور کمزور ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۱۶ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے۔ انشاء اللہ وہ قوی ہو جائے گا۔

Marfat.com

۷۰۔سَیِّدُنَا حَفِیٌّ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْحَفِیِّ ط

مفہوم: خبر رکھنے والے، مہربان و محبت کرنے والے۔

۱۔القرآن (خبر رکھنے والے):

۱۔ یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۸۷)۔الاعراف

ترجمہ: یہ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تم اس سے (قیامت سے) کوئی واقف ہو اور اس کی خبر رکھتے ہو۔ کہہ دو کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

۲۔(محبّت کرنے والے، مہربان)

۱۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ. (۴۵)۔ق

ترجمہ: اور آپ ﷺ ان پر جبر و سختی کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرواسے جو میری دھمکی سے ڈرے۔

۲۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ (۸۵)۔الحجر

ترجمہ: اور بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم (ان لوگوں سے) اچھی طرح درگزر کرو۔

۲۔الحدیث (خبر رکھنے والے):

۱۔ ایک دفعہ صبح کی نماز کے لیے آپ ﷺ دیر سے برآمد ہوئے نماز کے بعد لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں پھر فرمایا ''کہ آج شب میں نے اتنی رکعتیں پڑھیں جتنی میرے لیے مقدر تھیں تو نماز کے اندر ہی میں اونگھ گیا میں نے دیکھا کہ جمال الٰہی میرے سامنے ہے خطاب ہوا۔ یا محمد ﷺ! تم جانتے ہو فرشتگان خاص کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ عرض کی۔ نہیں۔ اے میرے رب! میں نہیں جانتا۔ اس نے دونوں مونڈھوں کے درمیان میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میرے سینے تک پہنچ گئی اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی'' اسی طرح دکھلایا ہم نے ابراہیمؑ کو زمین و آسمان کی بادشاہت تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے۔'' (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۲۔ آپ ﷺ معاملات دنیا میں بھی لوگوں کی خوب خبر رکھتے تھے فرائض احتساب میں آپ ﷺ کا سب سے بڑا فرض عمال کا محاسبہ تھا۔ جب عمال زکوٰۃ اور صدقہ وصول کر کے آتے تھے تو آپ ﷺ اس غرض سے ان کا جائزہ لیتے تھے۔

ایک بار آپ ﷺ نے ابن اللتبیہ کو صدقہ وصول کرنے کے لیے مامور فرمایا۔ وہ اپنی خدمات انجام دے کر واپس آئے اور آپ ﷺ نے ان کا جائزہ لیا تو انہوں نے کہا یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیہ ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں نہیں ملا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عام خطبہ دیا جس میں اس کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری)

۳۔ آپ ﷺ تحقیق حال کے لیے خود بازار تشریف لے جاتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ بازار میں سے گزرے تو غلہ کا ایک انبار نظر آیا۔ اس کے اندر ہاتھ ڈالا تو نمی سی محسوس ہوئی۔ دوکاندار سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ پھر اس کو اوپر کیوں نہیں کر لیا تا کہ ہر شخص کو نظر آئے۔ جو لوگ فریب دیتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

۲۔ (محبّت کرنے والے):

ا۔ آپ ﷺ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ اے محمد ﷺ! مجھ سے مانگو میں نے عرض کیا۔ خداوند! میں نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے اور غریبوں سے محبّت کرنے کی توفیق چاہتا ہوں ۔ میری مغفرت کر مجھ پر رحم فرما، جب کسی قوم کو تو آزمانا چاہے تو مجھے بے آزمائے اٹھا لے میں تجھ سے تیری محبت کا اور تجھ سے جو محبّت کرے اس کی محبت کا اور جو عمل مجھ کو تیری محبت کے قریب کرے اس محبت کا درخواست گار ہوں۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول پاک ﷺ نے یوں دعا کی۔

”خدایا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرنا گو نصف خرما ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے نزدیک کر۔ خدا تجھے قیامت کے دن اپنے نزدیک کرے گا۔

۳۔ اصحاب صفہ میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے فقر و فاقہ کی داستان نہایت درد انگیز طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں ایک روز شدت گرسنگی کی حالت میں گزرگاہ عام پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ راستے سے گزرے تو میں نے اشارتاً ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی لیکن وہ گزر گئے اور میری حالت کی طرف توجہ نہ دی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرے ساتھ ساتھ آؤ اور آپ ﷺ گھر پہنچے تو دودھ کا ایک پیالہ نظر آیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں ان کو بلا لایا تو آپ ﷺ نے مجھ کو دودھ کا پیالہ دیا کہ سب کو تقسیم کر دو۔ میں تقسیم کرتا گیا اور سب سے آخر میں، میں نے دودھ پیا اور اتنا پیا کہ سیر ہو گیا۔ (ترمذی)

Marfat.com

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔اگر تو ایسی صبح وشام میں زندگی بسر کرسکتا ہے کہ تیرے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ ہو تو ضرور ایسا ہی کر۔ پھر فرمایا۔ یہی میری روش ہے جس نے میری روش کو زندہ کیا۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

(ترمذی)

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ کوئی آدمی مجھے کسی صحابی کی ایسی بات نہ پہنچایا کرے جس سے مجھ میں رنج وغصہ پیدا ہو کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تم لوگوں میں آؤں تو سب کی طرف سے سلیم الصدر ہوں یعنی کسی کی طرف سے رنج وغصہ میرے دل میں نہ ہو۔ (ابوداؤد)

۶۔ روایت ہے کہ ایک روز آپ ﷺ گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نابینا عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آگے بڑھ کر اس عورت کو اٹھایا اور اسے خود اس کے گھر پہنچایا۔

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ مساکین سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے تھے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرماتے۔ صحابہ ؓ سے کمال محبت فرمایا کرتے۔ (پروفیسر سیڈیو)

۲۔ حضرت محمد ﷺ کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا۔ ایسی حالت میں، میں کیوں نہ محمد ﷺ کی بندوں کے ساتھ شفقت، محبّت، مروت اور رحمدلی کی داد دوں، جنہوں نے خود تو ظلم وستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھا لیے مگر اپنے ستانے والے اور دکھ دینے والوں کو اف تک نہ کہا بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ (بی۔ ایس۔ رندھاوا)

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی یہ عام عادت تھی کہ معمولی اور چھوٹے آدمیوں کے ساتھ بھی محبت، عزت اور مساوات کا برتاؤ کرتے۔ نظر نیچی رکھ کر چلنا ہر ایک پر رحم کرنا، کسی کی برائی نہ کرنا، اپنے جذبات پر قابو رکھنا، خوش دلی سے دوسروں کی مدد کرنا یہ وہ صفات تھیں جن کی وجہ سے لوگ آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ (سر ولیم میور لائف آف محمد)

۴۔ حضور ﷺ کی خصوصیات میں امن پسندی، خاموش پسند طبیعت، ہر دلعزیزی اور محبت آمیز سلوک کا قائل ہوں آپ ﷺ مکہ کے لوگوں کو دل سے چاہتے تھے۔ (سرجان گلب پاشا)

۵۔ وہ غریبوں کے ساتھ بہت فیاض تھے یہاں تک کہ ان کے لیے اپنے ادھورے کام چھوڑ دیتے تھے وہ ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لیے بہت ہمدردی سے ان کے ساتھ گفتگو فرماتے وہ ایک مضبوط اور باوفا دوست تھے۔

(ڈبلیو۔سی۔ٹیلر)

(W . C. Taylor - The History of Muhamamd anism and its sects)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حفی' : حروف: ۳

ح + ف + ی =

۸ + ۸ + ۱ = ۷ + ۱ = ۸

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۸':

یہ عدد بلاشبہ عقلمند اور قابل عزت لوگوں کا ہے اور یہ نمبر زحل سے متعلق ہے یہ لوگ ہمدرد اور مخلص ہوتے ہیں حتی الامکان دوسروں کی مدد کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ اپنی نسبت دوسروں کی خوشیوں اور بھلائیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ عدد بمقابلہ دیگر اعداد کے زیادہ تر انسانیت کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ اس کے حامل بہترین سماجی کارکن ہوتے ہیں یہ بہت رحمدل ہوتے ہیں اور بڑی فراخدلی سے اپنے خاندان اور رشتے داروں کے علاوہ ناواقف لوگوں کی مدد کرنا خوشی سمجھتے ہیں۔ ان میں محبّت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔

اسم مبارک 'حفی' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہترین اخلاقی اوصاف سے متصف فرمایا اور ان میں محبّت سرفہرست ہے۔ محبّت جو کہ تمام خوبیوں اور اخلاقیات کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے تمام نفرتوں، دشمنیوں، اور مخالفتوں کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے اس صفت کی اعلیٰ ترین صورت سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے متصف فرمایا، عدد '۸' کی مندرجہ بالا صفات یعنی رحمدلی، شفقت، فراخدلی، ہمدردی، خلوص، بے لوث محبّت، سب آپ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی ذات پاک محبّت، مودّت، شفقت و رحمت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھی جس سے آپ ﷺ نے عالم کی تمام مخلوقات کو سیراب کیا۔ آپ ﷺ کی محبت پرخلوص تھی اسی لیے تمام پسے ہوئے طبقات نے آپ ﷺ کو اپنا سب سے بڑا غمگسار اور مسیحا سمجھا۔ درحقیقت یہی وہ سب سے بڑا ہتھیار تھا جس سے آپ ﷺ نے دلوں کو فتح کیا اور اپنی محبت سے ان کے اندر ایسی روح پھونکی کہ سب آپ ﷺ کے دیوانے ہو گئے اور آپ ﷺ کی خاطر جانیں قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے۔ یہ آپ ﷺ کی محبّت ہی تھی جس سے سرشار لوگوں کو جب انتہائی اذیتیں دے کر پوچھا جاتا کیا تم پسند کرو گے۔ کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوتے تو وہ فرماتے، ''کبھی بھی نہیں۔'' یہ ان کی محبت کی انتہا تھی۔ جو دراصل آپ ﷺ کی محبت کی ہی عطا تھی۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اس بات کی خواہش رکھتا ہو کہ اس کے دل میں حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت راسخ ہو جائے تو وہ روزانہ نماز عشاء کے بعد ۹۸ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے۔

۲۔ اگر کسی کا قلب بہت زیادہ سخت ہو کسی پر اسے رحم اور ترس نہ آتا ہو تو وہ دل کی سختی دور کرنے کے لیے نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے۔ دل کی سختی نرمی میں بدل جائے گی۔

Marfat.com

اے۔سَیِّدُنَا مَامُوْنٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاٰمِنِیْنَ ط

مفہوم: امان دینے والے۔ امن والے۔ امین بنائے گئے۔

ا۔القرآن (امان دینے والے):

ا۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ. (۶)۔التوبۃ

ترجمہ: اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو۔ یہاں تک کہ کلام خدا سننے لگے پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔اس لیے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں۔

(امن والے):

۲۔ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاصْفَحْ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۱۳)۔المائدۃ

ترجمہ: پس تم ان کی خطائیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دیں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں جب لوگ ان افعال و اعمال پر کاربند ہو جائیں گے تو ان کا جان و مال میرے ہاتھوں کی رسائی سے مامون و محفوظ ہو جائے گا۔ سوائے اس حق کے جواز روئے اسلام ان پر واجب الادا ہوگا اور ان کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہوگا۔
(بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔''جو کوئی ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے۔ پس وہ مسلم ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی امان ہے اور اللہ کے رسول کی امان ہے سو تم اللہ کے عہد کو نہ توڑو اس کی امان کے بارے میں۔ (بخاری)

۳۔ روایت ہے کہ صفوان بن امیہ (قبل اسلام) شدید ترین دشمنوں میں سے تھے جب مکہ فتح ہوا تو بھاگ کر یمن کے

Marfat.com

ارادے سے جدہ چلے گئے۔ عمیر بن وہب نے حاضر خدمت ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنا عمامہ مبارک عنایت کیا اور فرمایا۔ کہ یہ صفوان کو امان کی نشانی ہے۔ عمیر عمامہ مبارک کو لے کر صفوان کے پاس پہنچے اور کہا تم کو بھاگنے کی ضرورت نہیں تم کو امان ہے۔ جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کیا آپ ﷺ نے مجھے امان دی؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں یہ سچ ہے۔

صفوان نے کہا۔ مجھے دو مہینوں کی مہلت دیں۔

ارشاد ہوا۔ تم کو چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔ (ابن ہشام)

۳۔ غیر مسلموں کے نام حضور ﷺ کے امان نامے

ا۔ تمام عیسائیوں کے لیے حضور ﷺ کا امان نامہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

امان نامہ...... محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کی جانب سے جو تمام بنی نوع انسان کی طرف خدا کے مبعوث کردہ رسول (ﷺ) جو بشیر و نذیر اور احکام خداوندی پہنچانے کے امین ہیں ...... بنام سید بن حارث ابن کعب اور ان کی ملت نصرانیہ جو مشرق و مغرب، نزدیک و دور آباد ہو ...... عرب نژاد و عجمی، مشہور اور گمنام سب کے لیے ہے!......

یہ تحریر، نصاریٰ کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان نامہ کی صورت میں ہے۔ جس میں معاہدین کے ساتھ انصاف اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی ہے مسلمانوں میں جو شخص اس امان نامہ کی پاسداری ملحوظ رکھے، وہ اسلام کا نگہبان ...... اور اسلام کی خوبیوں سے بہرہ مند ہونے کا مستحق ہے ...... اور جو مسلمان اس امان نامہ کو نظر انداز کر کے ان دفعات پر عمل نہ کرے یا ان کی مخالفت کا مرتکب ہو اور میرے احکام کا پابند نہ رہے وہ خدا سے کیے ہوئے میثاق سے پھرنے والا، اس کی پناہ سے فراری اور لعنت کا مستوجب ہے۔ بادشاہ ہو یا رعایا اس بنا پر میں نے انہیں اپنے اور خدا کی طرف سے امان دینے کے ساتھ جملہ انبیاء اصفیاء اور دنیا کے مومنین و مسلمین اولین و آخرین ہر ایک کی طرف سے پناہ دی ہے۔ اس بارے میں وہ میثاق سامنے رکھنا ضروری ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کو اطاعت و ایفائے عہد اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

نصاریٰ (عیسائیوں) کے لیے میں نے مندرجہ ذیل ذمہ داریاں خود پر لی ہیں۔

ا۔ ان کے دشمنوں سے ان کی سرحدوں کی حفاظت اپنے گھڑ سوار۔ پیدل مسلح اور زور آور مسلمانوں سے کروں گا۔

۲۔ ان پر حملہ کرنے والا میرے ساتھ معاہد ہو یا حربی ہو۔ مجھ سے قریب رہنے والا ہو یا دور! میں ہر حالت میں نصاریٰ کا طرف دار ہوں گا۔

۳۔ ان کے اطراف کا تحفظ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کروں گا۔

۴۔ ان کے گرجے، عبادت خانے، خانقاہیں اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان یا تیرہ و تار غاروں کے اندر ہوں یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستانوں میں ہوں! سب کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔

Marfat.com

۵۔ ان معاہدین اور ان کے ہم مشرب گروہ کے عقائد و رسوم مذہب کا تحفظ بھی میرے ذمے ہے۔

۶۔ یہ لوگ خشکی اور بحری، شرق و غرب کے کسی حصّہ میں کیوں نہ ہوں ان کے لیے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فرد اس امان نامہ کا پابند ہے۔

۷۔ ان پر آسمانی سلطانی میں بھی ان کی امداد میرے ذمہ ہے۔

۸۔ کوئی مصیبت ان کا تعاقب کرے تو ہم اسے ان تک پہنچنے نہ دیں گے۔

۹۔ ہم اپنی جنگی مہموں میں انہیں ان کی رضامندی کے بغیر شریک نہیں کرسکتے۔

۱۰۔ ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں انہیں معزول نہیں کیا جائے گا۔

۱۱۔ ان کی عبادت گاہوں میں بھی مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں مساجد میں تبدیل کیا جائے گا۔ اور نہ انہیں مہمان سرائے کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔

۱۲۔ ان کے علماء، زاہد اور مذہبی سربراہ خواہ کھلے میدان یا پہاڑوں میں ہوں ان پر سے جزیہ اور خراج دونوں معاف ہیں۔

۱۳۔ اور ان کے سوا سب پر مندرجہ ذیل شرح پر جزیہ عاید ہے۔

(الف) فی کس ۴ درہم (ب) یا فی کس ایک یمنی چادر

(ج) یا فی کس یمن کا ایک سوتی تھان۔

(جس سے مسلمانوں کی امداد اور بیت المال کی تقویت مطلوب ہے اور یہ رقم ان ماتحتوں کی رضامندی کے بعد مقرر کی گئی ہے)

۱۴۔ مندرجہ ذیل طبقات پر ۱۲ درہم سالانہ سے زیادہ جزیہ کبھی عائد نہ کیا جائے گا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ ایسے کاروباری لوگوں کی رہائش کسی ایک مقام پر ہو۔

(الف) کسان (ب) منقولہ اشیاء کے بیوپاری

(ج) بحری و بری بیوپاری (ہردو)

(د) سونے چاندی و جواہرات کا لین دین کرنے والے

(ھ) جنگل میں چرنے والے مویشی کے سوداگر

۱۵۔ خراج اور جزیہ دونوں ان لوگوں پر ہیں۔

(الف) مالکان زرعی اراضی پر (ب) مالکان درختان ثمر دار پر

۱۶۔ لیکن مقدار مقرر کرنے میں زیادتی نہ کی جائے اور نہ ایک کسان یا مالک باغات کے مقابلے میں دوسرے پر زیادہ خراج عائد کیا جائے۔

۱۷۔ ذمی کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ وہ ہمارے پناہ گزیں ہیں جو اپنی امان کا عوض ادا کرتے ہیں۔

۱۸۔ جنگ کے موقعہ پر ان سے گھوڑے اور اسلحہ بھی نہ لیے جائیں اگر از خود امداد کرنا چاہیں تو ان کی مرضی، اس حالت میں وہ قابل مدح اور تشکر اور معاوضہ کے حقدار ہیں۔

Marfat.com

۱۹۔ کسی نصرانی (عیسائی) پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی نہ کی جائے۔
۲۰۔ ان سے مذہبی گفتگو میں احسن طریقہ سے پیش آیا جائے۔
۲۱۔ انہیں اپنی مہربانی کا مورد رکھا جائے۔
۲۲۔ ان کی ایذا دہی کا ارادہ نہ کیا جائے چاہے وہ کہیں بھی ہوں۔
۲۳۔ ان کے کسی فرد سے جرم سرزد ہو تو مسلمانوں کو ان کے درمیان انصاف کرنا چاہیے۔
۲۴۔ جہاں تک ہو سکے فریقین مقدمہ میں صلح کرا دی جائے۔
۲۵۔ مجرم ہونے کی حیثیت میں انہیں احسان کے طور پر رہا کر دینا چاہیے۔
۲۶۔ اور اثبات جرم کی صورت میں ان کی طرف سے جزیہ کر دینا بہتر ہے۔
۲۷۔ انہیں کسی حالت میں خود سے رد نہ کیا جائے نہ ذلیل ونظر انداز کیا جائے اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ انہیں معافی دے چکا ہوں۔
۲۸۔ عدل و انصاف اور سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں۔
۲۹۔ ان کی عورتیں جن سے عقد حلال ہے مسلمان انہیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں اگر وہ رضامند نہ ہوں کیونکہ نکاح تو وہ ہے جو خوشی سے ہو۔
۳۰۔ وہ اور مسلمان دونوں جرائم کی سزا میں برابر ہیں۔
۳۱۔ جس مسلمان کے گھر میں نصرانی عورت ہو اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہوگی۔ وہ عورت جب چاہے کسی بھی معاملے میں اپنے مذہبی علماء سے رجوع کر سکتی ہے۔ جو شخص اپنی کسی نصرانی بیوی کو اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے وہ اللہ اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف سے ان کو دیئے گئے میثاق کا مخالف اور اللہ کی نظر میں کاذب ہے۔
۳۲۔ اگر وہ اپنی عبادت گاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانوں سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلبگار ہوں تو ان کی اعانت کرنا ہوگی۔ یہ اعانت ان پر قرض اور احسان نہ ہوگی بلکہ اس میثاق کی تقویت ہوگی جو اللہ کے رسول ﷺ نے ازراہِ احسان و کرم ان سے کیا۔
۳۳۔ نصاریٰ مسلمانوں کی جنگوں میں دشمن کے سفیر، مشیر و راہبر یا معاون و جاسوس نہیں بنیں گے۔ بصورت دیگر ایسا شخص اللہ کے نزدیک ظالم، اللہ کے رسول ﷺ کا نافرمان اور ایمان سے محروم تصور ہوگا۔
۳۴۔ ان کی (نصاریٰ کی) وفاداری ان دفعات پر دل سے عمل کرنے پر موقوف ہے جو محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ نے ملت نصرانی کے لیے مقرر کر دیں اور جن کی پابندی کے لیے وہ دین عیسوی کے مطابق مکلّف ہیں۔ ان شرائط میں علانیہ یا خفیہ طریقہ سے دشمن کا جاسوس یا مسلمانوں کا رقیب ہونا معاہدہ کی خلاف ورزی ہے۔
۳۵۔ نصرانی (عیسائی) ہماری دشمن فوج کے لیے اپنی مملوکہ جگہ کو پناہ یا آرام کرنے کے لیے جگہ نہیں دیں گے۔ مبادا وہ تازہ دم ہو کر ہم پر حملہ کر بیٹھیں۔ اس میں رہنے کے گھر اور عبادت خانے بھی شامل ہیں۔ نیز انہیں کوئی اور سہارا بھی نہیں دیا جائے گا۔ ہمارے مخالف کے لیے اسلحہ، گھوڑے، آدمیوں یا ان کے سامان کی مرمت بھی شامل ہے۔
۳۶۔ نصرانیوں پر مسلمانوں کے لیے صرف دن رات تین روز کی مہمانی لازم ہے ضرورت پر ان کے لیے کارندے اور

Marfat.com

سواری کے جانور فراہم کرنا بھی واجب ہے اس سے زیادہ نہیں!

۳۷۔ اگر دشمن سے لڑائی کے دوران کوئی مسلمان کسی نصرانی کے گھر یا معبد میں چھپنا چاہے تو ان کی حفاظت اور خورد و نوش کا اہتمام، ان کے دشمن سے پوشیدگی وغیرہ بھی نصاریٰ پر واجب ہے۔

۳۸۔ جو نصرانی ان دفعات میں سے ایک دفعہ کی مخالفت بھی کرے اور یہ حقوق مسلمانوں کے سوا ان کے دشمنوں کے لیے ادا کرے ...... ایسا شخص اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ سے بری ہے ان پر ایسے معاہدات کی ذمہ داری ہے جس سے انہیں ان کے رہبان نے مطلع کیا اور میں نے رہبان سے ...... اور ہر نبی نے امان کے عوض میں اپنی امت سے جو وعدہ لیا ...... امت پر اس کا ایفا اور نبی پر امت کی حفاظت واجب ہے۔ ان دونوں میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ انشاء اللہ!۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اقارب واحباب کے لیے امان نامہ:

یہ وثیقہ رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے ہے۔ مہدی فروح ابن شخسان برادر سلمان رضی اللہ عنہ، ان کے اہل بیت اور جملہ پسماندگان سلمان مہدی فروح کے لیے! ان میں سے جو لوگ اسلام قبول کرلیں اور وہ لوگ بھی، جو اپنے قدیم دین پر قائم رہیں۔ دونوں طبقوں کے لیے ہے۔

سلام ہو تم پر ......

اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمام بنی نوع بشر کو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کہنے کا حکم دیا ہے۔

خدا ہی مخلوق کا پیدا کرنے والا اور تمام امور کا سبب ہے۔ اس کے خالق ہونے کے ساتھ تمام مخلوق کی حیات و ممات اس کے ہاتھ میں ہے اور حشر کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

''اے بنی آدم! خدا سے ڈرو اور اس دن کا تصور کرو جس روز زمین شق ہو جائے گی جہنم کی آتشیں تپش سے فضا کرہ نار ہوجائے گی۔ (القرآن) اس خوفناک دہشت و پشیمانی اور رب العالمین کے حضور جواب طلبی سے میں تمہیں سابقہ رسولوں کی مانند متنبہ کرتا ہوں اور قیامت کے دن سے جس کا یقین تم بھی ذرا دیر کے بعد کرلو گے۔

جو شخص میری رسالت پر ایمان لائے اور مجھ پر خدا کی طرف سے نازل شدہ وحی کی تصدیق کرے، وہ ہم میں سے ہے۔ دنیا میں اس سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں ہوگا اور عقبیٰ (آخرت) میں ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین کے پہلو بہ پہلو جنت میں رہے گا۔ عذاب دوزخ سے اسے سدا کے لیے امن اور نجات ہے یہ وعدہ اللہ ہی نے مومنین کے لیے فرمایا۔

عاصی کے لیے اس کی گرفت سخت ہے اور وہ غفور و رحیم ہے۔

۱۔ میرے اس فرمان کے مطابق ان لوگوں کے لیے خدا کی امان ہے۔ ان کی اولاد اور مال پر بھی امان ہے۔ جب تک وہ زمین پر آباد ہیں۔ وہ اپنی مقبوضہ زمین کے ہموار اور پہاڑی علاقے، چشموں، چراگاہوں پر ان کا قبضہ اور استحقاق ہمیشہ کے لیے تسلیم ہے ان مراعات میں وہ افراد بھی شامل ہیں جن کے سامنے یہ فرمان پڑھا جائے۔

مہدی فروح اور ان کے پسماندگان کا فرض ہے کہ وہ اس فرمان میں لکھے ہوئے احکام کی پابندی کا خیال رکھیں۔

مسلمان ان پر ظلم نہ کریں۔ نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا کریں اور ان کے لیے یہ مراعات بھی ہیں ......

۱۔ ان کو غلام نہیں بنایا جاسکے گا۔

۲۔ انہیں اجازت ہے کہ اپنا زنار زیب گلو رہنے دیں۔

Marfat.com

۳۔ جزیہ انہیں تا قیامت معاف ہے۔

۴۔ ان کے آتش کدوں کی بحالی اور ان کی آمدنی اور فروغ میں انہیں آزادی ہے۔

۵۔ لباس فاخرہ اور ہر قسم کی سواری کا انہیں اختیار ہے۔

۶۔ رہائش کے لیے تعمیر مکانات اور اصطبل بنانے کی اجازت ہے۔

۷۔ اپنے طریق پر جنازے لے جانے کے مجاز ہیں۔

۸۔ اپنے مذہب کے ہر ایک شعائر کی پابندی کا اختیار ہے۔

۹۔ ہمارے تمام ذمیوں کے مقابلے میں وہ معزز و موقر ہیں۔ ان کے لیے یہ مراعات سلمان (فارسی ﷺ) کی وجہ سے تمام مومنین پر واجب ہیں۔ ان مراعات پر مجھے وحی الٰہی سے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ ''جنت سلمان ﷺ کے لیے ان کی زیارت کی زیادہ مشتاق ہے۔ اس شوق کے بدلے میں جو سلمان ﷺ کو جنت کے بارے میں ہے۔'' سلمان ﷺ معتمد اور امین و خیر اندیش ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ جملہ مومنین کے نزدیک، اور وہ ہم ہی میں سے ہیں۔

اس فرمان میں سلمان ﷺ کے اہل بیت اور پسماندگان کے لیے جن مراعات اور احسان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ خبردار کوئی مسلمان ان میں دخل انداز نہ ہو۔ یہ مراعات سلمان ﷺ کے خاندان میں سے اسلام قبول کر لینے والوں اور اپنے قدیم دین پر قائم رہنے والوں کے لیے یکساں ہیں۔

مسلمانوں میں سے جو شخص میرے ان احکام پر عمل پیرا ہو اس کے لیے خدا کی رضا مندی یقینی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے اس پر تا قیامت خدا کی لعنت ہے۔

۳۔ اہل نجران کے لیے امان نامہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ امان نامہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بخران کے نصرانی اہل کتاب کے لیے امان نامہ ہے۔ بشمول ان لوگوں کے جو بخرانی مسلک کے پیرو ہیں۔ نیز وہ عیسائی بھی اس میں شامل ہیں جو مسیحیوں کے کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

نصرانی اطاعت گزاروں پر واجب ہے کہ زیر تحریر وثیقہ غور سے سنیں اور ذیل کی دفعات ذہن میں رکھیں۔

ان شرائط کا پابند معاہدہ میں لکھی ہوئی مراعات اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنی حفاظت کا مستحق ہوگا مگر جو شخص ان دفعات میں سے کسی دفعہ کی خلاف ورزی یا اس کی مخالفت یا ان شرائط پر ہمارے سوا کسی اور کی پابندی یا ان شرطوں میں کسی تغیر کا مرتکب ہوا وہ اپنی خلاف ورزی کی سزا کا خود ذمہ دار ہوگا۔ وہ شخص خیانت کرنے والا اور اللہ کی نظر میں جھوٹا، وعدہ سے منحرف اور رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہے کیونکہ خدا کی طرف سے فرض کردہ دین میں اپنا وعدہ پورا کرنا واجب اور ضروری ہے۔

نصرانیوں کے لیے، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور مومنین کی طرف سے امن دہی ان کا حق ہے اور ہر مسلمان پر اس کا پورا کرنا اور اس عہد کو نبھانا واجب ہے اس لیے کہ نصرانیوں کے سوا تمام قدیم اہل کتاب نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عداوت میں کمی نہ رہنے دی۔ ان کی آسمانی کتابوں میں رسول خدا کی جو صفات مرقوم تھیں وہ بغض و کینہ کی بناء پر ایک ایک کے منکر ہو گئے جو ان کی شقاوت قلبی کا نتیجہ ہے۔ خدا نے تو انہیں میری رسالت کے بارے میں اظہار کا حکم دیا تھا

Marfat.com

مگر انہوں نے خود شناخت کر لینے کے باوجود چھپایا۔ انہوں نے ہمارے خلاف قریش مکہ کی حنین میں مادی اعانت کی۔ بنی قینقاع، قریظہ، بنی نظیر اور ان کے رؤسا کی امداد کرتے رہے۔ ان کا یہ وطیرہ رسول اللہ کی عداوت ہی پر مبنی تھا لیکن نصرانی ان جنگوں میں ایک طرف رہے ان کا خدا اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگوں میں دامن بچائے رکھنا ان کی دعوت اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں نرم دلی کا سبب تھا اور جہاں قرآن نے یہود کی شقاوت قلبی کا ذکر کیا ہے وہاں نصرانیوں کی نرم دلی اور مومنین کے ساتھ دوستی کا اعتراف بھی کیا ہے۔

میرے پاس عرب کے مقتدر (چالیس) نصرانی افراد کا وفد آیا۔ جن میں مندرجہ ذیل افراد سربراہ ہیں۔ السید الغسانی، عبدیشوع، ابن حجرہ، ابراہیم راہب اور عیسیٰ اسقف اور میں نے ان کے سامنے اپنا مقصد پیش کیا اور اپنی تبلیغ کے لیے ان سے اعانت کا طلبگار ہوا وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہونے کی بجائے میرے قریب آگئے اور میرے غالب ہونے کا انتظار کیا۔ مجھ پر مطمئن ہوئے اور میری تائید و تصدیق کی۔ گفتگو میں عمدہ پیرایہ اور اظہار رائے میں قابل ستائش انداز اختیار کیا۔ ایفائے عہد کے لیے عہد و پیمان کیا۔ میرے مخالفین کے انکار پر ان کی تردید اور مخالفت کا وعدہ بھی کیا۔ یہاں سے جب وہ اپنے گھروں کو لوٹے، تو کسی وعدہ کی خلاف ورزی نہ کی۔ وہ میری حمایت میں یہود سے جنگ کرنے پر تلے رہے۔

میں نے نہ صرف اس وقت بلکہ اپنی زندگی اور وفات کے بعد دونوں حالتوں میں انہیں حقوق مرحمت فرما دیئے ہیں کہ جب تک دنیا میں اسلام موجود ہے ...... اور جب تک سمندر میں موجیں اٹھ رہی ہیں ...... اور جب تک آسمان سے پانی برس رہا ہے ...... اور جب تک زمین میں نباتات اگ رہی ہیں ...... اور جب تک آسمان ستاروں سے جگمگا رہا ہے...... اور جب تک دن رات کا سلسلہ جاری ہے ...... مسلمانوں پر اس عہد کی پابندی لازم ہے۔ وہ کسی قسم کی اس معاہدہ میں تبدیلی اور کمی وبیشی کے مجاز ہیں نہ ان مراعات کی خلاف ورزی کے مختار! ......

میری امت میں سے جو شخص اس کے خلاف عمل کرے میں اس پر اللہ کی حجت پیش کرتا ہوں وکفی باللہ شہیدا۔

ان مراعات کے تین اسباب ہیں۔

نصاریٰ میں سے چند افراد نے مسلمانوں کی طرف سے امان نامہ کے لیے درخواست کی اور ایسا وعدہ لینا چاہا جو ضروری ہو۔ ان کے دونوں مطالبے میں نے منظور کر لیے۔

ا۔ مجھے یہ پسند ہے کہ تم (نصاریٰ) میں سے جو شخص عسرت میں ہو وہ کسی قسم کی دستکاری یا ہنر سیکھ لے اس کے لیے میری اور میرے ساتھیوں کی طرف سے امداد بھی کی جا سکتی ہے۔

۲۔ میں اسے ایسا معاہدہ قرار دیتا ہوں جس کی تعمیل ہر مسلم اور مومن پر واجب ہے اور میں نے انہیں یہ وثیقہ ہمیشہ کے لیے لکھ دیا ہے جو مسلمان بادشاہ اور غیر بادشاہ ہر قسم کے مسلمانوں کے لیے نسل ہا نسل کے لیے واجب العمل ہے...... میں مسلمان اور سرکاری عمال اور کافروں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ نصاریٰ کو تکلیف نہ پہنچائیں اور اس وثیقہ کے نفاذ کا خیال رکھیں۔ ان کا یہ عمل میری دعوت کے لیے باعث اعانت ہوگا اور اہل تکذیب وتشکیک کے لیے رنج و ملال کا موجب!

۳۔ اس سے کسی ذمی (ایسا غیر مسلم جس کے تحفظ کی مسلمانوں نے ذمہ داری لی ہو) کے لیے مسلمانوں پر حرف گیری اور مخالفت کا موقع نہ دیا جائے۔ نصاریٰ کے لیے یہ مراعات اس لیے ہیں کہ وہ نیکی پر عمل کریں۔ مکارم اخلاق سے آراستہ ہوں۔ دوسروں کو نیکی کی ہدایت اور برائی سے منع کریں اور صداقت وحق بھی یہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ......

Marfat.com

(یہ تینوں امان نامے ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کی نادر کتاب
''وثائق السیاسیہ'' سے بطور اقتباس اخذ کیے گئے ہیں جو فرانسیسی زبان میں شائع ہوئی جسے اردو زبان میں مولانا ابو یحیٰ امام خان نوشہروی نے منتقل کیا۔ اس کتاب پر انہیں پوسٹ ڈاکٹریٹ ڈگری ڈاکٹر ان لیٹرز سے نوازا گیا...... بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۴۔ الرائے:

۱۔ عیسائیت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اسلام کو اپنا حریف سمجھتی ہے۔ عیسائیت، یہودیت کو اقلیت کا مذہب سمجھتے ہوئے اپنا حریف نہیں سمجھتی جہاں تک بدھ مت اور ہندو مت کا تعلق ہے تو یورپ میں ان کا اثر و نفوذ کبھی نہیں رہا۔ بلکہ ایک طرح سے یورپ ان سے قطعی بیگانہ رہا ہے۔ پورا شمالی افریقہ مسلمان ہوا اور اسی طرح سپین (آٹھ سو برس) تک اور تھوڑے عرصے کے لیے ہی سہی۔ سسلی بھی مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ اس کے علاوہ وہ سرزمینیں جہاں یہودیت و عیسائیت نے جنم لیا تھا وہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہیں۔ اس طرح قسطنطنیہ جو عیسائی سلطنت کا مشرقی مرکز تھا۔ مسلمانوں کے پاس چلا گیا۔ عیسائیوں نے ایک طویل عرصے تک جو صدیوں پر مشتمل ہے۔ قرآن، اسلام اور محمد ﷺ کے خلاف ہر نوع کے جارحانہ حربے آزما کر دیکھ لیے یقیناً اس میں عیسائیت کو کامیابی بھی ہوئی۔ مسلمان حکومتوں پر عیسائی مملکتوں کا نوآبادیاتی تسلط بھی قائم رہا لیکن روح محمد ﷺ کو کبھی بھی دبایا نہ جا سکا۔ محمد ﷺ کی شخصیت اور تعلیمات اتنی جاندار ہیں کہ پوری عیسائی دنیا کی جدوجہد اور کوششوں کے باوجود اسے غیر مؤثر نہیں بنایا جا سکا اور بیسویں صدی میں مسلمانوں میں نشاۃ ثانیہ کی تحریکوں نے پھر عیسائی دنیا کو متحیر اور پریشان کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں میں مسلمان کتنے ہی مقہور، بے عمل اور ستم رسیدہ کیوں نہ رہے ہوں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان تعلیمات کی اہمیت اور صداقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات ہیں اور دنیا اگر اپنے جھگڑوں سے نجات حاصل کر کے امن کا گہوارہ بننا چاہتی ہے تو پھر اسے محمد ﷺ کی تعلیمات ہی پر عمل کرنا پڑے گا۔ (آرلینڈاو)

۲۔ مسلم فتوحات کے نتیجے میں کالے خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی اور تعلیمات محمدی ﷺ نے انسانوں کو جینے اور سر اٹھانے کا حق بخشا۔ عیسائیت جہاں بھی گئی وہاں انسانوں کو غلام بنایا گیا اور طاقت و جارحیت کے ذریعہ ان پر حکومت کی گئی۔ محمد ﷺ کا دین جہاں پہنچا وہاں حقیقی جمہوری حکومتوں کا قیام معرض وجود میں آیا۔

(ای۔ بلائیڈن)

(E. Blyden - Christianity , Islam and the Negro Race, 1969)

۳۔ اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ محمد ﷺ اس دن کے بارے میں بہت پر امید تھے جب سب لوگ ایک خدا پر ایمان لا کر پر امن انداز میں اکٹھے رہیں گے اس بات کا دستاویزی ثبوت ہے کہ ایک موقع پر جب بخران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور نماز کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ آپ اپنے طریقے کے مطابق یہاں مسجد میں نماز ادا کر لو۔ یہ جگہ خدا کے لیے ہی مخصوص ہے۔ (میچنر - J . A . Michener -

The Misunderstood Religion in Readers' Digest, June, 1955)

Marfat.com

۴۔ کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت کی خندق سے کہ جس میں وہ گرے ہوئے تھے نکال نہیں سکتی تھی سوائے نبی ﷺ کی آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی۔ (پروفیسر مارس)

۵۔ اسلام مضبوطوں کا مذہب ہے جس میں کمزور اچھی طرح رہتے ہیں۔ امیروں کا مذہب ہے جس میں غریب امن سے رہتے ہیں یہاں مرد وعورت کے حقوق مساوی ہیں۔ اسلامی بھائی چارہ سے پوری دنیا آگاہ ہے۔

(آرچی بالڈ ہلمٹن)

۶۔ ہم کو موجودہ زمانے میں چند ایسے خطرات نظر آتے ہیں جن کو اگر آنحضرت ﷺ کی تعلیمات سے مٹانا چاہیں تو وہ فوراً نیست و نابود ہو سکتے ہیں۔ دنیا کو اس وقت امن و امان کی جس قدر ضرورت ہے۔ گزشتہ زمانہ میں نہ تھی۔ اگر کسی مذہب نے امن و امان کو اپنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے قیام میں اپنی پوری قوت صرف کی ہے تو وہ مذہب صرف اسلام ہے۔ (مسٹر بلدیو سہائے۔ بی۔ اے)

۶: الاعداد

اسم مبارک 'مامون' : حروف : ۵

م + ا + م + و + ن =

۴ + ۱ + ۴ + ۶ + ۵ = ۲۰ = ۲ + ۰ = ۲

خصوصیت عدد '۲':

اس عدد کے حامل لوگ مزاجاً مہربان، تعاون کرنے والے، مددگار، حلیم اچھے ثالث اور امن قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ ڈپلومیسی اور مصلحت اندیشی ان کے مزاج کا اہم عنصر ہوتی ہے۔ انتہائی صلح جو طبیعت کے مالک ہوتے ہیں لڑائی جھگڑے سے نفرت کرنے والے ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'مامون' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے امن کا داعی و پیامبر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی معاشرے سے تمام ناانصافیوں کا خاتمہ کرنا تھا۔ کفر و شرک سے اللہ کے حقوق کی حق تلفی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اس زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی۔ پورا معاشرہ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خاندان آپ ﷺ کے خلاف ہو گیا مگر آپ ﷺ نے اپنی صلح جو طبیعت، مصلحت اندیشی و دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے نفرت و لڑائی جھگڑے کا جواب نہایت حلم و بردباری سے دیا۔ آپ ﷺ ایک اچھے ثالث تھے اس کی بہترین مثال نبوت سے پہلے حجر اسود کو کعبہ میں نصب کرنے کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو بھی اس کارِ خیر میں شامل کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور جب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قوت و نصرت عطا فرمائی تب بھی آپ ﷺ نے ان اوصاف کا دامن نہ چھوڑا لوگوں کو دعوت اسلام دی مگر زبردستی کسی کو مسلمان بننے کو نہ کہا اور جو ذمی و غیر مسلم رہے ان کے بھی حقوق متعین کیے کیونکہ معاشرہ فساد سے تب ہی محفوظ رہ سکتا ہے جب تمام افراد کو بلا لحاظ ذات پات، نسل قومیت و مذہب کے برابر حقوق دیئے جائیں۔ آپ ﷺ نے امن و امان کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ تمام ادوار کے لوگ آپ ﷺ کی دور اندیشی اور امن پسندی کے قائل ہو گئے اور اس کی اعلیٰ ترین مثال خطبہ حجۃ الوداع ہے جو

Marfat.com

پوری انسانیت کے لیے ایسا منشور ہے۔ جس پر عمل کرنے میں فلاح ہی فلاح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اقوام متحدہ کے چارٹر میں شامل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی امن پسندی کی اس سے بڑی فتح اور کیا ہو سکتی ہے کہ مخالفین بھی آپ ﷺ کے ان اوصاف کے قائل ہو گئے ہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۱۳۷ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد رکھنے والا انسان امن میں رہے گا۔ ہر قسم کی آفات و نقصانات سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ جو کوئی اچانک پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہو اور اسے سمجھ نہ آتی ہو تو باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ اس کا ورد کرے۔

Marfat.com

۷۲۔ سَیِّدُنَا مَعْلُوْمٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّنْ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ط

مفہوم: علم دیئے گئے۔ جانے گئے۔

۱۔ القرآن (علم دیئے گئے):

۱۔ **وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ الْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا** (۱۱۳) النسآء

ترجمہ: اور اللہ نے آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت کی باتیں نازل کیں اور آپ ﷺ کو وہ باتیں سکھائیں جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے اور آپ ﷺ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

۲۔ **وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ** (۶)۔ النمل

ترجمہ: اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

۳۔ **اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ** (۱) الم نشراح

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھولا۔

۴۔ **وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ** (۵۲)۔ الشوریٰ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا اس سے پہلے تم نہ کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔ ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم (محمد ﷺ) ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

(جانے گئے)

۱۔ **اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ ط** (۱۴۶) البقرۃ

ترجمہ: جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس نبی ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔

Marfat.com

۲۔الحدیث (علم دیئے گئے):

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا جسے میں نے خوب سیر ہو کر پیا کہ انگلیوں سے بہنے لگا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن الخطاب کو دیا۔'' دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کی تعبیر 'علم' ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ''میں دوزخ سے نکلنے والے آخری آدمی اور آخری جنتی آدمی کو جانتا ہوں۔'' (مشکوٰۃ)

۳۔ ایک روز آپ ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دو حلقے قائم تھے۔ ایک قرآن خوانی اور ذکر و دعا میں مشغول تھا اور دوسرے حلقے میں علمی باتیں ہو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دونوں عمل خیر کر رہے ہیں لیکن خدا نے مجھ کو صرف معلم بنا کر بھیجا ہے یہ فرما کر آپ ﷺ علمی حلقے میں بیٹھ گئے۔ (ابن ماجہ)

۴۔ جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خلقت و آفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدمؑ پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا۔ کون کفر کرے گا اس پر منافقین نے طنزاً کہا کہ وہ انہیں نہیں پہچانتے اس پر سید دو عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ اس پر عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ کہ میرا باپ کون ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ حذافہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ یا رسول اللہ! ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے۔ اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے اور آپ ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ ہم آپ ﷺ سے معافی چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے، کیا تم باز آؤ گے اور پھر منبر سے اتر آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۱۷۹)۔ آل عمران

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ عام لوگوں کو غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔ (بحوالہ تفسیر کنز الایمان)

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور لکھنے بیٹھتے تو آپ ﷺ فرماتے کہ دوات درست کر لو، قلم کو قط لگاؤ۔ ''باء'' کو کھڑا کرو۔ سین کے دندانوں کو جدا جدا رکھو، میم کا سرا بند نہ کرو، لفظ 'اللہ' کو درست کر کے لکھو۔ 'الرحمٰن' کو لمبا کرو اور 'الرحیم' کو نفیس طریقے سے لکھو۔

۶۔ حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آسمان پر اڑنے والے ہر پرندے تک کا ہم سے ذکر فرما دیا۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ میں راسخین فی العلم (پختہ علم والوں) میں سے

Marfat.com

ہوں اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں ان میں سے ہوں جو متشابہہ کی تاویل جانتے ہیں۔

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! میری حالت یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ تمام مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا۔ پانی سے۔

میں نے کہا، اچھا کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ جسے کرنے سے میں یقیناً جنت میں داخل ہو جاؤں۔

فرمایا، رحمٰن کی عبادت کرو۔ لوگوں کو خوب کھانے کھلایا کرو اور باہم ایک دوسرے کو بغیر تعارف کے سلام کرو۔ پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد)

۹۔ ایک دفعہ آنحضور ﷺ تشریف فرما تھے سامنے سے دو یہودی گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا، چلو اس پیغمبر سے کچھ سوال کریں۔ دوسرے نے کہا کہ پیغمبر نہ کہو۔ سن لے گا تو خوش ہو گا۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور دریافت کیا کہ موسیٰؑ کو نو آیتیں کون سی دی گئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔

کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ زنا نہ کرو، کسی کو بے گناہ قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، جادو نہ کرو، کسی حاکم کے پاس بے جرم کی چغلی نہ کھاؤ، سود نہ کھاؤ، کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ اور میدان جنگ سے نہ بھاگو۔ اور خاص تمہارے لیے اے یہود! یہ دسواں حکم ہے کہ سبت کے دن کی زیادتی نہ کرو۔ یہ سن کر دونوں یہودیوں نے آپ ﷺ کے دست و پا کو بوسہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ انہوں نے کہا۔ داؤدؑ نے دعا کی تھی کہ اس کی نسل میں ہمیشہ پیغمبر ہوا کریں گے اور اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو ہم ڈرتے ہیں کہ یہود ہم کو مار ڈالیں گے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ ﷺ سے دو قسم کے علوم ملے۔ ایک علم تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو چھپا لیا۔

۱۱۔ سید عالم ﷺ نے پیش آنے والے فتنوں کی بھی خبر دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے خلاص کا طریقہ دریافت کیا۔ فرمایا۔ کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی۔

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی۔

ابو بکر مجاہد سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کتاب اللہ یعنی قرآن میں مذکور نہ ہو۔ اس پر کسی نے ان سے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے۔

فرمایا اس آیت میں ''لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ'' ابن ابو الفضل سرسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں۔ غرض یہ کتاب جامع ہے۔ جمیع علوم کی جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے اتنا ہی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو سورۂ لقمان کے اخیر میں مذکور ہیں۔ (شفاء شریف)

۱۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب سورج غروب ہو جاتا ہے تم جانتے ہو کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ﷺ جانتے ہیں (یہ کدھر جاتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا یہ جاتا

Marfat.com

ہے حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ سے اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے عنقریب یہ جا کر سجدہ کرے گا اور قبول نہ ہوگا اور طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا اور اس کو اجازت نہ دی جائے گی جبکہ اس سے کہا جائے گا جہاں سے آئے ہو ادھر چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع ہوگا اسی لیے اللہ کا ارشاد ہے اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ علیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔ (بخاری)

۱۳۔ حضرت ابو امامہ باہلی ؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں ایک عابد تھا۔ دوسرا عالم نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح میں تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے ، زمین و آسمان والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے رحمت مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ (ترمذی)

۲۔(جانے گئے):

احبار یہود میں سے حضرت عبداللہ ؓ بن سلام مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر ؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آیت 'یعرفونہٗ' میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ اے عمر ؓ! جب میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا حضور ﷺ کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا۔ یہ کیسے؟ انہوں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کی طرف بھیجے گئے اس کے رسول ﷺ ہیں۔ ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں۔

۳۔الرائے:

۱۔ ایک اور بات جو مجھے اس مقدس ہستی کے بارے میں بار بار حیرت زدہ کرتی ہے وہ یہ کہ دنیا کی تہذیبوں سے کٹے ہوئے ایک صحرائی شہر میں محمد ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ علم کی کوئی شمع مکہ میں منور نہیں ہے۔ یونان ، روما، فارس ، ہند کے قدیم حکماء کے درس صحرا کے اس فرزند کے قریب سے نہیں گزرے، نہ معلم ہیں۔ نہ مدرسے، نہ کتابیں اور پھر عالم انسانیت کا عظیم ترین رہبر بننے والا شخص پڑھنا بھی نہیں جانتا۔ لیکن آپ ﷺ کی ۶۳ سالہ زندگی کو آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ حیات مبارک کے کسی مرحلے میں، کسی ایک دن یا ایک لمحے میں۔ آپ محمد ﷺ کے کردار، حکمت، برتاؤ اور اخلاق میں کجی تلاش نہیں کر سکیں گے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ ایسا کوئی اور فرد بھی دنیا میں گزرا ہے؟

ٹھیک ہے اسے کسی نے نہیں سکھایا۔ وہ تو عالم انسانیت کو سکھانے والا تھا۔ اسے کون سکھاتا؟

جب میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں۔

تو میرے دل سے یہ صدا بار بار اٹھتی ہے۔

نہیں ...... نہیں ...... ایسا نہیں ہوسکتا۔ سب کچھ خود بخود کوئی نہیں سیکھ لیتا۔

عبداللہ کے فرزند کے معاملے میں نہ انسان معلم ہے نہ ماحول۔ نہ کتابیں۔ پھر کون ہے آپ ﷺ کا معلم ...... آپ کا استاد؟

دل تھام کر سوچیے کیا خدا کے سوا کوئی اور ہوسکتا ہے؟

(تھامس کارلائل۔ ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

Marfat.com

۲۔ محمد ﷺ کی تعلیم و ارشاد کی قدر وقیمت اور عظمت وفضیلت کو اگر ہم تسلیم نہ کریں تو ہم فی الحقیقت عقل و دانش سے بیگانہ ہیں۔

(Near East - نیرَ ایسٹ ...... لندن کا مشہور اخبار)

۳۔ ہندوؤں اور بدھوں کی مذہبی کتابوں کے مطابق جب کبھی دنیا کو ایک معلم کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ ایک معلم جلیل مبعوث ہوتا ہے حضرت محمد ﷺ ایسے ہی معلم جلیل تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے محمدیت کی تخلیق نہیں فرمائی بلکہ سچائی اور امن کے اصولوں کا اعلان فرمایا۔

(مسٹر این۔ اے نگایاتھن آف لبرھا)

۴۔ حضرت محمد ﷺ کو اپنی پہلی وحی میں حکم بھیجا گیا تھا کہ پڑھ، انہوں نے جواب دیا تھا، میں پڑھنا نہیں جانتا ...... ان کی تعلیمات کسی پڑھائی کا نتیجہ نہ تھیں۔ کسی شخص نے ذرہ برابر بھی اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ قرآن کی ایک سورت بھی ساتویں صدی کے کسی عرب کی تحریرات پر مبنی ہے۔ عیسائی صحائف کی پیشگوئی کی رو سے حضرت محمد ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے اور ان کا کلام سنی ہوئی وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے سورج اور سیاروں کی گردش کے بارے میں بھی بتایا تھا۔ آپ ﷺ کی صرف اس وحی کی سچائی کو جاننے کے لیے سائنسدانوں کو ہزار سال لگ گئے۔

(Muhammad the Educator - رابرٹ گلک ۔ محمد ﷺ ماہر تعلیم)

۵۔ جیسا کہ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن محمد ﷺ کی اپنی سوچ کی پیداوار نہیں اور ایک غیر مسلم یہ خیال کرتا ہے کہ قرآن محمد ﷺ کی انتہائی مذہبیت کا نتیجہ ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایک انتہائی روحانی بصیرت رکھنے والے انسان تھے۔

پہلی صورت میں وہ وحی قبول کرنے اور اسے انسانیت کو پہنچانے کے قابل سمجھے جاتے ہیں اور دوسری صورت میں وہ مذاہب کی تاریخ میں عظیم مذہبی معلموں میں سے دکھائی دیتے ہیں۔ (ایش ۔ بے)

(P. H. Ashby - History and Future of Religious Thought, 1963)

۶۔ محمد ﷺ بلاشبہ خدا کے ہاں سے غیر معمولی دماغ اور دل لے کر آئے تھے۔ انہوں نے تجارت، صنعت، معاشرت، تمدن، غرضیکہ بنی نوع انسان کو جن چیزوں کی ضرورت تھی سب کچھ سکھا دیا ہے۔ انہوں نے جو غیر فانی فلسفہ پیش کیا ہے اس سے اس وقت ساری دنیا فائدہ حاصل کر رہی ہے یورپ میں ان کا غیر فانی فلسفہ مسلمانوں کے ساتھ آیا اور اس فلسفہ نے یورپ کی کایا پلٹ دی۔

(رابرٹ سائمور)

۷۔ پیشوائے دین اسلام محمد ﷺ کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے اور آپ ﷺ کی ہر حیثیت اور آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو دنیا کے لیے ایک بہترین سبق ہے بشرطیکہ کوئی دیکھنے والی آنکھ، سوچنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل رکھتا ہو۔

(بحر نبوت ...... مہاتمہ سیتہ دہاری)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'معلوم': حروف : ۵

م + ع + ل + و + م =

۴ + ۷ + ۳ + ۶ + ۴ = ۴ + ۲ = ۶

Marfat.com

خصوصیّت عددِ '۶':

اس عدد کے حامل افراد اچھے اخلاق اور اچھی صفات کی وجہ سے ہرجگہ جانے جاتے ہیں اور مقبول عام ہوتے ہیں فیاضی، رحمدلی، محبت اور شفقت میں دوسروں سے سبقت لے جاتے ہیں نیز انہیں علوم وفنون اور ادب میں گہری دلچسپی ہوتی ہے۔ اس عدد کے حامل زیادہ تر طب و معلّمی کے شعبوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ تحریر و تقریر پر انہیں خاص ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ نہایت قابل اعتماد ہوتے ہیں اور ایمانداری سے کام کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'معلوم' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۶' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے 'اُمی' بنایا مگر علوم وفنون کے تمام خزانے آپ ﷺ پر آشکارا کردیئے۔ اس دنیا میں جتنے علوم وفنون رائج ہیں اور آنے والے دنوں میں ہوں گے ان سب کی حقیقت آپ ﷺ پر واضح فرما دی گئی سائنس جن چیزوں اور حقیقتوں کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھتی ہے اور ان کے اسرار جاننے کے لیے کوشاں ہے آج سے چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے ان کی حقیقت سب پر آشکار کردی یہاں تک کہ غیر مسلم سائنسدان بھی اس بات کو انتہائی حیرت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ نہ صرف انسان کی پیدائش بلکہ آسمان اور زمین کی پیدائش نیز ان کے اندر بسنے والی مخلوقات وخزانوں کا علم تک آپ ﷺ نے اس قدر واضح انداز میں دیا ہے جس میں کسی قسم کا شک ہے نہ ابہام۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی زبان و کلام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی کہ لمحوں میں دلوں کی کایا پلٹ جاتی۔ آپ ﷺ معلم اعظم تھے دنیا کے تمام علماء رہنمائی کے لیے صرف آپ ﷺ کی ذات پاک سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے علم کا کوئی شعبہ و پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے تمام علماء میں ایک نمایاں ومخصوص مقام رکھتے ہیں۔ اس بات کو مشہور مؤرخ انگلستان مسٹر ایچ۔ جی ویلز نے یوں بیان کیا ہے کہ ''محمد ﷺ سے قبل عربوں کا ذہن و دماغ مٹی ہو رہا تھا۔ وہ شاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے۔ مگر پیغمبر اسلام ﷺ کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ ولولہ پیدا کردیا کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر ان کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور چمک دمک پیدا ہوگئی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی۔ جو کام یونانیوں نے شروع کر کے چھوڑ دیا تھا وہ ان عربوں نے جاری رکھا اور موجودہ دنیا کو علم و اقتدار کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں وہ عربوں کے ذریعے ہی ملی ہیں جو تاریخ تمام اعلیٰ لٹریچر اور ٹھوس فلسفے کی جزٔ بنیاد ہے اور یہی مضمون تھا جس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔ اسلام میں فلسفیانہ علوم کا عظیم الشان انبار لگ گیا تھا۔

ان کے علاوہ کوفہ، بغداد، قاہرہ، قرطبہ میں عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم تھیں۔ ان یونیورسٹیوں نے چاردانگ عالم میں اجالا کردیا۔ اسلامی فلسفہ کا رنگ و روغن جامعہ قرطبہ ہی کے ذریعہ سے پیرس اور آکسفورڈ اور شمالی اطالیہ کی یونیورسٹیوں پر چڑھا۔

بارہویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتا تک نہ تھا مگر اس زمانہ میں ایک عرب ماہر عالم ریاضیات محمد امین موسیٰ نے صفر ایجاد کیا اس نے سب سے پہلے اعشاریہ استعمال کیا اور مفرد عدد کی قیمت کا تعین ان کی حیثیت کے مطابق کیا۔ الجبرا انہی کی پیدا کی ہوئی چیز ہے۔ ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو آج تک استعمال ہوتے ہیں۔ فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت آگے بڑھ گئے تھے انہوں نے جو کتاب الادویہ مرتب کی تھی وہ

Marfat.com

آج تک جوں کی توں موجود ہے۔ ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے۔ جن پر آج تک عمل درآمد ہے ان کے جراح ، بے حس کرنے والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے اور دنیا میں مشکل سے جو جراحی عمل ہوتے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہیں۔ اسی طرح کیمیا میں انہوں نے نہایت عمدہ ابتداء کی اور بہت سے نئے اوزار اور نئے مرکبات مثل الکحل وغیرہ دریافت کر لیے۔

فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے بازی لے گئے اور ہر قسم کی دھات سے کام لیتے تھے اسی طرح پارچہ بافی میں بھی کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ رنگ آمیزی کے گروں سے بھی واقف تھے اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی رہین منت ہے۔

ایچ ۔ جی۔ ویلز سمیت بہت سے غیر جانبدار مغربی محقق اس بات پر متفق ہیں کہ تمام علوم کی ایجادات عربوں سے ہوئی اور درحقیقت یہ اس ہستی اعظم کی فیضان محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ افراد نے مزید ایسے لوگوں کی تعلیم و تربیت کی جو ان علوم وفنون کے بانی بنے اور ان کے علوم وفنون کی بنیاد آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب قرآن پاک ہے جس کے بارے میں اس کا خالق فرماتا ہے کہ ''کوئی خشک و تر چیز ایسی چیز نہیں جس کا ذکر اس کتاب مبین میں نہیں''۔

اور اپنے علم کی انتہا کے بارے میں آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے۔

'' آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔''

ان علوم کے دلدادہ افراد کے پاس آپ ﷺ کی ذات اقدس کی صورت میں تمام علمی وعملی علوم کا خزانہ تھا جسے آپ ﷺ نے ان کے سینوں پر گاہے بگاہے آشکارا کیا اور آپ ﷺ کے طفیل و برکت سے ایسے جوہر نایاب نے جنم لیا اور اپنے علوم وفنون کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ قیامت تک آنے والے لوگوں سے وہ داد وتحسین وصول کرتے رہیں گے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ ۱۸۶ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والا صاحب علم بن جاتا ہے۔

۲۔ ۲۱ مرتبہ اس اسم مبارک کا روزانہ ورد کرنے والا علمی اسرار غیب سے مطلع ہوگا۔

Marfat.com

۷۳۔ سَیِّدُنَا حَقٌّ ﷺ

(الٰہی وصفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَقُّ الْمُبِیْنُ ط

مفہوم: مجسم سچ۔

۱۔ القرآن:

۱۔ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ قَدْجَآءَ کُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ط وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (۱۷۰)۔ النسآء

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول ﷺ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے ہیں تو اپنی بہتری کے لیے ایمان لاؤ اور اگر تم کفر کرو گے تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

۲۔ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ (۷۹)۔ النمل

ترجمہ: پس خدا پر بھروسہ رکھو، تم تو حق صریح پر ہو۔

۳۔ لَقَدْ جَآءَکَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۔(۹۴)۔ یونس

ترجمہ: پس تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ چکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر ؓ! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میری ذات کی حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ حضرت ابو طالب جب آپ ﷺ کو سمجھاتے تو آپ ﷺ فرماتے، میری تنہائی کا خیال نہ کیجئے۔ حق زیادہ دیر تک تنہا نہیں رہے گا۔ عجم وعرب ایک دن اس کے ساتھ ہو گا۔ (ابن ہشام)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ صحابہ ؓ نے تعجب کے طور پر سوال کیا۔ آپ ﷺ بھی ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا مگر میں کوئی کلمہ حق کے سوا زبان سے نہیں نکالتا۔ (ترمذی)

۴۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ میں غل پڑ گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو

Marfat.com

مدینہ کے مشہور یہودی عالم تھے۔ اپنے نخلستان میں کھجور توڑ رہے تھے آمد کی خبر ان کے کان میں پہنچی تو فوراً آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

اَفْشُوا لسَّلَامَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَصِلُو الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُو الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ .

حضرت عبداللہ ؓ سن کر واپس آئے تو اس قدر متاثر تھے کہ جیسے ہی آنحضرت ﷺ حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ ؓ بن سلام بھی آ گئے اور کہا کہ میں آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ حق مذہب لے کر آئے ہیں۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ نے نہ صرف عرب بلکہ دنیا کو حق کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی۔ (ٹی۔ ڈبلیو۔ سر آرنلڈ)

(T. W . Sir Arnold - The Preaching of Islam , 1896) .

۲۔ محمد ﷺ ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے وحشی انسانوں کو نورِ حق کی جانب ہدایت کی اور ان کو ایک اتحاد و صلح پسند اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنا دیا اور ان کے لیے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دیے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فرد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔

(کاؤنٹ ٹالسٹائی۔ شانِ محمد ﷺ)

۳۔ محمد ﷺ ایک نبی تھے جو دنیائے جہاں کو دعوتِ حق دینے کے لیے مبعوث ہوئے اور نبی بھی ایسے کہ ہستی باری تعالیٰ کی پرنور وحدانیت کی ایک بشارت تھے۔ (جے۔ ایچ لیکی)

۴۔ میں نے طب وصحت اور طبیعات سے متعلق آیات پڑھیں پھر ان موضوعات پر ریسرچ کی میں نے طب، صحت اور طبیعات کے متعلق یونیورسٹی میں حاصل کردہ معلومات کو قرآن کی روشنی میں جانچا تو ان میں سرِ مو فرق نہ پایا۔ میں نے اسلام قبول کرلیا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ محمد ﷺ آج سے ہزار سال سے زیادہ عرصہ پہلے صریح حق اور سچ کے ساتھ تشریف لائے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ کسی بھی فن یا علم کا ماہر قرآنی معلومات اور عصر حاضر کی جدید تحقیقات کا باہم موازنہ کرے تو اس کا وہی ردعمل ہوگا جو میرا ہوا۔ وہ بہ طیب خاطر اسلام قبول کرلے گا لیکن ہٹ دھرمی لا علاج ہے۔ (نومسلم سائنسدان)

آپ ﷺ فطرۃً اُمی اور سچے تھے۔ آپ ﷺ کو حق کے علاوہ کچھ پسند نہ تھا۔ وہ نہ تو حریص تھے نہ منکر، نہ متعصب اور نہ ہوائے نفس کے پیرو، بلکہ نہایت بردبار، نرم دل اور بہت بڑے کیریکٹر کے مالک تھے۔ عرب جو بدنظمی اور پراگندگی کے عادی تھے ان سب کو ایک دائرہ میں لاکر ایک سلسلہ میں منضبط کر دیا۔ یہ محمد ﷺ کا ہی معجزہ تھا۔

(مسٹر ای ڈرمینگھم ...... لائف آف محمد)

(E - Dermenghem - The Life of Mohamet, 1930)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'حق': حروف: ۲

ح + ق =

۸ + ۱ = ۹

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلق ہے نہایت مضبوط قوت، جلال و دبدبے کا حامل ہے اور اس کے حامل افراد نہایت مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی مضبوط قوت ارادی کے آگے لوہا پگھل سکتا ہے اور پہاڑ ہل سکتے ہیں۔ مشکلات کا مقابلہ اچھی طرح کرتے ہیں اور بالآخر کامیاب ہوتے ہیں ان کے عمل و کردار میں بے حد بے باکی پائی جاتی ہے ان کے فیصلے اٹل اور ان کے جذبات باہمت ہوتے ہیں ان کے لیے کوئی مشکل مرحلہ اہمیّت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی سے آغاز سے بڑا اور بامقصد پھل حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ آگ اور زخموں کا نمبر ہے اس نمبر کا حامل شاذ نادر ہی زندگی میں زخمی ہونے سے بچتا ہے۔

اسم مبارک 'حق' 'عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حق کو قائم کرنے اور باطل کو مٹانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ اسی لیے عدد '۹' کی مندرجہ بالا خصوصیات سے متصف فرمایا۔ آپ ﷺ نے جب سے کلمہ حق بلند کیا تھا تب سے مصائب، آزمائشیں اور اذیتیں آپ ﷺ کو راہ حق سے ہٹانے کے لیے متحرک ہوگئیں تھیں مگر آپ ﷺ کے پائے استقلال میں رتی بھر فرق نہ آیا۔ اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مختلف پیشکشیں کیں مگر آپ ﷺ نے سب ٹھکرا دیں۔ اپنے مؤقف پر سختی سے ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا جب آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔'' اس عدد کی ایک خصوصیّت یہ ہے کہ اس عدد کا حامل زندگی میں ضرور زخمی ہوتا ہے۔ یہ حقیقت بھی آپ ﷺ میں پائی جاتی ہے یعنی حق و باطل کے دوسرے معرکے غزوہ احد میں آپ ﷺ زخمی ہوئے۔ یہ بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہر طرح کی آزمائشوں سے آپ ﷺ آزمائے گئے مگر حق کو بفضل ربی قائم کر کے ہی دم لیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو بلڈ پریشر کا عارضہ لاحق ہو اور اس کو بات بات پر غصہ آ جاتا ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آتا ہو اور پھر اسے شرمندگی ہوتی ہو تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ چالیس یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرے۔

۲۔ جو کوئی چاہے کہ وہ مصیبت و آفات سے دور رہے۔ تو وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد باوضو حالت میں ایک سفید کاغذ پر چاروں کونوں میں یہ اسم پاک لکھے اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر سحر کے وقت آسمان کی جانب بلند کر کے دل میں دعا مانگے۔ انشاء اللہ ہر طرح کی مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

۴۷۔ سَیِّدُنَا مُبِیْنٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الشَّرِیْعَۃِ ط

مفہوم: ظاہری شریعت والے۔ ظاہر، واضح۔

۱۔ القرآن (ظاہری شریعت والے):

۱۔ ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۸)۔ الجاثیۃ

ترجمہ: پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے راستے پر قائم کردیا تو اسی راستے پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔

(واضح۔ظاہر)

۱۔ وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ (۸۹)۔ الحجر

ترجمہ: اور کہہ دو کہ میں علانیہ ڈر سنانے والا ہوں۔

۲۔ وَقَدْ جَآءَ ھُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ (۱۳)۔ الدخان

ترجمہ: اور ان کے پاس ایک صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔

۳۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۸۲)۔ النحل

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اعراض کریں تو (اے پیغمبر ﷺ) تمہارا کام فقط کھول کر سنا دینا ہے۔

۴۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ (۸۹)۔ النحل

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت و بشارت ہے۔

۵۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لا وَھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۶۴)۔ النحل

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ کتاب صرف اس لیے اتاری کہ تم لوگوں پر واضح کردو جس بات میں اختلاف کریں اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

Marfat.com

۲۔الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ’’میں نے تمہیں ایسے روشن راستے پر چھوڑا ہے جس میں دن رات برابر ہیں۔ کسی وقت بھی گمراہی کا خطرہ نہیں ہے۔‘‘

۲۔ حضرت نعمان ؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ’’ حلال بھی واضح ہو چکا ہے اور حرام کی بھی واضح طور پر نشان دہی ہو چکی ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جن کے متعلق احکام اکثر لوگ نہیں جانتے۔ چنانچہ جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا اس نے اپنے دین کی عزت اور آبرو کو بچا لیا اور جو مشتبہات میں مبتلا ہو گیا تو اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو محفوظ چراگاہ کی باڑ کے اردگرد اپنے گلہ کو چراتا ہے بہت ممکن ہے کہ اس کے جانور باڑ کے اندر بھی منہ مار دیں اور اس طرح وہ سزا کا مستحق ہو جائے۔ چنانچہ محتاط رویہ ہی بہتر ہے اور ہر شخص کو جاننا چاہیے کہ جسم انسانی کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو انسان کا دل ہے اگر وہ درست ہو جائے تو پورا بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر اس میں فساد پیدا ہو جائے تو پورا جسم انسانی بگڑ جاتا ہے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک کتاب لائے جو انہوں نے کسی اہل کتاب سے لی تھی اس کو آنحضرت ﷺ کے سامنے پڑھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا اے ابن الخطاب ؓ ! کیا اپنے دین کے معاملہ میں تم لوگ بھی کچھ حیرت میں مبتلا ہو۔ اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے پاس ایک روشن اور صاف شریعت لے کر آیا ہوں۔ اہل کتاب سے دین کی کوئی بات مت پوچھا کرو۔ کہیں وہ تمہیں سچی بات بتلائیں اور تم اس کی تکذیب کر دو یا غلط بات بتائیں اور تم اس کی تصدیق کر دو۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰ ؑ بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی اس کے سوا گنجائش نہ تھی کہ میری ہی پیروی کرتے۔ (مسند احمد)

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام تمہارے کلام کی مانند نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا کلام ایسا واضح اور مبین تھا کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا۔ (ترمذی)

۵۔ ابو الحشر انس بن رافع مکہ میں آیا۔ اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے بھی چند نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ یہ لوگ قریش کے ساتھ اپنی قوم خزرج کی طرف سے معاہدہ کرنے آئے تھے۔ نبی پاک ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جس میں تم سب کی بہبود ہے کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟‘‘ وہ بولے! ایسی کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں مخلوق کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ بندگان اسلام کو خدا کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں۔ مجھ پر اللہ نے کتاب نازل کی ہے۔ پھر ان کے سامنے اسلام کے اصول بیان فرمائے اور قرآن مجید بھی پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ سنتے ہی بولا۔ اے میری قوم! واللہ یہ تمہارے لیے اس مقصد سے بہتر ہے جس کے لیے تم یہاں آئے ہو۔ (طبری)

۳۔الرائے:

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت سب پر حاوی ہے یہ شریعت ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے

Marfat.com

قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (ایڈورڈ گبن)

(Edward-Gibbon - Rise, Decline and Fall of Roman Empire, 1962)

۲۔ محمد ﷺ نے جس فصیح و بلیغ شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ۱/۶ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ جدید علمی انکشافات میں جن کو ہم نے بذریعہ علم حاصل کیا ہے یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں۔ وہ تمام علوم اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں۔

(الکس لوازون ۔ مسیحی دانشور - The Life of Muhammad)

۳۔ حضرت محمد ﷺ کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے یہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔ (ڈاکٹر کلارک)

۴۔ ان کی کامیابیوں کو واضح کرنے کے لیے جب ان حقائق کا جائزہ لیا جاتا ہے جنہوں نے ان کی مدد کی تو ہم ان کی زبردست ہستی کو خراج تحسین دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ نہ ہی وحی میں بذریعہ قرآن اور نہ ہی ان کی روایات میں اس کا راز پوشیدہ ہے۔ انہوں نے واضح اور ظاہراً زندگی بسر کی اور ان کی کامیابیوں کا راز ان کے اعمال میں ہے۔

(ڈرے کاٹ ...... G. M. Draycott - Mahomet, 1916)

۵۔ محمد ﷺ ایک ایسا دین لے کر آئے جو انسان کو ذہنی ترقی دیتا ہے اس کی جمالیات کی حس کو بیدار اور تیز تر مکمل کرتا ہے۔ ذہنی ارتقاء کی تکمیل کرتا ہے کیونکہ اسلام سے زیادہ روشن خیال مذہب دنیا میں کوئی نہیں۔

(ایل۔ وی۔ واگلیری ...... Islam our Choice)

۶۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو عیسائیت اور یہودیت کی نسبت اتنی تیزی سے فروغ کیونکر حاصل ہوا؟ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں کیا امتیاز تھا؟ اور باعمل مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلے میں کیوں زیادہ ہے؟ ان سوالوں کا جواب آسان اور مختصر نہیں۔ فی الوقت اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسلام کے زرین اصول اور اس کے احکام و شریعت تھی جن کی بدولت اس دین کو عروج و استحکام نصیب ہوا۔

(باڈلے ...... R. V. C. Bodley - The Messenger)

۷۔ حضرت محمد ﷺ نے حکومت الٰہیہ کا جمہوری تصور دنیا کے سامنے پیش کیا اور آپ ﷺ کے پیش کردہ مذہب اسلام کے اصول تمام دنیا کے لیے ہر وقت اور ہر جا قابل قبول و قابل عمل ہیں۔ ان کے علاوہ وہ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی و خیر خواہی آپ ﷺ کے پیغام کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ بنا دیتی ہے۔ (جانسن)

۸۔ اصول شرع اسلام سے ہر ایک اصل کو دیکھیے تو فی نفسہٖ ایسا عمدہ اور موثر ہے کہ شارع اسلام کے شرف و فضیلت کے لیے قیامت تک کے لیے کافی ہے۔ اسلام نے اصول کے مجموعہ سے ایک ایسا نظام سیاست قائم کر دیا ہے جس کی قوت اور متانت کے سامنے تمام سیاسی نظام ہیچ ہیں۔ (مشہور مؤرخ ارکھاٹ)

۹۔ محمد ﷺ نے ایک ایسا بہترین اور سیاسی قانون دنیا کے سامنے پیش کیا جو صدیوں سے مختلف قوموں اور اقطاع عالم کے بسنے والوں کے قلوب پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کا معجزانہ کرشمہ ہے جس نے بڑے بڑے فاتحین اور مذہبی پیشواؤں کو نیچا کر دکھایا۔ (انگریز مؤرخ فینل)

۱۰۔ رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ایسے مذہب کے شیرازے میں منسلک کر دیا ہے کہ جس میں صرف خدائے واحد

Marfat.com

کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا اور اس قانون کا عامل بنا دیا جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور رائج ہوسکتا ہے۔ (مسٹر وائل۔ ہسٹری آف دی اسلامک میسپل)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مبین' : حروف: ۴

م + ب + ی + ن =

۴ + ۴ + ۱ + ۵ = ۱۴ = ۱ + ۴ = ۵ = ۲ + ۱ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کا تعلق مشتری سے ہے اور علم الاعداد کے نقطہ نظر سے مذہبی علماء وفضلاء کا نمبر ہے اس عدد کے حامل افراد میں اپنے خیالات کے اظہار کی زبردست خواہش ہوتی ہے ان کی زندگی کا اعلیٰ وارفع مقصد کسی چیز کی بنیادی خصوصیت کا پتہ چلانا ہوتا ہے یعنی وہ تحریک باریک بینی اور مطالعاتی حس کے مالک ہوتے ہیں۔ مذہب، قانون، دولت اور اشاعت اس عدد کے تحت آتے ہیں۔ یہ جلد جان جاتے ہیں کہ عوام الناس کس بات کے زیادہ طلبگار ہیں۔ یہ عدد اپنے حامل کو مثالی حیثیت بخشتا ہے ان کی نمایاں خصوصیت تجدیدی خیالات کا حامل ہونا ہے جس کی وجہ سے جلد ہر میدان میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں یہ لوگ روشن دماغ، جذبہ مساوات و ہمدردی سے سرشار ہوتے ہیں اور یہ خصوصیات ان کے اندر مقناطیسی کشش پیدا کر دیتی ہیں جس سے انہیں ہمہ گیر شہرت حاصل ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'مبین' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو واضح اور روشن دلیلوں اور شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جس طرح آپ ﷺ کی ذات پاک میں کسی طرح کا ابہام اور کجی نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی سیرت پاک کا کوئی گوشہ مبہم ہے اسی طرح آپ ﷺ کی سنت مطہرہ بھی ہر لحاظ سے قابل عمل ہے۔ آپ ﷺ کی ہر سنت قابل عمل اور ہر قول باعث تقلید ہے۔ ہر فعل کے پیچھے ایک واضح دلیل ہے ہر قول کے پیچھے ایک واضح پس منظر ہے اور ہر عمل کے پیچھے سائنسی نقطہ نگاہ سے ایک راز وحکمت پوشیدہ ہے جن رازوں کو جاننے کے لیے سائنس ابھی تک مصروف عمل ہے۔ آپ ﷺ ایسی عظمت وشان والے نبی ہیں جن کے دن رات روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور غیر مسلم بھی ان کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ "صرف محمد ﷺ ہی واحد مصلح ہیں جو تاریخ کی روشنی میں پیدا ہوئے ہیں۔" یعنی جن کا کوئی عمل بھی تاریخ کی نظر سے اوجھل نہیں رہا۔ ان کے اقوال، ان کے اعمال سب کچھ ایک زبردست محفوظ شدہ ریکارڈ کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں اس طرح عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات بھی بلند خیالی، روشن دماغی، تجدیدی خیالات، جذبہ مساوات و ہمدردی، تحریک باریک بینی انتہائی مذہبی و روحانی خیالات، قانون، دولت اور نظریات کی اشاعت اور عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے اقدامات نے ظاہر کیا کہ آپ ﷺ میں دوسروں کے لیے کس قدر فکر مندی ہے کتنی بے لوث محبت و پرخلوص چاہت ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان خصوصیات سے اس لیے متصف فرمایا تا کہ انسانیت پر آپ ﷺ کا ہر عمل، کردار، ہر فعل اور سوچ کا پہلو بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے۔

Marfat.com

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص روزانہ ۱۰۲ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے گا وہ ہر جگہ عزت پائے گا۔

۲۔ جو کوئی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کا خواہشمند ہو تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ایک سو مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لیا کرے۔

Marfat.com

۷۵۔سَیِّدُنَا رَسُوْلُ الرَّاحَةِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ الرَّحْمَةِ ط

ا: مفہوم: راحت والے رسول ﷺ ،آسانی پہنچانے والے رسول ﷺ ۔

ا۔القرآن:

ا۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۰۳)۔التوبۃ

ترجمہ: ان کے مال سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو ظاہر میں بھی پاک اور باطن میں بھی پاکیزہ کرتے ہو۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین (راحت) ہے اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

۲۔الحدیث:

ا۔ ایک مرتبہ ابوسفیان کا غلام سخت بیمار ہوگیا۔ اس کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ اس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اس کی تیمار داری کرتے رہے جب وہ درد کی شدت کے باعث چیخنے چلانے لگتا تو حضور ﷺ اسے تسلی دیتے ''گھبراؤ نہیں ۔ اللہ فضل کرے گا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر میں ختم کروں گا کہ دفعتاً صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔ (بخاری)

۳۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان تھا۔ نبی پاک ﷺ مدینہ سے مکہ کو تشریف لا رہے تھے۔ حضور ﷺ روزے رکھا کرتے تھے جب بہ مقام عسفان پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر دست مبارک کو بلند کرتے ہوئے لوگوں کو دکھلا کر پانی پی لیا اور پھر مکہ پہنچنے تک روزہ نہ رکھا۔ (بخاری)

دیگر روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے روزہ صرف اس لیے افطار فرمایا اور ترک صوم کیا تھا کہ اہل لشکر کو سفر میں روزہ کی شدت سے تکلیف تھی اور اُمت کی تکلیف سے حضور ﷺ خود تکلیف محسوس کرتے تھے۔

Marfat.com

۴۔ صلوٰۃ تراویح کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو شب یہ نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی اور تیسری شب کو حضور ﷺ مسجد میں نماز کے لیے تشریف نہ لے گئے اور پھر صبح لوگوں سے فرمایا۔ ''اس نماز کے لیے تمہارا آنا، انتظار کرنا وغیرہ میں نے دیکھا۔ مجھے آنے میں صرف یہ خیال مانع ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ (صحیحین)

۵۔ حضرت ابن عباس ؓ اور ابو حیہ انصاری سے روایت ہے کہ شب معراج کو پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں۔ سیدنا موسیٰ ؑ نے نبی پاک ﷺ سے کہا۔ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ (آپ ﷺ کی امت میں اتنی عبادت کی طاقت نہیں) تب حضور ﷺ نے رجوع الی اللہ فرمایا۔ تخفیف ہوئی موسیٰ ؑ نے پھر بھی حضور ﷺ کو وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور نبی پاک ﷺ ہر بار رجوع الی اللہ فرماتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ (بخاری)

۶۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ جو اکابر صحابہ میں سے تھے۔ ایک محلہ میں امامت کرتے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ وہ اس قدر لمبی نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے پیچھے میں نماز پڑھنے سے قاصر رہتا ہوں۔ ابو مسعود انصاری ؓ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کبھی اس قدر غضب ناک نہیں دیکھا جس قدر اس موقع پر دیکھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص تم میں سے نماز پڑھائے مختصر نماز پڑھائے کیونکہ نماز میں بوڑھے، کمزور اور کام والے سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ (بخاری)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ شب کو ہم نے آپ ﷺ کو کہیں نہ پایا۔ میدانوں اور گھاٹیوں میں ہر جگہ ڈھونڈا سخت اضطراب اور قلق میں رات بسر کی صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ غار حرا کی طرف سے چلے آ رہے ہیں ہم سب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے سخت اضطراب میں رات بسر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ رات کو جنوں کا قاصد آیا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا تھا۔ میں نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ ہم سب کو لے کر اس مقام پر تشریف لے گئے اور وہاں ان کے قیام اور آگ جلانے کے نشانات دکھائے اور فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے زاد راہ کی خواہش کی۔ میں نے ان کے لیے دعا کی کہ وہ جس ہڈی اور گوبر پر گزریں وہ ان کے لیے کھانا ہو جائے۔ (مسلم)

۸۔ فضالہ بن عمرو کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں نے رسول پاک ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس وقت آپ ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور جب میں آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''کیا فضالہ ہے۔'' میں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ تم دل ہی دل میں باتیں بناتے تھے۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ پھر آپ ﷺ ہنس پڑے اور میرے لیے استغفار کی اور اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا تو میرا دل تسکین پا گیا۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ آپ ﷺ نے ابھی دست مبارک ہٹایا بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام مخلوق سے پیارے معلوم ہونے لگے۔

(کتاب الشفاء)

۴۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کے پیروکار اپنی عبادت کو بہت سادہ اور سہل پاتے ہیں جن میں نہ کوئی رسومات ہیں۔ نہ مذہبی درجہ

Marfat.com

بندیاں۔ نہ پاپائیت، نہ قربان گاہیں نہ تخیلاتی تصورات نہ مقدس دن اور نہ ہی چرچوں کی مخصوص مذہبی رسومات۔
(بیری)

(G . L . Berry - Religions of the world , 1954)

۲۔ پیغمبر قدرت کے عظیم مظہر کے طور پر دنیا میں بھیجے جاتے ہیں وہ سورج اور بارش کی طرح ہوتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے ثمرات سے جانچتے ہیں اور بہترین ثمرات دل و دماغ ہوتے ہیں جواب مطمئن کر دیئے گئے تھے۔ ارادوں کو تقویت بخشی گئی۔ تکالیف کو صبر سے برداشت کیا گیا۔ اخلاقی بیماریوں کا علاج کیا گیا اور دعائیں سیدھی عرش تک جانے لگیں۔ مکمل سچّائیوں کے علاوہ تمام باتوں سے نا آشنا خالصتاً غیر تعلیم یافتہ، فطرت اور مافوق الفطرت، تمام تعصبات سے پاک، ایک مکمل پیغمبر اور معصوم روح ان پڑھے لکھے، عقلمند لوگوں کی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے آگے بڑھی جو تکلیف دہ راہوں کو ہموار کرنے کی کوشش میں اپنا راستہ بھول چکے تھے۔
(ڈر مینگھم)

(E. Dermenghem - the Life of Mahomet , 1930)

۳۔ دوسرے مذاہب نے اپنے پیروکاروں کو ایسے سخت عقائد کی تعلیم دی کہ ان کے بعید از عقل ہونے کی بناء پر ان کا بار اٹھایا نہیں جا سکتا ہے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کی آسانیاں حیرت انگیز ہیں ان کے فرائض بہت صاف اور واضح ہیں اس لیے وہ ان طبیعتوں میں جن کا اخلاق مذہبی عقائد اور شک وشبہہ کی بنیاد پر بگڑ گیا تھا۔ تیزی سے پھیل گیا۔ ایشیاء اور افریقہ کی وحشی قوموں میں اس کی مسلسل اشاعت کا سبب بھی یہی تھا کہ اسلام کے آسان اور سادہ عقائد کسی طویل تشریح اور دعوت وتبلیغ میں لطف و مدارت کے بغیر آسانی کے ساتھ دلوں میں اتر جاتے تھے۔
(فالیری)

۴۔ حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا قانون صاحب تاج بادشاہوں کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا غریب سے غریب بے سہارا انسانوں کے لیے اس کی ضرورت و اہمیّت ہے۔ ان قوانین کو بہت سنجیدہ انداز، مفکرانہ ذہن، عالمانہ رنگ اور عملی سہولتوں کی خوبیوں کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔
(ایڈمنڈ برک)

۵۔ حضرت محمد ﷺ نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کے پیامبر تھے کہ جنہوں نے دنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے معلم تھے کہ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔
(جارج ریواری)

۶۔ جن امور میں مشقت تھی۔ عمل یا طبیعت کے اعتبار سے، انہیں حضور ﷺ نے آہستہ آہستہ نافذ فرمایا۔
(شاہ ولی اللہ)

۷۔ محمد ﷺ ایک رسول تھے نہ کہ صوفی، جو ان کے گرد جمع ہوئے وہ ملت اسلامیہ کے اولین ارکان تھے۔ وہ قانون کی اطاعت پر، توحید الٰہی پر راضی تھے اور محمد ﷺ کی تعلیمات اور ان کے اسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے۔ وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے سادھے اور مضبوط دین کے پیرو ہیں جو مختصر عبادات اور چند رسومات پر مشتمل تھا۔
(گارڈ فرے ڈی ممبائنز)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'رسول الراحۃ' :　　حروف : ۱۰

ر+س+و+ل　+ا+ل+ر+ا+ح+ت=

۲+۶+۶+۳　+۱+۳　+۲+۱+۸+۴ = ۶+۳ = ۹

خصوصیّت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلّق ہے اس عدد کے حامل بہت مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔ مذہبی خیالات کو اپنانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ کسی کام کی طرف مائل بہ عمل نہایت سختی سے ہوتے ہیں۔ اس عدد کے حامل افراد میں دونوں طرح کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ یعنی بہت غصّے والے بھی اور نہایت ٹھنڈے مزاج والے بھی۔ جب ان میں تحمل مزاجی موجود ہوتی ہے تو بہت دوست بناتے ہیں اپنی اچھی اچھی خصوصیات کی وجہ سے اپنے حلقہ اثر کو اپنے گرد جمع رکھتے ہیں۔ ان کے عمل میں قوت فعل کا دخل ہوتا ہے ان کے دوست ان کی بہت مدد کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ بحیثیت دوست بہت وفادار اور ہر وقت اپنے دوست کی دلجوئی کرنے کے متمنی ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'رسول الراحۃ' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

اس اسم مبارک میں عدد '۹' کی مندرجہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ خدا کی طرف سے رسول تھے اور نبی و رسول ہمیشہ مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں جن کے اندر مذہبیت و روحانیت کا عنصر دوسرے انسانوں کی نسبت کہیں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اسی خاص مقصد کے لیے ہی وہ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں آپ ﷺ میں اس عدد کی دونوں خوبیاں یعنی رعب و جلال، غصہ، بحیثیت نذیر، موجود تھا اور تحمل مزاجی و نرم مزاجی بحیثیت 'بشیر و کریم' موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی انسانیت کے لیے ایسے مسیحا نجات دہندہ کا کام کرنا تھا جو انہیں قبیح رسومات کے شکنجے سے نجات دلائے۔ نیز ان کے لیے ایسے آسان اور واضح راستے متعین کرے جن پر چلنا ان کے لیے آسان ہو یعنی دکھی انسانیت، سکھ کا سانس لے آپ ﷺ کے وجود کی برکت سے وہ اپنے اندر سکون اور راحت محسوس کریں ان کے دلوں کو تشفی ہو اور روحوں کو اطمینان میسر آئے۔ جن کو کسی قسم کے عمل میں کوئی دشواری پیش نہ آئے آپ ﷺ نے خدا کا واضح تصور دیا بغیر کسی رکاوٹ اور لمبی چوڑی رسومات کے، خدا کی قربت کا حصول آسان ہو گیا۔ انسان کے لیے خدا تک پہنچنا۔ اس کی رضا و قربت کا حصول بہت آسان ہو گیا اور یہ تب ہی ممکن ہوا جب آپ ﷺ نے خدا تک پہنچنے کے بہت آسان اور سہل راستے بتا دیئے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف بتایا بلکہ خود عمل کر کے دکھایا آپ نے عقائد و عبادات کو سہل و سادہ انداز میں پیش کیا اور ان پر عمل کر کے دکھایا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی وجہ سے انسانیت نے سکھ کا سانس لیا۔ بحیثیت وفادار دوست ہر لمحہ آپ ﷺ نے ہر ہر مرحلہ پر ان کی دلجوئی فرما کر ان کے دل جیتے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے پیروکار ہر وقت آپ ﷺ کے گرد جمع رہے اور آپ ﷺ کی خاطر جانیں قربان کرنے کے تیار رہتے۔

Marfat.com

۶۔ الفضائل:

۱۔ ۲۰۰ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کے ہر کام میں آسانی پیدا ہوگی اور غیب سے مدد ہوگی۔

۲۔ جو کوئی ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گیا ہو تو باوضو حالت میں ۹۳۵ مرتبہ درود پاک کے بعد اس اسم پاک کا ورد کرے اور اللہ سے دعا مانگے تکلیف دور ہو جائے گی۔

Marfat.com

۷۶۔ سَیِّدُنَا اَوَّلُ ﷺ

(الٰہی و صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ ط

مفہوم: سب سے پہلے۔ اول

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ تفسیر 'روح البیان' میں شیخ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں" کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیّدنا محمد ﷺ کی روح پاک کو پیدا فرمایا۔ پھر اسے خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ وہ روح پاک عالم ارواح میں دیگر انبیائے کرام اجمعین کی روحوں کو تعلیم دیا کرتی تھی۔ ہر ایک روح نے حسب استعداد آپ ﷺ کی روح سے استفادہ کیا۔ کسی نے آپ ﷺ کے علم میں سے بقدر ایک قطرہ گھونٹ پیا تو کسی نے چلو لیا۔ آپ ﷺ ابتدائے آفرینش سے تاقیامت خلق اور خالق کے درمیان واسطہ ہیں اور دنیا میں وجود عنصری کے ساتھ تشریف لانے پر آپ ﷺ کی ذات پاک خالق اور مخلوق کے درمیان ایک وسیلہ بن گئی۔

۲۔ حضرت سید محمد ذوقی شاہ تحریر کرتے ہیں۔

" بلحاظ حقیقت آپ ﷺ خلق اول، برزخ کبریٰ اور رابطہ بین الظہور والبطون ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو سب سے پہلے چمکا اور جس سے تمام کائنات تخلیق ہوئی۔ آپ ﷺ تمام جملہ کائنات کی اصل ہیں۔ آپ ﷺ خلاصۃ الموجودات ہیں۔ آپ ﷺ جانِ عالم ہیں۔ آپ ﷺ اجمال ہیں ان اسماء و صفات کا، جن کا ظہور تفصیلی کائنات میں ہے۔ آپ ﷺ ہی عقل اوّل ہیں۔ آپ ﷺ ہی نور نبوت ہیں آپ ﷺ ہی حقیقت ہیں آدمؑ کی اور تمام جملہ انبیاء کرام کی جس طرح آدمؑ پر تخلیق کائنات ختم ہوئی آپ ﷺ پر تکمیل انسانی ختم ہوئی۔ آپ ﷺ اللہ کا وہ نور ہیں جو اسماء صفات کے ظہور سے پہلے درخشاں ہوا اور زمان و مکان کے پیدا ہونے سے پہلے چمکا۔

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب 'مدارج النبوۃ' کے دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں۔

" وہی ذات اول و آخر ظاہر و باطن اور ہر شے کا جاننے والا ہے" ...... یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں حمد وثناء پر مشتمل ہیں۔ اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے صفات سے متصف ہیں۔ اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کیا گیا ہے۔ مثلاً نور، علیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم وغیرہ

Marfat.com

مذکورہ چاروں اسماء یعنی اول آخر، ظاہر و باطن بھی انہی میں سے ہیں۔ حضور ﷺ کا اسم صفت 'اوّل' اس بنا پر ہے کہ آپ ﷺ کی تخلیق موجودات میں سب سے اوّل ہوئی ہے اور' آخر' اس بنا پر کہ سب سے آخر میں پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۴۔ خصائص کبریٰ میں ہے کہ یَوْمَ اَلَسْتُ بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں) اس میں سب سے پہلے حضور ﷺ کی روح اقدس نے بلیٰ (ہاں) کہاں۔ (بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۲۔القرآن:

ا۔ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ (۱۲)۔الزمر

ترجمہ: اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان (پہلا فرمانبردار) ہوں۔

۲۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (۱۴)۔الانعام

ترجمہ: (یہ کہہ دو) کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر ﷺ) مشرکوں میں نہ ہو۔

۳۔الحدیث:

ا۔ حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' کہ میں آدمؑ کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے پاس ایک نور تھا۔''

۲۔ حضرت حذیفہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

'' مجھ کو میرے رب عز و جل نے بشارت دی ہے کہ سب سے پہلے جنت میں میرے ساتھ میری امت داخل ہوگی۔ میرے ساتھ جنت میں میری امت کے ستر ہزار افراد داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور مجھے یہ عنایت بھی کی گئی ہے کہ میری امت بھوکی نہ رہے گی اور مغلوب نہ ہوگی۔ مجھ کو فتح اور عزت دی گئی ہے۔ (کتاب الشفاء)

۳۔ حضرت ابن عمر ؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اول میں تو میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔'' (نسائی)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' میں وہ پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی اور قبر سے نکلتے ہی مجھے لباس فاخرہ پہنا دیا جائے گا۔ (احمد و ترمذی)

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' جہنم پر پل تان دیا جائے گا تو سب سے پہلے اسے عبور کرنے والا میں ہوں گا۔

(بخاری و مسلم)

۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔'' جنت میں سب سے پہلے میں اور میری امت کے فقراء داخل ہوں گے اور میں اس پر بھی کوئی فخر نہیں کرتا۔'' (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۴۔ الرائے:

۱۔ میں نے دنیا کی سو ذی اثر شخصیات کی فہرست میں صرف حضرت محمد ﷺ کو سر فہرست یعنی اوّل نمبر پر رکھا ہے۔ جس پر ممکن ہے کہ کچھ قارئین حیران بھی ہوں اور کچھ معترض بھی لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے کہ کائنات میں جتنی ہستیاں بھی آئیں اگر ان کے حالات زندگی پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن اور لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں۔ اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں کے اندر ہمیں ایک طالبعلم بن کر جاتے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنی زندگیوں میں کچھ اچھے کام کر دکھائے۔ لیکن دنیا میں صرف ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو وہ پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ تاریخ عالم میں واحد ذات بابرکات صرف آپ ﷺ ہیں جو دینی و دنیوی ہر سطح پر کامران رہے۔ آپ ﷺ ایک غریب گھرانے کے فرد تھے مگر آپ ﷺ نے دنیا کے عظیم ترین مذاہب میں سے ایک کی بنیاد رکھی۔ اس کی ترویج و اشاعت کی اور جلد ہی ایک اثر آفرین مدبر بن گئے۔ آپ ﷺ نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ اس جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد ہی میں کوئی دے گا۔ آج مکہ میں آپ ﷺ کی رحلت کو چودہ سو برس گزر گئے ہیں مگر آپ ﷺ کا اثر ہمیشہ کی طرح قوی اور طاقتور رہے گا۔ میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلے درجہ میں شمار کرتا ہوں۔ (مائیکل ہارٹ۔ دی ہنڈرڈ)

(Dr. Michael . H . Hart - The Hundred)

۲۔ تاریخ میں آپ ﷺ اولین مصلح ہیں جنہوں نے غریبوں کی فوز و فلاح کے لیے مؤثر اقدامات فرمائے اور زکوٰۃ کو دین اسلام کا باقاعدہ ایک رکن بنا دیا۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)

۳۔ جدید تاریخ آزادی، مساوات اور اخوت کو فرانسیسی انقلاب کا نتیجہ قرار دیتی ہے مگر پہلا شخص جس نے اس کا اعلان کیا وہ اسلام کے بانی تھے جو چودہ سو سال پہلے پیدا ہوئے۔

(ڈاکٹر ہیرالال چوپڑا۔ کلکتہ یونیورسٹی کے استاد تاریخ)

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مختلف قبائل کے جو وفد آتے۔ آپ ﷺ ان سے نہایت محبت آمیز اور مشفقانہ سلوک کرتے، ان کی شکایات پر پورا دھیان دیتے اور ان کے باہمی جھگڑوں کو انصاف سے طے فرماتے۔ الغرض آپ ﷺ ایک بہترین سیاسی مدبر تھے نظام حکومت کو دور از کار نمائش اور تباہ کن جعلسازی سے پاک کر کے شہنشاہیت کے باطل عقیدے کو توڑ دیا اور عوامی آزادی اور انسانی مساوات کی بنیاد رکھی۔ نیز قومی سرمائے کو عوام کی دولت قرار دے کر آپ ﷺ نے ایک مہذب حکومت کا سنگ بنیاد رکھا چنانچہ اس لحاظ سے آپ ﷺ کا اسم گرامی سر فہرست ہے۔

(سر ولیم میور۔ حیات محمد ﷺ)

(William Muir - The Life of Muhamamd)

۵۔ آپ ﷺ نے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لیے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا وہ آپ ﷺ کو انسانیت کا محسن اوّل قرار دیتا ہے۔

(مسٹر ایڈ ورڈ موئے)

Marfat.com

۵: الاعداد

اسم مبارک 'اوّل'　　:　　حروف: ۳

ا + و + ل =

۱ + ۶ + ۳ = ۱۰ + ۱ = ۱

خصوصیّت عدد '۱':

یہ نمبر شمس سے متعلّق ہے یہ آغاز کی نشاندہی کرتا ہے جس سے بقیہ نو اعداد تخلیق پاتے ہیں۔ یہ تمام اعداد کی بنیاد ہے۔ نمبر '۱' ان لوگوں کے لیے ہے جو بنیاد رکھنے والے اور تعمیری کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس عدد کا حامل شخص وہ کام سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو یہ لوگ پختہ ارادہ، خود داری اور غیرت رکھتے ہیں یہ اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہوتے اور ایسے اشخاص کی پہچان کبھی مشکل نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اپنی مخصوص پوزیشن میں رہتے ہیں۔ ہر جگہ نمایاں اور اوّل نظر آتے ہیں۔ جب تمام لوگوں کے دماغ تھک جائیں یا کسی کام سے عاجز آجائیں تو یہ اس وقت محنت شاقہ سے اسے مکمل کر لیتے ہیں۔ لوگ ان کے ہمیشہ مداح ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'اوّل' عدد '۱' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ کے اس اسم مبارک میں عدد '۱' کی مندرجہ بالا تمام خصوصیات موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے لحاظ سے آپ ﷺ کو سب سے پہلے بنایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جس مقصد کے لیے تخلیق کیا تھا وہ مقصد انسان کے بغیر ادھورا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح ونجات کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ انبیاء کے بغیر ادھورا تھا اور انبیاء کا جو مشن تھا وہ آپ ﷺ کی بعثت و نبوت کے بغیر ادھورا تھا۔ آپ ﷺ انسانوں کی صف میں سب سے نمایاں پوزیشن کے حامل یعنی 'انسان کامل' نظر آتے ہیں۔ انبیاء کی صف میں 'امام الانبیا' دکھائی دیتے ہیں۔ جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے آپ ﷺ ہوں گے۔ اگر دنیاوی لحاظ سے دیکھیں تو دنیا کے تمام فاتحین میں آپ ﷺ سرفہرست نظر آتے ہیں۔ قانون کے شعبے میں دیکھیں تو آپ ﷺ صف اوّل کے قانون دان ہیں یعنی جو قوانین آپ ﷺ نے معاشرے میں متعارف کروائے۔ قیامت تک دنیا ان کی پیروی کرتی رہے گی۔

گویا کہ آپ ﷺ نے بنیاد فراہم کی ہے صف اوّل کے سپہ سالار، سماجی مصلح، اخلاقی و مذہبی علمبردار کی حتیٰ کہ کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں آپ ﷺ نمایاں نظر نہ آتے ہوں۔ انبیاء کے تعمیری مشن کو آپ ﷺ نے بہت قلیل عرصے میں مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مضبوط قوت ارادی اور آہنی عزائم کے ساتھ پیدا فرمایا۔ اور ایسی خصوصیات سے متصف فرمایا جو آپ ﷺ کے مقصد عظیم کے پایہ تکمیل کے لیے ضروری تھیں۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی جدوجہد جاری رکھی باوجودیکہ تائید ایزدی ہر موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ اللہ کی بندگی ومحبت میں بھی آپ ﷺ سرفہرست نظر آتے ہیں کہ اللہ نے صرف آپ ﷺ پر درود بھیجنے کو فرمایا ہے ایسا درود جو صرف آپ ﷺ کی ہستی اعلیٰ کے شایان شان ہے کیونکہ آپ ﷺ جیسا نہ کوئی تھا اور نہ ہوگا۔

Marfat.com

٦۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی اولاد نرینہ سے محروم ہو تو وہ روزانہ نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں ۴۰ مرتبہ یہ اسم پاک ۴۰ یوم تک بلاناغہ پڑھ کر دعا کرے۔ انشاء اللہ اولاد نرینہ کی نعمت سے سرفراز ہوگا۔

۲۔ جو کوئی سفر میں ہو اور چاہتا ہو کہ بخیر و عافیت اس کا سفر کٹے تو وہ جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر دعا کرے۔ انشاء اللہ بخیر و عافیت وطن واپسی ہوگی اور کوئی مشکل و پریشانی نہیں ہوگی۔

Marfat.com

۷۷۔ سَیِّدُنَا اٰخِرٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاٰخِرِیْنَ ط

ا: مفہوم: آخری۔ پیچھے

ا۔ القرآن:

ا۔ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ ز فَقَدْ جَآءَ کُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۹)۔ المآئدۃ

ترجمہ: اے اہل کتاب ! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں۔ بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا تا کہ تم یہ نہ کہو کہ تمہارے پاس کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ کو سب پر قدرت ہے۔

۲۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ (۱۰)۔ الحجر

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے۔

۳۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ .(۳). الجمعة

ترجمہ: اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان مسلمانوں سے نہیں ملے اور وہ غالب وحکمت والا ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں سب انبیاء کے آخر میں ہوں اور میری مسجد بھی آخری مسجد ہے۔ (مسلم)

۲۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ

ترجمہ: میں انبیاء میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم امتوں میں سب سے آخری امت ہو۔

Marfat.com

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

۴۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن سعد، حضرت کعب رضی اللہ عنہ الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا شخص جو بہشت کے کنڈے کو تھامے گا اور بہشت کا دروازہ اس کے لیے کھول دیا جائے گا۔ وہ حضرت محمد ﷺ ہیں پھر انہوں نے تورات پڑھی کہ وہ آخری نبی ہیں جو پہلوں اور پچھلوں کے سردار ہیں۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد کے بارے میں خبر دی پھر انہوں نے ایک دوسرے پر فضیلتیں دیکھیں۔ حضرت آدمؑ نے نیچے ایک نور دیکھا تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے فرزند احمد ﷺ ہیں۔ یہی سب سے پہلے نبی ہیں اور یہی سب سے آخر ہیں۔ یہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور انہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ (ابن عساکر)

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

(بخاری و مسلم)

(یعنی یہ اس دنیا کا آخری دور ہے جو آپ ﷺ کی بعثت سے شروع ہوا اور قیامت پر ختم ہو گا)

۳۔ الرائے:

۱۔ اسلام میں شامل یہودیت اور عیسائیت کی بعض باتیں دیکھ کر کچھ لوگوں کو حیرانی ہوتی ہے حالانکہ منشائے ایزدی کے مطابق پہلی آسمانی کتابوں کے احکامات کا قرآن میں شامل ہونا تعجب کی بات نہیں۔ تورات اور زبور کے احکامات اگر انجیل میں دہرائے جا سکتے ہیں تو ان کے اچھے اصولوں کا قرآن میں شامل ہونا عین فطرت ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے خیال میں قدیم مذاہب یکے بعد دیگرے ہر آنے والے نئے مذہب میں مدغم ہوتے رہے۔ ان سب کو ارتقاء پذیر ہو کر ایک نہ ایک دن نئی صورت اختیار کرنا تھی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ اسلام تمام آسمانی مذاہب کی آخری شکل ہے جس کے تمام احکام بذریعہ وحی نازل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالم انسانیت کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپ ﷺ کو یقین کامل تھا کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے جاری کیے ہوئے دین کے ادھورے کام کی تکمیل میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(R. V . C Bodley - The Messenger ...... باڈلے۔ الرسول)

۲۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کا دین عیسائیت سے نکلا ہے جبکہ محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ یہودیت، مسیحیت اور اسلام سب ایک ہی خدا کے بھیجے ہوئے پیغامات ہیں البتہ اسلام آخری اور کامل دین ہے۔ روحانیت یہاں اپنی معراج پر ہے۔ یہاں جنت بخشش کے طور پر عطا نہیں ہوتی۔ البتہ ایمان اور اعمال کے نتیجے میں ملتی ہے جس سے انسانیت کی بلکہ مخلوق کی بھلائی کا سامان ہوتا ہے۔ (تھامس کارلائل)

(Thomas Carlyle)

۳۔ محمد ﷺ مبہم سے شک و شبہے کے بغیر، اپنے عہد سے کئی صدیاں آگے تھے وہ اپنے خدا کے تصور میں ایک ماڈرن (جدید) انسان تھے۔ بیسویں صدی کے جدید انسان، یہ ان کی رواداری تھی جس نے اسلام کو ایک ایسی روحانی

Marfat.com

قوت بنا دیا جس نے بہت سی قومی اکائیوں کو متحد کر دیا۔

(A . G . Leonard - Islam , 1909 ...... لیونارڈ)

۴۔ (نئی دہلی) ہندو مذہب کے ماننے والے جس 'کالکی اوتار' (ہادی عالم) کا انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے جس کا ظہور آج سے چودہ سو سال قبل ہو چکا ہے لہٰذا ہندوؤں کو اب کسی 'کالکی اوتار' کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور فوراً اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ اس کتاب کا مصنف ایک برہمن پنڈت وید پرکاش ہے وہ اس دعوے کی حمایت میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے حوالے دیتا ہے۔ ''مقدس کتاب'' ویدا، میں درج ہے کہ بھگوان کا ''آخری پیغمبر'' کالکی اوتار ہوگا جو پوری دنیا کو رہنمائی فراہم کرے گا۔ مصنف کہتا ہے کہ یہ بات صرف حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے۔ ہندو ازم کی پیش گوئی کے مطابق 'کالکی اوتار' ایک بڑے جزیرے میں جنم لے گا اور یہ درحقیقت جزیرۃ العرب ہے۔ ویدا میں 'کالکی اوتار' کے باپ کا نام 'وشنو بھگت' اور ماں کا نام ''سنو مانب'' تحریر ہے۔ سنسکرت میں وشنو اللہ اور بھگت غلام کے لیے ہے اور عربی میں اس کا ترجمہ عبداللہ بنتا ہے اور 'سنو مانب' کا مطلب امن و آشتی ہے جو عربی میں 'آمنہ' کے مترادف ہے نیز بھگوان 'کالکی اوتار' کو اپنے خاص خاص پیغام رساں کے ذریعے غار میں علم سکھائیں گے اور یہ آپ ﷺ پر صادق آتی ہے۔ مزید یہ کہ بھگوان انہیں ایک تیز رفتار گھوڑا دیں گے جس کی مدد سے وہ اس دنیا کے گرد اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے اس میں آپ ﷺ کے واقعہ معراج اور براق کیطرف اشارہ ہے مصنف کہتا ہے کہ 'کالکی اوتار' درحقیقت حضرت محمد ﷺ کی طرف واضح اشارہ ہے لہٰذا ہندوؤں کو اب نور اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ (سنسکرت ممتاز عالم برہمن پنڈت وید پرکاش ...... کالکی اوتار)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'آخر' : حروف : ۳

ا + خ + ر =

۱ + ۶ + ۲ = ۹

خصوصیت عدد '۹':

مریخ سے متعلق یہ عدد انتہائی مضبوط قوت اور جلال و دبدبے کا حامل ہے۔ اس عدد کے حامل افراد میں انتہائی شدید جذبات پائے جاتے ہیں۔ جس طرح ان کے جذبات میں انتہا پائی جاتی ہے اسی طرح قوت و بازو میں بھی بلا کی طاقت اور عزائم وقوت ارادی میں بھی انتہا پائی جاتی ہے۔ نیز اعداد میں یہ آخری عدد ہے یعنی ۱ سے ۹ تک میں آخری۔ اس عدد کے حامل ہر ممکن طریقے سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکے رہتے ہیں ان میں بے انتہا دلیری پائی جاتی ہے اور جس مقصد کو لے کر اٹھتے ہیں اس کے لیے بہترین سپاہی اور لیڈر ثابت ہوتے ہیں

اسم مبارک 'آخر' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

اوّل میں عدد '۱' نمایاں ہے اور آخر میں عدد '۹' یعنی پیدائش میں سب سے پہلے۔ بعثت میں اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

آپ ﷺ کو آخر میں مبعوث فرمایا یہاں عدد '۹' آپ ﷺ کی بعثت میں آخری نمبر کو واضح کرتا ہے نیز تمام قوتیں، صلاحیتیں، خوبیاں سب آپ ﷺ میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ صرف اس عدد کے حامل افراد میں انتہائی شدید و ٹھنڈے جذبات پائے جا سکتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا اس دنیا کے بسنے والے تمام انسانوں کے ساتھ واسطہ تھا، معتدل خطے و معتدل رویوں کے لوگوں کے نقطۂ نظر کو تبدیل کرنا قدرے آسان ہوتا ہے بہ نسبت انتہائی گرم و جذباتی یا پھر انتہائی سرد خطے کے لوگوں کے۔ چونکہ آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے تھے اس لیے آپ ﷺ کو اپنا مشن ہر صورت میں مکمل کرنا تھا اور تمام خطوں کے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا تھا۔ ڈرا کر اور محبت سے بھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عدد '۹' کی تمام مذکورہ صفات سے متصف فرمایا تا کہ آپ ﷺ کو اپنے مشن میں ہر ممکن کامیابی ہو۔ میدان کارزار میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شجاع طاقتور اور بارعب نہ ہوتا اور عام زندگی میں بھی انتہائی اچھے جذبات رکھتے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حلیم، شفیق، ہمدرد اور مخلص دوست نہ ہوتا اور دشمن کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بھی آپ ﷺ ایسی آہنی دیوار ثابت ہوتے کہ شر کی تمام قوتوں کو آپ ﷺ کے سامنے بالآخر سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی چاہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے۔ انشاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہوگا۔

۲۔ جو چاہے کہ اس کے دل میں اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت موجزن ہو جائے تو وہ روزانہ باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنالے انشاء اللہ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۷۸۔ سَیِّدُنَا ظَاهِرٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الظَّاهِرِ بِالْبُرْهَانِ ط

مفہوم: ظاہر، غلبہ والے

۱۔ القرآن (ظاہر واضح):

۱۔ یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْجَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۵ قَدْجَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (۱۵). المآئدة

ترجمہ: اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر ﷺ آچکے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب الٰہی میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تم پر ظاہر کر دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آ چکی ہے۔

۲۔ (غلبہ والے)

۲۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۵۶). المآئدة

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

۲۔ الحدیث (ظاہر):

۱۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی کرامت اور آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے لوگوں پر رحمت کا ارادہ فرمایا تو اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ ﷺ کا ہر خواب روز روشن کی طرح واضح اور سچا ہوتا جب تک اللہ نے چاہا آپ ﷺ اس حالت پر رہے اور آپ ﷺ کے لیے خلوت محبوب کر دی گئی۔
(ترمذی)

الحدیث (غلبہ والے):

۱۔ حضرت مقداد ؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی کچا پکا مکان باقی

Marfat.com

نہیں رہے گا جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے۔ دنیا کے اکثر لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور جو مسلمان نہیں ہوں گے وہ اسلامی سلطنت کے تابع ہو جائیں گے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول پاک ﷺ شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر بھی ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی۔ تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں اور تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فنون حرب سے نا آشنا ہیں اگر ہم سے مقابلہ ہوتو آپ ﷺ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْمِھَادُ (۱۲)۔ ال عمران

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم جلد مغلوب ہو جاؤ گے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے" اور اس طرح انہیں خبر دی گئی کہ وہ مغلوب ہو جائیں گے اور قتل کیے جائیں گے اور گرفتار ہوں گے نیز ان پر جزیہ مقرر ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ ﷺ نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔

۳۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہوں گے۔ (بخاری)

۳۔ الرائے (واضح):

۱۔ محمد ﷺ کا ایمان واضح اور ہر قسم کے شک وشبہہ سے آزاد تھا اور قرآن خدا سے ملاپ کی شاندار شہادت ہے۔

(گبن)

(Gibbon -Rise Decline and Fall of the Roman Empire V. 1962)

۲۔ اس میں شبہہ نہیں کہ تمام مصنفین اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے حالات زندگی محمد ﷺ کے حالات زندگی سے زیادہ مفصل واضح اور سچے ہوں۔ (جان ڈیون پورٹ)

(J - Daven Port - Apology for Muhammad and the koran , 1882)

۳۔ اس غیر معمولی انسان کے بارے میں کسی کا نقطہ نظر کچھ بھی ہو چاہے وہ محمد ﷺ کے کسی عقیدت مند کا جو انہیں خدا کا آخری اور سب سے عظیم پیغام رساں سمجھتا ہے یا ابتدائی دور کے کسی جنونی کا یا کسی جدید ایشیائی (orientialist) کا جو انہیں ایک مذہبی مصلح کی بجائے ایک سیاستدان سمجھتا ہے بالعموم ایشیا کا منتظم اور بالخصوص عرب کا ...... ان سب کے باوجود کوئی بھی ان زبردست اثرات سے انکار نہیں کرسکتا جو آپ ﷺ نے دنیا کی تاریخ پر چھوڑے ہم میں سے ان لوگوں کے لیے جن کے نزدیک وہ انسان سب کچھ ہے اس انسان نے اس ضمن میں ایک زبردست مثال قائم کی جو ایک انسان کرسکتا ہے۔ (کینڈی)

(P. Kenedy - Arabian Society at the time of Muhammad, 1926)

(غلبہ والے):

۱۔ محمد ﷺ کی ذات ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے تھے ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع

Marfat.com

اور گرویدہ بنا لیا اور ایک گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلغلہ نصف (معلومہ) دنیا میں بلند کر دیا۔ اسلام کے ان پیروؤں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا۔ انہوں نے بت سرنگوں کر دیے۔ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے پیروؤں نے ۱۵۰۰ سال میں کفر کی اتنی نشانیاں منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام نے صرف پندرہ سال میں کر دیں حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی ہستی بہت ہی بڑی تھی۔ (نپولین لونا پارٹ)

(Napolean Bona Parte)

۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے۔ (مسز اینی بیسنٹ)

۳۔ وہ جو آپ ﷺ کے جاں نثار اور پیروکار تھے آپ ﷺ کو سچے دل سے خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے تھے اس لیے کہ آپ ﷺ کی زندگی ان کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ کوئی راز اور اسرار آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ آپ ﷺ کس قسم کے انسان ہیں آپ ﷺ کے بارے میں وہ کسی خوش فہمی اور شک و شبہے میں مبتلا ہو ہی نہیں سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی حکمران اور شہنشاہ کو اپنے تمام تر وسائل طاقت اور اقتدار کے باوجود ایسے وفادار اور جان نثار پیروکار نہ ملے جیسے محمد ﷺ کو ملے۔ ۲۳ برس، اعلان نبوت کے بعد سے آخری سانس تک، ان کے گرد بے نظیر جاں نثاروں کا گروہ ہمیشہ موجود رہا اور ان تئیس برسوں میں مسلسل ان میں اضافہ ہوا تھا۔ (تھامس کارلائل)

۴۔ سیاسی تنزلی کے دور میں بھی اسلام نے اپنی شاندار روحانی فتوحات حاصل کیں۔ دو اہم تاریخی موقعوں پر۔ لادین وحشیوں نے پیغمبر ﷺ کے پیروکاروں کی گردنوں پر پاؤں رکھے ...... گیارھویں صدی میں سلجوق ترکوں نے اور تیرھویں صدی میں منگولوں نے۔ اور ہر دفعہ فاتحین کو مفتوحوں کا مذہب قبول کرنا پڑا۔ (آرنلڈ)

(Sir . T .W . Arnold - The Preaching of Islam, 1896)

۵۔ رسول پاک ﷺ کے بے شمار عزیز و اقارب آپ ﷺ کے بعد زندہ رہے انہوں نے آپ ﷺ کی یادداشتیں سینہ بہ سینہ اپنی اولاد کو منتقل کر دیں۔ آپ ﷺ کے خلفاء نے آپ ﷺ کی سیاسی اور عسکری روایات کو کسی وقفہ کے بغیر جاری و ساری رکھا۔ ہسپانیہ کو تسخیر کرنے اور فرانس کے نصف حصے تک بڑھتے ہی چلے جانے والے وہی لوگ تھے جنہوں نے رسول پاک ﷺ کی تعلیمات نفس بہ نفس سنی تھیں۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

۶۔ بہت مختلف نسلوں کے لوگوں نے محمد ﷺ کے دین اسلام کی اطاعت کو قبول کیا۔ اس نے ان کی طویل المیعاد روایات کو ختم کیا۔ بعض حالات میں لوگوں کو نئی تہذیب و ثقافت اپنانے پر آمادہ کیا۔ مذہبی عقائد بدلے۔ اس کے اثرات اتنے اہم تھے کہ مفتوحہ علاقوں کے لاکھوں لوگ آج بھی اسلام کے نام پر یوں فخر کرتے ہیں جیسے وہ مکہ میں مقدس کعبہ کے زیر سایہ پیدا ہوئے ہوں۔ (کیش۔ Cash)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'ظاہر' : حروف : ۴

ظ + ا + ہ + ر =

۹ + ۱ + ۵ + ۲ = ۷ + ۱ = ۸

Marfat.com

خصوصیت عدد '۸':

یہ عدد زحل سے متعلق ہے انتہائی معزز و قابل احترام لوگوں کا عدد ہے۔ اس عدد کے حامل زندگی میں اعلیٰ کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انتہائی جدوجہد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ مذہبی و سماجی کارکن ہوتے ہیں ان میں بڑی خوبیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ عوام کی آنکھوں میں مقبولیت کی روشنی بن کر چھا سکتے ہیں۔

اسم مبارک 'ظاہر' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ عدد '۸' کی مندرجہ بالا صفات سے اچھی طرح متصف تھے۔ ''یعنی اتنے قلیل عرصے میں آپ ﷺ نے کفر و شرک اور ظلمت و گمراہی میں لتھڑی دنیا کا مشاہدہ فرمایا۔ ان کی اصلاح کی جدوجہد کی اور بالآخر فتح مبین سے فیض یاب ہوئے۔ یہ آپ ﷺ کا انتہائی عظیم کارنامہ ہے جس پر بجا طور پر دنیا حیران ہے کہ صحرا سے ایک آواز ابھری جس نے کل دنیا کو توحید کا درس بھی دیا۔ شریعت بھی نافذ کی اور قیامت تک زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی سکھایا۔ یہ اسی آواز کا اثر ہے کہ آج بھی کفر و یاسیت میں ڈوبے انسان جب ہدایت کے زینے پر قدم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو جس ہستی اور آواز پر وہ اعتماد کرتے ہیں وہ آپ ﷺ کی ہی ہستی ہے۔ یہ آپ ﷺ کا ظاہری غلبہ تھا کہ اس وقت کی تمام قوتوں کو آپ ﷺ نے تسخیر کیا اور یہ نفسیاتی غلبہ ہے کہ آج کے انسان کو رشد و ہدایت کے لیے آپ ﷺ کے سوا کوئی قابل اعتماد مکمل پیکر نظر نہیں آتا آپ ﷺ کی ذات تب بھی مرکز ثقل تھی آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر محاذ پر غالب کر کے کامیاب کیا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی آنکھوں کی روشنی اور نور میں اضافہ ہوجائے تو وہ نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد ۵۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھے۔

۲۔ جو کوئی کسی مشکل یا پریشانی میں مبتلا ہو اور اس کا کوئی حل سمجھ میں نہ آتا ہو تو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

Marfat.com

۷۹۔ سَیِّدُنَا بَاطِنٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَخْزَنُ اَسْرَارِ اللّٰہِ ط

مفہوم: پنہاں، پوشیدہ باتوں کے ظاہر کرنے والے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ظاہر و باطن سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہاں روشن ہے۔ کسی کا ظہور آپ ﷺ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ ﷺ کے نور کے ہم پلہ نہیں۔ باطن سے مراد آپ ﷺ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (۲۴)۔ التکویر

ترجمہ: اور یہ (نبی ﷺ) پوشیدہ باتوں کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔

۲۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج ...... (۱۷)۔ الانفال

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

۲ الحدیث:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔ میں تو آسمان کی آواز بھی سن لیتا ہوں۔ (ترمذی)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تم سب سے بڑھ کر اللہ کا عرفان رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اس کے سامنے خشیت والا ہوں۔ (بخاری)

۳۔ ایک دفعہ نماز کے بعد آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ ”تم دیکھتے ہو کہ میرا رخ ادھر ہے لیکن خدا کی قسم! مجھ سے نماز میں تمہارا خشوع اور نہ تمہارا رکوع پوشیدہ رہتا ہے میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول پاک ﷺ نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس میں ایک شخص نے جو آخری صف میں شامل تھا۔ نماز میں کچھ کوتاہی کی۔ آپ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو اس کو آواز دے کر فرمایا۔ اے فلاں! اللہ سے ڈرتا نہیں۔ دیکھتا نہیں کیسی نماز پڑھتا ہے۔ تم لوگوں کا شاید یہ خیال ہوگا کہ جو

Marfat.com

حرکتیں تم کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتی ہیں بخدا جیسا میں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پشت کی جانب سے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسند احمد)

۵۔ غزوہ خندق کے موقع پر جب خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر حائل ہو گیا تھا اور صحابہ ؓ اس کو توڑنے سے عاجز آ چکے تھے اور آپ ﷺ نے معجز نما ضرب سے اس پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے تو آپ ﷺ نے تین ضربیں ماری تھیں اور ہر ضرب کے بعد ایک چنگاری سی اڑتی تھی اور آپ ﷺ ہر بار نعرہ (اللہ اکبر) بلند کرتے۔ صحابہ ؓ نے حقیقت دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے پہلی ضرب ماری تو کسریٰ کے شہر اور ان کے اردگرد میرے سامنے کر دیئے یہاں تک کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے ان کو دیکھا۔ صحابہ نے کہا۔ دعا کیجئے کہ وہ فتح یاب ہوں آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ پھر دوسری ضرب میں قیصر کے شہر اور آس پاس کے مقامات دیکھے حاضرین نے عرض کی۔ ان کی فتح کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی تیسری ضرب میں حبشہ کے شہر اور گاؤں نگاہوں کے سامنے آئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حبشہ والے جب تم سے تعرض نہ کریں تو تم بھی تعرض نہ کرو اور ترکوں کو اس وقت چھوڑ دو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑ دیں۔ (سنن نسائی)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑی دیر تک تہجد کی نماز پڑھی لیکن ابھی وتر نہیں پڑھے تھے کہ لیٹ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ بے وتر پڑھے سوتے ہیں۔ فرمایا۔ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

۷۔ جبرائیلؑ اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس آتے تھے جب آپ ﷺ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوتے تھے لیکن جو کچھ آپ ﷺ دیکھتے اور سنتے تھے وہ عموماً اوروں کو دکھائی اور سنائی نہیں دیتا تھا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جبرائیلؑ تم پر سلام بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ (بخاری)

۸۔ حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب اپنے خاص بندے نبی پاک ﷺ کو عطا فرمایا۔ اور آپ ﷺ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ ﷺ کے پیش نظر کر دیئے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ ط (۱۰۵)۔ النساء

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری تا کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح اللہ تمہیں دکھائے۔

۹۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ جنت کی مٹی کیسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میدہ کی طرح سفید اور مشک خالص کی طرح خوشبودار ہے۔ (مسلم)

''اسرار حقیقی'':

ایک روز حضور ﷺ حقیقت کے رموز اور اسرار معرفت کے حقائق بیان فرما رہے تھے کہ اس اثناء میں حضرت عمر فاروق ؓ اسی مقدس محفل میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ صحابہ کرام ؓ کو تعجب ہوا اور ان

Marfat.com

کے دل میں یہ خیال گزرا کہ شاید حضور ﷺ حضرت عمر فاروق ؓ کو یہ اسرار و رموز اور حقائق و معارف بتانے سے گریز فرما رہے ہیں۔

اس خیال سے آگاہ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں نے باطنی اسرار و رموز کو عمر سے پنہاں نہیں رکھا بلکہ بات یوں ہے کہ شیر خوار بچے کو مرغن غذا، حلوا گوشت اور دوسری ثقیل غذائیں کھلائی جائیں تو اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں لیکن جب بچہ سن بلوغت کو پہنچتا ہے تو کھانے پینے کی کوئی چیز اسے ضرر نہیں پہنچا سکتی ...... جس شخص کو عرفان حاصل ہو جاتا ہے اس کو زبان سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو زبان سے اللہ اللہ کہتا ہے جان لو کہ ابھی اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسی معرفت ہے کہ بندہ اپنے مالک کا نام ہی نہ لے اور اس کی یاد ترک کر دے؟ حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ پاک کا ارشاد ہے ...... تم جہاں کہیں ہو۔ وہیں اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ لہٰذا اے عمر! جو ہستی ہر وقت تمہارے ساتھ ہو اور کسی بھی وقت نظر سے پوشیدہ نہ ہو اس کی یاد (زبانی کیونکر ضروری ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کہاں ہے؟ فرمایا ''اللہ بندہ کے دل میں ہے۔''

حضرت عمر ؓ نے فرمایا ''بندے کا دل کہاں ہے......؟''

فرمایا ''دل کی دو قسمیں ہیں ...... ایک دل وہ ہے جو جسم میں بائیں جانب موجود ہے۔ دوسرا قلب حقیقی ہے۔ اور عمر! حقیقی دل کی پہچان کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا حصّہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہر وقت کے مستغرق (ڈوبے) رہتے ہیں کیونکہ مومن کامل کا دل حقیقت میں اللہ کا عرش ہوتا ہے اور وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول (ذکر خفی) رہتا ہے اور اسے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے اور مسلمان (جو صرف زبان سے اظہار کرتا ہے) کا دل ذکر خفی سے غافل ہوتا ہے اس لیے وہ حقیقت میں مردہ شمار ہوتا ہے۔

حضرت عمر ؓ نے پوچھا مومن اور مسلمان میں کیا فرق ہے؟ ''ارشاد فرمایا۔ ''مومن عارف باللہ ہوتا ہے! ...... عارف میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ خاموشی اور عجز کی حالت میں رہتا ہے جبکہ مسلمان زاہد خشک ہوتا ہے مومن وہ نہیں جو مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور زبانی طور پر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں ایسے کلمہ پڑھنے والے حقیقت سے بے خبر اور بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ نفی کا مفہوم کیا ہے اور اثبات کیا ہے؟

حضرت عمر ؓ نے پوچھا ''پھر کلمہ طیبہ کا اصل مطلب کیا ہے؟''

جواب دیا ''کلمہ طیبہ کے معانی یہ ہیں ...... اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کائنات میں کوئی موجود نہیں ...... اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں۔ اور طالب خدا کو چاہیے کہ اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک نہ آنے دے ...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس طرف دیکھو اسی طرف اللہ کا ظہور ہے۔

حضرت عمر ؓ نے پوچھا ''نماز حقیقی کیا ہے؟''

فرمایا ''نماز کی دو قسمیں ہیں ...... ایک نماز علمائے ظاہری، فقہاء اور خشک زاہدوں کی ہے جس کی حد صرف قول اور فعل تک ہے اس نماز سے اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے اس کی رسائی بھی عالم نفسانی تک محدود رہتی ہے۔ یہ نفسانی نماز ہے رحمانی نہیں۔

Marfat.com

دوسری نماز انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کی ہے جو حضور قلب سے ادا کی جاتی ہے اس کا ثمر اللہ کا وصل ہے اور اس کی رسائی عالم جبروت تک ہوتی ہے۔

فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! انبیاء اور اولیاء اللہ ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں۔ زبان کا ذکر تعلقہ ہے اور دل کا ذکر وسوسہ ہے۔ روح کا ذکر مشاہدہ الٰہی ہے اور ذکر ہمیشہ خفی ہوا کرتا ہے۔

اے عمر رضی اللہ عنہ ذکر خفی اور حقیقی نماز ترک وجود ہے جبکہ عابدوں اور زاہدوں کی نماز کا انحصار رکوع و سجود پر ہے۔

زاہدوں کی نماز سجود ہے عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو ترک کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو موجود نہ خیال کرنا اور غیر اللہ کے وجود کو دل سے نکال دینا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عمر رضی اللہ عنہ! ...... حقیقی رونے کی ابتداء بھی اللہ کے دیدار سے ہوتی ہے اور انتہا بھی اللہ کے دیدار پر ہوتی ہے ...... اے عمر رضی اللہ عنہ! لوگ روزہ رکھتے ہیں جس میں کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ یہ روزہ حقیقی نہیں۔ اس روزے میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا۔ تمام نفسانی اور انسانی خطرات اس میں حائل رہتے ہیں۔ حقیقی روزہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام دینی اور دنیاوی تمناؤں اور خواہشات (مثلاً خواہش بہشت اور حور و غلمان وغیرہ) عبد اور معبود کے درمیان حجاب (رکاوٹ ہیں) ان کے ہوتے ہوئے بندہ اپنے معبود حقیقی کا وصال نہیں کرسکتا...... جبکہ دنیا کی خواہشات (مثلاً حب جاہ و مال) وغیرہ سراسر شرک ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے عمر! غور سے سنو...... زکوٰۃ آزاد پر فرض ہے۔ غلام پر فرض نہیں۔ جب تک بندہ نفس کی غلامی سے رہائی نہ پائے اس وقت تک آزاد لوگوں کے گروہ میں داخل نہیں ہوسکتا اور جب آزاد ہی نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ کیسے فرض ہوسکتی ہے بندہ نفس کو سب سے پہلے نفس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ نیز زکوٰۃ بالغ اور عاقل پر فرض ہے دیوانے اور نابالغ پر فرض نہیں ہے۔ پس جس شخص پر غفلت اور نفسانیت کا شیطان سوار ہو اور وہ ہر وقت اس کے پنجے میں گرفتار ہو۔ وہ عاقل اور بالغ نہیں ہوسکتا۔

اے عمر رضی اللہ عنہ! عارفان خدا کے علاوہ گنج حقیقی کی کسی کو خبر نہیں۔ گنج حقیقی درحقیقت اللہ رب العزت کا راز ہے اور اہل معرفت کے دل اس راز الٰہی کے خزانے سے معمور ہوتے ہیں۔ ان اہل معرفت پر فرض ہے کہ وہ حقیقی خزانہ میں سے اللہ کے رازوں کی زکوٰۃ گمراہوں اور بے سمجھ لوگوں کو عنایت فرمائیں اور گمراہی کے میدان میں بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرمائیں کیونکہ حقدار کو اس کا حق دینا زکوٰۃ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''اے عمر رضی اللہ عنہ! جان لو کہ خانہ خدا انسان کا دل ہے۔ انسان کا دل رحمٰن کا گھر ہے۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اس لیے کعبہ دل کا حج کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ! کعبہ دل کا حج کیسے کیا جائے؟''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''انسان کا وجود ایک چار دیواری کی مانند ہے اگر اس چار دیواری میں شک، وہم اور غیر اللہ کا پردہ ہٹا دیا جائے تو دل کے آنگن میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آ جائے گا۔ نیز ایسا حقیقی حج کرنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنی خودی اور پستی اس طرح مٹا دے کہ اس کا ذرہ بھر بھی احساس باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ ظاہر و باطن پاک ہو جائے اور دل اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اپنی ہستی کو فنا کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟''

Marfat.com

فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو گیا وہ فنافی اللہ ہو گیا اور جو فنافی اللہ ہو گیا وہ ذات حق کا مظہر ہو گیا۔''
پھر حضرت عمر ؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! دل کو بیت اللہ اور عرش الٰہی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟
حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ...... میں تمہارے اندر ہوں پھر تم کیوں مجھے نہیں دیکھتے۔''
اے عمر ؓ! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں چونکہ اللہ دل میں رہتا ہے لہٰذا دل بیت اللہ اور عرش الٰہی قرار پایا۔
حضرت عمر ؓ نے عرض ''کعبہ دل کا حج کون ادا کرتا ہے؟''
فرمایا خود اللہ! ...... جب بندہ نفس کی غلامی کا پردہ دور کر دیتا ہے اور عبد و معبود یعنی بندے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں رہتا تو وہ اللہ کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اللہ کی صفات کا بندے کے دل میں سمانا ہی کعبہ دل کا حج ہے۔ (اقتباس از مجموعہ مکتوبات حضرت خواجہ معین الدین چشتی بنام قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
'' اللہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان صلوٰۃ کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے۔ لہٰذا جس وقت بندہ کہتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ پھر جب اس نے کہا۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی۔ پھر جب کہا الرحمن الرحیم ۔ تو اللہ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری ثناء کی پھر جب کہا ملک یوم الدین ۔ تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے خود کو میرے سپرد کر دیا۔ پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ تو اللہ کہتا ہے کہ یہ معاملہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے ...... پھر جب وہ کہتا ہے کہ اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین o تو اللہ کہتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو وہ مجھ سے طلب کرے۔ (اس حدیث مبارک میں صلوٰۃ کو رب اور بندے کے درمیان وصل اور رابطہ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔)''
اسی ضمن میں فرمایا۔ ''جو شخص صلوٰۃ میں وصال کے ساتھ منہمک ہوا اس کے لیے افق سے نکلی ہوئی تجلی چمکتی ہے۔''
ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''خشوع نفاق سے پناہ مانگو۔''
عرض کی گئی۔ خشوع نفاق کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق۔ پھر فرمایا۔ اللہ اس شخص کی نماز کو قبول نہیں کرتا جس میں اس کا قلب حاضر نہیں ہوتا۔ بندہ نماز کا پابند ہوتا ہے۔ مگر اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں لکھا جاتا۔ اس لیے کہ اس کا دل دنیا میں مشغول رہتا ہے۔

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ کی آنکھ ہمیشہ دیکھتی تھی کہ دنیا بذات خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ ان کی آنکھ رب کائنات کی حکمرانی کو ایک ناقابل بیان ہیبت و شوکت کے ساتھ ہر وقت کارفرما دیکھتی تھی۔ اور وہ دنیا کے لیے ایک ہی نظر رکھتے ہیں۔ یہ محمد ﷺ انتہائی واضح اور زبردست قوت کے ساتھ ہمارے دلوں تک وہ چیز لاتے ہیں جو ان کے دل پر منکشف

Marfat.com

ہوتی ہے ...... قدرت کا عطیہ خاص جو وہ سب انسانوں کو عطا کرتی ہے مگر ہزاروں میں سے کوئی ایک اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا اس کو میں صحت نظر (Sincerity of Vision) سے تعبیر کروں گا اور یہی میرے نزدیک قلب صادق کی پہچان ہے۔ (تھامس کارلائل)

۲۔ مکہ کے پیغمبر ﷺ نے بتوں، ستاروں، سیاروں اور انسانوں کی پرستش کو مسترد کر دیا اور عقل پر مبنی اصولوں کو وضع کرنے کی کوشش کی کہ جو پیدا ہوا ہے اسے مرنا بھی ہے جو بڑائی کا مرتکب ہے اسے زوال بھی آتا ہے اور ختم بھی ہونا ہے کائنات کے مصنف کا منطقی طور پر اعتراف کیا گیا اور ایک لامحدود قوتوں کے مالک کی عبادت کی گئی جو جگہ اور کسی شکل سے مبرا ہے بغیر اولاد اور مشابہت کے ہے۔ جو ہماری پوشیدہ سوچوں میں موجود ہے۔ شاندار سچائیاں جو پیغمبر ﷺ کی زبان سے ادا ہوئیں۔ ان کے پیروکاروں نے مضبوطی سے انہیں قائم کیا اور جنہیں قرآن کریم کے شارحوں اور مفسرین نے مابعد الطبیعات سچائیوں کے ساتھ ثابت کیا۔ ایک فلسفی موحد محمد ﷺ کے عقیدے پر واضح طور پر مہر ثبت کرے گا۔ ایک ایسا عقیدہ جو سب شاندار ہے شاید ہماری موجودہ صلاحیتوں کے قابل ...... (گبن)

(Gibbon - Rise, Decline & Fall of the Roman Empire, V. 5, 1962)

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے قربان گاہوں کو، خداؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو، خیالات اور افکار کو، عقائد و نظریات کو بلکہ روحوں تک کو بدل ڈالا۔ صرف ایک ایسی کتاب کی بنیاد پر، جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا۔ پھر ایک ایسی روحانی امت تشکیل کر دی گئی جس میں ہر زمانے، وطن، قومیت کا حامل فرد موجود تھا۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک ان دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبود باطل سے نفرت۔ (Lamartine۔ لامارٹن)

۴۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خرق عادت کے خدائی آثار ڈھونڈنے والوں کی آنکھیں کھولیں اور انہیں آثار فطرت (Natural Phenomena) میں خدا کی نشانیاں دیکھنے کا خوگر بنایا۔ اسی نے خیالی گھوڑے دوڑانے والوں کو قیاس آرائی (Speculation) سے ہٹا کر تعقل، تفکر اور مشاہدہ اور اس کے راستے پر لگایا۔ اسی نے عقل و حس اور وجدان کے امتیازی حدود انسان کو بتائے۔ مادیت اور روحانیت میں مناسبت پیدا کی۔ (سید ابو الاعلیٰ مودودی)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'باطن' : حروف: ۴

ب + ا + ط + ن =

۲ + ۱ + ۹ + ۵ = ۱۷ = ۱ + ۷ = ۸

خصوصیت عدد '۸':

اس عدد کے حامل افراد مفکرانہ ذہنیت اور بردبارانہ صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر دلوں کو فتح کر سکتے ہیں۔ صبر و تحمل کے عادی ہونے کی وجہ سے بیرونی حالات سے کبھی دل براشتہ نہیں ہوتے اور سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

اسم مبارک 'باطن' عدد '۸' کی خصوصیات کا مظہر:

انسان کا وجود دو اہم پہلوؤں یعنی ظاہر و باطن سے تشکیل پاتا ہے یعنی جسم و روح اسی لیے جو عدد اسم مبارک 'ظاہر' کے ہیں وہی اسم مبارک 'باطن' کے ہیں۔ یعنی جس طرح 'ظاہر' عدد '۸' کی خصوصیات سے متصف ہے اسی طرح 'باطن' میں بھی تقریباً وہی خصوصیات ہیں۔ دونوں کے اعداد مشترک ہیں۔ انتہائی فلسفیانہ و مفکرانہ سوچ کے حامل یہ لوگ 'ظاہر' کی دنیا میں بھی اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح 'باطن' کی دنیا کو بھی تسخیر کرنا ان کا مشن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کے ہر پہلو، ہر جہت کو مکمل و بھرپور خصوصیات سے نوازا۔ آپ ﷺ کو اپنی روح سے سیراب فرمایا۔ آپ ﷺ کے دل پر باطن کے سارے اسرار منکشف فرما دیے۔ آپ ﷺ کے باطن کو علوم کے خزانوں سے بھر دیا اور اپنے انوار سے اتنا منور فرما دیا کہ دنیا آج بھی اس نور کی روشنی سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے کرم سے اسرار کی جن باتوں کو ظاہر کرنے کا حکم دیا تھا اس قدر واضح اور شاندار انداز میں دنیا کو سمجھائیں کہ کسی معلم کی ضرورت نہ رہی۔ لوگ جو خدا کی ذات کی حقیقت جاننے کے لیے سرگرداں تھے اور اس تک پہنچنے کے لیے نہ جانے کتنے معبود انہوں نے بطور وسیلہ اپنے ہاتھوں سے گھڑ لیے تھے۔ آپ ﷺ نے اس خدا کو انسان کے شہ رگ سے بھی قریب بتا دیا اور انسان کے اندر جنم لینے والے خیالات و احساسات پر بھی اس کی ذات کو حاوی بتا دیا۔ آپ ﷺ نے تمام اسراروں کو یوں بیان کیا کہ وجدان اور شعور کے تمام دروازے کھل گئے۔ انسانی وجود کے تمام تشنہ پہلوؤں نے قرار پایا...... الغرض آپ ﷺ نے اپنی مضبوط قوت ارادی سے ہر مصیبت کا مقابلہ کرتے ہوئے خدا کا ایسا واضح تصور دیا کہ اس کے بعد انسان کو اس کی ضرورت محسوس نہ رہی کہ وہ خدا کو کس طرح جان پائے اور اس تک کس طرح پہنچے۔ ہر راستہ واضح اور شفاف نظر آنے لگا۔ لہٰذا آپ ﷺ میں عدد '۸' کی مندرجہ بالا خصوصیات موجود تھیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی کسی جائز راز سے آگاہ ہونے کا خواہاں ہو تو وہ ایک تہائی شب گزر جانے کے بعد باوضو حالت میں تین ہزار مرتبہ یہ اسم پاک سات یوم تک بلاناغہ پڑھے تو اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۲۔ اگر کسی کی محلے میں بہت زیادہ مخالفت ہو اور مخالفت کسی غلط فہمی کی بنا پر ہو اور لوگوں کے دل اس کی طرف سے صاف نہ ہوتے ہوں تو اسے چاہیے کہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد اندھیرے میں بیٹھ کر ایک ہزار اکیس مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھے تو یہ مخالفت ختم ہو جائے گی۔

Marfat.com

۸۰۔سَیِّدُنَا نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ ط

ا: مفہوم: رحمت والے نبی ﷺ

ا۔ فقیہ ابواللیث سمرقندی کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کا عالمین کے لیے رحمت ہونے کا مطلب تمام جنوں اور انسانوں کے لیے رحمت ہونا ہے۔

ا۔القرآن:

ا۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ ط (۳۳)۔الانفال

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کہ ان (کافروں) کو عذاب کرے جب کہ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ ان میں تشریف فرما ہیں۔

۲۔ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (۵۶)۔النور

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۲) قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ رحمت ہیں۔

ا۔ مومن کے لیے ...... ہدایت کے ساتھ

۲۔ منافق کے لیے ...... قتل سے امان کے ساتھ

۳۔ کافر کے لیے ...... عذاب کی تاخیر کے ساتھ (کتاب الشفاء)

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے اپنے کئی ایک نام بیان کیے اور فرمایا۔ میرا نام المقفی، الحاشر، نبیّ التوبۃ اور نبی الرحمۃ ہے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔"میں بھیجی گئی رحمت ہوں۔" (بیہقی)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے دو امانیں اتاریں۔ ایک میرا ان میں تشریف فرما ہونا اور ایک ان کا استغفار کرنا۔

Marfat.com

۴۔ ایک نابینا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دعا کے لیے درخواست کی کہ خدا مجھے عافیت بخشے۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ......

ترجمہ: یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی ﷺ! نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمد ﷺ! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ اپنی اس ضرورت میں کہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ! تو میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ (ترمذی)

۵۔ مکہ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں کھانی شروع کر دیں ابوسفیان بن حرب ان دنوں آپ ﷺ کا دشمن تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ محمد ﷺ! آپ ﷺ تو لوگوں کو صلہ رحم (حسن سلوک) کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ دیکھیے آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کیجیے آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور خوب بارش ہوئی۔

۶۔ حج کے موقعہ پر احرام کی حالت میں جب لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں عرفہ کے مبارک مقام پر آپ ﷺ نے امت کی مغفرت کی دعا فرمائی جو اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز حقوق العباد کے، ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور ہی وصول کروں گا۔ رحمۃ للعالمین نے پھر دعا کی۔ اے رب! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو اس کے حق کا عوض جنت سے دے کر ظالم کو بخش دیں۔ اس شام کو یہ دعا منظور نہ ہوئی۔ جب مزدلفہ کے مقام پر صبح ہوئی تو پھر دعا فرمائی۔ سو منظور ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے اس مسکراہٹ کا راز پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عدو اللہ ابلیس (اللہ کے دشمن) کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور میری امت کی مغفرت فرما دی تو خاک لے کر سر پر ڈالنے لگا اور واویلا کرنے لگا سو اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنسی آ گئی۔

(مشکوۃ)

۸۔ ادنیٰ مخلوق کے لیے رحمت:

یتیم:

۱۔ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ میرا دل سخت ہے اس کا علاج کیا ہے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

غلام:

۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عجمی غلام کو برا بھلا کہا اس نے آپ ﷺ سے شکایت کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ! تم میں ابھی بھی جاہلیت ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔ (مسلم)

۳۔ وفات شریف کے وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ "نماز اور غلام"

Marfat.com

بچے:

۴۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے پیچھے نماز ظہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔ راستے میں بچے ملے آپ نے ہر ایک کے رخساروں پر دست شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا۔ میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے صندوقچہ میں سے نکالا تھا۔

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو بچوں کو دکھ دیتا ہے اللہ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔''

جانور:

۶۔ عرب میں اونٹ کے گلے میں قلادہ لٹکانے کا عام دستور تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو روک دیا وہ لوگ زندہ جانور کے بدن سے گوشت کا لوتھڑا کاٹ لیتے تھے اور اس کو پکا کر کھاتے تھے آپ ﷺ نے اس کو منع کر دیا۔ جانور کی دم اور ایال کاٹنے سے بھی منع فرمایا کہ دم ان کا مورچھل اور ایال ان کا لحاف ہے جانوروں کو دیر تک سار میں باندھ کر کھڑا رکھنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ جانوروں کی پیٹھوں کو اپنی پشت گاہ اور کرسی نہ بناؤ۔ اسی طرح جانوروں کو باہم لڑانا بھی ناجائز بتایا۔ کسی جانور کو باندھ کر اس کا نشانہ بنانے اور مشق تیر اندازی کی بھی ممانعت کی۔ (مسلم)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آج کی شب ایک سرکش جن میری ایذا رسانی کے لیے چھوٹ نکلا تھا تاکہ کسی طرح میری نماز قطع کرا دے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا کر دی اور میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی کے ساتھ باندھ دوں یہاں تک کہ صبح کو تم سب اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو لیکن پھر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آ گئی۔ ''پروردگار مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو زیبا نہ ہو۔'' راوی کہتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور اس کو اس کے مقصد میں ناکام واپس کر دیا۔ (بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا نچلی سطح کی مخلوق بھی آپ ﷺ کی ہمدرد انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ پرندوں کو خرید کر یا پال کر انہیں نشانے کی مشق کے لیے ہدف بنایا جائے آپ ﷺ کے دل میں کائنات کی مخلوق کے لیے بے انتہا شفقت تھی جب کوئی چیونٹی کے سوراخ کے قریب آگ جلاتا تو آپ ﷺ حکم دیتے تو آگ فوراً بجھا دی جاتی۔ کفر و اصنام پرستی کے زمانے کی تمام توہمات ختم کر دی گئیں۔ اس توہم پرستی کے نتیجے میں دور جاہلیت میں جانوروں اور پرندوں کے بارے میں طرح طرح کے من گھڑت، بے ہودہ تصورات رائج تھے کسی مرنے والے آدمی کے اونٹ کو اس کی قبر کے ساتھ باندھ کر سمجھ لیا جاتا تھا کہ اب اونٹ باندھنے والے کو کبھی بھوک اور پیاس کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ چشم بد سے محفوظ رکھنے کے لیے ریوڑ کے ایک حصے کی آنکھیں اندھی کر دی جاتیں تھیں۔ بیل کی دم کے ساتھ مشعل باندھ کر اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا۔ کہ اس طرح بارش ہونے لگے گی۔

Marfat.com

محمد ﷺ نے جانوروں اور پرندوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تلقین کی۔ گھوڑوں کے منہ پر ضرب لگانے کی ممانعت فرمائی۔ گدھوں کو داغنے اور منہ پر ضرب لگانے سے منع کر دیا گیا حتی کہ مرغوں اور اونٹوں کا نام لے کر جو قسمیں کھائی جاتی تھیں انہیں بند کرا دیا گیا محمد ﷺ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ اپنے دشمنوں سے بھی برا سلوک نہ کریں جنگی قیدیوں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھیں۔ محمد ﷺ کی تعلیمات کی یہی خوبیاں تھیں جنہوں نے دشمنوں کو محمد ﷺ کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ (ڈی ایس مارگولیتھ)

(D.S. Margoliouth - Muhammad and the Rise of Islam (2nd Edition)

۲۔ کسی مذہب کے داعی نے حیوانات کی زندگی کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی دین اسلام کے بانی محمد ﷺ نے دی۔ جانوروں اور پرندوں کی دیکھ بھال پر جتنا زور محمد ﷺ نے دیا اس کے اثرات آج کی دنیا میں عیاں ہیں ورنہ عیسائی دنیا میں جانوروں اور پرندوں کو بہت حقیر، بے مایہ اور کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی تعلیمات اور محمد ﷺ کی سیرت جب یورپ تک پہنچی تو یورپ نے جن اچھی باتوں کو اپنایا ان میں جانوروں اور پرندوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی بھی شامل تھی۔ (بی بسمتھ)

(B. Smith - Muhammad and Muhammadanism, 1874)

۳۔ ایک مخلص اور دیندار عرب اپنے گھوڑے اور اونٹ کا اپنے خاندان کے فرد کی طرح خیال رکھتا ہے۔ اس کے اگرچہ کچھ منافع بخش پہلو بھی ہیں تاہم بے زبان جانوروں سے محبت اور حسن سلوک کا درس مسلمانوں نے پیغمبر اسلام ﷺ سے ہی ورثہ میں پایا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے پسندیدہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ بے زبان جانوروں سے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو اور ان پر صرف اس وقت سواری کرو جب یہ سواری کے قابل ہوں اور جب وہ تھک جائیں تو ان کو چھوڑ کر نیچے اتر آؤ۔ (آر۔وی۔سی۔باڈلے)

(R.V.C Bodley - The Messenger)

۴۔ یورپین سیاحوں کا اتفاق ہے کہ غلاموں کے ساتھ مسلمانوں کا حسن سلوک خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی۔ اس سے کہیں بہتر رہا ہے جیسا کہ یورپ میں سمجھا جاتا ہے یہ انصاف نہیں کہ مشرق میں جو غلامی رائج ہے اس کی غلامی کو امریکہ کی غلامی پر قیاس کیا جائے۔ جب ہم اس تاریخی مسئلہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اس بارے میں بھی عجیب امتیاز اور فوقیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ کا یہاں تک حکم ہے کہ "تم میں سے کوئی بھی شخص میری لونڈی یا میرا غلام نہ کہے بلکہ میرا بیٹا اور میری بیٹی کہے اس سے بڑھ کر انسانیت اور کیا ہوسکتی ہے۔

(فالیری)

۵۔ عورت کے حقوق کا تحفظ جس طرح محمد ﷺ نے کیا اس کی مثال دنیا کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی اسلام میں ایک شادی شدہ مسلم عورت کو آج بھی کسی انگریز عورت سے بہتر قانونی تحفظ حاصل ہے۔ اسلام نے عورت کو وہ حقوق عطا کیے جو آج کی فرانسیسی عورت کو بھی حاصل نہیں۔ (آئرینا میڈمکس)

۶۔ اکثر مذاہب میں ظلم وخونریزی کا اقرار کرنا پڑے گا لیکن قرآن اور مسلمانوں کے رسول ﷺ کی تعلیمات میں کہیں بھی ظلم کی تعلیم نہیں۔ (ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ)

۷۔ محمد ﷺ نبی تھے جو بت پرستی کو بالکل غلط اور لغو جانتے تھے انہوں نے اپنی قوم کو وحشیانہ مذہب اور پست اخلاق سے نجات دلائی۔ ممکن نہیں کہ ہم ان کے قلبی اخلاص اور دینی حمیت کا انکار کریں۔ (پرنسپل ایڈورڈ ساؤتھ)

Marfat.com

۸۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی تعلیم کی بنیاد کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے دنیا پر بہت احسانات کیے ہیں اور دنیا نے آپ ﷺ کی تعلیمات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ صرف ملک عرب پر ہی حضرت محمد ﷺ کے احسانات نہیں بلکہ آپ ﷺ کا فیض تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز حضرت محمد ﷺ نے بلند کی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کیے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کے درجہ کو بلند کر دیا۔ سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد سے پھر یہ درخت اچھی طرح سے پھل پھول نہ سکا۔ سودخوری ہمیشہ دنیا کے لیے ایک لعنت رہی ہے۔ مساوات کی طرف ایسے عملی اقدام کیے کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا اور ناواقف تھی۔

حضرت محمد ﷺ نے نہایت پرزور طریقہ سے توہمات کے خلاف جہاد کیا اور نہ صرف اپنے پیروؤں کے اندر سے اس کی بیخ و بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی کہ توہمات کے بھیانک چہرے اور اس کی ہیئت کے خدوخال سب کو نظر آ گئے۔ (بابو جگل کشور لکھنہ)

۹۔ محمد ﷺ کی زندگی ترحم و عنایات و اچھائی سے پر ہے۔ (ٹی۔ ایل۔ وسوانی)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'نبی الرحمۃ' : حروف : ۹

ن + ب + ی + ا + ل + ر + ح + م + ت =

۵+ ۲ + ۱ + ۱+۳+۲+۸+ ۴+۴ = ۳۰ = ۳ + ۰ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

یہ عدد مشتری سے متعلق ہے اور اچھائی کا نشان ہے اس عدد کے حامل افراد ملنسار اور سماجی خیالات و عادات کے مالک ہوتے ہیں ان لوگوں میں ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے اور ہر ممکن طریقے سے مال و دولت سے اور خدمت سے دوسروں کی مدد کرتے ہیں ہر وقت اس سوچ میں رہتے ہیں کہ کس طرح دوسروں کی مدد کی جائے۔ اپنے کلام کی اثر انگیزی سے دوسروں کو جلد ہم خیال بنا کر گرویدگی کے حلقہ میں لے لیتے ہیں اپنے دوستوں پر روپیہ پیسہ خرچ کرنا اور انہیں تحائف دینا انہیں بہت پسند ہوتا ہے اپنی اپنی خصوصیات کی وجہ سے خاص و عام میں بہت مقبول ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'نبی الرحمۃ' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کے لیے ایسی رحمت بنا کر بھیجا جس کی کوئی حد نہ تھی۔ آپ ﷺ کائنات میں بسنے والی تمام مخلوق چرند پرند، حیوان و جانور، وحشی و درندے جانوروں جن و انس سب کے لیے یکساں طور پر رحمت تھے خصوصی طور پر معاشرے میں ہر طرح سے پسنے والی مخلوق یعنی غلام و عورت کے لیے تو آپ ﷺ ایسی رحمت بے پایاں تھے۔ جس کا کوئی شمار نہیں۔ آپ ﷺ نے جہاں غلاموں و عورتوں و بچوں و آزاد مرد و زن کے حقوق متعین کیے وہاں چرند پرند، جن و انس اور جانوروں کے

Marfat.com

حقوق بھی متعین فرمائے۔ آپ ﷺ نے سب کی فلاح کے لیے ایسے اقدامات آج سے چودہ سو سال پہلے اٹھائے کہ آج کی دنیا جو ہیومن رائٹس کی علمبردار ہے وہ بھی ہدایت کے لیے شعوری و لاشعوری طور پر آپ ﷺ کی تعلیمات سے ہی نقاط اخذ کر کے اپنے منشور ترتیب دیتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا عظیم انسان نہیں گزرا ہوگا جو دشمنوں اور جنگی قیدیوں کے بھی حقوق متعین فرمائے اور انہیں بھی سکون پہنچائے۔ الغرض آپ ﷺ کی ہستی کل کائنات کے لیے ایسی رحمت بن کر آئی جس نے محبّت اخوت، شفقت اور مؤدت جیسے جذبات کو فروغ دے کر انسان کو انسانیت سے جوڑ دیا اور عقائد کی اصلاح کر کے انسان کو اپنے رب سے ملا دیا اور ہمدردی رحم کے جذبات پیدا کر کے ادنیٰ مخلوق کو بھی اپنی انسانیت کے دائرے میں سمیٹ لیا۔ آپ ﷺ کی ساری جدوجہد کا مقصد ہی بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا تھا اس کے اندر کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا اور یہ سب کچھ آپ ﷺ نے اپنی مؤثر گفتگو اور نرم مزاجی سے کیا۔ دنیا کو محسوس ہونے لگا کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر ان کا نہ کوئی اور ہمدرد ہو سکتا ہے نہ کوئی غمگسار۔ آپ ﷺ رحمت بن کر آئے اور رحمت بن کر خوب برسے ایسی رحمت جس سے بھر پور سیراب ہونے کے بعد انسانیت آج بھی اظہار تشکر کیے بغیر نہیں رہتی۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ علاج کروا کر تنگ آ گیا ہو مگر کسی طرح بھی شفا حاصل نہ ہوتی ہو تو روزانہ وضو کی حالت میں ایک سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے چالیس یوم تک بلا ناغہ اس طرح کرے۔

۲۔ جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو ۱۴۱۷ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے اور دعا مانگے، ہر پریشانی دور ہوگی۔

Marfat.com

۸۱۔ سَیِّدُنَا یَتِیْمٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَبَا الاَیتَامِ ط

مفہوم: یتیم

ا۔ القرآن:

ا۔ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (۶)۔ الضحٰی

ترجمہ: کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ (پناہ) دی۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا تو ان کی وفات پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ ''باری تعالیٰ! تیرا محبوب ﷺ یتیم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اس کا حافظ و ناصر میں خود ہوں۔''

۲۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں '' میں بنوسعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ قحط کے سال دودھ پیتے بچوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ آئی۔ ہر عورت کو محمد ﷺ کی پیش کش کی گئی مگر انہوں نے یتیم جان کر انکار کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا '' میں اور یتیم کا متکفل خواہ یتیم، اس کے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبیوں میں سے ہو بہشت میں یوں ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دوانگلیوں کو باہم ملا کر اشارہ کیا۔ (بخاری)

۴۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ راستے سے گزر رہے تھے کہ ایک بچہ غمگین کھڑا حسرت بھری نظروں سے دوسرے بچوں کو کھیلتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے بیٹے! تم کیوں نہیں کھیلتے۔ کیوں پریشان ہو؟ وہ بچہ بلک بلک کر رونے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست شفقت اس کے سر پر رکھا اور اسے تسلی دی۔ بچے نے کہا۔ میرے ماں باپ نہیں جو مجھے نہلائیں۔ اچھے کپڑے پہنائے۔ سر پر تیل لگائیں۔ میرا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ فرمایا۔ بیٹا آؤ۔ میرے ساتھ چلو۔ اسے گھر لے جا کر نہلایا۔ اچھے کپڑے پہنائے۔ بچہ خوش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے بیٹا خوش رہو۔ آج کے بعد محمد ﷺ تمہارے باپ اور عائشہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا تمہاری ماں ہیں۔

۵۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جب بہت سے بچے کھیل رہے ہوں اور ان میں سے اپنے بچے کو پکارو تو بیٹا نہ کہو کہ مبادا ان بچوں میں کوئی یتیم ہو اور تمہارے بیٹا کہنے سے وہ احساس محرومی میں مبتلا ہو جائے۔"

۶۔ آپ ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا "لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ میں تم کو کمزوروں کے حقوق ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس میں کوتاہی کرنے سے ڈراتا ہوں ایک یتیم اور دوسری عورت۔"

۴۔ الرائے:

۱۔ رسول کریم ﷺ کی خصوصی عنایات کا مرکز غلاموں کے ساتھ ساتھ یتیم بھی رہے ہیں۔ آپ ﷺ خود بھی یتیم رہ چکے تھے۔ اس لیے یہ آپ ﷺ کی دلی خواہش تھی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ بہترین برتاؤ کیا ہے وہی سلوک وہ دوسروں کے ساتھ کریں۔ (باسورتھ اسمتھ)

(B. Smith - Muhammad and Muhammadansim 1874)

۲۔ آپ ﷺ نے یتامیٰ کی حالت کو درست کرنے کی طرف خصوصی توجہ کی اور ان کی بہتری کا جو فکر رکھا وہ قابل تعریف ہے یتیموں کو ستانے والوں کی نسبت آپ ﷺ کا سخت ملامت سے کام لینا ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ اس برائی کی اصلاح کی سخت تڑپ رکھتے تھے۔ (ویری۔ مشہور مسیحی فاضل)

۳۔ محمد ﷺ نے یتیموں کے بارے میں اپنی خاص توجہ مبذول کی یتیموں کے حقوق کا بکثرت ذکر اور ان سے بدسلوکی کرنے والوں یا ان کے حقوق غصب کرنے والوں کے خلاف سخت ترین وعیدیں سیرت محمدی ﷺ کے اس پہلو کو اجاگر کرتی ہیں جس پر مسلمان مصنفین کو بجا طور پر ناز ہے۔ (ڈاکٹر رابرٹس)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس لیے یتیم پیدا کیا کہ ہر کبیر کی اساس صغیر ہے۔ (ہر بڑی چیز پہلے چھوٹی ہوتی ہے) اور ہر کمزوری کے بعد قوت و غلبہ حاصل ہوتا ہے اور اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ آپ ﷺ جب عزت و کرامت کے اعلیٰ مدارج تک رسائی حاصل کریں اور اپنے اوائل عمر پر نظر کریں تو آپ جان لیں کہ عزت اسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے، قوت کا مدار والدین اور مال نہیں بلکہ قوت، حشمت، شوکت سب کچھ اللہ کی عطا ہے۔ اور اس لیے بھی آپ ﷺ کا بچپن یتیمی اور فقر کا مرہون منت رہا تا کہ آپ ﷺ فقراء اور یتیموں کی حالت زار سے عملی واقفیت رکھتے ہوں اور ان سے رحمت و شفقت کا برتاؤ کریں۔ (ابن العمار ...... کشف الاسرار)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'یتیم': حروف : ۴

ی + ت + ی + م =

۱ + ۴ + ۱ + ۴ = ۱۰ + ۰ = ۱ = ۱

خصوصیت عدد ۱:

یہ عدد انفرادیت کا نمبر ہے۔ اس کا حامل نہایت منفرد مزاج ہوتا ہے اور اس کی شخصیت واقعات و حالات کی آئینہ

Marfat.com

دار ہوتی ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر کام خود کرنا پسند کرتا ہے اور جرأت و بے باکی سے کام لیتا ہے اس عدد کے لوگ اکثر غیر یقینی حالات سے دوچار ہوتے ہیں انہیں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر یہ گھبراتے نہیں اور بالآخر کامیاب ہوتے ہیں جس طرح یہ منفرد شخصیت کے مالک ہوتے ہیں اسی طرح اپنے تاثرات ظاہر کرنے میں یکتا ہوتے ہیں۔ وہ جو بھی خیال آفرین کرتے ہیں اسے عملی طور پر کر گزرتے ہیں۔

اسم مبارک 'یتیم' عدد '1' کی خصوصیات کا مظہر:

اس اسم مبارک 'یتیم' عدد '۱' اور خصوصیت 'انفرادیت' تینوں میں زبردست ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یتیم و بے آسرا پیدا کیا یعنی دنیاوی رشتوں میں باپ کا مضبوط آسرا ختم ہوگیا مگر آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپ ﷺ پر اللہ کی رحمتوں کا اتنا نزول شروع ہوگیا کہ ہر ایک کو آپ ﷺ کی ذات پاک میں ایک مخصوص 'انفرادیت' نظر آنے لگی۔ ایسا منفرد بچہ تو مکہ والوں نے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ بچے سے جوان ہوئے اور نبوت سے سرفراز فرمائے گئے آپ ﷺ نے نعرۂ حق بلند کیا تو اہل مکہ چونک گئے کہ آپ ﷺ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بے شمار رکاوٹیں آپ ﷺ کے راستے میں کھڑی کیں مگر آپ ﷺ کمال جرأت و بے باکی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے اور اپنے خیالات عوام تک پہنچانے کے لیے عملی اقدامات اٹھاتے رہے۔ آپ ﷺ نے اپنی یکتائی اپنے کلام میں بھی ظاہر کی اہل مکہ چونکتے رہے اور آپ ﷺ کی منفرد شخصیت کے قائل ہوتے رہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت حالات و واقعات کی آئینہ دار رہی۔ آپ ﷺ نے یتیموں۔ بے کسوں و بے سہاروں کے لیے درد اپنے دل کے انتہائی گوشے میں محسوس کیا اور ان کے لیے ہمدردی و رحم کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ معاشرے کی محرومیاں کافی حد تک کم ہوگئیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو زخم لگا ہو اور بہت شدید درد ہو تو چاہیے کہ باوضو حالت میں نو مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کرے۔ انشاء اللہ درد میں کمی واقع ہوگی اور بہت جلد آرام آئے گا۔

۲۔ اگر کسی کا والد فوت ہوگیا ہو اور رنج و غم سے دل میں کسی پل قرار نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد بکثرت یہ اسم پاک پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرے انشاء اللہ غم ہلکا ہو جائے گا اور اسے سکون قلبی حاصل ہوگا۔

Marfat.com

۸۲۔سَیِّدُنَا مُطِیعٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُطِیْعِیْنَ ط

ا: مفہوم: تابعدار۔فرمانبردار۔اطاعت گزار۔

ا۔القرآن:

ا۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۲۲). المؤمن

ترجمہ: اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ پرودگار عالم ہی کا فرمانبردار رہوں۔

۲۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَ اَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ م بِالْعِبَادِ (۲۰)۔ال عمران

ترجمہ: پس کہہ دو کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے ہیں اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرماؤ کیا تم فرمانبردار ہوئے؟ اگر وہ فرمانبردار ہوئے تب راہ پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو آپ ﷺ کے ذمے تو یہی حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

۳۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ (۱۱)۔الزمر

ترجمہ: کہہ دو کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔

(اللہ نے آپ ﷺ کو پہلے اخلاص کا حکم دیا۔ جو عمل قلب ہے پھر اطاعت یعنی اعمال جوارح کا۔ چونکہ احکام شرعیہ رسول سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہی ان کے پہنچانے والے ہیں تو وہ ان کے شروع کرنے میں سب سے مقدم اور اوّل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دے کر تنبیہ کی دوسروں پر اس کی پابندی نہایت ضروری ہے اور دوسروں کی ترغیب کے لیے نبی پاک ﷺ کو حکم دیا گیا۔)

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔"تمام انسانوں کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو کے درمیان ہیں وہ جس طرف چاہتا ہے ان کو پھیر سکتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے یوں دعا

Marfat.com

فرمائی۔ اے دلوں کو لوٹنے پلٹنے والے ہمارے دلوں کو تو اپنی تابعداری ہی کی طرف جھکائے رکھنا۔ (مسلم)

۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب شب میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ زمین و آسمان اور جو مخلوق اس میں ہے سب کا نور تو ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں زمین و آسمان اور جو مخلوق اس میں ہے سب کا وجود قائم رکھنے والا تو ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں تو سچا اور تیرا قول سچا ہے تیرا وعدہ سچا اور تیرا ملنا سچا ہے۔ جنت حق ہے۔ دوزخ حق ہے قیامت کی آمد حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی مطیع ہوا تجھ ہی پر ایمان لایا تجھ پر ہی بھروسہ کیا۔ تیری ہی طرف متوجہ ہوا۔ تیری ہی طاقت سے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا۔ تیری ہی طرف فیصلے کے لیے آیا۔ میرے گناہ جو میں کر چکا ہوں اور جو بعد میں پوشیدہ کیے اور جو کھلے طور پر کیے۔ سب بخش دے۔ تو میرا معبود ہے سوائے تیرے میرا کوئی معبود نہیں۔

(امام احمد، شیخین، امام مالک)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! اب ایسی کوئی چیز بھی باقی نہیں رہی جو تم کو جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کرے مگر ان سب کا میں تم کو حکم دے چکا ہوں اور اسی طرح نہ ایسی کوئی چیز رہ گئی ہے جو دوزخ سے تم کو قریب کر دے اور جنت سے دور مگر میں تم کو اس سے بھی روک چکا ہوں اور حضرت جبرائیلؑ نے ابھی میرے قلب میں یہ بات ڈالی ہے کہ جب تک کوئی شخص اپنے مقدر کا رزق پورا نہیں کر لیتا وہ مر نہیں سکتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور رزق حاصل کرنے میں صاف ستھرے طریقے اختیار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ رزق کی ذرا سی تاخیر تم کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کر دے کیونکہ تمہارا رزق خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور جو چیز اس کے قبضہ میں ہے وہ صرف اس کی فرمانبرداری کر کے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(شرح السنۃ۔ شعب الایمان)

۴۔ روایت ہے کہ جب غزوہ خندق کی شب کفار کے لشکر بھاگ گئے تو اس شب کی صبح کو رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور ہتھیار اتار دیے۔ اس روز ظہر کے وقت جب آنحضرت ﷺ کا سر مبارک دھویا جا رہا تھا۔ تو جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں جبکہ فرشتوں نے چالیس روز سے ہتھیار نہیں رکھے ہیں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتا ہے حضور ﷺ نے اسی وقت فرمایا کہ ندا کر دی جائے کہ جو فرمانبردار ہو وہ عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ جا کر حضور ﷺ یہ فرما کر روانہ ہو گئے اور مسلمان چلنا شروع ہو گئے اور یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچتے رہے یہاں تک کہ بعض حضرات نماز عشاء کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے اس وقت تک عصر کی نماز نہ پڑھی تھی کیونکہ حضور ﷺ نے بنی قریظہ جا کر نماز ادا کرنے کا حکم دیا تھا اس لیے اس روز نماز عصر بعد عشاء کے پڑھی گئی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے گرفت نہ فرمائی۔ (مدارک و جمل)

۵۔ روایت کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ”مجھے اللہ کی طرف سے اس کی وحی نہیں کی گئی اور یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال و دولت جمع کروں اور تجارت و سوداگری کو اپنا پیشہ اور مشغلہ بناؤں بلکہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے اور میری طرف

Marfat.com

یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہوں اور اللہ کے حضور جھکنے والوں میں سے ہوں اور موت آنے تک اپنے پرودگار کی بندگی کیے جاؤں۔ (شرح السنہ)

۴۔ الرائے:

۱۔ اگر روئے زمین پر کوئی شخص ایسا کھڑا ہے جس نے تہہ دل سے اللہ کی اطاعت کی اور انتہائی خلوص نیت سے اپنی تمام زندگی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اور خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے گزار دی تو ایسا شخص یقیناً حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

۲۔ انہوں نے بت پرستی اور دوسرے مکروہات کو باطل قرار دے کر خالص اسلامی وجدان کے ساتھ وحدانیت کا اعلان کیا وہ اللہ کے ایک سچے بندے اور اس کے فرمانبردار پیغام رساں تھے محمد رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ساتھ اتنا احسان کیا ہے کہ کسی دوسرے انسان نے نہیں کیا۔ (مسٹر ونکٹارتنام۔ مدارس کے ہندو فاضل)

۳۔ اس عظیم پیغمبر ﷺ کے پرتاثیر خطبے اور اس زمانے سے مطابقت رکھتی مثالیں سن کر، لوگوں نے اپنے آپ کو ہر طرف چھائی اسراریت سے وابستہ پا کر اب اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا کے سامنے جھکا دیا۔ اور اپنی منتشر و سرگرداں زندگیوں کو منظّم کرنے میں لگ گئے۔ انہوں نے زندگی گزارنے کے لیے جو قوانین پائے وہ نہ تو فلسفیوں کی نصیحتیں اور نہ اور کسی ریاست کے حکمران انہیں دے سکتے تھے۔ (ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۴۔ خدا کی مرضی کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری (جو کہ لفظ 'اسلام' میں سموئی ہوئی ہے) ایمان کا بنیادی مطالبہ تھا جس میں سماجی نیکیوں کی بھی کمی نہ تھی بھائی بندوں سے محبت ان تمام لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہو جاتی تھی جو دائرہ اسلام میں داخل ہوتے۔ (ولیم میور۔ حیات محمدؐ)

(Sir. William Muir - Life of Mohamad)

۵۔ کوئی عرب فطرتاً کسی حکومت یا قانون کے تابع ہو کر رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس میں نظم و ضبط کا فقدان ہوتا ہے۔ لڑائی میں اس کا جوش ہوش پر غالب آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں میں باہم مل جل کر کام کرنے کا جذبہ مفقود دکھائی دیتا ہے۔ وہ کسی قسم کے کھیلوں میں حصّہ لیتے نظر نہیں آتے۔ اگرچہ دنیا کے بہترین شہ سوار مانے جاتے ہیں لیکن ان کی پولو کی ٹیمیں بنانے کی کوششیں زیادہ تر ناکام ہی رہیں کیونکہ ایک عرب کو پولو کا گھوڑا، سٹک اور گیند ہاتھ لگ جائے تو وہ قطعاً اس کا روادار نہیں کہ گیند کسی اور کے پاس چلی جائے لیکن رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکت کس قدر عظیم ہے کہ آپ ﷺ نے ان ہی عربوں کو بنیان مرصوص بنا دیا۔ یہ کارنامہ باعث عز و افتخار ہے کیا کسی معجزے سے کم ہے۔ (باڈلے۔ الرسول)

(R. V . C Bodley - The Messenger)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مطیع' : حروف: ۴

م + ط + ی + ع =

۴ + ۹ + ۱ + ۷ = ۱+ ۲ = ۳

Marfat.com

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کا حامل اپنی استعداد عمل کی وجہ سے باعزت اور قابل فخر مقام حاصل کرتا ہے ان میں قناعت پسندی بہت ہوتی ہے اور مخالفت کا جذبہ بہت کم ہوتا ہے یہ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح دوسروں سے تعلقات قائم رکھے جا سکتے ہیں اور کس طرح اپنے احساسات کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے جس کی وجہ سے چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ان کی وفاداری کرنے لگتا ہے اور ان کے اپنے احساسات کی وجہ سے انہیں بہت شہرت نصیب ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'مطیع' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بندہ بنایا۔ اللہ کے حکم کو من وعن لوگوں تک پہنچایا۔ اس کے احکامات پر خود سختی سے عمل پیرا ہوئے اور اس حد تک مثال قائم کی کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ٹھہری۔ پہلے آپ ﷺ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا مکمل نمونہ و مثال بنے پھر لوگ آپ ﷺ کی بھرپور اطاعت میں کوشاں ہو گئے۔ یہ نفسیاتی عمل ہے کہ دوسرے لوگ تب ہی کسی کے فرمانبردار ہو سکتے ہیں جب وہ حکم دینے والے کو قوانین و اصول وضوابط پر بھرپور عمل کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کے احکامات کی مکمل تابعداری کی اور آپ ﷺ کے پیروؤں نے آپ ﷺ کی بلکہ آج بھی ہر مسلمان کی حتی الوسع یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ کا فرمانبردار بنے اس پر ''نافرمان'' کی مہر نہ لگے عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے بھرپور عمل سے باعزت مقام و مرتبہ حاصل کیا یعنی وہ احکام پہلے خود اپنی ذات پر لاگو کیے اور اس کا بالواسطہ اثر آپ ﷺ کے پیروکاروں پر ہوا۔ یعنی یہ رشتہ اطاعت کے عمل سے مضبوط ہوتا گیا۔ آپ ﷺ کے ان احساسات جذبات و اعمال کی وجہ سے معاشرے کا ہر فرد آپ ﷺ کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا کیونکہ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اپنے رب کے فرمانبردار و اطاعت گزار تھے۔ آپ ﷺ کو ایک مثالی معاشرہ قائم کرنا تھا۔ ایسا معاشرہ جو قیامت تک ایک مثال متصور ہو اور ایک مثالی معاشرہ تب ہی قائم ہو سکتا ہے جب معاشرے کے تمام افراد کی صلاحیتیں و قوتیں مثبت انداز میں معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے صرف ہوں اور افراد کی صلاحیتوں سے بھرپور انداز میں فائدہ اٹھانے کے لیے ایک انتہائی روشن خیال، ذہین و فطین انسان کی ضرورت ہوتی ہے ایسا انسان جس میں قانون کی اطاعت کا جذبہ سب سے زیادہ موجود ہو جو انسانوں میں بلاوجہ تخصیص و تفریق نہ کرے جس میں خدائی طاقت کے سامنے جھکنے کا جذبہ بھی سب سے زیادہ موجود ہو۔ ایسا انسان حقیقی معنوں میں مثالی معاشرہ قائم کرنے کا حقدار ہوتا ہے اور آپ ﷺ ایسے مثالی انسانوں کے لیے سب سے بڑی مثال بن کر آئے اور ایک مثالی معاشرہ قائم کر کے دکھایا۔ جب اس معاشرے کا طائرانہ بھی جائزہ لیں تو جو چیز سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ 'اطاعت' ہے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بھرپور اطاعت کی اور صحابہ نے آپ ﷺ کی۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی چاہے کہ پروردگار اسے معاف کر دے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے تو وہ روزانہ ۱۲۹ مرتبہ اس اسم پاک کو

Marfat.com

پڑھنے کا معمول بنا لے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو نیکی کے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اس کو بخش دے گا۔

۲۔ جو کوئی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت کا خواہاں ہو تو ہر نماز کے بعد ۱۲۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اسے نیک اور فرمانبردار بندہ بنائے گا۔

Marfat.com

۸۳۔ سَیِّدُنَا کَرِیْمٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّیِّدِ الْحَکِیْمِ الْکَرِیْم ط

مفہوم: سخی ۔ کرم کرنے والے۔ بزرگ۔ معزز

۱۔ القرآن:

۱۔ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (۴۰) وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِیْلًا مَّاتُؤْمِنُوْنَ (۴۱). الحاقة

ترجمہ: بے شک یہ (قرآن) ایک معزز رسول ﷺ سے باتیں ہیں (۴۰) کسی شاعر کا قول نہیں۔ تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔

۲۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ . (۹۶) . المؤمنون

ترجمہ: سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دور کرو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نہایت نرم خو تھے۔ سخت مزاج نہ تھے۔ خود اپنے ذاتی معاملے میں کبھی غصہ نہ فرماتے تھے اور نہ کسی سے انتقام لیتے تھے۔ کسی کی توہین روا نہ رکھتے تھے چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہارِ شکر فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

۲۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اس کو قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں جو مجھ سے قطع کرے میں اس کو ملاؤں جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں۔ غضب اور خوشنودی دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حاضری کی اجازت طلب کی جو بد خلق تھا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ بہت خندہ پیشانی اور خوش روئی سے متوجہ ہوئے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ نے بہت خوش خلقی اور خوش مزاجی کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا ! تم نے مجھے کب درشت گوئی کرتے دیکھا ہے۔ بخدا! قیامت کے دن وہ شخص بدترین انسان ہوگا جسے لوگ بوجہ درشت گوئی چھوڑ گئے ہوں۔ (بخاری)

Marfat.com

۴۔ عباد ؓ بن شرجیل مدینہ میں ایک صاحب تھے۔ ایک دفعہ قحط پڑا اور بھوک کی حالت میں ایک باغ میں گھس گئے اور خوشے توڑ کر کچھ کھائے اور کچھ دامن میں بھر لیے۔ باغ کے مالک کو معلوم ہوا تو اس نے آ کر ان کو مارا اور کپڑے اتروا لیے۔ حضرت عباد ؓ آنحضرت ﷺ کے پاس شکایت لے کر گئے۔ مدعا علیہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جاہل تھا اس کو تعلیم دینا تھا یہ بھوکا تھا اس کو کھانا کھلانا تھا۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس کے کپڑے واپس دلائے اور ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے اسے عنایت فرمایا۔

(ابوداؤد)

۵۔ روایت ہے کہ ایک گنوار آیا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے عطا کیا اور پوچھا۔ ٹھیک ہے۔ بولا۔ نہیں۔ تم نے میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا۔ یہ سن کر مسلمان بے تابانہ اس کی جانب بڑھے حضور ﷺ نے اشارہ کیا کہ رک جاؤ۔ پھر حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے اور گھر سے لا کر بھی اور کچھ دیا وہ خوش ہو کر دعا دینے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تیرا پہلا کام میرے اصحاب کو ناگوار گزرا تھا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان کے سامنے بھی اسی طرح کہہ دو جس طرح اب کہہ رہے ہو تا کہ ان کے دل تمہاری طرف سے صاف ہو جائیں۔ وہ بولا۔ ہاں، میں کہہ دوں گا۔ اگلے دن آ کر اس نے کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے اصحاب ؓ سے فرمایا کہ ایک شخص کی اونٹنی بھاگ گئی۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے۔ وہ آگے ہی آگے بھاگتی رہی۔ مالک بولا۔ تم سب ٹھہر جاؤ یہ میری اونٹنی ہے اور میں ہی اسے سمجھ سکتا ہوں۔ لوگ ہٹ گئے۔ اونٹنی گھاس پات کھانے میں لگ گئی۔ مالک نے آگے سے جا کر اسے پکڑا اور کاٹھی ڈال لی۔ میری اور اس گنوار کی مثال بھی ایسی تھی۔ اگر تم اسے اسی حالت میں قتل کر دیتے تو بے چارہ جہنم میں جاتا۔

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کے اخلاق بہت ہی کریمانہ اور شریفانہ تھے۔ معاشرت بہت ہی اچھی تھی گفتگو شیریں اور انتہائی نرم تھی۔ آپ ﷺ صحیح الرائے اور بہت ہی سچّے تھے۔ محمد ﷺ کی دینی فطرت وجبلت ہر محقق اور پاکیزہ مقاصد والے کے لیے جاذب توجہ ہے اس لیے کہ اس کے اندر خلوص وسچّائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کا انسانیت کے محسنین میں شمار کیا جائے۔ (پروفیسر ماؤنٹ)

۲۔ محمد ﷺ ایک ایسے ذہن کے مالک تھے جو مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھا سکتے تھے اور سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ ایسا فقید المثال ذہن رکھنے والا انسان متکبر تھا نہ مغرور بلکہ عجز وانکسار کا پیکر تھا۔ (ایس۔ پی۔ سکاٹ)

(S.P. Scott - History of the Moorish Empire in Europe)

۳۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق جب بدر کے قیدی مدینہ میں لائے گئے تو محمد ﷺ نے اپنے لوگوں کو اس میں شامل کیا کہ وہ ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں جیسا کہ ایک قیدی نے بعد میں کہا۔ کہ مدینہ کے ان لوگوں پر رحمت ہو جو ہمیں سوار کرتے تھے اور خود پیدل چلتے تھے اور ہمیں کھانے کے لیے روٹی دیتے تھے اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے تھے۔ یہ امر واقعی قابل تعریف ہے۔ (سر ولیم میور۔ لائف آف محمد)

Marfat.com

۴۔ فتح مکہ کے بارے میں تبصرہ

"آنحضرت ﷺ نے غیر معمولی نرمی اور ملاطفت سے کام لیا۔ مال غنیمت کی مخالفت کر دی گئی اور قدیم مالکانہ حقوق برقرار رکھے گئے۔"

کیا کسی تاریخی ہستی کی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے جس کا ظرف اتنا وسیع ہو۔ (ڈاکٹر جوزف ایبل)

۵۔ آنحضرت ﷺ نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ اسلامی مملکت میں آباد عیسائیوں کی جان، ان کی تجارت، ان کے مال و اسباب اور مذہبی امور کی ادائیگی اور ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت دے دی تھی اور رواداری کے اس اصول پر نہ صرف خلفائے راشدین نے ہی پوری سختی سے عمل کیا تھا۔ بلکہ تمام عرب حکمران بھی رواداری کے اس اصول پر کاربند رہے۔ (مسٹر جیسن۔ فاضل مؤرخ)

۶۔ رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ کی طرح آپ ﷺ کا مصافحہ بھی تصنع سے پاک تھا۔ اپنی طرف بڑھنے والے ہاتھ کو آپ ﷺ گرمجوشی سے گرفت میں لے لیتے اور چھوڑنے میں کبھی پہل نہ کرتے آپ ﷺ نے عمر بھر کبھی کسی سے بے وفائی نہ کی۔ بچوں اور جانوروں سے انہیں خلوص دل سے پیار تھا۔ جب کبھی آپ ﷺ گھر سے باہر قدم نکالتے۔ کم سن لڑکے اور لڑکیاں آپ ﷺ کے اردگرد حصار بنا لیتے۔ بے زبان جانوروں سے بدسلوکی آپ ﷺ کو گوارا نہ تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے پیروؤں کو ہمیشہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین فرمائی۔ (R. V. C . Bodley - The Messenger ۔آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

۷۔ آپ ﷺ نہایت ہنس مکھ (خوش مزاج) اور خندہ جبین تھے۔ امیر وغریب سے آپ ﷺ حسن سلوک سے پیش آتے۔ خصوصاً جب کوئی سوال کرتا تو بہت ہی نرمی وحلم سے اس کو جواب دیتے تھے۔

(فرانسیسی عالم موسیو سیڈیو تاریخ عرب)

۸۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ ﷺ بہت کمزور ہو گئے تو آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے تجویز کیا کہ آپ ﷺ مسجد میں کسی اونچے مقام پر تشریف رکھیں تاکہ لوگ آپ ﷺ کو گھیر نہ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی عبا سمیٹ کر اس وقت تک ان لوگوں سے علیحدہ نہیں ہوسکتا جب تک خدا مجھے ان کے درمیان سے نہ اٹھا لے۔ آپ ﷺ متکبر انسانوں میں سے نہ تھے جو ملاقات کے وقت دو انگلیاں اور اپنی چھڑی کا سر ہلا دیتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمہ تن متوجہ ہو جاتے تھے اور جب تک ہاتھ ملانے والا ہی اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کرتا وہ مصافحہ کرنے والے سے اپنا ہاتھ جدا نہ کرتے تھے۔ (مسٹر مارکس ڈاد)

۹۔ حضور ﷺ میں بلا کی کشش تھی آپ ﷺ کی بذلہ سنجی۔ شگفتہ مزاجی، شائستہ اخلاق، افراد خاندان سے محبت، اپنے اصحاب سے حسن سلوک، صحابہ کی باتوں سے لطف اندوزی، ہر ایک سے برادرانہ و مساوی سلوک لطف و محبت سے قریبی لوگوں کو اپنے دیئے ہوئے نام سے پکارنا، مخلصین سے مشورہ آپ ﷺ کے اوصاف حسنہ تھے۔

(سرجان گلب پاشا)

(Sir. J. Ghalib pasha - The Life & Times of Muhamad)

Marfat.com

۴: الاعداد

اسم مبارک 'کریم' : حروف : ۴

ک + ر + ی + م =

۲ + ۲ + ۱ + ۴ = ۹

خصوصیت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلق ہے اور اس عدد کے حامل افراد کے دوست آسانی سے پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ عدد شخصی جاذبیت کا حامل ہے۔ چونکہ ان افراد میں غصہ بھی ہوتا ہے اور نرم مزاجی بھی۔ جب نرم مزاجی کا عنصر غالب ہو اور یہ ٹھنڈے مزاج کے حامل ہوں تو لوگ ان کے گرد جمع رہتے ہیں اور ان کی بہت مدد کرتے ہیں یہاں تک ان کے لیے اپنی جانیں بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

اسم مبارک 'کریم' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۹' کی مذکورہ تمام خصوصیات موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جاذبیت پیدا کی تھی کہ جو ایک دفعہ ملتا ہمیشہ کے لیے مداح ہو جاتا نیز کبھی کبھار آپ ﷺ کو غصہ آتا ورنہ آپ ﷺ میں بہت تحمل مزاجی و نرمی تھی یہ آپ ﷺ کی اس قدر نرمی تھی کہ قرآن بھی آپ ﷺ کی اس خوبی کا معترف ہوا کہ "آپ ﷺ اپنے رب کی رحمت سے سخت مزاج نہیں۔" آپ ﷺ کی یہ نرم مزاجی اور کریمانہ اخلاق تھے جنھوں نے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا وہ آپ ﷺ کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ آپ ﷺ کے لیے جانیں قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہترین اوصاف سے متصف فرمایا۔ یعنی اخلاق حسنہ و کریمانہ سے۔ آپ ﷺ کے کرم سے تمام مخلوقات نے فیض پایا۔ انسانی معاشرے کا کوئی بھی فرد تشنہ نہ رہا۔ آپ ﷺ معزز و قابل عزت ٹھہرے کیونکہ آپ ﷺ نے ہر ایک کی بھرپور عزت کی۔ ہر ایک کی عزت نفس کا خیال رکھا۔ امیر و غریب، غلام و آقا کی تخصیص کے بغیر ہر ایک کو باعزت مقام دیا کہ ہر کوئی محسوس کرنے لگا کہ آپ ﷺ جیسا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اور آپ ﷺ صرف اسی کے ہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی بے روزگار ہو اور اس کا ذریعہ معاش نہ ہو تو وہ بکثرت یہ اسم پاک پڑھے۔ انشاء اللہ بہت جلد برسر روزگار ہو جائے گا۔ رزق میں اضافے کے لیے ہر نماز کے بعد دو سو ستر مرتبہ پڑھنا بہت مفید ہے۔

۲۔ جو چاہے کہ وہ چشم خلائق میں معزز و محترم ہو تو وہ رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں بکثرت یہ اسم پاک پڑھے اور دائیں کروٹ ہو کر لیٹ جائے اس عمل کی مداومت کرنے سے لوگوں کے قلوب اس کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے دلوں میں اس کے لیے عزت پیدا ہوگی۔

Marfat.com

۸۴۔ سَیِّدُنَا حَکِیْمٌ ﷺ

(صفاتی والٰہی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْحُکَمَآءِ ط

مفہوم: حکمت والے۔ دانا۔

ا۔ تفصیل مفہوم:

مفسرین نے حکمت کی تفسیر سنت کی ہے۔ مگر یہاں اور بھی اقوال ہیں تعلیم کتاب کے ساتھ جب حکمت کی تعلیم نہیں رہتی تو گویا افضل دوا کا بدرقہ نہیں رہتا۔ اس لیے اس کی تاثیر میں بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے معلم محقق کتاب کے ساتھ حکمت کی بھی تعلیم دیتا ہے جو کتاب کے علاوہ دوسری چیز ہوتی ہے۔ یہ حکمت کتاب کی شکل میں کوئی دوسری کتاب نہیں ہوتی بلکہ اس کتاب کو محبت نبی ﷺ میں پڑھنے کے وہ اثرات ہوتے ہیں جو مستعد شخص کی ذہنیت میں ایسی صلاحیت پیدا کرتے ہیں کہ صحیح فہم و فراست اس کے لیے ملکہ نفس بن جاتی ہے اس کے خیالات و عقائد خود پاکیزہ اور دوسروں کو بھی پاکیزہ بنا دیتے ہیں۔ غلط بات کو اس کا ذوق قبول نہیں کرتا اور صحیح حقیقت قبول کرنے میں اسے کچھ تردد نہیں ہوتا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ حکمت اور علم ایک نور ہے۔ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

۲۔ القرآن:

ا۔ ذٰلِکَ مِمَّآ اَوْحٰٓی اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ ط (۳۹) بنی اسرائیل

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ یہ تمام دانشمندی کی ان باتوں میں سے ہیں جو خدا نے تم پر وحی کی ہیں۔

۲۔ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج ...... (۲)۔ الجمعۃ

ترجمہ: اور وہ (پیغمبر ﷺ) انہیں (مسلمانوں کو) کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

۳۔ کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ (۱۵۱)۔ البقرۃ

ترجمہ: جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول ﷺ بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کے سناتے ہیں اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب یعنی قرآن اور دانائی سکھاتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

Marfat.com

۲۔الحدیث :

۱۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ نئی قوم کو دعوت دیتے وقت شریعت کے تمام احکام کو بڑے حکیمانہ انداز میں پیش کرتے تھے۔ (بخاری)

۲۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر ایک واقعہ پر منافقین نے اشتعال پیدا کیا اور بہت جلد ممکن تھا کہ مہاجرین و انصار آپس میں باہم دست وگریبان ہو جاتے کہ عین وقت پر آپ ﷺ کو خبر ہوئی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور اس طرح تقریر فرمائی کہ چند لمحوں میں مہاجرین و انصار پھر شیر وشکر ہو گئے۔ (بخاری)

۳۔ ہرقل بادشاہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی وسعت یہ ہے کہ زمین و آسمان اس میں آ جائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تورات کہاں ہوتی ہے یعنی دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے۔ اسی طرح جنت بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ نے بدر کے لیے کوچ فرمایا تو ہم نے آپ ﷺ کے قریب دو آدمیوں کو دیکھا جو دشمن کیمپ کے تھے۔ ایک شخص قریشی تھا اور ایک عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا۔ ہم نے پیچھا کیا۔ قریشی تو چھپ گیا اور غلام کو ہم نے گرفتار کر لیا اور اس سے قوم کی تعداد پوچھنا شروع کی۔ وہ جواباً صرف یہی کہتا۔ واللہ! ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی طاقت بڑی ہے۔ مسلمانوں نے اس جواب پر اس کو مارنا شروع کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ وہ پھر بھی وہی جواب دیتا رہا۔ آپ ﷺ نے بہت کوشش کی کہ وہ تعداد بتائے مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سوال کیا کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔
یہ سن کر اس نے فوراً جواب دیا۔

روزانہ دس۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ معلوم ہو گیا۔ قوم کی تعداد ایک ہزار ہے۔ کیونکہ ایک اونٹ سو آدمیوں کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اندازہ درست ثابت ہوا۔ چنانچہ غزوہ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔

۵۔ حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے مجھ کو اپنی جگہ پر بٹھایا۔ میں وہاں کچھ روز مقیم رہا۔ پھر انہوں نے مجھے یاد کیا اور اپنے مذہبی بزرگوں کو بھی دعوت دی اور کہا مجھ کو تم سے ایک بات کہنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس کو خوب سمجھ لو۔ میں نے عرض کی۔ فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا۔

''اپنے پیشوا کے متعلق کچھ بتاؤ۔ کیا وہ نبی ﷺ ہیں۔؟''

میں نے عرض کی۔ یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اس پر انہوں نے کہا تو پھر ان کی قوم نے ان کو وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا تو انہوں نے بددعا کیوں نہ کی۔ میں نے شاہ مقوقس سے کہا۔ کیا آپ عیسیٰ کے متعلق یہ گواہی نہیں دیتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ان کی قوم نے جب ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تھا تو اس وقت ان کے حق میں یہ بددعا کیوں نہ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو

Marfat.com

ہلاک کر دے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔" یہ سن کر شاہ مقوقس نے کہا۔ تو خود بھی دانا شخص ہے اور جس ہستی کا فیض یافتہ ہے وہ بھی بڑی صاحب حکمت ہے۔ (بیہقی)

۶۔ حضرت وہب بن منبہ ؓ فرماتے ہیں کہ اکہتر کتابوں اور صحیفوں میں جو کہ پہلے انبیاءؑ پر نازل ہوئی تھیں۔ پڑھا۔ ان سب میں یہ پایا جاتا ہے کہ نبی پاک ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند اور رائے میں افضل ہوں گے۔"

(کتاب الشفاء)

۴۔ الرائے:

۱۔ حضرت محمد ﷺ ایک صحیح دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ انہوں نے جو سیاسی نظام قائم کیا وہ نہایت شاندار تھا۔ (از میثاق ملی ۔ مصنف روسو بانی انقلاب فرانس)

۲۔ روئے زمین پر محمد ﷺ جیسا دور اندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا نہیں دکھائی دیتا۔

(S. Lane - Poole - Islam , 1903 ۔ لین پول)

۳۔ محمد ﷺ کی عقل ان عظیم ترین عقلوں سے تھی۔ جن کا وجود دنیا میں عنقا کا حکم رکھتا ہے وہ معاملہ کی تہہ تک پہلی ہی نظر میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ اپنے خاص معاملات میں نہایت ہی ایثار و انصاف سے کام لیتے۔ (سر فلیکڈ)

۴۔ ہمارے کچھ دانشور بڑھا نکتے ہیں کہ محمد ﷺ کی تعلیم مسیحیت سے اخذ کی گئی ہے بحث میں پڑنے کی بجائے میں صرف اتنا پوچھتا ہوں۔ کیا یہ تعلیم مسیحیت سے بہتر نہیں ہے؟ ایک زندہ اور لازوال نظام حیات ...... ایک صحرا نشین اپنے حیات بخش، مخلص دل اور چمکتی ہوئی دور بین نگاہوں سے ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔

(کارلائل۔ ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۵۔ کوئی بین اور واضح ثبوت اس بات کے سلسلے میں پیش نہیں کیا جا سکا کہ محمد ﷺ نے اپنے عقائد یا اپنی رسالت کے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لیے کسی نقلی یا جعلی معجزے کا سہارا لیا ہو۔ اس کے برعکس وہ اپنی عقل و دانش اور فصاحت و بلاغت پر بھروسہ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ (ڈیون پورٹ)

(J. Daven Port - A pology for Muhammad and the Koran, 1882)

۶۔ محمد ﷺ سے زیادہ مخلص انسان کوئی نہیں گزرا۔ وہ جس طرح نمایاں طور پر دانشمند تھے اسی طرح مخلص بھی تھے۔ وہ ایک مفکر و معمار تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی۔ اور جو فکر کی وہ صرف اپنے ہی زمانے کے لیے نہیں کی بلکہ رہتی دنیا تک مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کی۔

(میجر آرتھر گلن لیونارڈ)

(A. G. Leonard - Islam, 1909)

۷۔ محمد ﷺ بہت بڑے حکیم تھے۔ انہوں نے وحدانیت پر زور دیتے ہوئے انسانوں کو بت پرستی اور انسان پرستی سے اس علمی اور عقلی قاعدہ کے ذریعہ سے نجات دلائی کہ دنیا اور دنیا کا ذرہ ذرہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہوگیا۔

(مسٹر بیبان)

۸۔ عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو بانیٔ اسلام کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو۔ جب ایک فلسفی اور دانشور تمام مذاہب عالم پر غور کرتا ہے تو دین اسلام کی سادگی وخوبی کو دیکھ کر دل ہی دل میں پشیمان ہوتا ہے کہ

Marfat.com

میرا مذہب ایسا کیوں نہیں۔ مجھ کو کوئی مذہب ایسا معلوم نہیں ہوتا جو سخت خرافات اور پیچیدہ مسائل پر مشتمل نہ ہو مگر محمد ﷺ کا مذہب بہت سادہ اور حکیمانہ ہے۔ (گاڈ فری ہیگن)

۴: الاعداد

اسم مبارک ' حکیم ' : حروف :۴

ح + ک + ی + م =

۸ + ۲ + ۱ + ۴ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیت عدد '۶':

اس عدد پر زہرہ کی حکمرانی ہے اس کے حامل بہت زود حس اور غور وخوض کے مالک ہو سکتے ہیں ذمہ داری کا احساس بھی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے یہ لوگ قابل بھروسہ اور متوازی الذہن ہوتے ہیں۔ بہت پر سکون اور پر وقار شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے اچھے اخلاق اور اچھی صفات کی وجہ سے ہر جگہ گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔

اسم مبارک ' حکیم ' عدد ' ۶ ' کی خصوصیات کا مظہر:

حضور ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۶ ' کی مندرجہ بالا خصوصیات نمایاں طور پر موجود تھیں آپ ﷺ بہت پروقار، پرسکون اور قابل بھروسہ شخصیت کے مالک تھے اور ایک انسان میں یہ خصوصیات تب ہی جنم لیتی ہیں جب وہ عقلمند اور دانا ہو۔ آپ ﷺ کی دانائی اور عقلمندی کا زمانہ اس وقت بھی قائل تھا اور آج بھی ہے۔ بعض ایسے اقدامات جن پر صحابہ کرام معترض ہوئے یعنی صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط مگر وقت نے ثابت کیا کہ کس طرح وہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کے حق میں بہتر ثابت ہوئیں۔ آپ ﷺ زبردست فہم وفراست اور دور اندیشی کے مالک تھے کتب سیر ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''حکیم'' کی صفات سے متصف ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت میں بے مثل ہے۔ اسی طرح انسانوں میں آپ ﷺ اپنی اس صفت میں یکتا تھے اور ہیں۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اگر میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ہو تو باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر کسی کھانے والی چیز پر دم کر کے دونوں کو کھلا دی جائے۔ تو ناچاقی دور ہو جائے گی۔

۲۔ اگر کوئی ایسی مشکل پیش آ گئی ہو اور حل کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر انتہائی توجہ کے ساتھ تین ہزار مرتبہ سات یوم تک بلا ناغہ پڑھے انشاء اللہ مشکل حل ہو جائے گی۔

۳۔ اگر کسی کو ناحق قید میں ڈالا گیا ہو تو وہ روزانہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد ۹۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر دعا مانگے تو اس کی رہائی جلد ہو جائے گی۔

Marfat.com

۸۵۔ سَیِّدُنَا خَاتِمُ الرُّسُلِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتِمَ الرُّسُلِ ط

ا: مفہوم: رسولوں میں سب سے آخر

ا۔ القرآن:

ا۔ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۸۴) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۸۵) وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۸۶) وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۸۷) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۸۸) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (۸۹) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ (۹۰)۔ الانعام

ترجمہ: اور ہم نے (ابراہیمؑ) کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بخشے اور ہر ایک کو ہدایت دی اور نوحؑ کو اس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اس کی اولاد میں داؤدؑ، سلیمانؑ، اور ایوبؑ، یوسفؑ موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں (۸۴) اور زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں۔ (۸۵) اور اسمٰعیلؑ، یسعؑ، یونسؑ اور لوطؑ کو ہر ایک کو بزرگی بخشی دنیا والوں پر (۸۶) اور ان کے باپ دادوں اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے ان کو چن کر پسند کیا اور ان کو سیدھی راہ پر چلایا (۸۷) یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے دے اگر وہ شرک کرتے تو ان کا سارا کیا برباد ہو جاتا (۸۸) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم (حق و باطل میں فیصلہ) اور نبوت دی تو اگر یہ لوگ ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے ان باتوں پر ایسے دوسرے لوگوں کو مقرر کیا ہے جو ان کا انکار نہیں کرتے (۸۹) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے ہدایت دی۔ اے محمد ﷺ! تم بھی انہی کی راہ پر چلو اور کہہ دو کہ میں اپنے کام کی تم سے اجرت نہیں چاہتا یہ (قرآن) دنیا والوں کے لیے محض نصیحت ہے۔ (۹۰)

Marfat.com

۲۔ الحدیث :

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔ (مسلم)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ہوگا۔ (ترمذی)

۳۔ روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ آپ ﷺ شام کی طرف روزانہ ہوئے۔ جب بصریٰ پہنچے تو ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے تھے وہاں ایک راہب رہتا تھا جس کا نام نسطورا تھا۔ وہ دیکھ کر آپ ﷺ کی طرف آیا اور آپ ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ عیسیٰ ابن مریم کے بعد سے لے کر اب تک یہاں آپ ﷺ کے سوا کوئی اور نبی نہیں اترا۔ پھر میسرہ سے کہا کہ کیا ان کی آنکھوں میں یہ سرخی ہے۔ میسرہ نے کہا۔ یہ سرخی آپ ﷺ کی آنکھوں سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ راہب بولا۔ یہ وہی نبی ہے جو آخری ہے۔

۴۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ ﷺ کے پاس دیکھ کر کہا۔ اے زید! اٹھو ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی دنیا کی چیز کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ ﷺ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ اے محمد ﷺ! اس لڑکے کے بدلے ہم آپ ﷺ کو اموال دینے کو تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ کہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور یہ کہ میں رسولوں کا خاتم ہوں جب تم یہ گواہی دو گے میں لڑکے کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ (مستدرک حاکم)

۳۔ الرائے :

۱۔ حضرت آدمؑ ایک سچا دین لے کر آئے تھے لیکن لوگوں نے اس کو بگاڑ ڈالا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس دین حق کے حقیقی تصور کو اجاگر کرنے کے لیے دنیا میں یکے بعد دیگرے کئی پیغمبر بھیجے ان میں سے ایک حضرت نوحؑ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، یوحنا (یحییٰؑ) اور حضرت عیسیٰؑ کو بھی مدعو کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ سے آنحضرت ﷺ بالخصوص بہت متاثر تھے۔ دیگر انبیاء کے برعکس انہوں نے کوئی منفرد اور انوکھا عقیدہ پیش نہیں کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک (قرآن حکیم کی رو سے) نہ یہودی تھے۔ نہ عیسائی بلکہ وہ یقینی طور پر اللہ کے سچے نبی اور دین حنیف کے پرستار تھے۔ ان نظریات نے رسول پاک ﷺ کو مزید غور و فکر کا موقع فراہم کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو گزرے ہوئے ابھی چھ سو سال پورے نہیں ہوئے تھے مگر وقت کو اب انتظار تھا کہ دنیا کی اصلاح کے لیے کوئی اور پیغمبر آئے۔ کعبہ میں بکھرے تین سو ساٹھ بت اس کا احساس دلا رہے تھے۔

(R. V. C. Bodley - The Messenger - باڈلے۔ الرسول)

۲۔ فطرت کے خدا نے آپ ﷺ کے وجود کو تمام امور پر نقش کر دیا تھا اور اپنے (خدا کے) قانون کو انسان کے دل پر ...... پہلے کے علم کو اور دوسرے کے عمل کو بحال کرنا ہی ہر دور کے پیغمبروں کا مقصد رہا ہے۔ محمد ﷺ کی فیاضی

Marfat.com

نے ان کے پیشروؤں کو اس دعویٰ کی اجازت دی۔ جس کا انہوں نے خود دعویٰ کیا اور وحی کا یہ سلسلہ نزول آدم سے قرآن کی وسیع اشاعت تک طویل تر ہوتا چلا گیا۔ (گبن)

(Gibbon - Rise Decline and Fall of the Roman Empire, 1962)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'خاتم الرسل' : حروف : ۹

خ + ا + ت + م + ا + ل + ر + س + ل =

۶ + ۱ + ۴ + ۴ + ۱ + ۳ + ۲ + ۲ + ۶ + ۳ = ۳ + ۰ = ۳

خصوصیّت عدد '۳':

یہ عدد مشتری سے تعلق رکھتا ہے جو اچھائی کا علمبردار ہے اس کے حامل افراد اعلیٰ سیرت اور اعلیٰ خیالات کے اظہار کی قوت سے متصف ہوتے ہیں اسی لیے یہ مذہبی علماء وفضلاء کا نمبر ہے۔ نیز متانت، امید و یقین، منطق اور ہر دلعزیزی ان کی اہم خصوصیات ہیں۔ ان کا زندگی کی طرف رجحان ہمیشہ روشن خیال پر مبنی ہوتا ہے۔ ایسا شخص بلند خیال کا حامل ہوتا ہے اور بلند ماحول کو پسند کرتا ہے اگر اس میں فلسفیانہ خیالات ہیں تو وہ ایک سرگرم عمل فلاسفر ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ کوئی پیشہ منتخب کرے اس میں خاص تنوع اور صناعی پیدا کرلیتا ہے۔ یہ اپنے اعتماد اور خود شناسی سے کافی مسائل حل کر لیتا ہے دوسرے لوگوں کو جلد ہم خیال بنا کر گرویدگی کے حلقہ میں لے لیتا ہے کیونکہ قدرت نے ان میں یہ فطرت رکھی ہے کہ دوسروں پر اچھا اثر چھوڑیں تا کہ وہ ہمیشہ کے لیے متاثر رہیں۔

اسم مبارک 'خاتم الرسل' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات سے نمایاں طور پر متصف تھے۔ آپ ﷺ کا مشن اپنے پیش رو انبیاء کے مشن کی تکمیل تھی اور اس کے لیے اعلیٰ سیرت اور اعلیٰ خیالات۔ امید و یقین متانت و روشن خیالی جیسے بلند پایہ خیالات سے متصف ہونا بہت ضروری تھا آپ ﷺ کا مقصد جس طرح اعلیٰ و ارفع تھا اس کے لیے آپ ﷺ کی بلند خیالی اور اعلیٰ و ارفع ذات ضروری تھی۔ آپ ﷺ نے فصیح و بلیغ قرآن پاک کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو بدلا۔ ان کی روحوں کو اس کے نور سے جلا بخشی۔ ان کے ذہنوں سے اوہام پرستی و باطل عقیدوں کو مٹا ڈالا۔ قوت ایمان سے باطل پرستی کو ایسا مٹایا کہ وہ شرک کے شائبے سے بھی خوف کھانے لگے۔ ان کے اندر ایسی روح پھونکی کہ وہ ایک ایسی ناقابل تسخیر قوت بن کر اٹھے جنہوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے اقوال و اعمال کو خدا کی سرزمین پر قائم کرنا اپنی زندگی کا نصب العین ٹھہرایا۔ آپ ﷺ کے پیروکاروں نے جو کارنامے سرانجام دیئے دنیا کی تاریخ میں کسی بھی نبی، رسول، سماجی و مذہبی مصلح اور اعلیٰ فوجی صفات سے متصف حکمرانوں کے پیروکار بھی سرانجام نہ دے سکے۔ یہ صرف آپ ﷺ کی ہمہ جہت و ہمہ گیر شخصیت کی وجہ سے ممکن ہوا۔ آپ ﷺ نے آغاز سے اختتام تک سارے انبیاء کے پیروکاروں کو دعوت اسلام دی۔ ان کی تعلیمات کو از سرنو زندہ کیا۔ ان پر عمل کر کے دکھایا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ صرف آپ ﷺ کی ذات پاک ہی یہ کارنامہ سرانجام دے سکتی تھی اسی لیے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سلسلہ رسالت کی آخری وختمی مہر ثبت کی۔ آپ نے اپنے مشن میں اس طرح انفرادیت دکھائی کہ آپ ﷺ نے لوگوں کے قلوب کو فتح کیا اور وہ لوگ آپ ﷺ کے لیے ایسا اسلحہ ثابت ہوئے جن کا نعم البدل کوئی نہ تھا اور یہ اسلحہ کسی اور نبی و رسول کو آپ ﷺ سے قبل میسر نہ آ سکا یہ آپ ﷺ کی ہر دلعزیزی سے ممکن ہوا اور دلعزیزی کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی کسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو اور مشکل کے حل کی کوئی صورت نہ دکھائی دیتی ہو تو وہ روزانہ نماز عشاء کے بعد ۱۳۶۲ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔

۲۔ جو کوئی چاہے کہ وہ مخلوق کی نظروں میں پسندیدہ و مقبول ہو جائے تو روزانہ نماز فجر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے چشم خلائق میں مقبول ہو جائے گا۔

Marfat.com

۸۶۔سَیِّدُنَا سَیِّدٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْاَنَامِ ط

ا: مفہوم: سردار

ا۔ القرآن:

ا۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا.(۱۸). الفتح

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ نے جانا جوان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (۱۰)۔الفتح

ترجمہ: جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔

انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا فرمان ہے۔

اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تا کہ جب ہو جائے تو تم یقین کر لو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔

۲۔الحدیث:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں ایمان والوں کا سردار یعنی سید المومنین ہوں۔ (دلائل النبوۃ)

۲۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ ﷺ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کا قصد فرمایا۔ اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر "محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء" لکھا اور

Marfat.com

جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر، اس کے درختوں کے پتوں پر اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدمؑ کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں بنا تھا۔ پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بتایا۔

''یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔''

پھر جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی۔

۳۔ معراج کے موقع پر جب آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کرام آپ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے۔ تھوڑی دیر بعد جبرائیلؑ نے اذان کہی اور تمام حاضرین صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ تمام انبیاء کرام نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے کہ اس مقدس جماعت کا امام کون بنتا ہے؟ اتنے میں جبرائیلؑ آگے بڑھے اور حضرت محمد ﷺ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے امامت کی درخواست کی اور جناب محمد ﷺ ! امام الانبیاء نے اس مقدس جماعت کی امامت فرمائی۔

۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری سے روایت ہے کہ حضرت ابو طالب شام کے سفر کے لیے روانہ ہوئے تو حضور ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ قریش کے سردار بھی ہمراہ تھے۔ جب انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور اپنے کجاوے کھولنے لگے تو ایک راہب ان میں سے کسی کو تلاش کرتا تھا یہاں تک کہ رسول پاک ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔

''یہ جہانوں کا سردار ہے اور رب العالمین کا رسول ہے کہ اس کو اللہ نے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

قریش کے بعض سرداروں نے راہب سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ جب تم دونوں پہاڑوں کے درمیان میں سے گزرے تو درختوں اور پتھروں نے سجدہ کیا۔ پیغمبر ﷺ کے سوا کسی کو درخت اور پتھر سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو نبوت کی مہر کی وجہ سے بھی جانتا ہوں کہ وہ ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے ہے سیب کی مانند۔ (ترمذی)

۳۔ الرائے:

۱۔ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کو اپنے مشن کے رائج کرنے میں جو کامیابی ہوئی وہ سچ مچ حیرت انگیز ہے ناشائستہ، خونخوار، کینہ ور، جنگجو عربوں کے قبیلوں کو جو بت پرستی اور توہم پرستی میں غرقاب تھے۔ آپس کے جھگڑوں اور جوابازی میں محو تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیم کے پاک اثر نے آناً فاناً خدا پرست بنا دیا۔ تمام قبیلے ایک سردار کے جھنڈے کے نیچے آ گئے اور ایک متحدہ قوم بن گئے۔ (لالہ رام چند۔ ایڈووکیٹ لاہوری)

۲۔ آپ ﷺ کی فیاضی، سخاوت اور انسانی قلب کے گہرے علم نے آپ ﷺ کو لوگوں کا سردار بنایا۔ آپ ﷺ کے شریفانہ کردار اور شاہانہ سخاوت سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر قریشیوں سے کیا تھا۔

(سکاٹ)

(S.P. Scott - History of the Moorish Empire in Europe)

۳۔ ایک ریاست کے حکمران کی حیثیت سے انہوں نے جن پیچیدہ مسائل کا سامنا کیا اور انہیں حل کیا وہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ کوئی عرب بھی افواج، پولیس و شہری انتظامیہ کی مدد سے اپنے ہم وطنوں کو یوں ایک نقطے پر متحد کرنے

Marfat.com

میں کامیاب نہیں ہوا جس طرح محمد ﷺ ہوئے۔
(اے گیلیوم)

(A . Guillaumme - Islam, 1963)

۴۔ رسول اللہ ﷺ نہایت حقیقت بیں تھے آپ ﷺ بیسویں صدی میں بھی ہوتے تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی مقبولیت میں کمی نہ آتی۔ آپ ﷺ نے اپنے پیش رونبیوں اور پیغمبروں کے مقابلے میں کبھی اپنی برتری نہیں جتائی حالانکہ آپ ﷺ تمام انبیاؤ مرسلین کے سردار ہیں آپ ﷺ یقینی طور پر کہہ سکتے تھے کہ اس دین کو میرے نام سے منسوب کیا جائے۔ مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا اس اعتبار سے عیسائیت اور یہودیت کی طرح اسلام کو محمدیت (Muhammadanism) کا نام دینا غلط ہے۔
(باڈلے)

(R. V. C. Bodley- the Messenger)

۵۔ آپ ﷺ کو تین عدیم المثال صفات سے نوازا گیا تھا۔

اول: آپ ﷺ نے عرب دنیا کے لیے ایک نظریاتی ڈھانچہ تشکیل دیا اور معاشرے کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر دیا۔

دوم: یہ کہ آپ ﷺ ایک سیاستدان تھے قرآن میں صرف بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لے کر ان اصولوں کی بنیاد پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی اور مدینہ کی ایک چھوٹی سی ریاست کو ایک عالمگیر سلطنت میں تبدیل کر دیا۔

سوم: یہ کہ بطور منتظم آپ ﷺ کی مہارت اور اپنے عمال اور نمائندوں کے انتخاب میں آپ ﷺ کی ذہانت۔ کیونکہ عمدہ پالیسی بھی عدم مہارت کی صورت میں ناکام ہو جاتی ہے۔
(منٹگمری واٹ)

۶۔ شری رام چندر، شری کرشن، گورونانک، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ یہ سب روحانی بادشاہ تھے اور میں کہتا ہوں کہ ان میں ایک پاک روحانی شہنشاہ بھی ہے۔ جس کا مقدس نام محمد ﷺ ہے اور جس کی پوتر لائف کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ ہر ایک ریفارمر نے آ کر دنیا میں بہت کچھ کیا مگر حضرت محمد ﷺ نے دنیا پر اس قدر احسان کیے، جن کی مثال نہیں مل سکتی۔
(بھگت راؤ ایڈووکیٹ کوہ مری)

۷۔ حکمران کی حیثیت سے محمد صاحب نے غیر مسلموں کو، یہاں تک کہ بت پرستوں کو بھی اپنی حکومت کے اندر رہ کر اپنے مذہبی مراسم ادا کرنے کی پوری پوری آزادی بخشی اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کا فرض قرار دیا۔ محمد ﷺ کی تمام زندگی اس آیت ''لا اکراہ فی الدین (یعنی مذہب کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں) کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اس کے ثبوت میں عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر مذاہب کے معتقدین کے ساتھ وقتاً فوقتاً محمد صاحب کے جو معاہدے ہوئے ان کی نقلیں ابھی تک موجود ہیں۔

(شری سندر لال۔ کلکتہ رسالہ ''وشال'' بھارت)

۸۔ وہ آنحضرت ﷺ جس طرح ایک مذہب کے پیشوا تھے۔ اسی طرح ایک حکومت کے سب سے بڑے مدبر بھی تھے۔ وہ قیصر اور پوپ کا مجموعہ تھے۔ ان کے پاس باڈی گارڈ نہ تھے۔ کوئی قلعہ یا محل نہ تھے۔ تاہم ان کے ہاتھ میں ساری قوت تھی خدا کی قدرت نے انہیں تین چیزوں کا بانی بنایا تھا۔

۱۔ واحد قومیت
۲۔ واحد حکومت
۳۔ واحد مذہب

Marfat.com

آخری وقت تک وہ ایک ہی چیز ...... توحید الٰہی کی دعوت دیتے رہے اور یہی وہ سب سے اعلیٰ فلسفہ تھا جس کے سامنے مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن عیسائیت کو بھی سر جھکانا پڑے گا۔ اور انہیں خدا کا سچا پیغمبر ﷺ تسلیم کرنا پڑے گا۔ (باسورتھ اسمتھ)

(B. Smith - Muhammad and Muhammadanism 1874)

۹۔ قریش کے سرداروں نے حضور ﷺ کی جو مخالفت کی اس کی بڑی وجہ سیاسی تھی۔ ایک ایسا آدمی جس کو براہ راست خدا سے حکم ملتا ہے اور شب و روز جس کو خدا کی رہنمائی حاصل ہے اس قابل ہوتا ہے کہ وہ حکمران ہو ان کو پہلے ہی دن سے جس بات کا خطرہ تھا۔ حضور ﷺ کے مدینہ چلے جانے کے بعد وہ اپنے اس خطرے کو حق بجانب ٹھہرا رہے تھے۔ (جنرل سرجان گلب پاشا)

۱۰۔ میں مذہب اسلام سے محبّت کرتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر ﷺ کو دنیا کا مہاپرش سمجھتا ہوں میں قرآن کی معاشرتی سیاسی اخلاقی اور روحانی تعلیم کا دل سے مداح ہوں اور اس رنگ کو اسلام کا بہترین رنگ سمجھتا ہوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا۔ (لالہ لاجپت رائے)

۴: الاعداد

اسم مبارک ’سید‘ : حروف : ۳

س + ی + د =

۶ + ۱ + ۴ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیّت عدد ’۲‘:

اس عدد کا تعلّق قمر سے ہے جو اچھے خیالات۔ بردباری اور مددگارانہ صلاحیتوں سے متصف ہوتا ہے۔ اس عدد کے حامل افراد فہم و فراست کے مالک ہوتے ہیں۔ نیز یہ امن پسند، اچھے ثالث، باشعور، ڈپلومیسی اور مصلحت اندیشی جیسی صفات کے علمبردار ہوتے ہیں۔ دوسروں کے متعلّق نمایاں تجربہ رکھتے ہیں۔ بہت متوازن زندگیاں گزارتے ہیں۔ اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر شخص یہاں تک کہ جانور بھی ان کی تابعداری قبول کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ان کی فطرت سادہ رحم و کرم اور جود و سخا کے زیر اثر ہوتی ہے۔ بہت ایماندار، قابل اعتماد اور وفادار ہوتے ہیں۔

اسم مبارک ’سید‘ عدد ’۲‘ کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء کا سردار بنایا۔ آپ ﷺ کو دنیا کے تمام خاص و عام انسانوں پر فوقیت بخشی۔ آپ ﷺ کو اعلیٰ صفات سے متصف بہترین اخلاقیات کا حامل، انسان کامل، بنایا آخرت میں بھی آپ ﷺ تمام انسانوں کے سردار ہوں گے۔ آپ ﷺ کا یہ رتبہ اعلیٰ جہاں آپ ﷺ کی اعلیٰ مرتبت حیثیت کو واضح کرتا ہے وہاں آپ ﷺ کے اندر موجود اعلیٰ ترین روحانی و اخلاقی صفات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسی ہستی ہیں جس کی مثل کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے آپ ﷺ میں تمام اعلیٰ اوصاف کا اپنی انتہا کو پہنچا ہونا ضروری تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ عدد ’۲‘ کی مندرجہ بالا صفات کے حامل تھے۔ آپ ﷺ کو ہمیشہ اپنے دوست و رشتہ داروں میں اہم و نمایاں مقام حاصل رہا۔ آپ ﷺ نے

Marfat.com

اپنی راست پسندی، صلح جو طبیعت اور دور اندیشی سے وہ مقام حاصل کیا جو دنیا کی تاریخ میں کسی اور کو نہیں مل سکا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات پاک میں ایسی کشش رکھی تھی کہ انسان تو انسان، چرند و پرند و حیوان بھی آپ ﷺ کے سامنے سر جھکا دیتے۔ آپ ﷺ ایک اعلیٰ سردار کی تمام اعلیٰ اوصاف سے متصف تھے۔ جہاں انبیاء کی صف میں آپ ﷺ سرفہرست نظر آتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے حکمرانوں کی صف میں بھی آپ ﷺ سرفہرست ہیں کیونکہ تمام دنیاوی حکمرانوں نے کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی غلطی کی یا ان کے کردار میں کوئی خامی رہی مگر آپ ﷺ کی ذات پاک میں نہ کوئی کجی تلاش کر پایا۔ نہ کردار میں اور نہ ہی شخصیت میں۔ آپ ﷺ ایک ایسے حکمران تھے جن کی حکومت میں ہر مخلوق کے حقوق متعین تھے اور ان حقوق کی پاسداری بھی کی گئی آپ ﷺ ایسے حکمران تھے جنہوں نے اخلاقی اصلاح بھی کی اور روحانی بھی۔ قوانین پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کے لیے مثال بھی قائم کی۔ آپ ﷺ نے جو کچھ کیا دنیا کا کوئی حکمران یہ سب کچھ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے آپ ﷺ کو ایسا قابل فخر سردار بنایا۔ جن کے پاس دنیاوی مال و دولت، ہیرے جواہرات سے پُر خزانے اور آسائشوں سے پُر محلات نہیں تھے۔ آپ ﷺ ایک عام انسان کے روپ میں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ آپ ﷺ دلوں کے شہنشاہ اور روحوں کے 'حکمران' تھے جن کی ابرو کے اشارے پر جانثار کٹنے مرنے کو تیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ کو اس کردار میں بھی اللہ نے بہت منفرد رکھا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص روزانہ ۴۷ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے اسے عہدے میں ترقی حاصل ہوگی۔

۲۔ جو کوئی مفلس و تنگدست ہو تو روزانہ نماز فجر اور عشاء کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

Marfat.com

۸۷۔ سَیِّدُنَا سِرَاجٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعَ الشَّمْسِ اِذَا طَلَعَتْ ط

ا: مفہوم: چمکتا ہوا

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ قرآن پاک میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ نوح میں ''وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا'' اور آخری پارے کی سورۃ میں ہے ''وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّھَاجًا'' اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ ﷺ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لیے معرفت و توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی تاریک وادی میں گم گشتہ لوگوں کو اپنے نور ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے کئی قلوب و ارواح کو منور کیا۔ حقیقت میں آپ ﷺ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیے۔ (تفسیر القرآن۔ کنز الایمان)

۲۔ بے شک ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن کر لیے جائیں تو پہلے چراغ کی روشنی میں ذرہ بھر کمی واقع نہیں ہوتی اس حقیقت پر جملہ اہل ظاہر اور اہل شہود کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمد ﷺ سے تمام انبیاء کرامؑ کو پیدا فرمایا اور حضور ﷺ کے نور مبارک میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ (روح البیان)

۳۔ انبیاء و مرسلین کے تمام معجزے آپ ﷺ کی ذات اقدس کی بدولت ہی ظہور پذیر ہوئے کیونکہ آپ ﷺ ہی باعث ایجاد تخلیق ہیں۔ اور اول اتصال یہ ہے کہ آپ ﷺ آفتاب، فضل و کمال ہیں اور انبیاء اس آفتاب کے چاند ستارے ہیں جس طرح چاند، سورج کی غیر موجودگی میں سورج کی روشنی سے استفادہ حاصل کر کے شب تاریک کو روشن کرتا ہے اسی طرح انبیاء و مرسلین آپ ﷺ کے مادی ظہور سے قبل آپ ﷺ کی روح اقدس سے ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کر کے خلق کی رہنمائی کرتے رہے اور جب آپ ﷺ نے دنیا کو رونق بخشی تو سب چراغ اس آفتاب کے پس منظر میں چلے گئے۔

(مولوی ذوالفقار دیوبندی امام شریف الدین بوصیری کے قصیدے کی تشریح کے ضمن میں فرماتے ہیں، بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

Marfat.com

۲۔القرآن:

۱۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (۴۵) وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (۴۶). الاحزاب

ترجمہ: اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا اور ڈرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا (آفتاب) روشن چراغ۔

۳۔الحدیث:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آنخضرت ﷺ کا سایہ مبارک نہ تھا۔ جب آپ ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کی چمک دمک اور ضیاء ونورانیت، سورج کی ضیاء اورنورانیت پر غالب آ جاتی اور جب کبھی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی ضیائیں چراغ کے نور پر غالب آ جاتیں۔

۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں جس روز آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے درودیوار اور ذرہ ذرہ روشن ہو گیا اور جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس دن ہر چیز تاریک نظر آتی تھی۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص (عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر) اندھیری رات میں آپ ﷺ کی مجلس شریف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو ان کے آگے آگے چراغوں کی طرح دو چیزیں روشن ہو گئیں جب وہ (راستہ میں) جدا جدا ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ روشن ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔ (بخاری)

(علماء بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں صحابیوں کی کرامت تھی اور امتی کی کرامت نبی کے فیضان اور کرم نظر کا معجزہ ہوتی ہے)

۴۔الرائے:

۱۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ عظیم انسان ہمیشہ ایک برق آسمانی ہوتا ہے جو دنیا بھر کے دیگر انسانوں کو اپنی آمد کا منتظر پاتا ہے اور پھر انہیں اپنے ساتھ ملا کر ایک شعلہ جوالا بن جاتا ہے محمد ﷺ اور عربوں کی مثال ایسی نہیں کہ چمکتی ہوئی ایک چنگاری خشک ریت پر گر کر ٹھنڈی ہو گئی ہو یہ مثال تو ایسی ہے کہ ایک مقدس شرارہ نے بجلی بن کر بارود کے اس ڈھیر سے ایسی آتش فروزاں کر دی ہو جس نے ہمیشہ کے لیے دہلی سے غرناطہ تک زمین کو اور زمین سے آسمان تک فضا کو نورانی کر دیا ہو۔

میرا عظیم ہیرو ...... محمد ﷺ بن عبداللہ، آسمانی بہشت کی بجلی کا شرارہ۔ دنیا کے لوگ جس کے منتظر تھے تا کہ وہ روشنی پائیں اور پھر قیامت تک دیے سے جلتا چلا جائے۔ عرب نہ صرف خود چمک رہا ہے بلکہ ایک دنیا کو بھی جگمگا دیا ہے۔

(تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی سراپا عمل اور ایثار کا مرقع ہے حضور ﷺ نے زمانہ جاہلیت میں دنیا کی اصلاح فرمائی اور اسے اپنی انتھک کوششوں سے جگمگا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا نام ساری دنیا میں روشن ہے۔

(ہز ہائنس مہاراجہ نرسنگھ گڑھ)

Marfat.com

۳۔ محمد ﷺ طبیب، حاذق، اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے اور ان دعوؤں کی تصدیق تو آپ ﷺ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں۔ آپ ﷺ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا۔
(مسٹر ڈیلز...... مغربی مؤرخ)

۴۔ وہ جلیل القدر پیغمبر ﷺ جس کا اسوہ حسنہ کائنات کے لیے ہر شعبہ عمل میں تقلید کا ایک بہترین اور افضل ترین نمونہ بن گیا وہ مینار رشد و ہدایت وہ سراج صداقت وہ حقانیت جس کی ضیاء باریاں ہر زمانہ میں گم گشتگان بادیہ ضلالت کے لیے صراط مستقیم کا پیغام ثابت ہوئیں۔ اور ہوتی رہیں گی۔ (حکیم پنڈت کرشن کنوردت شرما)

۵۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک روشن چراغ تھے۔ رحمۃ للعالمین اور صاحب خلق عظیم تھے کہ ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار آور اور سعی مشکور ہوئی آنحضرت ﷺ کی صفات حمیدہ و فضائل حسنہ، خلق عظیم، شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان ذی قدر اور بلند مرتبہ انسان تھے۔ مامور من اللہ تھے ان میں وہ الٰہی روشنی اور حقیقی نور پر فگن تھا جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے۔
(از قران السعیدین ص ۵۸ مصنف مسیحی عالم بحوالہ حقانیت اسلام)

۶۔ قرون وسطیٰ میں جبکہ تمام یورپ میں جہل کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ عربستان کے ایک شہر سے نیر تاباں، کا ظہور ہوا۔ جس نے اپنی ضیاء باریوں سے علم و ہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیئے۔ اسی کا طفیل ہے کہ یورپ کو عربوں کے توسط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے۔ (مسٹر سار متشرق)

انجیل میں تذکرہ رسول اللہ ﷺ!

جب آدمؑ اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی طرح چمکتی تھی ''کہ خدا ایک ہی ہے اور محمد ﷺ خدا کا رسول ﷺ ہے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)'' اس پر آدمؑ نے منہ کھولا اور کہا، اے خداوند! میرے خدا! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری تخلیق کی تقدیر فرمائی۔ مگر میں منت کرتا ہوں مجھے بتا، ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ محمد ﷺ خدا کا رسول ہے، کیا مجھ سے پہلے اور انسان بھی ہوئے ہیں؟

تب خدا نے کہا، مرحبا، اے میرے بندے آدم، میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جسے میں نے پیدا کیا اور وہ جسے تو نے (مندرج) دیکھا ہے تیرا بیٹا ہے جو دنیا میں اب سے بہت سال بعد آئے گا اور میرا رسول ہوگا۔ جس کے لیے میں نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔ جو آئے گا تو ''دنیا کو نور'' بخشے گا جس کی روح میرے ہر چیز کے پیدا کرنے سے ساٹھ ہزار سال پہلے ملکوتی شان میں رکھی گئی تھی۔ (باب ۳۹)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'سراج' : حروف: ۴

س + ر + ا + ج =

۶ + ۲ + ۱ + ۳ = ۲ + ۱ = ۳

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کا حامل ہمیشہ بلند خیال ہوتا ہے اور بلند ماحول کو پسند کرتا ہے اس عدد کے لوگ ہمیشہ بلندی پر پھلتے پھولتے ہیں کبھی ماتحت عہدوں پر رہ کر خوش نہیں رہتے۔ ان کی قوت ارادی اور عزم صمیم ان کی کامیابی کی راہ ہموار کرتے ہیں ان کے لیے ہر میدان میں موقع موجود رہتے ہیں۔ قدرت نے ان میں یہ فطرت رکھی ہے دوسروں پر اچھا اثر چھوڑیں تا کہ وہ ہمیشہ کے لیے متاثر رہیں۔

اسم مبارک 'سراج' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو 'سراج' کے خطاب سے یاد فرمایا یعنی بلندی پر چمکتا ہوا ستارہ۔ ایک لحاظ سے یہ ایک استعاراتی نام ہے جو سورج سے منسوب ہے جس طرح سورج کے بغیر نہ تو یہ کائنات زندہ رہ سکتی اور نہ ہی پھل پھول سکتی۔ نہ چاند چمک سکتا نہ ستارے روشن ہو پاتے۔ نہ پھل پکتے نہ پھول کھلتے نہ زندگی کا وجود باقی رہتا اور نہ ہی کائنات کا۔ یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ آفتاب کی روشنی کا محتاج ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی ذات اقدس وجہ تخلیق کائنات ہے اور آپ ﷺ کے صحابہ وانبیاء کرام اس آفتاب کی روشنی سے چمکنے والے ستارے ہیں۔ آپ ﷺ آئے تو آپ ﷺ کی برکت ورحمت سے سب نے حیات پائی۔ عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ گو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صحرا میں پیدا کیا۔ مگر آپ ﷺ کو تمام توانائیوں اور قوتوں کے خزانے بخشے کہ آپ ﷺ پوری دنیا کے ایسے آفتاب بن کر چمکے جن سے قیامت تک آنے والے لوگ راہ ہدایت کی روشنی پاتے رہیں گے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا مصلح بھی آپ ﷺ کی رہنمائی کا محتاج ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر میدان اور ہر شعبے کے لیے قوانین وضع کیے اور قدرت نے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں ایسی کشش رکھی کہ قیامت تک لوگ آپ ﷺ کی ذات پاک سے متاثر ہوتے رہیں گے اور آپ ﷺ کو بھر پور خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اس اسم مبارک کا کثرت سے ورد کرنے والے کا دل نورانی ہو جاتا ہے۔

۲۔ اس اسم مبارک کا ہر نماز کے بعد سو مرتبہ ورد کرنے والا دنیا میں معزز ہوتا ہے اور دولت مند ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۸۸۔ سَیِّدُنَا مُنِیرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا نُورَ اللّٰہِ ط

مفہوم: نور والے۔ روشن کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ایک نور بنایا جہاں سے نور چار حصوں میں تقسیم ہو گیا صوفیائے کرام اس مرکز نور کو حقیقت محمدی ﷺ اور اس مرکز سے ہونے والے چار حصوں کو عالم لاہوت، جبروت، ملکوت اور ناسوت کہتے ہیں ان عالمین میں وہ تمام مخلوقات، دنیائیں اور آبادیاں ہیں جو اس نور کی تقسیم در تقسیم سے وجود میں آئیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی جلالی تجلیات کو جمال عطا کرنے والی ہستی محمد ﷺ کی ذات بابرکت نہ ہوتی تو کائنات وجود میں نہ آتی۔ (بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۱۔ القرآن:

۱۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (۱۷۴) النسآء

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آ چکی ہے اور ہم نے کفر و ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیجا ہے۔

۲۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (۱) ابراھیم

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے اجالے میں لاؤ۔ ان کے رب کے حکم سے، اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور اس طرح تقسیم در تقسیم سے یہ مخلوقات وجود میں آئیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے پیدا ہوئی ہے۔

Marfat.com

محدثین نے ایک ایسی حدیث مبارک کا بھی ذکر کیا ہے جس سے آپ ﷺ کی ذات بابرکات والا صفات۔ منبع فیوض و کمالات کے نور کا نو لاکھ سال پہلے موجود ہونا ثابت ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرور کائنات نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ میں بہت تفصیل نہیں جانتا مگر اتنا بتا سکتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ تھا وہ ستارہ ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرائیلؑ! مجھے اپنے رب کریم کی ذات کی قسم! وہ ستارہ میں ہی تھا۔ (تفسیر روح البیان)

۴۔ حضرت کعب ؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ جس وقت خوش ہوتے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دمکنے لگتا۔ ایسے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے ہم اس بات کو جانتے تھے۔

(متفق علیہ)

۵۔ حضرت جابر بن سمرہ سے کسی نے پوچھا۔ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار سا چمکتا تھا۔ بولے۔ نہیں۔ ماہ و خورشید کی طرح یہی صحابی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب کو جب آسمان مطلق ابر آلود نہ تھا اور چاند نکلا تو میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو۔ آپ ﷺ مجھے چاند سے زیادہ خوبرو معلوم ہوتے تھے۔ (مشکوٰۃ۔ بحوالہ ترمذی)

۶۔ امام ابن سبع کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ ﷺ نور تھے اور نور کا کوئی سایہ نہیں ہوتا یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شاہد مندرجہ ذیل حدیث ہے جس میں آپ ﷺ تمام اعضاء اور جہات میں نور کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کو انہوں نے دیکھا کہ نماز فجر کے لیے مسجد جاتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوراً وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوراً وَّسَمْعِیْ نُوراً وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوراً وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوراً وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ اجعَلْ لِیْ نُوراً وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوراً وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوراً وَّ بَشَرِیْ نُوراً وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوراً وَّاجْعَلْنِیْ نُوراً وَّاجعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوراً اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوراً۔

ترجمہ: اے اللہ! کر دیجئے میرے دل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور اور کر دیجئے میرے لیے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور اور بڑھا دیجئے میرے لیے نور اور کر دیجئے مجھ کو سراپا نور اور کر دیجئے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ! مجھ کو خاص کر دے نور۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۸۔ ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہو کر حضور ﷺ پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے۔ ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (مسلم)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا وہ کوئی نوجوان مرد تھا۔ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے اس کو نہ دیکھا اور اس کی بابت دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم نے مجھے اس کی خبر کیوں نہیں کی۔ راوی کا کہنا ہے لوگوں نے اس کو بہت معمولی سمجھ کر آپ ﷺ کو

Marfat.com

نہ بتایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کی قبر کہاں ہے۔ جب آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے اس پر نماز ادا کی اور فرمایا یہ جو مردوں کی قبریں ہیں۔ یہ تاریکی در تاریکی سے بھری ہوئی تھیں میری نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو روشن اور منور فرما دیا۔ (متفق علیہ)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ اس اعتبار سے دنیا کے وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ ان کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ منور اور روشن ہے۔ (ای۔ ڈر میگنھم)

(E- Dermenghem - the life of Mahomet - 1930)

۲۔ اسلام کے داعی محمد ﷺ تاریخ کے صفحات پر نہایت صاف روشنی میں کھڑے ہیں حالانکہ ان کے مقابلہ میں مسیح کی تاریخ دھندلی ہے اور بدھ کی ان سے زیادہ دھندلی ہے۔ (مسٹر ونکٹارتنام۔ مدراس کے ہندو فاضل)

۳۔ موسیٰ ؑ، کنفیوشس اور مہاتما بدھ کے زمانے کی تاریخیں کہاں ہیں؟ کسی کو کچھ پتا نہیں۔ عیسیٰ ؑ کی زندگی کے بیشتر حالات بھی پردۂ اخفاء میں ہیں اور ان کے اس تیس سالہ دور کے واقعات کیا ہوئے جنھوں نے آخری تین برسوں میں پیش آنے والے واقعات کے لیے تیار کیا؟ کسی کو معلوم نہیں۔ اس کے برعکس سیرت رسول ﷺ روز روشن کی طرح سب کے سامنے عیاں ہے۔ (آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے)

۴۔ محمد ازم میں ہر چیز مختلف ہے۔ پر اسراریت اور ابہام کی بجائے ایک مستند تاریخ ہے۔ ہم محمد ﷺ کو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا ملٹن اور لوتھر کو۔ دیومالائی۔ قدیم کہانیوں اور مافوق الفطرت کہانیوں کی حقیقی عربوں میں بہت کمی ہے اور تمام واقعات میں امتیاز کیا جا سکتا ہے کہ کونسے تاریخی ہیں۔ یہاں کوئی شخص اپنے آپ کو یا دوسروں کو دھوکا نہیں دے پایا۔ یہاں ایک روشن اور چمکدار دن ہے جس کی روشنی تک جو چاہے آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ (بی۔ سمتھ)

(B . Smith - Muhammad and Muhammadanism 1874)

۵۔ ان کا نہ کوئی قول جھوٹا نکلا نہ کوئی فعل غلط ثابت ہوا ان کی کوئی گفتگو نہ بے معنی تھی اور نہ ان جیسی کوئی مثال پہلے موجود تھی۔ وہ زندگی کا ایک روشن جلوہ تھا جو سینۂ فطرت سے اس لیے ظہور پذیر ہوا کہ دنیا کو منور کر ڈالے کیونکہ کائنات کا خالق۔ اس کے ذریعے دنیا کو اندھیروں سے نجات دلانا چاہتا تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کائنات کی حقیقت سے واقف تھے اس لیے آپ ﷺ صاف اور سلیس پیرائے میں ہمارے قلوب کو اس امر سے آشنا کر دیتے ہیں جس سے آپ ﷺ کا ضمیر منور تھا۔ (تھامس کارلائل)

۶۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی سراپا اور ایثار کا مرقع ہے۔ حضور ﷺ نے زمانہ جاہلیت میں دنیا کی اصلاح فرمائی اور اسے اپنی انتھک کوششوں سے جگمگا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا نام ساری دنیا میں روشن ہے۔

(ہز ہائس مہاراجہ نرسنگھ گڈھ، بحوالہ رسالہ ایمان، ۱۹۳۶)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'منیر' : حروف : ۴

م + ن + ی + ر =

۴ + ۵ + ۱ + ۲ = ۲ + ۱ = ۳

Marfat.com

خصوصیّت عدد '۳':

اس عدد کے لوگوں میں مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔ ان میں یہ قوت موجود ہوتی ہے کہ کس طرح لوگوں سے تعلقات قائم رکھ کر ان کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ اس لیے ان کے گرد مداحوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع رہتی ہے کیونکہ یہ ہر ایک کے ساتھ بہت مخلص اور باوفا ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کو بہت جلد متاثر کر لیتے ہیں اور خود متاثر ہونے کی علت سے نابلد رہتے ہیں۔ ان کا رجحان طبعی طور پر زندگی کے روشن پہلو کی طرف ہوتا جس سے یہ لوگوں کے دکھ و رنج کم کرتے ہیں یہ بہت خوش مزاج ہوتے ہیں اور اپنی خوش مزاجی سے دوسروں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں بہت اثر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر جگہ مقبول ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'منیر' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

یہاں یہ بات قدرے قابل ذکر ہے کہ جس طرح ظاہر و باطن کے اعداد مشترک ہیں اسی طرح 'سراج' اور 'منیر' کے اعداد بھی ایک جیسے ہیں یعنی ایک وجود میں ظاہر اور باطن دونوں موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورج اور روشنی دونوں کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اس لیے دونوں کے اعداد ایک جیسے ہیں۔ یعنی عدد '۳'۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں مقناطیسی کشش تھی جس نے ہر خاص و عام کو اپنا گرویدہ کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ کی نورانیت سے کل جہاں روشن ہے۔ عقل والے آپ ﷺ کے نور سے عقل پا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا نور ہدایت کا سرچشمہ ہے جیسا کہ نور سے مراد ہدایت بھی لی جاتی ہے۔ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے آپ ﷺ کی ذات رشد و ہدایت کا منبع ہے۔ عدد '۳' کی مندرجہ بالا خصوصیات کے مطابق آپ ﷺ نے دنیا کو روشنی پہنچائی دنیا آپ ﷺ سے متاثر ہے مگر آپ ﷺ کسی سے بھی متاثر نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ ایک ایسا نور تھے جنہوں نے جہالت کی تاریکی کو ختم کیا اور تمام تاریکیوں کو اجالے میں بدل دیا۔ جس میں زندگی کا ہر پہلو واضح اور روشن نظر آنے لگا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے اندر سے مایوسیوں کو ختم کر کے ان کے دلوں میں امید کے دیے روشن کیے جو اللہ کی رحمت و برکت سے ایسے منور ہوئے کہ پھر کبھی بجھ نہ سکیں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے نور سے کائنات کے ذرے ذرے کو روشن کیا اپنے کلام کی اثر آفرینی اور روشنی بکھیرتی شخصیت سے آپ ﷺ نے دلوں اور روحوں کو منور کیا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ہر روز ۴۰ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے گا دولت پائے گا اور معزز ہو جائے گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے تو وہ روزانہ بکثرت اس اسم پاک کو پڑھے۔

Marfat.com

۸۹۔سَیِّدُنَا مُحَرِّمٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الشَّرْعِ وَالْاَحْکَامِ ط

مفہوم: حلال وحرام کو واضح کرنے والے، حرمت والے، عزت والے

ا۔ القرآن: (حلال وحرام کو واضح کرنے والے)

ا۔ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (۱۵۷) الاعراف

ترجمہ: اور وہ (نبی ﷺ) ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

۲۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ج وَلَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (۱۵۱). الانعام

ترجمہ: تم فرماؤ۔ آؤ میں تمہیں پڑھکر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ہے یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی رزق دیں گے اور ظاہر و پوشیدہ بے حیائیوں کے قریب بھی نہ پھٹکو اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اس کو ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے تاکہ تمہیں عقل ہو۔

۲۔ (حرمت والے، عزت والے):

ا۔ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ (۵۳). الاحزاب

ترجمہ: اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر ﷺ خدا کو تکلیف دو۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (۲). الحجرات

ترجمہ: اے اہل ایمان اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو۔ (اس طرح) ان کے رو برو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

Marfat.com

۲۔الحدیث :(حرام وحلال کو واضح کرنے والے)

۱۔ حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ’’میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے۔تم مجھ سے حلال وحرام کے بارے میں پوچھتے ہو اور میں تمہیں بذریعہ وحی احکام سناتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ میں اچھے عملوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور برے عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کروں گا۔ (صحیحین)

۲۔ حضرت ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مثال بیان فرمائی ایک سیدھی راہ ہے اس کے دونوں اطراف دو دیواریں ہیں ان دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور اس راہ کے سرے پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے (اے چلنے والو) اس راستے پر سیدھے چلے جاؤ اور اپنے دائیں بائیں رخ نہ کرو۔ اس پکارنے والے سے پہلے ایک اور پکارنے والا ہے۔جب بندہ ان دروازوں میں سے کسی دروازے کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اے کمبخت اسے مت کھول اگر کھولے گا تو اس میں ضرور داخل بھی ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے اس مثال کی خود توضیح فرمائی۔ یہ سیدھی راہ تو اسلام ہے اور کھلے ہوئے دروازے خدا کی حرام کردہ چیزیں ہیں اس پر لٹکے ہوئے پردے خدا کی بیان کردہ حدود ہیں اور راہ کے سرے کا داعی قرآن ہے اور اس سے پہلے ایک اور ناصح ہے جو ہر مومن کے قلب میں موجود ہے۔ (مسند احمد)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا ’’حرام وحلال کی نسبت میری طرف نہ کی جائے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔

۴۔ روایت ہے کہ کافروں کی جانب سے ان کا خطیب مالک بن عوف جشمی حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کہنے لگا یا محمد ﷺ! ہم نے سنا ہے کہ آپ ﷺ ان چیزوں کو حلال کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا حرام کرتے چلے آرہے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بغیر کسی وجہ کے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کرلیں اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے اور ان کے نفع اٹھانے کے لیے پیدا کیے۔تم نے کہاں سے انہیں حرام کرلیا جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیات ۱۴۳،۱۴۴ میں ذکر آیا ہے۔ بتاؤ ان میں حرمت نر کی طرف سے آتی ہے یا مادہ کی طرف سے مالک بن عوف سن کر متحیر رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا۔

آپ ﷺ نے فرمایا بولتا کیوں نہیں۔

کہنے لگا۔ آپ ﷺ فرمایئے میں سنوں گا۔

درحقیقت وہ بول کیسے سکتا تھا۔ اگر کہتا نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم ہوتا کہ تمام نر حرام ہوں اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے تو ضروری ہوتا کہ ہر ایک مادہ حرام ہو اور اگر کہتا جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے کیونکہ جو پیٹ میں ہوتا ہے یا تو وہ نر ہوتا ہے یا پھر مادہ اور کفار تو تخصیص قائم کرتے تھے بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے تھے اس بحث نے ان کے دعویٰ تحریک کو باطل کر دیا۔ (بحوالہ تفسیر القرآن۔ کنز الایمان)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اول وہ سورتیں نازل ہوئیں۔ جن میں صرف جنت یا دوزخ کا ذکر

Marfat.com

تھا۔ بعد میں حرام وحلال کے احکام نازل ہوئے۔ اگر یہ احکام شروع ہی میں نازل ہوتے تو لوگ کہہ دیتے کہ ہم شراب نہیں چھوڑیں گے وغیرہ وغیرہ۔

۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حرام کیا ہے اور جس کو حرام کیا ہے تم اس کے خلاف نہ جاؤ۔ بعض چیزوں کی اس نے حدود متعین کر دی ہیں۔ ان کو مت توڑو اور بعض چیزوں کے لیے وہ خاموش رہا ہے اور وہ خاموش اس لیے نہیں کہ نعوذ باللہ وہ بھول گیا۔ بلکہ وہ تمہارے اوپر رحمت وشفقت کے لحاظ سے خاموش رہا ہے۔ اس لیے ان چیزوں کے پیچھے مت پڑو۔ کسی نے بحث کر کے ایسی چیز کو حرام کر دیا جو امت کے لیے حلال تھی۔ تو اس کے سر پر بہت بڑا گناہ ہے اس نے امت کو ہمیشہ کے لیے ایک مشقت میں مبتلا کر دیا۔

۲۔ (حرمت والے، عزت والے)

۱۔ حضرت زید ؓ بن عاصم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا اور اس کے رہنے والوں کے حق میں دعا فرمائی میں مدینہ منورہ کو حرمت والا قرر دیتا ہوں اور اس کے رہنے والوں کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ (مسلم)

۲۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام (بپاس ادب) رسول پاک ﷺ کے دروازوں کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے (کہیں آپ کو ناگوار نہ گزرے اور ان کی پکڑ نہ ہو) (شمائل ترمذی)

۳۔ ماہ ذی قعدہ ۶ ھ میں جب آپ ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے علاوہ عروہ ؓ بن مسعود (جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے) رسول پاک ﷺ سے گفتگو کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے اے میری قوم! خدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر وکسریٰ ونجاشی کے ہاں بھی گیا ہوں مگر خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ بھی نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم وتوقیر کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ کی کرتے ہیں جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لیے فوراً دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب کلام کرنے لگتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں بھی دھیمی کر لیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔ (مسلم)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا جب آپ ﷺ باہر چلے جاتے تو ادھر ادھر دوڑتا اور کھلاڑیاں کرتا اور جیسے ہی آپ ﷺ کی تشریف آوری کی آہٹ محسوس کرتا۔ بس فوراً ایک گوشے میں دبک کر بیٹھ جاتا اور آواز نہ نکالتا۔ اس خیال سے کہ کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

(مسند احمد)

۳۔ الرائے (حلال وحرام کو واضح کرنے والے):

۱۔ شراب اور جوئے کو ممنوع قرار دیتے ہوئے محمد ﷺ نے انہیں ان سب لوگوں کے لیے بھی حرام قرار دیا جو ان کے وسیع علاقے میں شامل تھے۔ جو کہ یورپین معاشرے کی دو بدترین اور ناقابل علاج برائیوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

ایسی شدید برائیاں جن کے بارے میں عیسائی حکومتیں انیسویں صدی میں آگاہ ہونا شروع ہوئیں۔

(بی سمتھ - B. Smith محمد اینڈ محمد نزم - 1874)

۲۔ شرابیوں کے لیے آپ ﷺ نے الکوحل کو ممنوع قرار دیا۔ یہاں تک کہ آج بھی سب اچھے مسلمان کبھی بھی الکوحل کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ سب لوگوں کو آپ ﷺ نے دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا ایسی قوم جو دعوتوں کی شیدائی تھی۔ آپ ﷺ نے ہر سال ایک ماہ کے لیے سخت ترین دن کے وقت روزے رکھنے کا حکم دیا۔ محمد ﷺ سے پہلے مرد بے شمار بیویاں رکھنے کے عادی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی تعداد چار تک محدود کر دی۔ ان سب باتوں میں (حدود متعین کرنے میں) محمد ﷺ زبردست عملی انسان ثابت ہوئے۔

(J. A. Michener - میچنر)

عزت والے:

ا۔ تعصب سے کام لینا آسان ہے لیکن سچ بولنا دشوار ہے میں اس وقت دشوار منزل ہی کو اختیار کرتا ہوں میں نے بار ہا اپنے محمدی احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے پیغمبر ﷺ کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی ہر شے محبوب رکھتے ہیں۔ مسیحی دنیا کے لیے اس محبت میں ایک سبق ہے۔ (پادری جیمس مولر)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'محرم': حروف: ۴

م + ح + ر + م =

۴ + ۸ + ۲ + ۴ = ۸ + ۱ = ۹

خصوصیّت عدد '۹':

یہ عدد مریخ سے متعلّق ہے جو نہایت مضبوط قوت جلال و دبدبے کا حامل ہے۔ اس عدد والے لوگ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والے اور اپنے موقف پر ڈٹے رہنے والے ہوتے ہیں مذہبی خیالات بھی رکھتے ہیں اور مشکلات کا مقابلہ اچھی طرح کرتے ہیں اور بالآخر کامیاب ہوتے ہیں یہ لوگ منصوبہ بندی کے ماہر ہوتے ہیں اور نت نئے اختراعی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور اپنی ذاتی قابلیت اور انانیت پسندی سے قابل قدر راہیں منتخب کرتے ہیں اور بالآخر دانشمندانہ انداز سے عمل کرتے ہوئے سوسائٹی میں بہت قابل عزت مقام حاصل کرتے ہیں۔

اسم مبارک 'محرم' عدد '۹' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال وحرام کی وضاحت کی تاکہ معاشرہ صحیح معنوں میں صراط مستقیم پر گامزن ہو سکے آپ ﷺ سے قبل یہود و نصاریٰ نے اپنے مذاہب میں تحریفات کر کے بہت سی حلال چیزیں حرام کر رکھی تھیں۔ جن کا اللہ نے کوئی حکم نہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے نہایت منطقی و سائنسی بنیادوں پر چیزوں کو اس طرح حرام کیا کہ عقل سلیم فوراً ان

Marfat.com

توجیہات کو ماننے پر تیار ہو گئی مثلاً شراب، جوا، سود، سؤر کا گوشت وغیرہ۔ ان سب میں جو خباثت مضمر ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ منطقی اور سائنسی نقطہ نگاہ سے بھی وہ تمام چیزیں آپ ﷺ نے حرام کی ہیں جن کے استعمال سے کسی نہ کسی طرح انسانیت کے لیے نقصان کا پہلو نکلتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے جن غیر مسلموں کی طرف اسلام کا پیغام بھیجا اور احکامات بھیجے تو بڑی منصوبہ بندی سے انہیں لاگو کرنے کے طریقے بھی بتائے یعنی نرمی سے بھی اور سختی سے بھی اس ضمن میں آپ ﷺ کو بہت سی مشکلات بھی پیش آئیں مگر آپ ﷺ اپنے مؤقف پر مضبوطی سے بھی ڈٹے رہے اتنی مضبوطی سے کہ آپ ﷺ کے غیر متزلزل یقین و ایمان کے سامنے پہاڑ بھی ہل جاتے مگر آپ ﷺ کے مؤقف میں ذرا سی لچک بھی نہ آئی کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ اگر کسی موقع پر شریعت کے نفاذ میں نرمی دکھائی گئی تو آئندہ آنے والی نسلوں اور لوگوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے۔ آپ ﷺ کی اس سختی کا نتیجہ ہے کہ اس دور کے بھی صالح مسلمان شراب، جوا، سود، سور اور دیگر محرمات کو انتہائی بری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اسی اسم مبارک کا دوسرا مفہوم کہ دانشمندانہ انداز سے ان پر عمل کرتے ہوئے معاشرے میں بہت قابل عزت مقام پاتے ہیں آپ ﷺ کا مرتبہ تو پہلے ہی بہت بلند ہے لیکن آپ ﷺ نے جو قوانین وضع کئے اور جس طرح ان پر عمل کر کے دکھایا مسلم تو کیا غیر مسلم دنیا بھی آپ ﷺ کو جھک کر سلام کرنے پر مجبور ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص روزانہ ۲۸۸ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے وہ ہر جگہ عزت پائے گا اور اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو گا۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اسے شریعت مطہرہ پر عمل کرنے والا نیک و پرہیز گار بنائے تو روزانہ باوضو حالت میں ایک سو مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے۔

Marfat.com

۹۰۔سَیِّدُنَا مُکَرَّمٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُکَرَّمِ بِالرَّوْحِ وَ الرَّیْحَانِ ط

ا: مفہوم: عزت وعظمت والے۔معزز ومکرم

ا۔ تفصیل مفہوم:

ا۔ علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اکرم البریہ (مکرم ترین انسان ہیں) جیسا کہ سورۃ الحجر آیت ۷۲ میں فرمایا۔ ''لَعَمْرُکَ'' اے محمد ﷺ! تیری زندگی کی قسم'' یعنی اللہ کے نزدیک آپ ﷺ کی زندگی سے بڑھ کر کوئی اور محترم ہستی نہیں۔

۲۔ قاضی عیاض کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو ان کے ناموں سے خطاب فرمایا ہے مثلاً یا آدمؑ ۔ یا نوحؑ ۔ یا موسیٰؑ ۔ یا داوٗدؑ۔ یا عیسیٰؑ۔ یا زکریاؑ ۔ یا یحییٰؑ ۔ لیکن آپ ﷺ کا نام لے کر کہیں خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا یا ایھا النبی ۔یا ایھا الرسول ۔ یا ایھا المزمل ۔ یا ایھا المدثر'' یعنی اللہ نے بھی اپنے نبی ﷺ کا اس قدر احترام کیا ہے۔

۳۔ ابو ابراہیم التجیبی فرماتے ہیں کہ ہر بندہ مومن پر لازم ہے جب وہ حضور ﷺ کا ذکر خیر کرے یا اس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے وہ کامل انہماک اور توجہ کا اظہار کرے۔ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں حرکت نہ کرے اور اپنے اوپر اسی طرح ہیبت اور رعب طاری کرلے جس طرح آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت اس پر ہیبت وجلال طاری ہوتا۔

۲۔القرآن:

ا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔ (۳). الحجرات

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پست رکھتے ہیں وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر وثواب ہے۔

۲۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط ...... الفتح

Marfat.com

ترجمہ: کہ تم لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم و توقیر کرو (بزرگ سمجھو)

۳۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.(۱)الحجرات

ترجمہ: اے ایمان والو! کسی بات کے جواب میں خدا اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے نہ بول اٹھا کرو (آگے نہ بڑھو) اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سنتا اور جانتا ہے۔

۴۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا .(۶۳). النور

ترجمہ: تم اپنے درمیان رسول ﷺ کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

۳۔الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک گذری ہوئی مخلوق اور آئندہ آنے والی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہوں اور اس میں فخر کا کوئی شائبہ نہیں۔'' (ترمذی)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر نکلوں گا اور جب سب لوگ بارگاہ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ہی ان کا پیشوا ہوں گا اور جب سب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا اور جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ہی ان کو نجات کی خوشخبری دوں گا بزرگی اور رحمت و جنت کی چابیاں اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد الٰہی کا جھنڈا) اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوگا میری عزت خدا کے نزدیک تمام اولاد آدم سے زیادہ ہے۔ اس روز ہزاروں خادم میرے اردگرد گھوم رہے ہوں گے ایسا معلوم ہو گا کہ وہ گردوغبار سے محفوظ سفید (خوبصورت) انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بنوعامر کے وفد میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ہم نے کہا آپ ﷺ ہمارے آقا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آقا خدا ہے پس ہم نے کہا کہ آپ ﷺ فضل و کرم میں سب سے افضل و اعظم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہو یا اس سے بھی کم کہو۔ دیکھنا شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے۔ (مشکوۃ)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور آسمان کے رہنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! آسمان والوں پر کیسے فضیلت دی ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے لیے فرمایا ہے۔

''اور ان میں سے جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں ہم اس کو جہنّم میں ڈال دیں گے اور ہم ظالموں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ مگر محمد ﷺ کے لیے فرمایا ''ہم نے آپ ﷺ کو فتح مبیں عطا کی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔''

لوگوں نے پوچھا تو انبیاء پر کیسے فضیلت حاصل ہے؟

فرمایا۔'' اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کے حق میں فرمایا، کہ ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا ہے وہ

Marfat.com

ان کو بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گمراہ کرتا ہے۔ (آخر آیت تک) اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے حق میں فرمایا۔ اور ہم نے آپ ﷺ کو سب لوگوں کے لیے اور جن وانس کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔''

(بحوالہ کنز الایمان)

۵۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میرے لیے رسول پاک ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔ نہ میری نگاہوں میں کسی کی عظمت آپ ﷺ سے بڑھ کر تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے جاہ وجلال کی وجہ سے کبھی آپ ﷺ کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ اگر مجھے کہا جائے کہ آپ ﷺ کا حلیہ بیان کروتو میں بیان نہیں کر پاؤں گا کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو نظر بھر کر نہیں دیکھا۔ (مسلم)

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی آیت ۶۳۔ مومنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کی بے حد عزت، عظمت و توقیر کی جائے۔

۷۔ روایت ہے کہ سورۃ النور کی ان آیات کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آج کے بعد میں آپ ﷺ سے ایسے بات کروں گا جیسے سرگوشی کرنے والا بات کرتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جب بات کرتے تو ایسے کرتے جیسے سرگوشی کرتے ہوں۔

۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ ﷺ کلام شروع کرتے تو آپ ﷺ کے ہم نشین اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ جس وقت آپ ﷺ خاموش ہوجاتے تو وہ کلام کرتے اور کلام میں آپ ﷺ کے سامنے تنازعہ نہ کرتے اور جو آپ ﷺ کے سامنے کلام کرتا اسے خاموش ہو کر سنتے یہاں تک کہ وہ اپنے کلام سے فارغ ہوجاتا۔ (ترمذی)

۹۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ الاحبار، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور حاضرین نے رسول پاک ﷺ کا ذکر کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ آپ ﷺ کی قبر کا احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کے دن زمین (قبر کی) شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کو لے کر چلیں گے۔

۱۰۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے سے حضور اقدس رضی اللہ عنہ کے چند موئے مبارک ملے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میرے پاس آپ ﷺ کا ایک موئے مبارک بھی ہوتو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت

۱۔ حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر اس جگہ کو تلاش کرتے تھے جس میں رسول پاک ﷺ نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رسول پاک ﷺ جس درخت کے نیچے اترے۔ ابن عمر اس درخت کو یاد رکھتے تھے اس کی جڑوں میں پانی دیتے تا کہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (اسد الغابہ)

Marfat.com

۲۔ ابن وہب امام مالک سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کے آثار اور احوال کی جستجو میں رہتے تھے اور اس کا خاص اہتمام کرتے تھے۔

۳۔ عاصم الاحول بیان کرتے ہیں'' نبی پاک ﷺ کے آثار کی تلاش اور جستجو میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے انہماک اور شدت کو دیکھ کر دینے والا سمجھتا انہیں کچھ دیوانگی وغیرہ ہے۔ (ابن سعد)

۴۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے منازل سفر کے آثار کی جتنی جستجو اور تلاش ابن عمر رضی اللہ عنہ کرتے تھے کوئی اور نہیں کرتا تھا۔

۴۔ مشہور تاریخی واقعات:

۱۔ مشہور جرنیل حضرت عقبہ بن نافع عظیم المرتبت تابعی مصر سے اپنے دس ہزار جانثاروں کے ساتھ نکل کر تیونس پہنچے تو انہوں نے بربریوں کے شہر میں رہنے کی بجائے مسلمانوں کے لیے الگ شہر بسانے کے لیے وہ جگہ منتخب فرمائی جہاں آج قیروان کا شہر آباد ہے۔ ان کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ جنگل تو درندوں اور حشرات الارض سے بھرا ہوا ہے لیکن حضرت عقبہ نے اپنا فیصلہ تبدیل نہ فرمایا اور لشکر میں جتنے صحابہ تھے۔ ان کو جمع فرمایا۔ ان کی کل تعداد اٹھارہ تھی۔ ان کے ساتھ مل کر حضرت عقبہ نے دعا فرمائی۔ پھر جنگل کے درندوں کو مخاطب کر کے یہ آواز لگائی۔'' اے درندو اور کیڑو! ہم رسول ﷺ کے اصحاب ہیں۔ ہم یہاں بسنا چاہتے ہیں۔ لٰہذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اس کے بعد تم میں سے جو کوئی یہاں نظر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔ حضرت عقبہ یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے پھر کیا ہوا؟ ایک مؤرخ بیان کرتا ہے۔

'' اس روز لوگوں نے ایسا عجیب نظارہ دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کہ ہر درندہ اپنے بچوں کو اٹھائے لے جا رہا ہے بھیڑیا اپنے بچوں کو، سانپ اپنے بچوں کو۔ یہ سب ٹولیوں کی شکل میں وہاں سے نکل رہے تھے یہ منظر دیکھ کر بربری لوگ مسلمان ہو گئے۔ (آثار البلاد)

۲۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو اپنے خچر پر سوار ہونے کے لیے قریب ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس خچر کی لگام پکڑ لی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اے ابن عم رسول ﷺ اس کو چھوڑ دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا۔

ہم اپنے علماء کی تعظیم یوں ہی کرتے ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے رسول ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ ایسا ہی عزت کا سلوک کریں۔

۳۔ مشہور عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے مسجد نبوی ﷺ میں امام مالک سے مناظرہ کیا۔ امام مالک نے فرمایا۔

امیر المومنین اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب و تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

'' لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِی .''

اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

Marfat.com

اور ایک قوم کی مدح کرتے ہوئے فرمایا۔
جولوگ رسول ﷺ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں۔
اور ایک قوم کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا۔
''جولوگ آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔''
اس لیے بعد از وصال شریف بھی آپ ﷺ کا احترام و اکرام ایسے ہی مطلوب ہے جیسے آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں تھا۔ ابو جعفر بے بس ہو کر خاموش ہوگیا۔

۴۔ جناب مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں۔'' امام مالک کے پاس جب بھی نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور اتنا روتے کہ ان کے ساتھی مشکل میں پڑ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے امام مالک سے اس موضوع پر بات چھیڑی تو انہوں نے فرمایا۔'' جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے اگر تم دیکھ لیتے تو میری اس حالت سے کبھی انکار نہ کرتے۔'' میں نے سید القراء محمد بن منکدر کو دیکھا ہم جب بھی ان سے حدیث شریف پوچھتے تو وہ اس قدر روتے کہ ہمیں ان پر رحم آتا تھا۔ میں نے جعفر بن محمد کو دیکھا وہ بہت ہنس مکھ انسان تھے لیکن جب نبی پاک ﷺ کا ذکر آتا ان کا چہرہ زرد پڑ جاتا اور وہ ہمیشہ باوضو رہ کر حدیث شریف کا درس دیتے تھے۔

۴۔ الرائے:

ا۔ اسلام دنیا کے مذاہب میں سب سے بڑا مذہب ہے۔ اسلام کا پیغام پوری انسانیت کے لیے ہے دنیا کو امن و سکون اس پیغام ربانی سے حاصل ہو سکتا ہے میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں تعظیم وتکریم اور ارادت و عقیدتمندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں وہ وقت دور نہیں جب قرآن اپنی عملی صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا وہ وقت دور نہیں جب اسلام ہندومت پر غالب آ جائے گا۔ اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہو گا۔
(بنگالی شاعر۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور)

۲۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ محمد ﷺ ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی۔ آپ ﷺ کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ ﷺ امت کو نورِ حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے۔ زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ آپ ﷺ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا اس کے لیے حقیقی تمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً زیادہ اکرام و احترام کا مستحق ہے۔
(کاؤنٹ ٹالسٹائی۔ روسی فلاسفر)

۳۔ ہم نے حضرت محمد ﷺ کے متعلق دیکھا ہے کہ ان کی شخصیت میں گوناگوں اقسام کے رخ پائے جاتے تھے۔ ایک ایسی ہستی جسے کئی اقسام کے لوگ دیکھ کر متاثر ہوا کرتے تھے۔ وہ جس کو دیکھ کر مختلف گروہوں کے لوگ گرویدہ ہو جایا کرتے تھے۔
(مسٹر ای ای کیلٹ)

۴۔ اب عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ ایک پیغمبر کی اپنے ملک میں عزت نہیں کی جاتی مگر اس پیغمبر (محمد ﷺ) کی اپنے ملک میں، اپنے ماں باپ کے لوگوں میں اپنے رشتہ داروں کے دلوں میں بھی عزت تھی اور انہیں میں

Marfat.com

سے آپ ﷺ کو ابتدائی ایمان لانے والے بھی ملے۔

(ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ ...... لیکچر بموقع تصوف کانفرنس ۱۹۱۲)

۵۔ مسلمان خدا کے خلاف کلمات کو برداشت کر لیں گے ان میں دہریے بھی ہیں اور دہریت پر مبنی تصانیف بھی اور عقلیت پسند سوسائٹیاں بھی موجود ہیں لیکن حضرت محمد ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی مسلمانوں کو برافروختہ کرنے کے لیے کافی ہے چاہے وہ کتنے ہی روشن خیال کیوں نہ ہوں۔ (پروفیسر کینٹول سمتھ)

(Prof. Cantwell Smith)

۶۔ مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کو جو اعلیٰ مقام دیتے ہیں اس کے بارے میں مبالغہ آرائی سے کام لینا مشکل ہے یقیناً ان کا یہ مرتبہ اتنا ہی اعلیٰ ہے جتنا کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ ؑ کو دیتے ہیں شاید زبانی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر یہ حضرت عیسیٰ ؑ سے بلند تر ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کوئی آگاہی حاصل کرنے کے لیے اس حقیقت کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' اپنی نصف اعتقادی تاکید کو حضرت محمد کے ساتھ وفاداری پر قرار دیتا ہے۔ (چارلس۔ آر۔ واسٹن)

(Charles - R. Watson - whatsis the Moslem world)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مکرم' : حروف: ۴

م + ک + ر + م =

۴ + ۲ + ۲ + ۴ = ۱۲ = ۱ + ۲ = ۳

خصوصیت عدد '۳':

اس عدد کے حامل لوگ اپنے ماتحتوں کے لیے وہ نمایاں صفات کے لوگ ہوتے ہیں جو قابل بھی اور شریف النفس بھی ہوتے ہیں بہت ملنسار اور سماجی عادات کے مالک ہوتے ہیں۔ اپنے ماتحتوں سے بہت خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے ہیں جس سے لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اپنے کلام کی اثر انگیزی کی وجہ سے دوسروں کا دل موہ لیتے ہیں۔ بحیثیت مہمان ہر جگہ مقبول ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'مکرم' 'عدد' ۳' کی خصوصیات کا مظہر:

عدد '۳' مشتری کا نشان ہے اور مشتری اچھائی کا علمبردار ہے اور شریف النفسی، ملنساری، خوش اخلاقی، خوبصورت گفتگو، یہ ساری خوبیاں ایسی تھیں جن کی وجہ سے آپ نے اپنے پیروکاروں کے دل جیت لیے اور وہ اس حد تک آپ ﷺ کی عزت و احترام کرتے کہ جب آپ ﷺ گفتگو فرما رہے ہوتے تو کوئی حرکت نہ کرتا کہ کہیں ذرا سی حرکت بھی ان کو دائرہ احترام سے باہر نہ لے جائے۔ آپ ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کو زمین پر گرنے نہ دیتے۔ الغرض ہر ممکن طریقے سے آپ ﷺ کے ادب و احترام میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے۔ اس لیے کہ وہ آپ ﷺ کی انتہائی

Marfat.com

عزت و توقیر کر کے دراصل اللہ کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی برگزیدہ و معتبر ٹھہرایا تھا۔ خود آپ ﷺ کا ذاتی نام لے کر کہیں نہیں بلایا تو مسلمان اور مومنین کو کیسے یہ جرأت ہو سکتی تھی اللہ تعالیٰ نے خود تمام آداب سکھا کر اپنے نبی پاک ﷺ کی ایسی توقیر کی ہے کہ ہر صاحب عقل و صاحب ایمان امتی اس عزت و احترام پر آپ ﷺ کی طرف رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور آپ کے درجات کو بیان کرنا تو انسانی استطاعت سے باہر ہے کیونکہ خالق کائنات خود اپنے نبی ﷺ کے لیے عزت و احترام کے وہ درجات و القابات بیان فرما رہا ہے جن کا شعور عقل انسانی کو کبھی نہیں ہو سکتا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص روزانہ ۲۶۱ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھنے کا معمول بنا لے تو اسے دنیا و آخرت میں عزت و احترام نصیب ہو گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہو جائے تو ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے پر مداومت کرے۔

☆ ——— ۞ ——— ☆

Marfat.com

۹۱۔سَیِّدُنَا مُبَشِّرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُبَشِّرِیْنَ ط

مفہوم: خوشخبری سنانے والے۔

ا۔القرآن:

ا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (۵۶)۔الفرقان

ترجمہ: اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۲۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ج فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ (۱۱) یٰسٓ

ترجمہ: تم تو صرف اسی کو ڈر سناتے ہو جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرے پس ایسے شخص کو بخشش اور عزت کے اجر وثواب کی بشارت سنا دو۔

۳۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ (۱۷) الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِکَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۸) الزمر

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے o جو علم وحکمت والی گفتار کو سنتے اور اس کی بہترین صورت کو اختیار کر کے اس کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی اور یہی لوگ کھرے عقلمند ہیں۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔

''میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک پیامبر آیا اور اس نے مجھے خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ اس کا دامن شرک سے پاک ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ میرے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! خواہ اس نے زنا یا چوری جیسا جرم بھی کیا ہو۔'' (بخاری)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''میرے بعد نبوت اور رسالت ختم ہو جائے گی۔'' یہ بات لوگوں کو بڑی شاق گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لیکن مبشرات باقی ہیں۔

Marfat.com

لوگوں نے پوچھا۔ مبشرات کیا ہیں؟
تو ارشاد ہوا۔ یہ مسلمان کا خواب ہے جو کہ نبوت کے حصوں میں سے ہے۔ (ترمذی)

۳۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ ؓ بن جبل اور ابو موسیٰ ؓ اشعری کو یمن میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے متعین فرمایا تو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی۔
دین الٰہی کو آسان کر کے پیش کرنا۔ سخت بنا کر نہیں لوگوں کو خوشخبری سنانا۔ نفرت نہ دلانا۔ (بخاری)

۴۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ خوشخبریوں کے سوا نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ صحابہ ؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ! خوشخبریاں کیا ہیں؟ فرمایا۔ رویائے صادقہ و صالحہ یعنی سچے نیک خواب۔

۵۔ حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض کی مسافت اتنی ہے جتنی کہ عدن سے عمان بلقاء تک اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اس کے گلاس گنتی میں آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں اس کے پانی کی صفت یہ ہے کہ جو ایک دفعہ پی لے اسکے بعد کبھی پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس حوض پر سب لوگوں سے پہلے میرے پاس پہنچنے والے فقراء و مہاجرین ہوں گے پریشان و پراگندہ سروں والے۔ میلے کچیلے کپڑوں والے، جن کا نکاح خوشحال و حسین عورتوں سے نہیں ہو سکتا اور جن کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے (یعنی دھتکارے ہوئے۔) (احمد، ترمذی، ماجہ)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کا جنت و دوزخ کا تصور قدرے نفسانی ہے لیکن یہ بات ذہن میں رکھئے کہ عربوں میں نفسانی خواہشات ہی کا دور دورہ تھا۔ محمد ﷺ نے ان خواہشات کو مناسب حدود میں لانے کی کوشش کی۔ نفسانی خواہشات کو 'غلو' کی حد تک پہنچانے والے خود محمد ﷺ نہ تھے بلکہ ان کے کچھ پیروکار اور ان کی تحریریں ہیں۔ ورنہ قرآن میں بہشت کی جسمانی لذتوں کا تذکرہ بہت کم ہے بلکہ سب سے بڑا انعام جو بہشت میں کسی مومن کو ملے گا وہ ان کے لیے خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ قرآن کہتا ہے رب کریم کی طرف سے تمہیں سلام کہا جائے گا کیا روحانی درجات کا اس سے بڑھ کر کوئی اور تصور پیش کیا جا سکتا ہے۔ قرآن اپنے پیروکاروں کو بشارت دیتا ہے۔
''تم جنت میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھو گے ایسی حالت میں کہ تمہارے دلوں میں کدورت نہ ہوگی۔''
سامعین! کمال یہ ہے کہ شاہ مدینہ انسانوں کو اس خوبی سے اپنے اللہ کا پیغام دیتے ہیں کہ انہیں جنت اور جہنم اپنے قریب، بہت قریب محسوس ہونے لگتی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں لوگو! جنت اور جہنم تو جوتے کے تسمے سے زیادہ تمہارے نزدیک ہے۔ مجھے تو وجد آ جاتا ہے اس طرز تخاطب پر۔ صاحب ایمان شخص صرف آخرت کے خوف و امید میں نہیں جیتا۔ محمد ﷺ کا تربیت یافتہ شخص غلط کام کرتے ہوئے خود کو جہنم کے قریب محسوس کرنے لگتا ہے اور جب وہ نیکی کا ارادہ ہی کر لیتا ہے تو اسے بہشت کی کھڑکیوں سے ٹھنڈی خوشبودار ہوائیں چلتی آتی گاتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ (تھامس۔ کارلائل۔ ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ مدینے کی طرف ہجرت سے پہلے مکے کے باسی مسلمانوں نے بہ امر مجبوری اپنی املاک اور مکان اونے پونے بیچ دیے تھے اور جو ایسا نہ کر سکے ان کے ہجرت کرنے کے بعد ابو سفیان نے ان کے گھر اور املاک ضبط کر لی تھیں

Marfat.com

مکے کی فتح کے بعد جب مسلمان فاتح بن کر مکے میں داخل ہوئے تو محمد ﷺ نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد فیصلہ تھا آپ ﷺ نے مکے سے ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ جن گھروں کو مجبوری کی حالت میں اونے پونے اہل مکہ کے پاس بیچ گئے تھے یا ان کے بعد مکے کے لوگوں نے ان پر قبضہ کرلیا ہے اس کی ملکیت کا دعویٰ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان مکانوں کے بدلے آپ کو جنت میں گھر ملیں گے۔ (ای۔ ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem- The Life of Mahomet, 1930)

۳۔ مسلمان سپاہی جو اس وقت جنگوں میں شریک ہوتا تھا اس کے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا تھا کہ انجام کار فتح ہماری ہوگی کیونکہ قرآن مجید کی آیات اور آنحضرت ﷺ کے اقوال سے ان فتوحات عظیمہ کی بشارتیں اس کے کانوں میں پڑ چکی تھیں۔ یہ اطمینان قلب اس کے حق میں تائید آسمانی کا کام دیتا تھا۔

(علامہ اسلم جے راج پوری)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مبشر' : حروف :۴

م + ب + ش + ر =

۴ + ۲ + ۳ + ۲ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیت عدد '۲':

اس عدد کا تعلق قمر سے ہے جس کے تعمیری اوصاف رفاقت، بھروسہ، قوت متخیلہ، بردباری اور راستبازی ہیں۔ یہ لوگ بہت سلجھے ہوئے خیالات کے مالک ہوتے ہیں اور اپنی رائے کو مؤثر انداز سے ظاہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے تصور میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ زندگی کی خوشیاں، صحت اور محنت سے حاصل ہوتی ہیں اور زندگی کا مقصد مسلسل محنت ہے یہ لوگ اپنی فہم وفراست کو بخوبی استعمال کر کے ایک فلسفی کی طرح دلائل پیش کرنے میں کافی مہارت رکھتے ہیں مگر وہ اس امر کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ ان کا ذہن اس چیز کو جلد قبول کرتا ہے جس میں ہمدردانہ خواہشات اور کارکردگی کا زیادہ دخل ہو۔ ان کی فطرت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ وہ پریشان، دکھی اور مغموم افراد کی دلجوئی کریں۔

اسم مبارک 'مبشر' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک عدد '۲' کی مندرجہ بالا خصوصیات سے نمایاں طور پر متصف ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو امیدیں دلانے والا یعنی خوشخبریاں سنانے والا بنا کر بھیجا۔ جنت، اس کی نعمتوں اور اللہ کے انعام واکرام واس کی رضا کا حقدار صرف وہی ہوسکتا ہے جو اللہ پر صدق دل سے ایمان لا کر اس کے نبی ﷺ کی اطاعت کرے۔ اس کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی سنت راشدہ کی تعمیل سے خالی نہ ہو اور جب وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو اللہ کے بے انتہا انعام واکرام واجر وثواب کا حقدار ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ نے دکھی ومغموم انسانیت کی دلجوئی اس قدر مؤثر انداز میں کی اور انتہائی

Marfat.com

منطقی و واضح انداز میں جنت اور اس کی نعمتوں کو پیروکاروں کے سامنے پیش کیا کہ انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے جنت ان کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ گنہگار اور خطاکار انسانوں کو اپنے رب کے حضور نیک نیتی سے حاضر ہو کر توبہ کے ذریعے اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کا یقین دلا کر آپ ﷺ نے مایوس اور دکھی انسانوں کو جس امید سے روشناس کرایا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کے لیے خوشخبری کیا ہو سکتی ہے جب گناہوں کی دلدل میں آلودہ انسان کو صرف خلوص نیت سے ایک بار توبہ کرنے سے اپنا رب مل جائے اور پھر بندے کا راز صرف اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہی رہے نہ کوئی رسومات حائل ہوں۔ نہ کوئی مذہبی علمبردار تو ایسے انسان کے لیے اور کیا مبشرات ہوں گی۔ آپ ﷺ نے ایسی خوشخبریاں سنا کر انسان اور خدا کے رشتے کو جس خوبصورتی سے اور مضبوطی سے جوڑا ہے وہ بلاشبہ آپ ﷺ کا ہی کارنامہ ہے اسی لیے آپ ﷺ کی ذات اقدس جہان دانوں کے لیے بھرپور رحمت ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ ۱۲۴۲ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کو ہر معاملے میں خوشی نصیب ہوگی اور مشکلات دور ہوں گی۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اسے کوئی رنج و غم نہ پہنچے تو روزانہ نماز مغرب کے بعد ۵۴۲ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے کا معمول بنا لے۔

☆ ——— ◉ ——— ☆

Marfat.com

۹۲۔سَیِّدُنا مُذَکِّرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الذَّاکِرِیْنَ ط

مفہوم: نصیحت کرنے والے۔

۱۔القرآن:

۱۔ فَذَکِّرْ قف اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ (۲۱) الغاشیۃ

ترجمہ: پس تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہی ہو۔

۲۔ وَّذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۵۵). الذّٰریٰت

ترجمہ: اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

۳۔ وَنُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی (۸) فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی (۹) الاعلیٰ

ترجمہ: اور ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کردیں گے۔(۸) پس جہاں تک نصیحت کے نافع ہونے کی امید ہو نصیحت کرتے رہو۔(۹)

۴۔ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (۵۸) الدخان

ترجمہ: پس اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۵۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (۲) اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی.(۳) طٰہٰ

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ (۲) بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لیے نازل کیا ہے جو خوف رکھتا ہے (۳)

۶۔ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۵۱). العنکبوت

ترجمہ: اور کیا انہیں یہ بس نہیں کہ ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔

Marfat.com

۲۔ الحدیث :

۱۔ حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہم لوگوں کو ناغہ دے کر نصیحت فرماتے تھے تا کہ ہم لوگ اکتا نہ جائیں۔ (بخاری)

۲۔ خطبات نبوی ﷺ تاثیر اور رقت انگیزی میں درحقیقت معجزہ الٰہی تھے۔ پتھر سے پتھر دل بھی ان کو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتے تھے مکہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سورۃ النجم، کی آیتیں تلاوت کر کے سنائیں تو یہ اثر ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے کفار بھی سجدے میں گر پڑے۔ (مسلم)

۳۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ یہ خطبہ اس قدر مؤثر تھا کہ میں نے ایسا خطبہ نہیں سنا۔ اثنائے تقریر میں آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم وہ جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔
اس فقرہ کا ادا ہونا تھا کہ لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ موںہوں پر کپڑا ڈال کر بے اختیار رونے لگے۔ (بخاری)

۴۔ آپ ﷺ کے خطبے سادہ مگر تاثیر کے اعتبار سے انتہائی مؤثر ترین ہوتے۔ مدینہ میں جو سب سے پہلے خطبہ آپ ﷺ نے جمعہ میں پڑھا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حمد وثناء کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ "حمد وثناء کے بعد اے لوگو! اپنے لیے پہلے سے سامان کر لو۔ تم کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی قسم تم میں سے ایک جب اپنے ہوش وحواس کھو چکے گا اور اپنی بکریوں (مال و دولت) کو چھوڑ جائے گا جس کا کوئی نگہبان نہ ہوگا پھر خدا اور اس کے بیچ میں نہ کوئی ترجمان ہے نہ کوئی دربان ہے جو روکے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس میرا فرستادہ نہیں آیا اور میرا پیغام نہیں پہنچایا اور میں نے تم کو دولت نہیں دی اور حاجت سے زیادہ عطا نہیں کیا۔ تو تو نے اپنے لیے کیا سامان کیا۔ اس وقت وہ بندہ دائیں بائیں دیکھے گا تو جہنم کے سوا اسے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پس جس کو قدرت ہو وہ اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے گو چھوہارے کے ایک ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔ کسی کے پاس یہ بھی نہ ہو تو ایک اچھی اور خوش اخلاقی کی بات ہی سے۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنا دیا جائے گا۔ تم پر اس کی رحمت و برکت اور سلامتی نازل ہو۔" (مسلم)

۵۔ اسامہ ؓ بن شریک بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کے لیے آیا تھا (میں نے کیا دیکھا) کہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں پھر کوئی تو یہ پوچھ رہا ہے کہ میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی ہے یا فلاں کام پہلے کر لیا فلاں بعد میں کر لیا ہے (تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے) آپ ﷺ نے سب کے جواب میں یہی فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حرج تو بس اس میں ہے کہ ظلم سے اپنے ایک مسلمان بھائی کی آبروریزی کرے یہ ہے وہ شخص جو حرج میں پڑ گیا اور ہلاک ہو گیا۔ (بخاری)

۶۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ وضو فرما رہے تھے وضو کا پانی جو دست مبارک سے گرتا۔ فدائی کے خیال سے چلو میں لے کر بدن پر مل لیتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو! انہوں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں۔ فرمایا اگر کوئی اس بات کی خوشی حاصل کرنا چاہے کہ وہ خدا اور خدا کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ جب باتیں کرے تو سچ بولے جب امین بنایا جائے۔ ادائے امانت کرے اور کسی

Marfat.com

کا پڑوسی ہے تو ہمسائیگی کو اچھی طرح نبھائے۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! پرہیز گاری اختیار کرلو تو تم سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔
قناعت اختیار کرلو تو تم سب سے بڑے شکر گزار بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کرو۔ جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو تو تم مومن بن جاؤ گے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو تو تم واقعی مسلم ہو جاؤ گے اور کم ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۸۔ قاسم بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے خود سنا ہے کہ ہمارا ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جبکہ ہم میں سے ایک شخص کو قرآن سے پہلے ہی ایمان نصیب ہو جاتا تھا۔ رسول پاک ﷺ پر قرآن پاک کی ایک سورۃ اترتی وہ اس سے حلال وحرام کو سیکھ لیتا اور ان کے مقامات کو بھی معلوم کر لیتا کہ کہاں کہاں اس میں ٹھہرنا مناسب ہے۔ غرض وہ اس طرح ادب کے ساتھ قرآن پڑھنا سیکھتا جس طرح ادب و احترام کے ساتھ تم سیکھتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں ایسے لوگ بھی دیکھ رہا ہوں جنہیں سارا قرآن پہلے ہی نصیب ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو اول تا آخر پڑھتے بھی ہیں مگر نہ اس کے امر ونواہی کو سمجھتے ہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ کس جگہ ٹھہرنا مناسب ہے بس اس طرح اس کو لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جس طرح ردی کھجوریں لاپرواہی کے ساتھ بکھیری جاتی ہیں۔
(حاکم)

۹۔ حضور پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت اس وقت تک سرسبز رہے گی جب تک یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں۔ دوسرے یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔ (متفق علیہ)

۱۰۔ جابر بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو یہاں میں نے ایک شخص دیکھا جن کی ہر بات کو لوگ غور سے سنتے اور جو بات بھی وہ فرما دیتے ہیں بس لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے یہ سن کر آپ ﷺ کو دو بار سلام کیا اور کہا علیک السلام یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا یوں مت سلام کرو۔ یہ تو مردوں کے سلام کرنے کا طریقہ ہے لہٰذا السلام علیک کہا کرو۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں اسی خدا کا رسول ہوں جو اگر تم کو کوئی تکلیف ہو اور تم اس سے دعا مانگو تو وہ اس کو دور کر دے اگر تم قحط سالی میں مبتلا ہو اور تم دعا کرو تو وہ تمہارے واسطے اس کو سبزہ زار کر دے اگر تم کسی بیابان جنگل میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اس سے دعا مانگو تو وہ تمہیں سواری عطا کر دے، میں نے عرض کی۔ اچھا مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فرمایا۔ دیکھو کسی کو برا بھلا نہ کہنا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے آج تک کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھنا کسی اچھی بات کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا اور اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ روئی سے گفتگو کرنا یہ بھی ایک نیک کام ہے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے احتراز کرنا کیونکہ یہ خصلت تکبر کی علامت ہے اور اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ بالفرض کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تم کو ایسے عیب کی عار دلائے جو تمہارے اندر موجود ہے تو تم یہ حرکت مت

Marfat.com

کرنا کہ جو عیب تم اس میں دیکھو تم بھی اس کو عار دلانے لگو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہیں تو اس کا ثواب ملے گا مگر اس کی حرکت کا وبال اسی پر پڑے گا۔ (ابوداؤد)

۱۱۔ رسول پاک ﷺ فصاحت زبان اور بلاغت کلام میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ ﷺ کی طبیعت سلیس تھی۔ لطیف البیانی میں بڑھے ہوئے تھے۔ مختصر کلامی میں پورے تھے۔ آپ ﷺ کے الفاظ صاف تھے کلام قوی تھا۔ معانی صحیح ہوتے تھے۔ کلام میں تکلف نہ تھا۔ آپ ﷺ کو جوامع الکلمات دیئے گئے۔ حکمت کے عجائبات سے خاص عطا کیے گئے۔ آپ ﷺ کے کلام میں رونق اور مٹھاس، تائید الٰہی سے ہوتی۔ آپ ﷺ کی مدد اس وحی سے ہے کہ بشر کا علم جس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (کتاب الشفاء)

۳۔ الرائے:

۱۔ ہم انہیں (محمد ﷺ) کو مسلمانوں کے معمولی معاملات زندگی میں، ان کی عبادت و رسوم کو منظم کرتے ہوئے۔ تجارت کو باقاعدہ کرتے ہوئے ان کے سودی قوانین۔ ان کی ذاتی صفات، ان کے طعام، ان کے سماجی و اخلاقی تعلقات میں نصیحت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اپنی تعلیمات، ذہانت اور جوش و خلوص سے محمد ﷺ نے ایک لاقانون علاقے کے لیے مؤثر قوانین وضع کیے سماجی اور مذہبی ادارے قائم کیے۔ انہیں ایسی عبادت (نماز) پر لگا دیا۔ جس میں رنگ، نسل، امارت، غربت اور ہر طرح کی اونچ نیچ ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی پیغمبر محمد ﷺ کی طرح ایسے معاشرے اور سماج کی بنیاد نہ رکھ سکا جو مثالی ہو اور آنے والے ہر زمانے کے لیے تقلید کی ترغیب دیتا ہو۔ (جی۔ایم۔ڈرے کاٹ)

(G.M. Draycott - Mahomet, 1916)

۲۔ یقیناً آپ ﷺ نے صرف نرم الفاظ سے غیر مسلموں کو نہیں بدلا بلکہ اپنے شاندار پیغام کو اس کی پوری توانائی، قوت، سادگی اور تلوار کی دھار جیسی تیزی کے ساتھ پیش کیا۔ ایسا پیغام جسے آپ ﷺ نے بہت احتیاط سے اپنے ذاتی نظریات سے ہمیشہ ممتاز رکھا۔ (ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۳۔ عرب کے سیدھے سادھے، بھیڑ بکریاں چرانے والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے جادو کر دیا ہو۔ وہ لوگ مملکتوں کے بانی اور شہروں کے بنانے والے اور کتب خانوں کو جمع کرنے والے ہو گئے اور فسطاط، بغداد، قرطبہ اور دلی کے شہروں کو وہ قوت حاصل ہوئی کہ عیسائی یورپ کو کپکپا دیا قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ناصح ہونے کی قدر ہمیشہ ان تبدیلیوں کے اندازہ سے ہونی چاہیے جو اس نے بطیب خاطر ماننے والوں کی عادات اور اعتقادات میں داخل کیں۔ بت پرستی مٹانے جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے، اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے، بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد متعین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لیے برکت اور قدرت حق تھا۔ (پادری راڈویل)

۴۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کر دیے۔ کیونکہ مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور کریں تو وہ اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اسی میں پائیں گے۔ ایک مسلمان کو

Marfat.com

دوسرے مسلمان پر سوائے تقویٰ کے اور کسی چیز کے سبب ترجیح نہیں دی گئی۔ انہوں نے عورت کے مرتبہ کو بلند کیا۔ بیت المال کے لیے قواعد مرتب کیے گئے اور حکمت و دانائی کو مسلمانوں کا گمشدہ مال قرار دیا اور حاصل کرنے کی تاکید کی۔ ('الوطن'۔ بیروت کا مسیحی اخبار)

۵۔ محمد ﷺ نے ایک ایسا بہترین اور سیاسی قانون دنیا کے سامنے پیش کیا، جو صدیوں سے مختلف قوموں اور اقطاع عالم کے بسنے والے کے قلوب پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کا ایک معجزانہ کرشمہ ہے کہ جس نے بڑے بڑے فاتحین اور کٹر مذہبی پیشواؤں کو نیچا کر دکھایا۔ (فینل۔ انگریز مؤرخ)

۶۔ یہ امر ناقابل تردید ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایسا مستحکم نظام جاری کیا تھا جس نے اسلامی کلچر کی نشوونما کو بے مثال حرکت کا حامل اور للکارنے والی قوت والا حقیقی انقلاب بنایا۔ (رابرٹ ایل گلگ)

۷۔ سب کو اس حقیقت کا بلاتکلف اعتراف کر لینا چاہیے کہ اپنی قوم کے لیے محمد ﷺ کی ذات بڑے احسانات کی موجب تھی۔ وہ اس ملک میں پیدا ہوئے جہاں سیاسی تنظیم، معقول عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے کوئی آشنا نہ تھا۔ انہوں نے یہ تینوں چیزیں اکٹھی پیدا کر دیں۔ انہوں نے اپنی پختہ ذہانت وفطانت سے بیک وقت سیاسی حالت، مذہبی عقائد اور ضابطہ اخلاق سب کی اصلاح کر دی۔ مختلف قبائل کی جگہ انہیں ایک قوم بنا دیا۔ مختلف دیوتاؤں اور آقاؤں کی جگہ ایک خدا پر ایمان کی تعلیم دی اور بڑی بڑی معیوب اور قبیح چیز کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا جوں جوں اسلام اپنے قدم عرب کی سرزمین سے باہر رکھتا گیا کئی وحشی قومیں، جنہیں اس نے اپنا لیا نعمائے اسلام کی وارث بنتی چلی گئیں۔ (ریو اسٹیفنسن)

۸۔ مکیہ سورتوں میں محمد ﷺ کا مقصد اولیٰ صرف یہ ہے کہ لوگوں کو ترغیب وتحریک کے ذریعے معبودان باطل سے پھیر کر ایک خدا کی طرف لایا جائے۔ گفتگو کا مطمع نظر جو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی تہہ میں حقیقتاً یہی خیال مخفی ہوتا ہے لیکن اپنے سامعین کو منطقی دلائل سے قائل کرنے کی بجائے ان کے دلوں پر قوت تخیل کے واسطے سے اثر ڈالنے کے لیے ہمیشہ فصاحت و بلاغت کا استعمال کرتے ہیں۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر وہ خدا کے تقدیس کردہ قلم روئے قدرت اور دنیائے تاریک میں اس کی مرصع کاریوں کے تذکار سے کام لیتے ہیں۔ دینداروں کی ہمیشہ ہمیشہ بسنے والی مسرتوں اور گنہگاروں کے حالات خصوصیت سے اہم ہیں۔ یہی باتیں بالخصوص مؤخر الذکر ہی تبلیغ اسلام کے زبردست ترین اسباب سمجھی جانی چاہئیں۔ (تھوڈ ورنولڈ کی...... جیشش ویس قرآنس ص ۵۶)

۹۔ دولت وعزت، جاہ وحشمت کی خواہش سے آنحضرت ﷺ نے اسلام کی بنیاد نہیں ڈالی۔ شاہی تاج ان کے نزدیک ایک ذلیل وحقیر شے تھی۔ تخت شاہی کو آپ ﷺ ٹھکراتے تھے دنیاوی وجاہت کے بھوکے نہ تھے ان کی زندگی کا مقصد تو موت اور حیات کے متعلق اہم زاویوں کا پرچار تھا۔ (وشوانرائن۔ ۱۹۳۲)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مذکر': حروف: ۴

م + ذ + ک + ر =

۴ + ۷ + ۲ + ۲ = ۵ + ۱ = ۶

Marfat.com

خصوصیّت عدد '٦':

یہ عدد زہرہ سے متعلق ہے جو ایک متوازن، پرسکون اور پروقار شخصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ محبت کرنیوالوں کا عدد ہے جب یہ لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور صاف بیانی سے کام لیتے ہیں تو بہت دور رس نتائج حاصل کرتے ہیں۔ غصہ اور خوش گفتاری و متین مزاجی ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ یہ لوگ کسی سے نفرت نہیں کرتے۔ بعض اوقات شدید ردعمل کی وجہ سے غصّے میں آجاتے ہیں لیکن پھر اپنا موڈ تبدیل کر لیتے ہیں۔ تحریر و تقریر و واقعات نگاری ان کی فطرت ہوتی ہے یہ لوگ بہت ذمہ داری اور ایمانداری سے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ لوگ ان کی خصوصیات کی وجہ سے ان کے گرد جمع رہتے ہیں۔

اسم مبارک 'مذکر' عدد '٦' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جس زمانے میں مبعوث فرمایا اس میں فصاحت و بلاغت، شعر و شاعری اپنے عروج پر تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسی صفات سے متصف فرمایا اور آپ ﷺ کو ایسی کتاب عطا فرمائی جس کی فصاحت و بلاغت سے آج تک کوئی انکار نہیں کر سکا۔ نیز آپ ﷺ کو اُمی رکھ کر آپ ﷺ کی زبان میں ایسی تاثیر بھر دی کہ جب آپ ﷺ ایمان کی دعوت دیتے تو وہ لوگ جن کے دلوں میں خلوص ہوتا ایمان قبول کرنے میں زرا دیر نہ کرتے اور جب آپ ﷺ خطبات دے رہے ہوتے تو صحابہ کرام کی آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے۔ عدد '٦' کی خصوصیات کے مطابق آپ ﷺ کے مزاج مبارک میں بہت نرمی اور حلیمی تھی مگر کبھی کبھار غصہ بھی آجاتا مگر وقتی طور پر اور اکثر غصّے میں آپ ﷺ خاموش ہو جاتے لیکن جب آپ ﷺ خطبات میں اللہ کے عذاب سے ڈرا رہے ہوتے تو آپ ﷺ کی آواز مبارک قدرے اونچی ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کل جہان کو نصیحت کرنے کے لیے مبعوث فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے انتہائی راستبازی و دیانتداری سے یہ فریضہ سرانجام دیا۔ آپ ﷺ ایسے بلیغ انداز میں نصیحت فرماتے کہ بڑے سے بڑا گنہگار بھی فوراً تائب ہو جاتا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو شخص ۲۶۴ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کو پڑھنے کا معمول بنا لے تو اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ملے گی۔

۲۔ جو شخص روزانہ ۱۰۰ بار اس اسم مبارک کو پڑھے تو وہ زبان کے شر سے امن میں رہے گا۔

Marfat.com

۹۳۔سَیِّدُنَا مُطَہَّرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُطَھَّرِیْنَ ط

مفہوم: پاکیزہ۔ پاک

ا۔القرآن:

ا۔ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (۵) المدثر

ترجمہ: اور ناپاکی سے دور رہو۔

۲۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً (۲) البینۃ

ترجمہ: وہ اللہ کا رسول ﷺ کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک رکھ جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔ (سنن نسائی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشادالٰہی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا کے تحت مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔ جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ میکائیلؑ بھی تھے۔ جبرائیلؑ نے میکائیلؑ سے کہا۔ مجھے آب زمزم کا طشت دو تا کہ میں آپ ﷺ کے قلب کو طاہر کردوں اور آپ ﷺ کے سینے کو کھول دوں۔ پھر جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کے پیٹ کو چاک کیا اور اسے تین مرتبہ دھو دیا۔ (طبری)

۳۔ روایت ہے کہ جب رسول پاک ﷺ جواں ہوئے تو اللہ ہر ایک شر وفساد سے آپ ﷺ کی حفاظت کرتا تھا۔ اور جاہلیّت کی ہر ناپاکی سے آپ ﷺ کو پاک رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کو کرامت اور رسالت عطا کرنے والا تھا۔
(ابن ہشام)

۳۔الرائے:

ا۔ انہوں نے (محمد ﷺ) اپنے کیریئر کے آخر تک پاکبازی اور سادہ طرز زندگی کو اپنا شعار بنائے رکھا جو کہ ان کے اعلیٰ کردار کی سب سے نمایاں خوبصورتی ہے۔

(بی۔سمتھ۔ B. Smith - Muhammad and Muhammadanism,1874)

Marfat.com

۲۔ یہ سیاہ چشم، پاک طینت اور صاف باطن انسان جو مادرِ صحرا کی آغوش میں پلا تھا۔ اس کی شخصیت میں کچھ اور ہی خیالات موجزن تھے۔ وہ شخصیت مجسم خلوص اور صداقت تھی۔ ایسی شخصیت خلوص اور سچائی کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کا خمیر ہی اخلاص کے باطن سے اٹھایا گیا تھا۔

''یقیناً'' کا لفظ قرآن میں اکثر آیا ہے اور کئی مقامات پر پورے ایک جملے کے طور پر لکھا ہوا ہے۔ محمد ﷺ کا کردار اور گفتار یقیناً تصنع اور بناوٹ سے پاک ہیں۔ (تھامس کارلائل)

۳۔ محمد ﷺ کی سوانح حیات سب کے لیے نمونہ ہے اور ان کی تعلیمات سے ہر دھرم اور قوم کے لوگ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محمد صاحب نے اخوت اور مساوات کی بے بہا تعلیم دے کر دنیا پر ایک بہت زبردست احسان کیا ہے۔ انہوں نے دوسرے دھرم کے لوگوں کے ساتھ رواداری برتنے کی تعلیم بھی دی ہے اور اسلام کی اشاعت کا اصلی سبب اس کی یہی پر اوصاف تعلیم اور اس کے بانی کی پاک صاف اور قابلِ تقلید زندگی ہے۔

(سوامی بھوی دیال سنیاسی)

۴۔ اہلِ تصنیف محمد ﷺ کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر، جو اہلِ مکہ میں کمیاب تھی۔ متفق ہیں۔ (سرولیم میور لائف آف محمدؐ)

۵۔ محمد ﷺ وہ واحد رسول ہیں جن کی زندگی کا کوئی حصہ ہم سے مخفی نہیں۔ اسلام ایک ایسا فطری اور سادہ مذہب ہے جو اوہام و خرافات سے پاک ہے قرآن نے اس مذہب کی تفصیل پیش کی اور رسول ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا قول و عمل کا یہ حسین امتزاج کہیں اور نظر نہیں آتا۔ (جے۔ ڈبلیو گراف۔ برطانوی مصنف)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'مطہر' : حروف: ۴

م + ط + ہ + ر =

۴ + ۹ + ۵ + ۲ = ۲۰ = ۲ + ۰ = ۲

خصوصیّت عدد '۲':

اس عدد کے حامل افراد اعلیٰ دماغی۔ عمدہ خیالات اور اچھے احساسات کی وجہ سے سب لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی فرض شناس، سیدھے رستے پر چلنے والے اور اچھی خوشگوار صحبت کو پسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ اچھے چال چلن والے، جھگڑے سے نفرت کرنے والے ہوتے ہیں ان کے اندر اعلیٰ پائے کی روحانی صفات موجود ہوتی ہیں۔ بہت ایماندار، رحمدل اور اعلیٰ اوصاف سے متصف ہوتے ہیں۔

اسم مبارک 'مطہر' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

اس عدد کا تعلق قمر سے ہے جو علم الاعداد کے نقشے میں اچھے تاثرات کے ساتھ نمایاں ہوتا ہے اور مندرجہ بالا خصوصیات بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام آلائشوں سے پاک پیدا کیا۔ آپ ﷺ کی روح مطہرہ تمام اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے متصف تھی۔ آپ ﷺ صراط مستقیم پر گامزن، دنیا کے تمام

Marfat.com

انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ایسا چراغ تھے جس سے پاکیزہ و مطہر شعاعیں بلا تخصیص رنگ ونسل وقومیت ہر ایک کو منور کرنے کے لیے تیار رہتیں۔ تاریخ آپ ﷺ کی پاکبازی کی پوری طرح گواہ ہے کہ آپ ﷺ ان کفار کے درمیان پل بڑھ کر جوان ہوئے جن میں نجانے کتنی قبیح عادات جڑ پکڑ چکی تھیں مگر آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جس پر ہلکا سا شبہہ بھی کیا جا سکے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مثل ایک نور کے بنایا۔ ایسا نور جس سے ہمیشہ صاف شفاف شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ نور میں کبھی کسی قسم کی آمیزش نہیں ہو سکتی اس لیے آپ ﷺ کا کردار بے داغ، شخصیت جاندار ومتحرک تھی۔ آپ ﷺ طہارت و پاکیزگی کا ایسا مجسم پیکر تھے کہ آج تک اس میدان میں بھی کوئی آپ ﷺ سے آگے نہیں بڑھ سکا کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے پاکیزہ اخلاق پر پہلے خود عمل کیا پھر دوسروں کو عمل کرنے کو کہا۔ اس لیے صحابہ کرام ﷺ نے کبھی بھی آپ ﷺ کے قول وفعل میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا۔ آپ ﷺ کے اتنے مخالفین اور ناقدین کبھی بھی آپ ﷺ کے کردار پر انگلی نہیں اٹھا سکے بلکہ آپ ﷺ کی پاکبازی اور اعلیٰ اوصاف کے وہ بھی معترف نظر آتے ہیں اور آپ ﷺ کی یہ صفت واقعی قابل تعریف بھی ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ ۲۰۰ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کا دل اور چہرہ روشن ہوگا۔ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ وہ معاشرے کی خرابیوں سے بچا رہے تو ہر نماز کے بعد ۵۰ مرتبہ اس مبارک کا ورد کرے۔

Marfat.com

۹۴۔سَیِّدُنَا قَرِیبٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُقَرَّبِیْنَ ط

مفہوم: اللہ کے نزدیک

ا۔ القرآن:

ا۔ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (۱۹) . العلق

ترجمہ: اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ۔

۲۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (۹) النجم

ترجمہ: پھر نزدیک ہوا اور معلق ہو گیا (۸) یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔ (حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ یہ حال سید عالم حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ آپ ﷺ افق اعلیٰ یعنی فوق سماوات پہنچے تو تجلی ربانی آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی جس طرح بخاری و مسلم میں ہے کہ قریب ہوا جبار...... رب العزت۔ (خازن)

۳۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (۲۱۷) الَّذِيْ يَرٰكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (۲۱۸) وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ. (۲۱۹) الشعرآء

ترجمہ: اور خدائے عزیز و رحیم پر بھروسہ رکھو (۲۱۷) جو تم کو جب تم (تہجد کے وقت) کھڑے ہوتے ہوئے دیکھتا ہے (۲۱۸) اور نمازیوں میں سجدہ کرنے والوں میں تمہارے پھرنے کو بھی (۲۱۹)۔

۴۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (۴۸). الطور

ترجمہ: تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو اور جب اٹھا کرو تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کیا کرو۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت ﷺ پر قرب الٰہی میں بعض اوقات ایسے بھی گزرتے تھے کہ آپ ﷺ ذات حق کے سوا کسی کو نہ پہچان سکتے تھے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو کون ہے؟ عرض کیا عائشہ۔ فرمایا کون عائشہ عرض کیا کہ ابو بکر ؓ کی بیٹی۔ فرمایا کہ ابو بکر ؓ کون ہیں۔ عرض کیا۔ ابو قحافہ کے بیٹے۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر دہشت و خوف کا غلبہ ہو گیا اور وہ چپکے سے واپس ہو

Marfat.com

گئیں۔ جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب ماجرا کہہ سنایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میرے اور میرے اللہ کے درمیان بعض مخصوص اوقات ہوتے ہیں۔ جن میں مجھے ایسا قرب نصیب ہوتا ہے کہ اس مقام قرب میں نہ تو کسی نبی مرسل کی رسائی ہوسکتی ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کی۔

۲۔ حضرت انس ؓ سے شریک بن عبداللہ نے معراج کی روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے۔ آنحضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو عزت والا جبار (خدا) یہاں تک قریب ہوا اور جھک آیا کہ اس کے اور آپ ﷺ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔ (بخاری)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس خود خدا کو دیکھا تھا۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت ابو ذر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پروردگار کو شب معراج میں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ ''نورانی دیکھا تھا۔'' (مسلم)

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔'' (مسلم)

۶۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے رب عز و جل کو اپنے قلب مبارک سے دو مرتبہ دیکھا اور انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے رب عز و جل کو آنکھ سے دیکھا۔

حضرت حسن بصری قسم کھاتے تھے کہ محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا۔

۷۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ راتوں کو سناٹے میں اٹھ کر کبھی دعا وزاری میں مصروف ہوتے۔ کبھی قبرستان کی طرف نکل جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نصف شب کے سکوت میں خدا آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ (بخاری)

۳۔ الرائے:

۱۔ میں کہتا ہوں کہ محمد ﷺ وہ ریگستان کی گھناؤنی خاموشیوں، آسمانوں کی وسعت مکانیت کی لامحدود حدود۔ ستاروں کی چمک دمک اور ہوش وخرد کے ہر رگ و ریشے میں خدا کی ذات کو پاتے تھے۔ یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ محمد ﷺ کے نزدیک خدا کوئی جسم نہیں رکھتا۔ وہ تمام کائنات اور نبی نوع انسان کو بنانے والا اور ان کا مالک ہے۔ ان کی مسلسل سوچ و بچار کا بناؤ محض خدا اور اس کے مذہب کے لیے تھا۔

(میجر آرتھر گلائن لیونارڈ)

(A. G. Leonard - Islam, 1909)

۲۔ محمد ﷺ! ایسے مذہبی آدمی نہ تھے جو کہ صرف خدائی (روحانی) خصوصیت پر سوچتے ہیں وہ تو خدا کی روح سے پوری طرح سیراب تھے۔ خدا ان کے لیے ایک مکمل اور بہت ضروری حقیقت تھا۔ (ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'قریب' : حروف: ۴

ق + ر + ی + ب =

۱ + ۲ + ۱ + ۲ = ۶

Marfat.com

خصوصیّت عدد '٦':

اس عدد کے حامل افراد روحانیت کی طرف قدرتی میلان رکھتے ہیں اگر توجہ اور ذوق پایا جائے تو اعلیٰ روحانی مراتب تک رسائی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسم مبارک 'قریب' عدد '٦' کی خصوصیات کا مظہر:

یہ اسم مبارک دراصل اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی قربت کو ظاہر کرتا ہے اور اس طرح عدد '٦' کی مندرجہ بالاخصوصیات بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک عام انسان کے لیے اس کے رب کو اس کی شہ رگ کے قریب بتا کر خالق و مخلوق کے رشتے کو اس قدر قریب اور مضبوط بنا دیا۔ تو آپ ﷺ کے لیے وہ ذات کس قدر قریب ہو سکتی ہے اس کا تصور اور ذکر دونوں محال ہیں۔ یہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے ان اسراروں میں سے ہیں جن کو ان دونوں کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور نہ ہی عام انسانی ذہن کو اتنا شعور ہے کہ وہ ان کی قربت کے بارے میں کچھ سوچ بھی سکے۔ آپ ﷺ اللہ کے محبوب تھے۔ ایسے محبوب جن کو جبرائیلؑ اور براق بھیج کر خصوصی طور پر آسمانوں پر بلایا گیا اور ایسی قربت سے سرفراز فرمایا گیا جو کسی اور نبی کو میسر نہ آ سکی۔ آپ ﷺ کو اس قدر محبت سے مخاطب کیا۔ مثلاً ''اور تم اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کیے رہو اور تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔'' الطور۔ (۵۳)

کائنات میں کسی بھی شے کا خدا کی نظروں سے اوجھل ہونا ناممکنات میں سے ہے لیکن یہاں خصوصی طور پر یہ فرمانا تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اللہ سے آپ ﷺ کی انتہائی قربت کو ظاہر کرتا ہے۔

یوں تو تمام انبیاء رسول و مومنین اللہ تبارک و تعالیٰ کی خصوصی قربت سے نوازے جاتے ہیں لیکن ''قَرِیْبٌ'' جو آپ ﷺ کا ایک مخصوص اسم گرامی ہے وہ خاص قربت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسی قربت جو کسی اور کو نہ تو میسر آئی اور نہ ہی کبھی آ سکے گی۔ اپنے اس رتبے اور تعلق میں بھی آپ ﷺ یکتا اور بے مثل دکھائی دیتے ہیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ ۳۱۲ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کو اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔

۲۔ جو کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اسے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے اس کو قربت الٰہی نصیب ہوگی۔

☆——۞——☆

Marfat.com

۹۵۔سَیِّدُنَا خَلِیْلٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَلِیْلَ اللّٰہِ ط

مفہوم: سچا دوست

خلیل اس محبّ کو کہتے ہیں جس کی محبت کامل ہو اور جس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو۔

۱۔القرآن:

۱۔ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ط عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ (۳۸). الزمر

ترجمہ: تم کہہ دو کہ اللہ مجھے کافی ہے اور توکل کرنے والوں کو اس پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۲۔ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا (۳). الاحزاب

ترجمہ: اور (اے محبوب ﷺ) تم اللہ پر ہی بھروسہ رکھو اور اللہ کافی کارساز ہے۔

۲۔الحدیث (خدا کا دوست)

۱۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بجلی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ لوگو سن لو! اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ مجھ کو بھی اپنا خلیل بنایا ہے۔ (متفق علیہ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو دوست یا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے بھائی اور صحابی ہیں اور اللہ نے تمہارے ساتھی یعنی مجھ محمد ﷺ کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ (مسند احمد)

(انسانوں کا دوست)

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ بے شک میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر ہوتا ہوں مگر جس وقت آپ ﷺ یاد آتے ہیں تو جب تک آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں۔ صبر نہیں آتا۔ جب میں اپنی موت اور آپ ﷺ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر آپ ﷺ انبیائے کرام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور جب میں

Marfat.com

جنت میں داخل ہوں گا تو (ادنیٰ درجہ میں ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرائیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے۔ پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ۔ اور یہ اچھے دوست ہیں۔ (طبرانی)

۲۔ ایک دفعہ نجاشی کے ہاں سے ایک سفارت آئی۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بنفس نفیس مہمان داری کے تمام کام انجام دیئے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے ارشاد ہوا۔ ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے۔ اس لیے میں خود ان کی خدمت گزاری کرنا چاہتا ہوں۔

۳۔ غالب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن کے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا کہ میرے دادا بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے رسول پاک ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا جا کر حضور ﷺ کو سلام پیش کرو۔ انہوں نے کہا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میرے والد آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر اور تمہارے والد پر بھی سلام ہو۔ (ابوداؤد)

۳۔ الرائے (خدا کا سچّا دوست)

۱۔ خدا پر جو ایقان اور ایمان محمد ﷺ کو تھا۔ اس کی مثال تاریخ پیش نہیں کرسکتی۔ واقعہ ہے کہ آپ ﷺ ایک بار مدینہ جاتے ہوئے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی تلوار ایک درخت پر لٹکا دی تھی اچانک آپ ﷺ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ ایک اجنبی آپ ﷺ کی تلوار تانے چیخ رہا ہے۔ ''کہو! اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟''

آپ ﷺ نے اجنبی کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے بڑی نرمی سے جواب دیا۔ ''میرا خدا''

بدو اجنبی اتنا حیرت زدہ اور ہراساں ہوا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ محمد ﷺ نے اس کی تلوار اٹھائی اور اس آدمی کی طرف تلوار سونت کر پوچھا۔

''اور کہو اب تمہیں کون بچائے گا؟''

''آہ ...... کوئی بھی نہیں'' بدو نے بے بسی سے جواب دیا۔

آپ ﷺ نے تلوار پھینک دی اور فرمایا۔

''سنو ...... خدا سے رحم کھانا سیکھو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔'' (ای۔ ڈرمینگھم)

(E. Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۲۔ عظیم ...... محض اس لیے نہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا ہے انہوں نے ایک عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے بڑھ کر ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا۔ اس کے علاوہ اس لیے بھی عظیم تھے وہ اپنے آپ سے مخلص تھے اور اپنے اللہ سے بھی مخلص اور وفادار تھے۔ (لیونارڈ)

(A. G. Leonard - Islam, 1909)

Marfat.com

(انسانوں کا سچّا دوست):

۱۔ اپنے مشن (مقصد) کے کسی بھی مرحلے پر خدائی طاقتوں کا دعویٰ نہ کرتے ہوئے اس عظیم الشان پیغمبر انسان نے اپنے معاشرے کے امراء جن کو آپ ﷺ نے مسلمان کیا تھا اور اپنی ذات اقدس ﷺ سے ان پر گہرا اثر ڈالا تھا اور جو ہمیشہ آپ ﷺ سے وابستہ رہے تھے۔ نہ تو غربت میں نہ پناہ گزینی کی حالت میں اور نہ ہی خوشحالی کے بہترین دور میں آپ ﷺ نے کبھی ان لوگوں کی جانب سے دھوکہ دہی کی شکایت کی جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور محمد ﷺ کو ان کے ابتدائی پیروکاروں دوستوں اور عقیدت مندوں نے وفات کے وقت بھی اس طرح گھیر رکھا تھا جس طرح وہ انہیں ان کی زندگی میں گھیرے رکھتے تھے۔ (ہنڈ مین۔Hyndman)

۲۔ حضور ﷺ کے انسانوں سے تعلق اور طریقہ کار کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کوشش کی کہ تمام لوگوں کو تمام چیزیں دیجائیں جو جس کا اہل ہے۔ اس سے ویسا ہی سلوک کرو۔ جو لوگ آپ ﷺ کے روحانی پیغام کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے ان کو اسلام کی نعمت سے نوازا۔ جن کو دنیا عزیز تھی ان کو انعامات و اکرام سے خوش کیا۔ اس پر بھی وہ صحیح راستے پر نہ آئے تو ڈرا دھمکا کر انہیں اپنے راستے پر لائے۔ جو باغی اور غدار تھے ان کے ساتھ سختی کی گئی مگر عام طور سے یوں ہوا کہ باغیوں اور غداروں کو بھی معاف کر دیا۔

(جنرل سرجان گلب پاشا)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'خلیل' : حروف: ۴

خ + ل + ی + ل =

۶ + ۳ + ۱ + ۳ = ۳ + ۱ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

یہ عدد یورینس سے متعلّق ہے جو تحمل مضبوطی طبع، انصاف پسندی اور اچھی شخصیت کا علمبردار ہے اس عدد والے انسان میں بعض قابل تحسین اوصاف پائے جاتے ہیں اور ان کی نمایاں خصوصیّت جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا وہ اوسط درجے سے زیادہ قابل اعتماد اور انتہائی طور پر عامل ہوتا ہے۔ یہ لوگ جس کو ایک دفعہ دوست بنا لیتے ہیں زندگی بھر اس کا ساتھ دیتے ہیں اور حتی الامکان اس کو اپنے خلوص، نیک نیتی، اعتماد اور محبّت کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں ان کے دوست جب بھی ان سے مشورہ طلب کرتے ہیں تو بہت سچّا و مخلص مشورہ دیں گے اور کسی بھی بات کے اچھے اور برے پہلو، دونوں سے آگاہ کرینگے۔ محبت، لگاؤ، ہمدردی فراخدلی اور وفاداری اس عدد کے ضروری عناصر ہیں۔

اسم مبارک 'خلیل' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کا اسم مبارک عدد '۴' کی مندرجہ ذیل خصوصیات سے نمایاں طور پر متصف تھا اور اس کا عکس آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بھی مکمل طور پر موجود تھا۔ محبت اور دوستی کا مضبوط رشتہ جو آپ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیمؑ سے

Marfat.com

شروع ہوا تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے "خلیل اللہ" کے لقب سے نوازا وہی رشتہ آپ ﷺ کے ساتھ بھی اسی قدر مضبوط رہا۔ سچی دوستی کی واضح مثال اس وقت بھی دیکھی جا سکتی ہے جب حضرت ابراہیمؑ کو جلتی آگ میں ڈالا گیا اور جبرائیلؑ مدد کو آئے تو آپؑ نے ان کی مدد لینے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ کو اپنے رب کی دوستی پر ناز بھی تھا اور پختہ یقین بھی۔ اور اسی سچے دوست نے آپ کے لیے آگ کو گلزار کر دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنے رب کی خاطر اس کے کلمے کو بلند کرنے کی خاطر کبھی شعب ابی طالب میں محصور رہے کبھی غار ثور میں۔ اور جب دشمنوں نے طائف کی وادی میں آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کو لہولہان کر دیا تو پھر جبرائیلؑ مدد کو آئے اسی طرح جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی مدد کے لیے آئے تھے مگر آپ ﷺ نے بھی اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ان کی مدد لینے سے انکار کر دیا ہر تکلیف سہی۔ اپنے رب کی رضا کی خاطر مگر نہ قدم ڈگمگائے نہ یقین میں فرق آیا نہ پائے استقلال میں لغزش آئی اور نہ ہی اپنے رب کی ذات پر کامل بھروسے میں۔ اگر آپ ﷺ نے وفا نبھائی تو پروردگار نے بھی رسم وفا خوب ادا کی۔ نہ ابراہیمؑ کو تنہا چھوڑا اور ان پر آگ کو گلزار بنا کر اپنے اوپر ان کے ایمان اور محبت کو مزید مستحکم کر دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کو کبھی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں تنہا نہ چھوڑا۔ جب آپ ﷺ غمناک ہوئے تو بہترین الفاظ سے تسلی فرمائی۔ جب آپ ﷺ کو مدد کی ضرورت پڑی تو فرشتوں کے لشکر اتارے جب دنیا میں دوستوں کی ضرورت پڑی تو بہترین دوستوں سے نوازا۔ الغرض ہر شے سے اپنے حبیب ﷺ کی مدد فرما کر دوستی کا بھر پور حق ادا کیا۔ آپ ﷺ جس طرح اللہ کے خلیل تھے اسی طرح اس کے بندوں کے بھی سچے اور مخلص ترین دوست تھے۔ ایسا دوست جو زندگی کے کسی بھی مرحلے پر ان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ کبھی ان کی دلجوئی کرتا ہے کبھی ان کے عیبوں پر پردے ڈالتا ہے کبھی ساری ساری رات عبادت کرتے ہوئے ان کے لیے دعا گو رہتا ہے اور آپ ﷺ کی دوستی کی مثال اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ وصال تک کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو آپ ﷺ کی دائرہ دوستی سے کبھی خارج ہوا ہو یا کبھی کسی نے یہ کہا ہو کہ محمد ﷺ نے اس سے کبھی منہ پھیرا ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسے انسان تھے جن کے اندر محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اور آپ ﷺ کی اس پرخلوص محبت نے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور اسی طرح اللہ کی لامحدود محبت کا محور آپ ﷺ کی ذات اقدس تھی جس نے آپ ﷺ کو اپنا خلیل بھی بنایا اور محبوب بھی۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ رات کو سونے سے پہلے باوضو بستر پر لیٹ کر ۲۱ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر اپنے سینے پر دم کریں اور قبلہ رخ سو جائیں تو روزانہ یہ عمل دہرانے سے برے خواب بند ہو جائیں گے۔

۲۔ عصر کی نماز کے بعد ۲۱ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرنے والا برے خیالات سے بچے گا اور اسے ذہنی سکون میسر آئے گا۔

Marfat.com

۹۶۔ سَیِّدُنَا مَدْعُوٌّ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ ط

مفہوم: بلائے گئے (معراج پر)

ا۔ تفصیل مفہوم:

(ا) معراج کا لغوی معنی:

علامہ زبیدی لکھتے ہیں۔

معراج اور معرج کا معنی ہے سیڑھی یا سیڑھی کے ڈنڈے کی اس مشابہہ چیز کو معراج کہتے ہیں جس کو پکڑ کر روحیں چڑھتی ہیں اور معراج اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر فرشتے چڑھتے ہیں اس کی جمع معارج ہے۔

اس کو معراج اس لیے بھی کہتے ہیں کہ یہ لفظ عروج سے نکلا ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں چونکہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا۔عرج بی یعنی ''محمد کو اوپر چڑھایا گیا'' اس لیے اس کا نام معراج پڑ گیا۔

(۲) معراج کے اصطلاحی معنی:

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا بیداری میں اپنے جسم کے ساتھ آسمانوں تک جانا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جہاں تک چاہا آپ ﷺ کا جانا معراج ہے۔ اس ضمن میں متقدمین کے مختلف اقوال کی طرف اشارہ ہے بعض نے کہا معراج صرف بیت المقدس تک ہوئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مسجد اقصیٰ تک کا ذکر ہے بعض نے کہا معراج جنت تک ہوئی۔ بعض نے کہا عرش تک۔ بعض نے کہا فوق العرش بعض نے کہا طرف العالم تک۔ واللہ اعلم اسراء (رات کو جانا) قطعی ہے یعنی بیت اللہ الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت تک یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احادیث سے ثابت ہے۔ معراج ایک روایت کے مطابق نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب کو بروز دوشنبہ ہوئی۔

۲۔ القرآن:

ا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

Marfat.com

لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا ط اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (ا). بنی اسرائیل

ترجمہ: (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے رات کے قلیل حصے میں اپنے بندے (محمد ﷺ) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے گردونواح کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تا کہ ہم اس کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ا۔ مفہوم آیت:

اس آیت مبارک کا آغاز ''سبحان'' کے کلمہ سے کیا گیا ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب و نقائص سے مبرا و منزہ ہے۔ علامہ زمخشری کے نزدیک اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ان کمزوریوں عیبوں اور کوتاہیوں سے بالکل پاک ومنزہ ہے جن سے کفار اللہ تعالیٰ کو متہم کیا کرتے تھے۔

علامہ آلوسی نے حضرت طلحہ ﷜ سے حضور پاک ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے وہ بھی اسی معنی کی تائید کرتا ہے۔'' سبحان کے کلمہ سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص، کمزوری اور بے بسی سے پاک ہے۔ اس کے لیے دلیل کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابل قبول نہیں ہوا کرتا۔ اس لیے بطور دلیل ارشاد فرمایا۔' الذی اسری بعبدہ' چونکہ اللہ کو اپنے بندے کو رات کے قلیل وقت میں اتنا طویل سفر کرانا تھا اور اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانا تھیں اس لیے اس واقعہ کے آغاز سے ہی اپنی سبحانیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا کہ وہ ہر شے پر قادر مطلق ہے۔

(۲) اسریٰ:

اسراء کے معنی ہیں کسی شخص کو بیداری میں رات کے وقت لے جانا اگر کسی شخص کو خواب میں کوئی کسی جگہ لے جائے تو اس کو لغت عرب میں 'اسراء' نہیں کہتے اس لیے اسے رات کو سیر کرانے کو کہتے ہیں۔ 'لیلاً' پر تنوین تقلیل کی ہے کہ یہ سفر رات کے وقت ہوا لیکن اس سفر میں ساری رات ختم نہیں بلکہ رات کے ایک قلیل حصہ میں بڑے اطمینان اور عافیت سے یہ سفر طے پایا۔ اسریٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور حضور ﷺ کا ذکر 'بعبدہ' کے لفظ سے فرمایا گیا۔ جس کی متعدد حکمتیں ہیں۔

ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی بے مثل رفعت شان اور علو مرتبت کو دیکھ کر امت کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس طرح عیسائی کمالات عیسوی کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں ''مقام قاب قوسین اوادنی'' پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔ بمَ اشرفک یا محمد ﷺ۔ اے سراپا مدح و ستائش! آج میں تجھے کس لقب سے سرفراز کروں تو حضور ﷺ نے جواباً عرض کی بنِسبتی الیک بالعبودیۃ۔ مجھے اپنا بندہ کہنے کی نسبت سے مشرف فرمایا جاوے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر معراج کے وقت اسی لقب کا ذکر فرمایا جو اس کے حبیب نے اپنے لیے خود پسند فرمایا تھا۔

اس سفر کی غرض و غایت صحیفہ کائنات کے ہر ہر صحیفہ پر گلشن ہستی کی ہر ہر پتی پر اللہ تعالیٰ کی قدرت، عظمت، علم اور حکمت کے جتنے کرشمے تھے سب بے نقاب کر کے اپنے محبوب کو دکھا دیے۔ اس سفر کے ذکر کی ابتداء اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظ 'سبحان' سے کی جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اور اس کا ذکر ہے اور آیت کے آخر میں فرمایا۔ انہ ھو السمیع البصیر' بے شک وہ سمیع اور بصیر ہے یہ بھی اللہ کی صفت اور اس کا ذکر ہے۔ سو اس سفر معراج کی ابتداء بھی اللہ کے ذکر سے ہوئی اس کی انتہا بھی اللہ کے ذکر پر ہوئی اور سفر معراج سے آپ ﷺ نماز کا تحفہ لے کر آئے وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

Marfat.com

علامہ غلام رسول سعیدی ۔ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ مادی انسانوں نے ترقی کی اور ان کی معراج یہ ہے کہ یہ چاند پر پہنچے، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ چاند پر بھی مٹی ہے اور وہ مٹی کے ڈھیلے بطور سوغات وہاں سے لے کر آئے تو یہ مٹی سے چلے اور مٹی تک پہنچے اور جو لے کر آئے وہ بھی مٹی ہے اور حضور ﷺ اللہ کے ذکر سے چلے اللہ کے ذکر تک پہنچے اور جو تحفہ لے کر آئے وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی معراج میں انسان مٹی سے آگے نہیں نکل سکتا اور روحانی معراج میں مٹی سے بنا ہوا انسان خدا تک جا پہنچتا ہے۔

اس سفر معراج کو معجزے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا حیرت ناک پہلو وقت کی انتہائی قلیل اکائی میں مکمل ہوا اس سفر معراج سے سردار الانبیاء نے ٹائم سپیس (زمان و مکان) کی حدود میں جاری ہر قانون سے بالا ہو کر اپنی برتری اور قوت تسخیر کا ثبوت دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی عبودیت سے عبدیت کا وہ اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا جہاں خالق ارض و سما نے انہیں اپنی طرف بلند کیا۔ عبدیت کی اس سربلندی سے جہاں پر قانون کی نفی ہوگئی اور ہر حد فسخ کر دی گئی۔ وہاں بشریت اپنے حد وکمال پر پہنچ کر شرف خلافت الٰہیہ سے سرفراز ہوئی اور وجہ تخلیق کا مدعا مکمل ہوا۔

۳۔ الحدیث:

صحیحین میں مذکور ہے ایک شب آنحضرت ﷺ مسجد حرام (کعبہ) میں تھے اور اسی کے ایک بیرونی گوشہ میں جس کا نام حجر اور حطیم ہے آپ ﷺ سو رہے تھے بیداری اور خواب کی درمیانی حالت تھی۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں تھے کہ گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے ان کے ساتھ چند اور فرشتے بھی تھے۔ پہلے وہ آپ ﷺ کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور وہاں آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب اطہر کو نکال کر آب زمزم سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان وحکمت سے معمور لایا گیا۔ جبرائیلؑ نے اس طشت سے ایمان وحکمت کے خزانہ کو لے کر آپ ﷺ کے سینہ میں رکھ کر اس کو برابر کر دیا۔ اس کے بعد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سپید رنگ کا ایک لمبا جانور براق لایا گیا (براق، برق سے مشتق ہے چونکہ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اس لیے اس کو براق کہا جاتا ہے یا اس لیے کہ وہ بہت صاف تھا اور اس کا رنگ چمکدار تھا بعض علماء نے کہا کہ اس چوپایہ کے دو رنگ تھے اس لیے اس کو براق کہا جاتا ہے۔) اس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے اور براق کو اس قلابہ میں باندھ کر جس میں انبیاءؑ اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ کے اندر قدم رکھا اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ یہاں سے نکلے تو جبرائیلؑ نے شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا جبرائیلؑ نے کہا آپ ﷺ نے فطرت کو پسند کیا اگر شراب کا پیالہ اٹھاتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

اس کے بعد جبرائیلؑ آپ ﷺ کو لے کر آسمان پر چڑھے پہلا آسمان آیا تو جبرائیلؑ نے دربان کو آواز دی اس نے کہا کون ہے! جبرائیلؑ نے اپنا نام بتایا۔ پوچھا کہ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟

جواب دیا۔ "محمد ﷺ"

پھر دریافت کیا۔ کیا بلائے گئے ہیں؟

کہا، "ہاں......"

Marfat.com

یہ سن کر فرشتہ نے دروازہ کھول دیا اور مرحبا خوش آمدید کہا اور کہا کہ اس خبر کو سن کر آسمان والے خوش ہوں گے۔

جب آپ ﷺ پہلے آسمان میں داخل ہوئے تو ایک شخص نظر آیا۔ جس کی داہنی اور بائیں طرف بہت سی پرچھائیں تھیں۔ جب وہ داہنی طرف دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رو دیتا تھا۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر بولا۔ مرحبا۔اے نبی صالح ! اے فرزند صالح! آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے ان کی بابت دریافت کیا۔ جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ آدمؑ ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو پرچھائیں ہیں یہ ان کی اولادوں کی روحیں ہیں داہنی طرف والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں۔اس لیے دائیں طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے تو پوچھا گیا کون ہیں؟ بتایا گیا۔ محمد ﷺ پوچھا گیا۔ کیا بلائے گئے ہیں؟جبرائیلؑ نے جواب دیا۔ہاں۔ دربان نے کہا۔ مرحبا۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری بہت اچھی ہے اس آسمان پر میں عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کے پاس آیا وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے تو انہوں نے کہا۔

اے بھائی اور نبی مرحبا!

پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے تو جبرائیلؑ اور دربان میں یہی گفتگو ہوئی۔ میں یہاں یوسفؑ کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا انہوں نے بھی مرحبا کہا۔

اسی طرح چوتھے آسمان میں ادریسؑ کے پاس آیا انہیں سلام کیا اور انہوں نے بھی مرحبا کہا۔

پانچویں آسمان میں حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی اور ایسی ہی گفتگو ہوئی۔

چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ مرحبا اے پیغمبر صالح اور اے برادر صالح! جب آپ ﷺ بڑھے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے۔ ان سے اس گریہ کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔ اے اللہ! میرے بعد تو نے اس نوجوان کو مبعوث کیا ہے لیکن اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔

ساتویں آسمان میں داخل ہوئے تو انہوں نے بھی مرحبا کہہ کر خیر مقدم کیا۔ جبرائیلؑ نے بتایا یہ آپ ﷺ کے باپ ابراہیمؑ ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے۔ آخر تک ان کی باری نہیں آتی۔

پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کیا گیا اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے۔اس کی جڑ میں چار نہریں جاری تھیں۔ دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل وفرات ہیں۔ اس درخت پر شان الٰہی (امر اللہ) کا پرتو تھا جس نے آکر جب اس کو چھپا لیا تو اس کی ہیئت بدل گئی۔ اور اس میں حسن کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جس کو کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی اور اس میں رنگ برنگ انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جس کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہے یہاں پہنچ کر جبرائیلؑ اپنی اصلی کمالی صورت میں آپ ﷺ کے سامنے نمودار ہوئے پھر یہاں خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ہوئے جس کے بارے میں قرآن میں ہے فَاَوْحیٰ اِلٰی عبدہٖ مَااَوْحیٰ (پھر اس نے اپنے بندے سے چپ چاپ باتیں کیں۔ جو کیں)

اس وقت آپ ﷺ کو بارگاہ الٰہی سے تین عطیے مرحمت ہوئے۔

Marfat.com

سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں، جن میں اسلام کے عقائد و ایمان کی تکمیل اور دور مصائب کے خاتمہ کی بشارت ہے۔ دوسرا مژدہ یہ سنایا گیا کہ امت محمد ﷺ میں سے جو شرک کا مرتکب نہ ہوگا وہ کرم مغفرت سے سرفراز ہوگا ندا آئی اور امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں آپ ﷺ ان عطیوں کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نے بنی اسرائیلؑ کا بہت تجربہ کیا ہے آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ ﷺ اپنے رب کے پاس جائیں اور عرض معروض کریں۔ میں واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیا تو انہوں نے چالیس نمازیں کر دیں۔ پھر اس طرح گیا پھر تیس کر دیں پھر اسی طرح ہوا تو بیس کر دیں پھر اسی طرح کیا تو دس کر دیں۔ میں موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا تو ان کو پانچ کر دیا گیا۔ میں موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا۔ آپ ﷺ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ نے پانچ نمازیں کر دیں ہیں۔ انہوں نے اسی طرح کہا۔ میں نے کہا۔ میں نے بھلائی سے تسلیم کر لیا ہے تو ندا آئی۔ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے اور میں نیکی کا دس گنا اجر دوں گا۔

اب آسمان سے اتر کر آنحضرت ﷺ زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے دیکھا کہ یہاں انبیاءؑ کا مجمع ہے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ نماز میں مصروف ہیں۔ آپ ﷺ نے ان میں چند پیغمبروں کی شکل و صورت بھی بیان کی۔ حضرت موسیٰؑ کی نسبت فرمایا کہ ان کا لمبا قد اور گندمی رنگ تھا اور الجھے ہوئے گھنگھریالے بال تھے اور وہ قبیلہ شنوہ کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کا قد میانہ اور رنگ سرخ و سپید تھا۔ سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہوں۔ ان کی صورت عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ثقفی (صحابی) سے ملتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کی صورت تمہارے پیغمبر خود آنحضرت ﷺ کی سی تھی نماز سے فراغت ہوئی تو ندا آئی۔ کہ اے محمد ﷺ! دوزخ کا داروغہ حاضر ہے سلام کرو۔ آپ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو داروغہ دوزخ نے سلام کیا۔

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں دجال بھی آپ ﷺ کو دکھایا گیا۔

ان تمام منازل کے طے ہونے کے بعد آپ ﷺ مسجد حرام (کعبہ) میں بیدار ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ ''بے شک اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں'' کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سبز کپڑا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لیے تھے۔'' (بخاری)

۴۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کا سفر معراج دوسرے انبیاء سے ان کے تعلق اور تعلیم کے بارے میں بتاتا ہے اور اس روشن پہلو کے بارے میں قرآن میں بتا دیا گیا ہے۔

''پاک ہے وہ ذات جو .... (بنی اسرائیل)

اس پر اسرار سفر میں محمد ﷺ مکہ سے یروشلم گئے۔ وہاں آدمؑ سے عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کے ساتھ مجلس کی۔ اسی قصے کا اگلا حصہ ان کی یروشلم سے اللہ تک کی معراج پر مشتمل ہے۔ اس بات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس سفر میں اسلام کی تیسری مقدس عبادت گاہ مسجد اقصیٰ یعنی یروشلم میں واقع بیت المقدس کا ذکر بھی ہے۔

(کیتھ ایل وڈورڈ)

۲۔ حضور ﷺ نے جب مسلمانوں کے لیے نماز کی ابتداء کی تو آپ ﷺ نے یروشلم کو اپنا قبلہ بنایا تمام مسلمان یروشلم کے رخ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ آپ ﷺ کا سفر معراج یروشلم سے شروع ہوا اسی

Marfat.com

یروشلم سے شروع کیے ہوئے سفر معراج میں آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی جس میں آپ ﷺ اللہ کے دیدار سے مشرف کئے گئے۔ (جنرل سرجان گلب پاشا)

(Gen. Sir. J. Ghalib Pasha - The Life & Times of Muhammad)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'مدعو' : حروف : ۴

م + د + ع + و =

۴ + ۴ + ۷۰ + ۶ = ۱ + ۲ = ۳

خصوصیّت عدد '۳':

یہ عدد مشتری کا نشان ہے جو اچھائی اور اعلیٰ سپرٹ کا علمبردار ہے۔ اس عدد کے حامل غیر متزلزل یقین کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا اعلیٰ حصّہ کسی چیز کی بنیادی خصوصیّت کا پتہ چلانا ہوتا ہے۔ نہایت تحریک باریک بینی اور مطالعاتی حِس کے مالک ہوتے ہیں بحیثیت مہمان ہر جگہ مقبول ہوتے ہیں اور لوگ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں پر بھروسہ کرنے کے عادی بھی ہوتے ہیں ان میں قدرت نے یہ فطرت رکھی ہے کہ دوسروں پر اچھا اثر چھوڑیں تا کہ وہ ہمیشہ کے لیے متاثر رہیں۔

اس عدد کے حامل بلند خیال اور بلند ماحول کو پسند کرتے ہیں۔ نیز یہ لوگ بے حد محبّت کرنے والے ہوتے ہیں ان کی محبّت دائمی ہوتی ہے۔

اسم مبارک 'مدعو' عدد '۳' کی خصوصیات کا مظہر:

عدد '۳' کی خصوصیات کے مطابق آپ ﷺ اعلیٰ ترین اخلاقی اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ اعلیٰ سپرٹ کے علمبردار تھے اور اللہ کی ذات پر اتنا پختہ و غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے اس کی ذات پر یہی پختہ ایمان تھا کہ جب آپ ﷺ کو سفر معراج پر بلایا گیا تو بغیر کسی استفہام کے آپ ﷺ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی ذات سے شناسائی کا جو درجہ حاصل کیا تھا اس کی ابتداء غار حرا سے ہوئی جہاں آپ ﷺ سوچ و بچار کے لیے چلے جاتے کیونکہ یہ جستجو، مطالعاتی حس اور انتہائی باریک بینی آپ ﷺ کو جس مقصد کے لیے تیار کر رہی تھی وہ سارے عنصر آپ ﷺ کی ذات پاک میں متحرک تھے اور ان کی انتہا تب ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کے موقع پر اپنی قربت سے نوازا۔ اس قربت کی نوعیت کیا تھی یہ سب اللہ کے راز ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب آپ ﷺ اوپر گئے تو تمام آسمانی مخلوق نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ فرشتوں سے لے کر انبیاء کرام تک۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کی محبت سے کس طرح سرور ہوا اس کا اندازہ سورہ النجم کی اس آیت مبارک سے ہوتا ہے۔

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (۱۰) النجم

ترجمہ: پھر اس نے اپنے بندے سے چپ چاپ باتیں کیں جو باتیں کیں یہ باتیں کیا تھیں خدا اور رسول ﷺ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح اللہ کی ذات پاک پر آپ ﷺ کو جو بھروسہ اور اعتماد تھا الفاظ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس عدد کی اہم خصوصیت بلند خیالی بلند ماحول کا اس واقعہ سے گہرا ربط نظر آتا ہے۔ تمام بلندیوں کی انتہا کو معراج کا نام دیا گیا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس اس قدر اعلیٰ و ارفع تھی جو خصوصی طور پر عظمتوں کی ان بلندیوں سے مزید نوازے جانے کے لیے بلائی گئی تھی۔ آپ ﷺ اہل تھے اور خدا بہتر قدردان تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو اپنی محبت کی انتہائی صورت سے نوازا اور آپ ﷺ نے آخری دم تک اس محبت کو مضبوط سے مضبوط تر کیا۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ذرے ذرے تک اپنے محبوب کا ذکر پہنچا دیا ایسا ذکر جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کی بہترین مثال بنایا۔

دنیا میں وہ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان نہیں بھی لاتے وہ بھی آپ ﷺ کے نام سے شناسا ضرور ہوں گے اور لاشعوری طور پر آپ ﷺ کی شخصیت سے متاثر ضرور ہوں گے۔

۶۔ الفضائل:

۱۔ اس اسم مبارک کا ۲۰۷ مرتبہ روزانہ ورد کرنے والے کو عزت ملتی ہے۔

۲۔ اگر کسی کو ایسا رنج پہنچا ہو کہ وہ اس قدر غمگین ہو گیا ہو کہ اس کا دل پرسکون نہ رہتا ہو غم کی شدت کے باعث بے چینی ہوتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تین دن تک بلاناغہ روزانہ باوضو حالت میں ۱۲۰ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے۔

Marfat.com

۹۷۔سَیِّدُنَا جَوَّادٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الْجُوْدِ والْکَرَمِ ط

ا: مفہوم: سخی۔سخاوت کرنے والے۔

ا۔القرآن:

ا۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (۶)۔المدثر

ترجمہ: اور (اس نیت سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو۔

۲۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلاً فَاَغْنٰی (۸)۔الضحیٰ

ترجمہ: اور تمہیں حاجت مند پایا تو خدا نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا۔

۲۔الحدیث:

ا۔ حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
''میں انسانوں میں فیاض ترین انسان ہوں۔''

۲۔ ایک دفعہ چند انصاری آئے اور سوال کیا۔آپ ﷺ نے عنایت فرمایا۔ پھر جب تک کچھ رہا آپ ﷺ نے ان کی درخواست رد نہ فرمائی۔ جب کچھ نہ رہا تو فرمایا۔''میرے پاس جب تک کچھ رہے گا میں تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔''
(بخاری)

۳۔ ایک دفعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں نوے ہزار درہم پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھوا لیا اور تقسیم فرمانے لگے جو بھی سائل آتا اسے عنایت فرمایا اور کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ جب آپ ﷺ سارے درہم تقسیم فرما چکے تو ایک اور سائل آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔تم ہمارے نام پر ضرورت کی چیزیں ادھار لے لو۔ جب کسی جانب سے مال آئے گا تو تمہارے قرض کی ادائیگی کر دیں گے۔ اس موقع پر حضرت عمر ﷜ نے فرمایا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ! جس کام کی استطاعت نہیں اسے اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار نہیں دیا۔ آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری بولا۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک عرش آپ ﷺ کو مال کی کمی کا اندیشہ لاحق نہیں ہونے دے گا یہ ساعت فرما کر آپ ﷺ مسکرائے اور چہرہ انور سے خوشی کے آثار جھلکنے

Marfat.com

لگے اور فرمایا ''؟ مجھے یہی حکم ملا ہے۔'' (ترمذی)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور خصوصاً رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ تمام عمر کسی کے سوال پر ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا۔ جب آپ ﷺ حضرت جبرائیلؑ سے ملتے تو آپ ﷺ بھلائی میں تیز آندھی سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔ (بخاری)

۵۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے اس روز بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پر تھا۔ آپ ﷺ نے وہ سب اس کو دے دیں۔ اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔ ''اے میری قوم! تم اسلام لاؤ۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔'' (مشکوٰۃ)

۶۔ ایک دفعہ مسجد نبوی ﷺ میں تمام مسلمان جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔ جس میں قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی کہ تمام انسان ایک ہی نسل سے ہیں۔ یعنی۔ ''اے لوگو! اس خدا سے ڈرو جس نے ایک ذات سے تم سب کو پیدا کیا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ '' درہم کپڑا، غلہ بلکہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا جو ہو۔ راہ خدا میں دے دو۔''

۷۔ عمرو ؓ بن حارث جو حضرت جویریہ کے بھائی تھے۔ ان سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مرتے وقت کچھ نہ چھوڑا۔ نہ درہم، نہ دینار، نہ غلام، نہ لونڈی اور نہ کچھ اور صرف اپنا سفید خچر اور ہتھیار اور کچھ زمین جو عام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے۔ (بخاری)

۸۔ روایت ہے کہ غنائم حنین میں آپ ﷺ کی سخاوت کی انتہا نہ رہی اور آپ ﷺ نے اعراب میں بہت سے لوگوں کو ایک ایک سو اونٹ عطا کیے۔ (بخاری)

۹۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ زمانہ کفر میں ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ ﷺ کا مہمان ہوں آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا اور مجھے گھر کے اندر لے گئے۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بکری کا دودھ نکالا اور عنایت فرمایا۔ میں سارا دودھ پی گیا۔ آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ نکالا۔ اس طرح سات بکریوں کا دودھ نکالا اور میں پی گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا گھر والوں کے لیے بھی دودھ نہیں بچا۔ مگر آپ ﷺ کے ماتھے پر کوئی شکن نمودار نہیں ہوئی۔

۳۔ الرائے:

۱۔ آپ ﷺ نے لوگوں کا اعتماد اور احترام اپنی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے حاصل کیا اور ان خوبیوں کی وجہ سے جن میں حوصلہ و بہادری قوت ارادی، غیر جانبداری، ثابت قدمی شامل تھا اور ان سب میں سخاوت کا عنصر سب سے نمایاں تھا۔ (ایم ایم واٹ)

(M. M . Watt - Muhammad , Prophet and statesman, 1961)

۲۔ آپ ﷺ کی فیاضی اور انسانی دل کے گہرے مشاہدے نے آپ ﷺ کو ایک لیڈر (رہنما) ثابت کیا اور آپ ﷺ کی شریف النفسی، شاہانہ مگر فیاضانہ برتاؤ کا اظہار اس وقت ہوا جب فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے قریش کے ساتھ بہترین سلوک کیا۔ (سکاٹ)

(S. P. Scott - History of the Moorish Empire in Europe)

Marfat.com

۳۔ اہل مکہ نے مہاجرین کے مکانوں پر قبضہ کر لیا تھا بجائے اس کے کہ مہاجرین کے مکان واپس دلوائے جاتے یا ان کا معاوضہ دلوایا جاتا۔ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا۔
''مہاجرین اپنے مملوکات سے دستبردار ہو جائیں۔'' پیغمبر اسلام ﷺ کی یہ نموداری نہیں تھی بلکہ فیاضی اور دریا دلی تھی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ (پروفیسر فلپ ہٹی)

(Prof. Philip Hitti - History of the Arabs, 1961)

۴۔ اب محمد ﷺ فاتح تھے اور عرب کے حکمران ...... اب آپ ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا وہ بلاشرکت غیرے اقتدار کے مالک تھے۔ اگر آپ ﷺ چاہتے تو ساری دولت سمیٹ سکتے تھے اور عیش و آسائش کی زندگی بسر کر سکتے تھے۔ مدینے کے ان لوگوں نے جو محمد ﷺ کی روزمرہ زندگی کے ہر عمل کا بغور مشاہدہ کرتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ محمد ﷺ کے طرز حیات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آپ ﷺ پہلے کی طرح سادہ اور تنگی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ ﷺ کو جو ملتا وہ دوسروں میں بانٹ کر خود خالی ہاتھ رہ جاتے۔

(البرٹ وایل)

۵۔ آپ ﷺ ہر شخص سے ہر وقت ملنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محدود تھی اصلاح قوم کی فکر میں ہر وقت منہمک و مصروف رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے قوم کے لیے بہترین مثال پیش کی۔ مزاج میں تمکنت ونخوت نام کو بھی نہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے بھی منع فرما دیتے تھے۔ (ڈاکٹر گلینو ڈیا)

۶۔ آپ ﷺ کی خوش اخلاقی، فیاضی و رحمدلی محدود نہ تھی۔ (ڈاکٹر۔جی۔ویل)

۷۔ حضرت محمد ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے معمولی مکانوں میں رہتے تھے۔ وہ آگ خود جلا لیتے۔ فرش پر جھاڑو دے لیتے۔ تھوڑا بہت کھانا جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا۔ اس میں وہ لوگ ہمیشہ شریک ہوتے جو وہاں موجود ہوتے ان کے گھر کے باہر ایک چھپر (صفہ) تھا جہاں ایسے متعدد غریب افراد موجود رہتے جن کی گزر بسر کا تمام تر انحصار آپ ﷺ کی فیاضی پر منحصر تھا۔ (لین پول)

(Stanley Lane pole - Islam 1903)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'جواد': حروف: ۴

ج + و + ا + د =

۳ + ۶ + ۱ + ۴ = ۴ + ۱ = ۵

خصوصیت عدد '۵':

یہ عدد عطارد سے متعلق ہے اس کا حامل بہت فیاض، روشن دل و دماغ کا مالک ہوتا ہے۔ اپنے حلقہ احباب کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کر کے خوش دیکھنا ان کی فطرت کا خاصہ ہوتا ہے۔ روپے پیسے کے معاملے میں بھی ان کا رویہ قدرے مختلف ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو یہ مستقبل کی ذمہ داریوں سے بھی بے نیاز ہو کر خرچ کر ڈالتے ہیں۔

Marfat.com

اسم مبارک 'جواد' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صاحب جود و الکرم بنایا۔ سخاوت ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جو بڑے سے بڑے دشمن اور مخالف کے دل میں انتہائی عزت و احترام وعقیدت پیدا کرسکتی ہے۔ دنیا کا ہر انسان اپنی ضروریات زندگی کے لیے کسی نہ کسی کا محتاج ہوتا ہے اور وہی انسان عزیز ٹھہرتا ہے جو دوسروں کی ضروریات ہر وقت پوری کرتا ہے۔ مشکل میں ان کے کام آتا ہے اور ایک اچھا انسان کبھی بھی اس انسان کو نہیں بھول سکتا۔ جس نے مشکل کے وقت میں اس کی کسی طرح دلجوئی کی ہو اور آپ ﷺ عدد '۵' کی مندرجہ بالا صفات سے متصف تھے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کے دکھ درد اور خوشیوں کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات مبارک میں سخاوت کے عنصر کو بہت نمایاں رکھا۔ آپ ﷺ کو کبھی کچھ جمع کرنے کی فکر نہ رہتی۔ آپ ﷺ تو بس بانٹنے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ اتنا عطا فرماتے کہ لینے والا خود حیران رہ جاتا۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی جود وسخا کی لازوال مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں عملی سخاوت کا ثبوت دیا۔ مال و دولت کے معاملے میں کوئی سائل بھی آپ ﷺ کے در پر آیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے خالی ہاتھ لوٹانا گوارا نہ کیا۔ جو جس شے کا سوالی ہوتا اسے عطا کرتے۔ آپ ﷺ نے کسی کا کوئی سوال کبھی رد نہ فرمایا۔

جو کوئی آپ ﷺ سے کسی خدمت کا طلبگار ہوتا آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑتے اور کبھی بھی برا نہ مناتے کہ آپ ﷺ سے ایسا سوال کیوں کیا گیا۔

جو معافی کا طلبگار رہا تو کھلے دل سے معاف کیا اور اس طرح معاف کیا کہ وہ معافی مثال بن گئی۔

الغرض آپ ﷺ نے اپنی اس اعلیٰ ترین خوبی سے مشرکین کے بھی دل جیتے۔ مسلم تو کیا غیر مسلم دنیا بھی آپ ﷺ کی اس خوبی کی شروع سے معترف رہی ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ جو کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو اور بہت زیادہ پریشان ہو تو وہ روزانہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرمائے گا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی غربت و افلاس دور ہو تو وہ روزانہ اس نیت سے باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کا ورد کرے۔ انشاء اللہ مفلسی دور ہوگی۔

Marfat.com

۹۸۔سَیِّدُنَا خَاتِمُ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط

مفہوم: ختم کرنے والے۔ انبیاء و رسل کو ختم کرنے والے آخری۔

ا۔القرآن:

ا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط . (۱۴۴۔آل عمران)

ترجمہ: محمد ﷺ تو صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول گزر چکے ہیں۔

۲۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلاً اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ط وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷)۔الروم

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔

۳۔ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ. (۳۰)۔الرعد

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔ تم فرماؤ۔ وہ میرا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

۲۔الحدیث:

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

''مجھ پر انبیاء ختم ہو گئے۔''

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔''میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

۳۔ حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس کے قریب جھوٹے نبی پیدا ہوں گے

Marfat.com

تحقیق میں نبیوں کا خاتم ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ترمذی و مسلم)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معراج کے واقعہ میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اقدس ﷺ سے فرمایا۔ میں نے آپ ﷺ کو فاتح اور آخری نبی بنایا۔'' (تفسیر ابن کثیر)

۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے خطبۃ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (ابن جریر و ابن عساکر)

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ (ترمذی)

۷۔ روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ جب حضور ﷺ کو آخری غسل دے رہے تھے تو اپنی زبان سے یوں فرماتے تھے میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ کی موت سے وہ چیز ختم ہوگئی جو اور کسی شخص کی موت سے ختم نہ ہوئی تھی۔ یعنی نبوت اور اخبار غیب آسمان سے خبروں کا آنا ختم ہوگیا۔

۸۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو ستاروں کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ جن اور شیاطین اب اوپر چڑھنے سے روک دیے گئے۔ ٹوٹنے والے ستاروں کی بھرمار ہوگئی۔ کاہنوں اور عالموں کی خبر رسانی کے ذرائع مسدود ہوگئے اور ان باطل پرستوں کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ اس آسمانی انقلاب نے جنوں اور شیطانوں کی محفلوں میں حیرت پیدا کر دی سب نے کہا۔ یقیناً روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ دنیا کی ہر سمت کو انہوں نے چھان ڈالا۔ اس پر چند سال گزر گئے۔ آنحضرت ﷺ اسلام کی تبلیغ کے لیے عکاظ کے میلے میں تشریف لے جا رہے تھے کہ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو تفتیش حال کے لیے تہامہ کی طرف سے آئی تھی۔ اس مقام پر گزر ہوا اس نے جب قرآن کی آیتیں سنیں تو یکبار پکار اٹھی کہ یہی وہ نور حق ہے جو درخشاروں میں ہمیں نظر آتا ہے وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف گئی اور ان کو جا کر خاتم نبوت کے ظہور کی بشارت سنائی۔ (صحیحین)

۹۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم و آخر۔ (بیہقی و حاکم)

۳۔ الرائے:

۱۔ وہ آخری عظیم انسان ہیں جنہوں نے زبردست جوش و خروش اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھر دیا کہ تمام قبائل، اللہ کے حکم پر، جو انہیں آپ ﷺ کے ذریعے پہنچا تھا۔ لڑنے اور جانیں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ (ڈرے کاٹ)

(G. M Draycott- Mahomet, 1916)

۲۔ محمد ﷺ نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ، نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی ہے۔ آج کی دنیا ضرورت کے لیے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدی ﷺ کے نظریے کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔

(آرنلڈ ٹوائن بی)

Marfat.com

۳۔ آپ ﷺ کا مذہب حقیقتاً دین ابراہیم کا احیاء تھا۔قانون ساز، ماہر حرب، منتظم اور جج آپ ﷺ کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے اس خوفناک قبائلی تعصب کا خاتمہ کرنا جس کی بناء پر ایک خون، طویل جنگوں کا باعث بن جاتا تھا۔عورتوں کو ان کے حقوق خاص کر وراثت میں حصّہ دلانا اور دختر کشی کا خاتمہ آپ ﷺ کی عظیم اصلاحات ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'خاتم' : حروف :۴

خ + ا + ت + م =

۶ + ۱ + ۴ + ۴ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیّت عدد'۶':

یہ عدد زہرہ سے متعلق ہے جو اعلیٰ اخلاقی اوصاف جیسے بے لوث محبت، وفاداری، اور رحمدلی و دیانتداری کا علمبردار ہے۔ یہ لوگ ماحول کو اپنی جدت پسندی اور سوچ سے بہت دلکش بنا لیتے ہیں۔ جس سے ان کی شخصیت مزید با اثر ہو جاتی ہے۔ ان کے ذمے جو کام بھی سونپا جائے اسے نہایت ذمہ داری اور احسن طریقے سے نبھاتے ہیں۔ دوسروں کی خوشیوں اور ضرورتوں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ سفارتی کاموں کے لیے بہت موزوں ہوتے ہیں۔ اپنی مہربان خصوصیات کی وجہ سے دوسروں کے لیے بڑے بڑے کام کر جاتے ہیں۔

اسم مبارک 'خاتم' عدد'۶' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو جس خاص منصوبہ بندی کے تحت بھیجنا شروع کیا تھا وہ بتدریج اپنے نقطہ کمال کو آپ ﷺ کے ذریعے پہنچا۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد اور کسی نبی نے نہیں آنا تھا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کا ذمہ آپ ﷺ کو سونپا گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان تمام اعلیٰ اوصاف سے متصف فرمایا جن کو بروئے کار لاکر آپ ﷺ یہ عظیم فریضہ سرانجام دے سکتے تھے ان اعلیٰ اوصاف میں آپ ﷺ کی بے لوث محبت، وفاداری، انکساری، رحمدلی اور دیانتداری خصوصی طور پر نمایاں تھیں جو اس عدد'۶' کی بھی اہم خصوصیّت ہیں۔ نیز اس عدد کے لوگ سفارتی کاموں کے لیے موزوں ہوتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ محبّت امن و رحمت کے پیامبر بن کر آئے۔ آپ ﷺ کی آمد سے دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہوا۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے جو اقدامات کیے وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کیے۔ آپ ﷺ نے جو عمل بھی کیا اس میں انسانیت کی مادی و روحانی ترقی کا راز مضمر ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ نے وہ کارنامے سرانجام دیے اور وہ بھی اتنی قلیل مدت میں جن کے بارے میں سوچ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اس سلسلے کو انتہا تک پہنچانے والے آپ ﷺ تھے۔

Marfat.com

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کوئی ایسی مراد پوری نہ ہوتی ہو تو اتوار کے روز باوضو حالت میں ستر مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر دعا کرنے سے ہر جائز مراد بہت جلد پوری ہوگی۔

۲۔ کسی ناگہانی مشکل اور پریشانی کی صورت میں باوضو، قبلہ رخ بیٹھ کر انتہائی توجہ کے ساتھ ۱۰۴۱ مرتبہ اللہ کے حضور عجز و انکساری کے ساتھ دعا مانگے۔ سات یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرے۔ اگر سات دن میں کامیابی نہ ہو تو چودہ دن تک اسی طرح عمل کرے۔ انشاء اللہ ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

Marfat.com

۹۹۔ سَیِّدُنَا عَادِلٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَامِلِ الْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ط

مفہوم: عدل کرنے والے۔ انصاف کرنے والے۔

ا۔ القرآن:

ا۔ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ط...... (۱۵)۔ الشوریٰ

ترجمہ: اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم میں عدل (انصاف) کروں۔

۲۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (۶۵)۔ النسآء

ترجمہ: تمہارے پردوگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف (عادل) نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہ ہوں گے۔

۳۔ وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۔ (۴۲)۔ المآئدۃ

ترجمہ: اگر تم فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ الحدیث:

ا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جہاد خیبر میں آپ ﷺ مال غنیمت کی چاندی لے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال رہے تھے۔ (تاکہ جمع کر کے مستحقین میں تقسیم فرما دیں) ایک شخص نے یہ سمجھ کر یہ سارا مال بلال رضی اللہ عنہ کو دے رہے ہیں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس۔ میں اگر عدل نہ کروں تو اور کون کرے گا؟ (بخاری)

۲۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات سے بھی قصاص لیتے تھے۔

آپ ﷺ کے عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ مسلمان تو ایک طرف یہود بھی جو کہ آپ ﷺ کے شدید دشمن تھے۔ اپنے مقدمات آپ ﷺ ہی کی بارگاہ میں لاتے تھے اور ان کی شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اسلام

Marfat.com

سے پہلے یہودیان بنو قریظہ و نضیر میں عزت و شرافت کی عجیب و غریب حد قائم تھی۔ کوئی قریظی اگر کسی نضیر کو قتل کرتا یا ہاتھ سے مارا جاتا تو اس کے خون کی قیمت سو بار شتر چھوہارا تھی۔ اسلام میں جب ایسا واقعہ پیش آیا تو قریظہ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے مقدمہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فوراً تورات کے مطابق النفس بالنفس کے حکم سے دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص جاری کیا۔ (ابوداؤد)

۴۔ ایک دن حضور ﷺ مال غنیمت کی تقسیم میں مصروف تھے کہ ایک شخص کہیں سے نمودار ہوا کہ آپ ﷺ پر جھک گیا۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک سوکھی شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے اس شخص کو ٹھوکا دیا۔ جس سے اس کے منہ پر خراش لگ گئی۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو کہا۔ تم مجھ سے قصاص لے سکتے ہو میں قصاص دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں معاف کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)

۵۔ حضرت ابو شریح الخزاعی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا کوئی شخص مارا گیا یا زخمی ہوا ہو۔ اسے تین میں سے ایک بات کا اختیار ہے۔ کہ قصاص لے لے۔ دیت لے لے۔ یا معاف کر دے۔ اگر اس نے کسی چوتھی بات کا ارادہ کیا تو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اگر اس نے ان میں سے کوئی بات کر لی اور پھر زیادتی کی تو وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

۶۔ حضرت بلال بن حارث ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول پاک ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے عرج کے مقام پر لشکر نے پڑاؤ ڈالا میں رسول پاک ﷺ سے ملاقات کے لیے اپنے خیمے سے روانہ ہوا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ میں ادھر گیا تو حضور ﷺ ایک جگہ تنہا بیٹھے ہیں اور شور و غل کی آوازیں آ رہی ہے جیسے بہت سے آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہوں میں بہت حیران ہوا تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ وہاں سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ کیا معاملہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جنوں اور کافروں میں سکونت کی نسبت جھگڑا تھا اور وہ میرے پاس فیصلے کے لیے آئے تھے۔ میں نے اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن جش میں اور کافر غور میں رہیں گے۔ (مسند احمد)

۳۔ الرائے:

۱۔ پوری ۶۳ سالہ زندگی میں وہ شخص کسی سے سخت بات کہتا ہی نہیں اور کسی پر ہاتھ تک نہیں اٹھاتا۔ اس وقت بھی نہیں جب وہ زبردست قوتوں کا مالک ہے۔ ہر روز ہر لحہ آپ ﷺ کی مقدس شخصیت سے نیکیوں، خوبیوں اور پاکبازیوں کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ شاید اس لیے کہ آپ ﷺ پاک دل رکھتے ہیں اور عدل و توازن آپ ﷺ کا مزاج مبارک ہے۔ (تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ انصاف کے معاملے میں قریب و بعید ہر کوئی آنحضرت ﷺ کے نزدیک سب برابر ہوتا تھا۔ (پروفیسر سیڈیو)

۳۔ وہ (محمد ﷺ) دراصل پہلے سماجی اور بین الاقوامی انقلاب کے علمبردار ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ آپ ﷺ نے ایسی ریاست کا سنگ بنیاد رکھا جس کو پوری دنیا میں پھیلنا تھا اور جس کو دو قوانین پر عمل کرنا تھا۔

Marfat.com

عدل و انصاف اور خیرات
وہ انسانوں کی برابری اور امداد باہمی کے فرائض و آفاقی بھائی چارے کی اہمیّت کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔

(R. Lerouge ریمنڈ لیروگ)

۴۔ آپ ﷺ نے ایک بین الاقوامی قانون متعارف کرانا تھا جو مادر پدر آزاد عربوں کے لیے قابل قبول ہوتا اور آپ ﷺ نے ایسے معاشرے کو منظم کرنا تھا جو کہ حقیقی یا خیالی، قبائلی تشدد اور خونی انتقام پر پروان چڑھا تھا۔ آپ ﷺ کو جس اہم مسئلے کا سامنا تھا۔ وہ ظلم کے بدلے انسانیت، بد انتظامی کے بدلے امن اور محض طاقت کے بدلے انصاف کو قائم کرنا تھا۔

(لینڈو)

(R. Lando - Islam and the Arabs, 1958)

۵۔ آپ ﷺ عدل و انصاف کو قائم کرنے اور اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بارے میں سخت نقطہ نظر رکھتے تھے۔ غریب مدعی، اگرچہ اس کا معاملہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہوتا، سماعت سے کبھی محروم نہ رہا اور جو اپنی مالی و عائلی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے انکار کرتا اس کو سخت ترین وعیدوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

(ایس۔ پی۔ سکاٹ)

(S.P. Scott- History of the Moorish EMpire in Europe)

۶۔ ہم جانتے ہیں کہ اوہام باطلہ کی دنیا میں محمد ﷺ نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پھیلائی۔ تعداد ازواج اور طلاق کو محدود کر دیا۔ غلاموں کے آزاد کیے جانے پر زور دیا اور خود اس کی مثال قائم کی اور مسلمانوں میں مساوات کو اصول اولین قرار دیا وہ نہایت خوش طبیعت، عادل، فیاض اور بردبار تھے۔ (مسٹر گورہم)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'عادل' : حروف : ۴

ع + ا + د + ل =

۷ + ۱ + ۴ + ۳ = ۵ + ۱ = ۶

خصوصیّت عدد '۶':

اس عدد کے حامل افراد ایک متوازن، پر سکون اور پروقار شخصیت کے مالک ہوتے ہیں جو نہایت اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے متصف ہوتے ہیں ان میں توازن، ڈسپلن اور تربیت کا عنصر خصوصی طور پر نمایاں ہوتا ہے یہ لوگ بے قاعدگی کو سخت ناپسند کرتے ہیں بہت مددگار، پر خلوص اور قابل بھروسہ ہوتے ہیں اور اپنا کام دیانتداری اور ذمہ داری سے ادا کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے مقبول عام ہو جاتے ہیں۔

اسم مبارک 'عادل' عدد '۶' کی خصوصیات کا مظہر:

اگر بغور دیکھا جائے تو اس دنیا کی بنیاد عدل و انصاف کے مضبوط نظام پر رکھی گئی ہے۔ عدل وانصاف ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس سے صرف خوبیاں ہی جنم لیتی ہے اور یہ انسان کی سرشت میں ہے اور وہ اس بات کا اندر سے متقاضی

Marfat.com

ہوتا ہے کہ معاشرے میں توازن ترتیب اور نظم و ضبط ہو تا کہ حیوانیت اور انسانیت میں ایک فرق واضح ہو جائے جب کسی معاشرے میں یہ خصوصیت نہیں ہوگی تو لاقانونیت، بے اطمینانی، تشدد اور بے سکونی کا دور دورہ ہوگا۔ انسان نا امید اور مایوس ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جو کہ سب سے بڑا عادل ہے اور جس کا وعدہ ہے کہ وہ قیامت کے روز رتی بھر نا انصافی کسی کے ساتھ نہیں کرے گا تو اپنی اس یقین دہانی کا عملی مظاہرہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کو دنیا میں ایسا عادل بنا کر پیش کیا جن کی حیاتِ طیبہ سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ڈھونڈا جا سکتا جب آپ ﷺ نے حد سے تجاوز کرنے کا سوچا بھی ہو۔ آپ ﷺ کے عدل و انصاف کا یہ عالم یہ تھا کہ غیر مسلم بھی اپنے مقدمات کا فیصلہ کروانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ بلا تخصیص مذہب و عقائد حقیقت و عدل کی بنیاد پر فیصلہ فرماتے۔ اور آپ ﷺ کے عدل و انصاف کی انتہا کا کیا عالم ہو سکتا ہے جب رب العالمین، جو سب سے بڑا عادل ہے وہ قسم کھا کر کہتا ہے ''کہ یہ لوگ جب تک تمہیں اپنے تنازعات میں منصف نہ بنائیں اور تمہارے فیصلے کو خوشی سے مان نہ لیں تب تک مومن نہیں ہو سکتے۔'' مقام حیرت ہے کہ ایک عادل دوسرے عادل اور اس کی انصاف پسندی کا اتنا بڑا مداح ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس کے فیصلوں کو نہ ماننے والے دائرہ ایمان سے بھی خارج ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت آپ ﷺ اللہ کی ذات صفات و تعلیمات کے پیامبر تھے اس لیے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بہتر طور پر جانتا تھا اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی انسان کو اللہ کی ان خصوصیات سے متعارف کروانا تھا وہ جو اس میں موجود تو تھیں مگر انسان ان سے نابلد تھا۔ آپ ﷺ کو مبعوث فرما کر اور آپ ﷺ کو تمام اعلیٰ اوصاف کی انتہا سے متصف فرما کر اللہ نے اپنی صفات کو دنیا پر آشکارا کر دیا۔ اپنے حبیب ﷺ کو ایسا سفیر اور ایسا پیامبر بنایا جنہوں نے دنیا کو امید دلائی۔ انسانیت کو خوشی اور یقین کا پیغام دیا۔ اس لیے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عدد '۶' کی مذکورہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کو حاکم وقت سے کوئی کام ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے پاس جانے سے پہلے باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر جائے تو انشاء اللہ حاکم مہربانی سے پیش آئے گا۔

۲۔ روزانہ نماز فجر یا نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ لوگوں میں اس کی اچھی شہرت ہو جائے گی اور لوگ اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

Marfat.com

۱۰۰۔سَیِّدُنَا شَہِیرٌ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ رَّفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ ط

مفہوم: مشہور۔شہرت والے۔

۱۔ حضرت ابوالفیض قلندرعلی سہروردیؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے واقعات پرنظر کر کے فرمایئے کہ یہ مرتبہ یہ اکرام، کسی رہبر، کسی ہادی کو حاصل ہوا ہے جو آسمانوں کے نبی ﷺ ، چرند و پرند کے نبی ﷺ ، زمینوں کے نبی ﷺ ،عرش وفرش کے نبی ﷺ ،کوہ و دشت کے نبی ﷺ ،سمندروں کے نبی ﷺ ،حیوانات و جمادات کے نبی ﷺ کو حاصل ہوا۔ ورفعنالک ذکرک میں ازلیت اولیت اور بقاء و دوام کی مستحکم حقیقتیں پوشیدہ ہیں۔
(جمال رسول ﷺ)

۱۔القرآن:

۱۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۴) ...... الم نشرح

ترجمہ: اورہم نے (اے محمد ﷺ) تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا۔

۲۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ (۱۶) وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ (۱۷) وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (۱۸) لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (۱۹) الانشقاق

ترجمہ: اور ہمیں شام کی سرخی کی قسم (۱۶) اور رات کی اور جن چیزوں کو اکٹھا کر لیتی ہے ان کی قسم (۱۷) اور چاند کی جب وہ کامل ہو جائے (۱۸) کہ تم درجہ بدرجہ رتبہ اعلیٰ پر چڑھو گے۔ (۱۹)

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دو چیزوں سے مرکب ہیں۔ایک بشریت دوسری ملکیت۔ چنانچہ زمین پر آپ ﷺ بشر کے ساتھ ہیں۔ہوا میں پرندوں کے ساتھ۔آسمانوں میں ملائکہ کے ساتھ یہاں تک کہ ملائکہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم میں سے ہیں۔ پرند کہتے ہیں آپ ﷺ ہماری جنس میں سے ہیں اور بشر کہتے ہیں نہیں وہ ہماری جنس سے ہیں۔

(انیس الجلیس۔بحوالہ روحانی ڈائجسٹ)

۲۔الحدیث:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جبرائیلؑ میرے پاس تشریف لائے تو

Marfat.com

میں نے 'وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَکَ' کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتلایا۔ اِذَا ذُکِرتُ ذُکِرتَ مَعِیَ یعنی جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔
(مسند ابونعیم)

۲۔ بغوی نے ثعلبی سے روایت کی ہے کہ اس ارشاد الٰہی میں اذان و اقامت، تشہد و خطبہ مراد ہیں۔
(یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، اذان و اقامت میں توحید خدا کے ساتھ عبدیت مصطفیٰ کا ذکر رَفَعنَالَکَ ذِکرَکَ کی بہترین مثال ہے۔)

اذان کے ذریعے رفعنا لک ذکرک:

کرۂ ارض پر ۲۴ گھنٹوں کے ہر ہر لمحے میں کسی نہ کسی کونے میں اذان کی آواز گونجتی رہتی ہے۔ مثلاً انڈونیشیا انتہائی مشرق میں واقع ہے اور یہ اسلامی ملک ہزاروں سمندری جزائر کا رقبہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن میں سماٹرا، جاوا، پورنیو، سیلرز بڑے بڑے جزائر ہیں اور اس کی آبادی ۱۸ کروڑ کے لگ بھگ ہے دنیا کی پہلی طلوع سحر سیلرز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ جہاں اللہ اکبر، کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بیک وقت ہزاروں مؤذن 'اللہ اکبر' کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بھی بلند کرتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور سورج کے ساتھ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ بعد انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں اذانوں کی آواز گونجنے لگتی ہے جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ایک گھنٹہ بعد سورج کی کرنیں ڈھاکہ پہنچتی ہیں۔ بنگلہ دیش میں ابھی یہ اذانیں ختم نہیں ہو پاتیں کہ کلکتہ سے سری لنکا تک فجر کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذانوں کا وقت تقریباً ایک ہی ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں یہ اذانیں شروع ہو جاتی ہیں۔

مسقط کے بعد بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے اس عرصے میں اذانیں سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت، اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس وقت شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول عرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں شمالی امریکہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا ہے ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحراوقیانوس کے مشرقی کناروں تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحراوقیانوس تک پہنچنے سے پہلے مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہو جانے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں مغرب کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلرز سے ابھی سماٹرا تک ہی پہنچتی ہیں کہ اتنے میں انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں عشاء کی اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔

مختصر یہ کہ ۲۴ گھنٹے کے ۱۴۴۰ منٹوں میں زمین کے کسی نہ کسی کونے میں پانچ میں سے کسی ایک وقت کی اذان

Marfat.com

ضرور سنائی دیتی ہے جس میں اللہ کے نام کے ساتھ محمد ﷺ کا ذکر ضرور بلند ہوتا ہے۔

۳۔ صحابی رسول ﷺ حضرت قتادہ ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذکر کو دنیا اور آخرت دونوں میں بلند فرمایا۔

۴۔ ابن عساکر نے حضرت کعب ؓ الاحبار سے روایت کیا کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے حضرت شیثؑ کو بوقت رحلت یہ وصیت فرمائی کہ اے میرے بیٹے تم میرے بعد خلیفہ ہو۔ تم تقویٰ اختیار کرو اور جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کے ساتھ محمد ﷺ کا ذکر ضرور کرو کیونکہ میں نے ان کا اسم گرامی ساق عرش پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا تھا جب میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے آسمانوں پر کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں حضرت محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہو میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہیں دیکھا کہ جس پر اسم محمد ﷺ نہ لکھا ہوا ہو۔ میں نے اسم محمد ﷺ حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں، شجر طوبیٰ اور شجر سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر لکھا دیکھا ہے۔ تم بھی کثرت سے ان کا ذکر کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ۔ جلد اوّل)

۵۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے مرقد منور پر ایک فرشتہ مؤکل ہے جو آپ ﷺ کی امت کے درود آپ ﷺ کو پہنچاتا ہے اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس وقت کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے یا محمد ﷺ! اس وقت فلاں بن فلاں آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ (احمد ونسائی)

(امام عبدالوہاب شعرانی میزان کبریٰ (باب صفۃ الصلوٰۃ) میں لکھتے ہیں کہ میں نے سیدی علی خواصؒ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شارع علیہ السلام نے نمازی کو التحیات میں رسول پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا اس لیے امر کیا ہے کہ غافلوں کو آگاہ کر دے کہ تم جو اللہ عز وجل کے سامنے بیٹھے ہو۔ اس دربار میں تمہارے نبی پاک ﷺ موجود ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ بارگاہ الٰہی سے کبھی جدا نہیں ہوئے اس واسطے نمازی آپ ﷺ کو سلام کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔)

۶۔ ابن سعد، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب ابراہیمؑ کو حکم ملا کہ ہاجرہ کو کہیں چھوڑ آؤ انہیں براق پر سوار کیا گیا، دوران سفر وہ جب بھی کسی نرم اور ہموار زمین سے گزرتے جبرائیلؑ سے کہتے میں یہاں اتروں، جبرائیلؑ کہتے نہیں۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچے۔ جبرائیلؑ نے کہا۔ ابراہیم یہاں اتر جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ یہاں جہاں نہ مویشی ہیں نہ کھیتی، کہا۔ ''ہاں'' یہاں آپ کے بیٹے کی اولاد سے ایسا عظیم نبی تشریف لائے گا جو رفعتوں کے بام عروج پر ہوگا۔ (طبقات ابن سعد)

۳۔ الرائے:

۱۔ انہیں کسی شاہی ریاست کا لالچ نہ تھا اور جب ان کا نام مؤذنین کی اذانوں میں ساری مخلوقات سے بالاتر، اللہ کے بعد لیا جانے لگا۔ تب بھی آپ ﷺ نے وہی عاجزی دکھائی جو وہ اپنے گھر کے معمولی کام کاج کرتے ہوئے دکھاتے تھے اور پھر بھی معمولی کام کاج کرتے رہے اور اللہ رحمٰن و رحیم سے اس کی رحمت کے طلبگار رہے کہ جنت میں داخلے کے لیے انہیں اس کی رحمت کی ضرورت تھی۔

(R. W. Stobart - Islam and its Founder, 1876 ۔ سٹوبارٹ)

Marfat.com

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہیں ہوگی بلکہ اس کشش اور جاذبیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ (جی۔ ڈبلیو لیٹنر)

(G. W. Leitner - Muhammad anism in Religious Systems of the world, 1908)

۳۔ آپ ﷺ کی شخصیت بہت جاذب اور دلکش تھی جو شخص ایک دفعہ آپ ﷺ سے مل لیتا تو وہ عمر بھر کے لیے آپ ﷺ کا غلام ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی باوقار اور شاہانہ شخصیت، آپ ﷺ کی آنکھوں کی جاذبیت ۔ یہ دونوں باتیں گویا سادہ تھیں اور جو کوئی آپ ﷺ سے ملنے آتا وہ آپ ﷺ کی شخصیت سے مسحور ہو کر آپ ﷺ کا کلمہ ہی پڑھنے لگتا۔ (ڈاکٹر۔ ڈیرِس)

۴۔ اوس اور خزرج کے دو خود مختار قبیلے اپنی مرضی سے حضور ﷺ کی زیارت کرنے آئے اور آپ ﷺ کے قدموں میں اسلام قبول کیا۔ اس کامیابی کا راز اس حقیقت میں مضمر ہے کہ محمد ﷺ کی ذات اقدس میں دو عناصر کردار کی عظمت اور تلوار کی زبردست قوت موجود تھی بلکہ قائل کرنے کے لیے زبردست فصاحت و بلاغت بھی موجود تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے ہونٹوں سے ادا ہونے والے الفاظ میں زبردست تاثیر تھی۔ جس نے عربوں کے تخیل پر گہرا اثر چھوڑا اور پھر یہ الفاظ ایک زبان سے ہوتے ہوئے دوسری تک اور پھر دور دراز علاقوں تک پہنچ گئے۔

(ڈیون پورٹ)

(J. Daven Port - Apology for Muhammad and thekoran, 1882)

۵۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کو سو برس بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ان کے پیرو ایک اتنی وسیع وعظیم سلطنت کے مالک بن گئے جو رومی باشندوں کو انتہائی عروج کے زمانے میں بھی حاصل نہ تھی۔ اس مملکت کی سرحد میں ایک طرف تو بسکے کی خلیج سے لے کر دریائے سندھ اور چین کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھیں تو دوسری طرف بحیرہ ارل اور دریائے نیل کے شمالی چشمے اس میں شامل تھے۔ منصب رسالت ﷺ پر سرفراز عربی النسل (محمد ﷺ) کا نام قادر مطلق خدا کے نام کے ساتھ روزانہ پانچ باران صدہا ہزارہا مسجدوں کے بلند میناروں سے پکارا جا رہا تھا جو جنوبی یورپ اور شمالی افریقہ سے لے کر مغربی اور وسطی ایشیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اپنی اس عدیم المثال وسعت اور تیز رفتار پھیلاؤ کے وقت عرب کے مسلمانوں نے اپنے مذہبی عقائد، اسلوب گفتگو اور جسمانی وضع قطع کی طرف دوسری قوموں کے لوگوں کو جتنا مائل کر لیا تھا اتنا دنیا کی کوئی اور قوم چاہے وہ یونانی ہوں یا رومی، اینگلوسیکس ہو یا روسی، نہیں کر سکی تھی۔ مذہب اسلام جس کی بنیاد حضرت محمد ﷺ نے ڈالی تھی۔ اس میں آج ۴۳ کروڑ سے زیادہ لوگ شامل ہیں جن میں تمام قوموں اور نسلوں کے نمائندے ہیں یہ لوگ مسلمان ہیں اور 'محمڈن' کہلانے کی جگہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ دنیا کے ہر سات افراد کے مجموعے میں ایک آدمی حضرت محمد ﷺ کا پیرو یعنی مسلمان ہے۔ محمد ﷺ کی زبان 'عربی' کئی صدیوں تک لکھنے پڑھنے اور تہذیب و تمدن نیز ترقی پذیر نظریہ کی زبان رہی ہے۔ نویں اور بارہویں صدی کے درمیان فلسفہ، طب، تاریخ، مذہب، فلکیات اور جغرافیہ کی جتنی کتابیں عربی میں تصنیف کی گئیں کسی دوسری زبان میں نہیں لکھی گئیں مغربی یورپ کے لغات کے ذخیرے پر آج بھی عربی زبان کا نقش مرہم ہے اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جب کہ دنیا کے گلوب میں کسی نہ کسی کونے میں مسلمانوں کی آواز نہ گونجتی ہو۔ (پروفیسر فلپ ہٹی)

(Prof . philip. History of the Arabs, 1961)

Marfat.com

۶۔ حضرت محمد ﷺ کی طرح دعویٰ نبوت تو کئی آدمیوں نے کیا مگر اس میں کامیابی صرف محمد ﷺ کو حاصل ہوئی۔ آج ان کے ہم عصر دعویداران رسالت کا کوئی نام لیوا بھی نہیں مگر محمد ﷺ کے نام پر کٹ مرنے والوں کی تعداد کروڑہا ہے اور جب تک دنیا قائم ہے ان کا نام بھی قائم رہے گا۔ (لالہ شام لال کپور۔ گروگھنٹال کے اخبار ایڈیٹر)

۷۔ جب مسلمانوں نے یروشلم فتح کیا تو وہ ثابت کر رہے تھے کہ محمد ﷺ دنیا کے لیے فضل و رحمت بن کر آئے ہیں (۶۳۷ میں خلیفہ ثانی حضرت عمر ؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا یروشلم میں کسی گھر یا مکان کو نقصان نہیں پہنچا۔ میدان کارزار کے سوا یروشلم کے اندر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا اور یروشلم کے اسقف کی دعوت کے باوجود حضرت عمر ؓ نے گرجے میں نماز نہ پڑھی کہ کہیں مسلمان بعد میں وہاں نماز پڑھنے کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں اور یوں دوسروں کے مذہبی امور میں مداخلت کا سبب بنیں اس کے بعد کی جنگوں میں بھی مسلمانوں نے اپنے مخالفوں کے مقابلے میں بہت زیادہ انصاف اور رحمدلی کا ثبوت دے کر مفتوحین پر ظلم وستم روا رکھنا تک گوارا نہ سمجھا۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ تعلیمات محمدی ﷺ کی روح جاری وساری ہے مؤثر اور ابدی ہے۔

(بی سمتھ)

(B. Smith - Muhammad and Muhammad anism, 1874)

۴: الاعداد

اسم مبارک 'شہیر' : حروف :۴

ش + ہ + ی + ر =

۳ + ۵ + ۱ + ۲ = ۱ + ۱ = ۲

خصوصیت عدد '۲':

یہ عدد قمر سے متعلق ہے اور علم الاعداد کے نقشے میں جب '۲' نمایاں ہو تو دل و دماغ پر دوستی کے جذبات کا احساس چھا جاتا ہے یہ لوگ بہت وفادار اور قابل اعتماد ہوتے ہیں اور بلاچون و چرا مالک کا حکم بجا لانا خوشی سمجھتے ہیں۔ اپنی محبت ہمدردی، دوستانہ و رحیمانہ طرز عمل کی وجہ سے اپنے دوستوں اور حلقہ احباب میں بہت شہرت رکھتے ہیں یہاں تک کہ اجنبی لوگوں سے ملاقات ہو تو ان سب پر فوقیت لے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔

اسم مبارک 'شہیر' عدد '۲' کی خصوصیات کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ایسی پذیرائی کی ہے جو قیامت تک کوئی کسی کی نہیں کر سکے گا۔ آپ ﷺ پر درود وسلام نہ صرف خود بھیجا بلکہ فرشتوں کو بھی اس میں شامل کیا اور ایمان والوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ مزید برآں اپنے کلمے اور اذان میں بھی ان کا ذکر مبارک شامل کر کے ان کو شہرت کے ایسے بام عروج پر پہنچا دیا جہاں تک پہنچنے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عدد '۲' کی مندرجہ بالا خصوصیات کے مطابق آپ ﷺ نے خلوص و وفا اور دوستی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ آپ ﷺ کے مخالفین بھی آپ ﷺ کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ ﷺ کی ذات مبارک میں اللہ تعالیٰ نے ایسی کشش رکھی تھی کہ جو ایک دفعہ ملتا وہ بھی معترف ہو جاتا اور یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ غیر مسلم و مسلم بھی آپ ﷺ سے متاثر

Marfat.com

ہو کر آپ ﷺ کی حیات مبارک پر تحقیق کر کے آپ ﷺ پر بے شمار کتب اور مقالے تحریر کر رہے ہیں اور سب سے یوں تعریف کروا کر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی شہرت میں ہر روز اضافہ کر رہا ہے۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ ۱۲۱۵ مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کو شہرت نصیب ہوگی اور اس کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

۲۔ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی جائز دعا اللہ تعالیٰ جلد قبول فرمائے وہ مستجاب الدعوات ہو جائے تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھنے پر مداومت کرے۔

Marfat.com

۱۰۱۔ سَیِّدُنَا شَہِیْدٌ ﷺ

(صفاتی و الٰہی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّھَدَآءِ ط

مفہوم: گواہ۔ ہر چیز کے جاننے والے۔

۱۔ القرآن:

۱۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ۔ (۴۱)۔ النسآء

ترجمہ: بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو (گواہ) بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ طلب کریں گے۔

۲۔ وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْدًا عَلَیْھِمْ مِّنْ اَنْفُسِھِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَھِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ط (۸۹)۔ النحل

ترجمہ: (اور اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے ان پر گواہ کھڑے کریں گے اور اے پیغمبر ﷺ تم کو ان پر گواہ لائیں گے۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کسی اور سے قرآن سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۂ نساء کی تلاوت کی اور جب میں نے آیت ۴۱ تلاوت کی (بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو گواہ بلائیں گے اور تم (محمد ﷺ) کو ان لوگوں پر گواہ طلب کریں گے) تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ 'رک جاؤ' جب میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ''قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی امت کو پیغام رسالت پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے۔ ہاں اے میرے پروردگار۔ ان کی امت سے سوال کیا جائے گا وہ کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ ان (نوح علیہ السلام) سے کہا جائے گا کہ آپ کے گواہ کون ہیں۔ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو لایا جائے گا۔ تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام رسالت پہنچا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی'' اور اس طرح ہم نے تم کو افضل

Marfat.com

امت بنایا کہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے۔" (بخاری)

۳۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر فرماتے ہیں ایک روز حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور شہدائے جنگ احد کی نماز جنازہ پڑھی جس طرح میت کی نماز پڑھتے ہیں نماز سے فارغ ہو کر منبر پر جا کر فرمایا۔" میں تمہارا پیشوا ہوں اور میں تمہارے ...... اوپر گواہ ہوں (یعنی تمہارے احوال دیکھ رہا ہوں) خدا کی قسم! اس وقت میں حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ متاع دنیاوی کے لالچ میں تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن اسید سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل رات اس حجرہ کے پاس میری امت اول سے آخر تک مجھ پر پیش کی گئی۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! جو پیدا ہو چکے ہیں وہ آپ ﷺ پر پیش کیے گئے مگر وہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو کیسے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لیے آب و گل میں ان کی صورتیں بنائی گئیں یہاں تک کہ میں ان میں ہر ایک کو اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں جتنا کہ تم اپنے ساتھی کو پہچانتے ہو۔ (طبرانی)

مسند فردوس میں ہے کہ میرے لیے آب و گل میں میری امت کی شکل بنائی گئی اور مجھے تمام اسماء کا علم حضرت آدمؑ کی طرح دیا گیا۔

۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مبارک روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال بن عمرو نے سعید بن مسیب سے سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام نبی پاک ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ پس حضور ﷺ ان کو چہرے سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ ﷺ اپنی امت پر شہادت دیں گے۔

۶۔ ابن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے لیے تشریف لائے۔ جب جنازہ رکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! یہ فاسق و فاجر آدمی ہے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر پوچھا تم میں سے کسی نے اس کو کوئی اسلامی کام کرتے دیکھا ہے ایک شخص بولا۔ جی ہاں۔ اس نے ایک شب خدا کی راہ میں پہرہ داری کی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے اس کو مٹی بھی دی اور فرمایا میرے ساتھی تو تیرے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہو گا۔ لیکن میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے پھر فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ! قیامت میں لوگوں کے ایمان سے متعلق تم سے سوال نہ ہوگا۔ تم سے صرف اسلام کے متعلق سوال ہوگا۔ (شعب الایمان)

۷۔ روایت ہے کہ جب آخرت میں تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے۔ کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء سے دریافت کیا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی۔ اس پر ان سے دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ﷺ ہماری شاہد ہے۔ یہ امت پیغمبروں کی شہادت

Marfat.com

دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی کفار پوچھیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد میں ہوئے تھے۔ ان سے دریافت کیا جائے گا تم کیسے جانتے ہو وہ عرض کریں گے۔ یا رب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا۔ ان پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ ان کے ذریعے سے ہم قطعی ویقینی طور پر جانتے ہیں کہ انبیاء کرام نے فرض تبلیغ احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ پھر سیدالانبیاء سے آپ ﷺ کی امت کی نسبت دریافت کیا جائے گا۔ حضور ﷺ ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ (صحیحین)

۳۔ الرائے:

۱۔ محمد ﷺ کی زندگی بڑے بڑے حروف میں لکھی ہوئی کھلی کتاب ہے۔ فلسفیوں کی بحثیں۔ یونانی حکمیوں کی دلیلیں، یہود کی گنجلک روایات، عربوں کی روز و شب کی بت پرستیاں۔ کیا یہ اس تہذیب میں اٹھنے والے سوالوں کا جواب دے سکتی ہیں۔ جی نہیں! محمد ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا ہے۔ اس کے مدمقابل جو کچھ ہے۔ وہ ہوا سے ہلکا ہے۔

(تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۲۔ وہ لوگ جو کسی زبردست کام کے لیے وقت اور جگہ کی شرط عائد کرتے ہیں۔ ہر قسم کے ماحول کی، انسانی ذہن کے چیزوں کو قبول کرنے کی صلاحیت کی اور دنیا کی تاریخ میں اپنی انفرادی کوششوں سے زبردست تبدیلیاں لاتے ہیں وہ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اگر یہ اقدامات محمد ﷺ کے بغیر وقوع پذیر ہوتے تو یقیناً بہت دیر ہو جاتی۔ (کینڈی)

۳۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر مسلمانوں کے ایمان نے ان کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا تھا اور انہیں اس حق کی راہ دکھائی تھی جس کی اساس (بنیاد) پر اعلیٰ تہذیب کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ انہوں نے اسلام کا کلمہ بلند کیا اور اسلام نے انہیں سربلندی عطا کی۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر مسلمانوں نے اپنے آپ ﷺ کو بدل لیا اور وہ اس بلند نصب العین کے گرد جمع ہو گئے جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے انہیں بخشا تھا۔ اپنے اس اجتماع کی برکت سے وہ ایک امت بن گئے اور اس امت میں ان کے ہر فرد کو وہی حیثیت حاصل ہوگئی جو حیثیت جسم میں اعضائے جسم کی ہوتی ہے کہ ہر عضو کی اپنی کوئی قوت نہیں بلکہ پورے جسم کی قوت اس کی قوت ہے۔

(ڈاکٹر محمد حسین ہیکل۔ مصری مؤرخ)

۴۔ آج اسلام مراکو سے لے کر زنجبار تک اور سارالیون سے سائبیریا اور چین تک اور بوسنیا سے لے کر نیوگنی تک پھیلا ہوا ہے۔ اسے ملکوں کی حدود سے باہر جن کو تخصیص کے ساتھ اسلامی ملک کہہ سکتے ہیں اور ایسی سرزمینوں سے باہر جیسے ممالک چین و روس ہیں۔ جہاں مسلمان کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کے چند چھوٹے چھوٹے گروہ ایسے بھی ہیں جو منکرین کی کثرت میں اسلام کے شاہد ہیں۔ ان میں پوش زبان بولنے والے مسلمان ہیں جو تاتاری النسل ہیں اور تھوانیا میں آباد ہیں اور جو کولو۔ ولنو اور گونو ونو کے اضلاع میں رہتے ہیں اور کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہیں اور ہندوستان کے قلی ہیں جنہوں نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا ڈچ گائنا میں پہنچایا ہے قریب ہی کے زمانہ میں چند لوگ انگلستان میں (جہاں نومسلموں کی تعداد

Marfat.com

۱۸۹۴ء تک ۳۷ تک بڑھ گئی ہے اور امریکہ اور آسٹریلیا میں مسلمان ہوئے ہیں۔ کرۂ ارض کے اس قدر وسیع حصّہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سماجی، ملکی اور مذہبی حقائق کا نتیجہ ہیں مگر سب سے قوی سبب اس مہتم بالشان نتیجہ کا ان داعیان اسلام کی متواتر محنتیں ہیں۔ جنہوں نے خود رسول پاک ﷺ کو اس کام میں بہترین اور افضل مثال مان کر منکرین کی دعوت میں اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ (مسٹر ایس۔ پی۔ سکاٹ امریکہ)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'شہید' : حروف :۴

ش + ہ + ی + د =

۳ + ۵ + ۱ + ۴ = ۳ + ۱ = ۴

خصوصیّت عدد '۴':

یہ عدد یورینس سے متعلق ہے جو تحمل، مضبوطی طبع، انصاف پسندی اور اچھی شخصیت کا علمبردار ہے۔ یہ لوگ کسی بھی پلان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نہایت محتاط، دور اندیش ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سطحی چیزوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اچھے مصلح ہوتے ہیں اور تحریکی و انقلابی مہم کے سرگرم رکن بھی۔ ان کی پوزیشن اس قدر اہم ہوتی ہے کہ ان کے بغیر کوئی بھی کام ادھورا اور نامکمل محسوس ہوتا ہے۔

اسم مبارک 'شہید' عدد '۴' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۴' کی مندرجہ بالا خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو مرکزیت اور مقام رفعت عطا فرمایا وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں پر گواہ بنایا۔ یعنی سلسلہ نبوت کی آپ ﷺ آخری کڑی ہیں جو پیدائش میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر ہیں اس طرح آپ ﷺ انبیاء کرام کے مشن سے بخوبی آگاہ تھے اسی لیے جب آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو کوئی نیا کلمہ حق بلند نہیں کیا بلکہ انہی تعلیمات کی تجدید کی اور ان کو اصلی شکل میں پیش کیا آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام مخصوص قوموں کی طرف بھیجے گئے اور آپ ﷺ سب امتوں کی طرف اس لیے آپ ﷺ کا مشن جس قدر اہم تھا اس سے زیادہ ضروری بھی تھا۔ آپ ﷺ نے ساری انسانیت کو یکجا کرنا تھا۔ ایک قوم۔ ایک امت میں تشکیل دینا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ سے بڑھ کر ان پر گواہ اور کون ہوسکتا تھا۔

۵۔ الفضائل:

۱۔ اگر کسی کے دانت کمزور ہوں اور ہلتے ہوں تو وہ مسواک کے وقت یہ اسم پاک پڑھے تو انشاء اللہ دانت خوب مضبوط ہوں گے اور کبھی خراب نہ ہوں گے۔ دانت درد ہونے کی صورت میں ۲۱ مرتبہ یہ اسم پڑھ کر متاثرہ حصّہ پر

Marfat.com

دم کرنے سے درد کی تکلیف دور ہوگی۔

۲۔ اگر کسی معاملے میں کسی شخص کی گواہی مقصود ہو۔ مگر اس کے بارے میں شک ہو کہ وہ ٹھیک گواہی نہیں دے گا۔ تو باوضو حالت میں ۳۱۹ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کر کے اس کو کھلا دیں۔ تو انشاء اللہ وہ ٹھیک گواہی دے گا۔

Marfat.com

۱۰۲۔ سَیِّدُنَا رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ ﷺ

(صفاتی اسم مبارک)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْجَاھِدِیْنَ ط

مفہوم: جدوجہد (جہاد) کرنے والے رسول ﷺ

۱۔ القرآن:

۱۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۷۳) التوبة

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

۲۔ فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِهٖ جِھَادًا کَبِیْرًا (۵۲). الفرقان

ترجمہ: تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور ان سے اس (قرآن) کے ساتھ بڑے زور وشدومد کے ساتھ جہاد کرو۔

۳۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (۲۹). التوبة

ترجمہ: ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اسے حرام نہیں جانتے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ اہل کتاب جب تک کہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دے دیں۔

۴۔ لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ ط وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸۸). التوبة

ترجمہ: لیکن پیغمبر ﷺ اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

۲۔ الحدیث:

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں قتال کروں اور شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔ (بخاری)

Marfat.com

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”جہاد میرا خلق ہے۔“

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لڑوں جب تک لوگ یہ گواہی نہ دیں کہ خدا ایک ہے۔ محمد ﷺ خدا کا پیغمبر ہے۔ نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں۔

۴۔ غزوۂ احد میں آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ ﷺ زرہ پہن کر تیار ہو گئے تو صحابہؓ نے رک جانے کا مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔

(بخاری)

۵۔ جب آپ ﷺ میدان جہاد میں شریک کار زار ہوئے تو یہ دعا فرماتے خداوند تو میرا دست و بازو ہے۔ تو میرا مددگار ہے۔ تیرے سہارے پر میں مدافعت کرتا ہوں۔ حملہ کرتا ہوں اور لڑتا ہوں۔ (ابی داؤد)

۶۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے راہ خدا میں اتنی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں کہ کسی اور نبی کو نہیں پہنچائی گئیں۔

۷۔ آپ ﷺ کو نبی السیف (تلوار والا نبی) بھی کہا جاتا ہے اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔” میں قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں تاکہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں اور میری روزی نیزے کے سائے کے نیچے رکھ دی گئی ہے اور ذلت و پستی ان لوگوں کا مقدر بنا دی گئی ہے جو میرے لائے ہوئے دین کی مخالفت کریں اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے۔

(مسند احمد)

۸۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی کسی کو (لونڈی و غلام) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا مگر جبکہ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہوں۔ آپ ﷺ کو اگر کسی سے ضرر پہنچا ہے تو آپ ﷺ نے اس کا انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو چھیڑا جائے پس خدا کے لیے بدلہ لیتے۔ (مسلم)

۹۔ حضرت حسن ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دنیا اور دنیاوی اشیاء ناراض نہیں کرتی تھیں لیکن جب حق پر تعدی کی جاتی تو پھر آپ ﷺ کے غیض و غضب کے آگے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی تھی جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیتے نہ آپ ﷺ اپنی ذات اقدس کے لیے ناراض ہوتے تھے اور نہ ہی اس کے لیے بدلہ لیتے تھے۔

۱۰۔ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں تھے۔ چھ تلواریں تھیں جب بعض تلواریں ٹوٹ گئیں تو ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! تلواریں ٹوٹ گئی ہیں کیا کریں؟ حکم ہوا اگر تلواریں ٹوٹ گئی ہیں تو کوئی فکر نہیں کھجور کی چھڑیاں اٹھا لو۔

۱۱۔ جنگ احد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم ﷺ سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ ﷺ کی جنگ مقام بدر میں ہوگی۔ حضور ﷺ نے جواب میں ’انشاء اللہ‘ کہا مگر جب وقت آیا تو ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لیے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اس موقعہ پر ابوسفیان کی نعیم بن مسعود الثقفی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے نعیم سے کہا کہ واپس جا کر ایسی تدبیر کرو کہ مسلمانوں کو جنگ سے روک دو اور ابوسفیان نے انہیں دس اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ نعیم نے مدینہ واپس آ کر مسلمانوں کو کافروں کے زبردست لشکر اور ان کی تیاریوں کے بارے

Marfat.com

میں بتا کر دھمکانے اور روکنے کی کوشش کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو اور آپ ﷺ ستر سواروں کو ہمراہ لے کر ' حسبنا الله ونعم الوکیل ' پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے اور بدر میں جا کر آٹھ دن قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا۔ فروخت کیا خوب نفع کمایا مگر ابوسفیان اور اہل مکہ پر ایسا خوف چھایا کہ وہ مکہ واپس لوٹ گئے۔

۱۲۔ حضرت مقداد ؓ بن اسود نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔" یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں حالت جنگ میں کسی کافر کے مدمقابل ہوں اور وہ میرا ہاتھ کاٹ کر بھاگ کھڑا ہو اور پھر جب میں اس کو مارنے والا ہوں تو وہ کہے "لا الہ الا اللہ" تو اس کے بعد کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔" اس کو قتل مت کرو۔"

حضرت مقداد ؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو قتل مت کرو۔ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ اس مقام پر آ جائے گا جو اس کو قتل کرنے سے پہلے تمہارا تھا اور تم اس مقام پر چلے جاؤ گے جو اس کے کلمہ پڑھنے سے پہلے اس کا تھا۔

۳۔ رسول الملاحم کے ہتھیار:

(ا) تلواریں:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تلوار لٹکاتا ہے اسے قیامت کے دن ایمان کی چادر پہنائی جاتی ہے اور جب تک وہ تلوار مجاہد کے جسم پر رہتی ہے۔ فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس بہت سی تلواریں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الماثور: یہ آپ ﷺ کو اپنے والد صاحب کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔

۲۔ العضب: غزوۂ بدر میں جاتے وقت یہ تلوار حضرت سعد ؓ بن عبادہ نے پیش کی تھی۔

۳۔ ذوالفقار: غزوۂ بدر میں بنی النجاح کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی اور پھر تمام جنگوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہی۔ اس کا وسط ریڑھ کی ہڈی کے مشابہہ تھا۔ اس تلوار کے قبضے پٹے اور نیام کے نچلے حصے میں چاندی استعمال ہوئی تھی۔

۴۔ الصمصام: (کاٹنے والی، مضبوط جو کبھی نہ مڑ سکے) یہ حضرت عمرو ؓ بن معدی کرب نے آپ ﷺ کو ہدیہ دی تھی)

۵۔ القلعی: یہ قلع نامی جگہ سے ملی تھی۔

۶۔ التبار: (خوب کاٹنے والی)

۷۔ الحتف: (موت کو کہتے ہیں)

(القلعی، التبار، الحتف بنی قعینقاع سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئیں تھیں)

۸۔ الرسوب: جسم میں گھس کر ڈوبنے والی (روایت ہے کہ یہ وہ تلوار ہے جو ملکہ سبا نے حضرت سلیمانؑ کو تحفہ میں دی تھی)

۹۔ المخذم: (کاٹنے والی تلوار)

۱۰۔ القضیب: (بہت زیادہ کاٹنے والی) یہ وہ تلوار تھی جو آپ ﷺ نے سب سے پہلے حمائل فرمائی۔

Marfat.com

(۲) نیزے اور برچھیاں اور تیر:

نیزے:

ا۔ المثویٰ: یہ نیزہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا۔

۲۔ المثنی :۳۔ البتعہ البیھاء: ۴ ریان، ۵ اطھر ،۶: المز

برچھیاں:

ا۔ البتعہ / بتعاء

۲۔ البیضاء: یہ بڑی برچھی کا نام تھا۔

۳۔ العنزہ: یہ ایک چھوٹی برچھی کا نام تھا۔ آپ ﷺ چلتے وقت اسے ہاتھ میں رکھتے تھے۔۴۔ صادر

تیر: آپ ﷺ کے تیر کا نام "موتصلمہ تھا۔

۳۔ زرہیں:

ا۔ ذات الفضول: یہ لمبی زرّہ تھی اور اپنی وسعت کی وجہ سے مشہور تھی۔ یہ آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں پہنی تھی۔

۲۔ ذات الوشاح ۳۔ ذات الحواشی

۴۔ السعدیہ: یہ سعد نامی ایک علاقے کی طرف منسوب ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حضرت داؤدؑ کی ذرہ تھی جو آپ نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہن رکھی تھی۔

۵۔ الفضہ : ۶۔ التبراء ۷۔ الغریق / الخرنق

آپ ﷺ نے دو زرہوں (ذات الفضول ، فضہ) کو باہم جوڑا ہوا تھا

۴۔ خود:

آپ ﷺ کے پاس دو خود (جنگی ٹوپیاں) تھیں۔

ا۔ الموشح

۲۔ السبوغ یا ذوالسبوع : یہی خود فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا۔

۵۔ ڈھالیں:

ا۔ الزلوق: زلق پھسلنے کو کہتے ہیں اس پر تلوار پھسل جاتی تھی۔

۲۔ الفتق / فتق ۳۔ زفن

۶۔ کمانیں:

آپ ﷺ کی مندرجہ ذیل کمانیں تھیں۔

ا۔ الروحاء ۲۔ الصفراء ۳۔ البیضاء (یہ بنو قینقاع سے ملی تھی)

Marfat.com

۴۔ الزوراء (اسے الزوہرا بھی کہتے ہیں یہ غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی)

۵۔ الکثوم۔ ۶۔ ذوالسداد

۷۔ ترکش:

۱۔ الکافور ۲۔ ذوالجمع

۸۔ لاٹھی:

۱۔ سرکج (یعنی مڑی ہوئی موٹھ والی) یہ ایک ہاتھ لمبی تھی۔

۹۔ عصا:

عرجون۔

۱۰۔ پتلی چھڑی:

۱۔ ممشوق۔

۱۱۔ جنگی گھوڑے:

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''جس شخص نے سچے دل سے (جہاد کی نیت سے) گھوڑا باندھنے کا ارادہ کیا اسے ایک شہید کا اجر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کے پاس مندرجہ ذیل گھوڑے تھے۔

۱۔ السکب: (تیز رفتار) یہ سفید پیشانی والا سرخ سیاہ رنگ کا گھوڑا تھا جس کے بائیں پاؤں پر سفیدی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے ایک بدو سے دس اوقیہ چاندی کے عوض خریدا تھا اور غزوۂ احد میں سب سے پہلے اس پر سواری فرمائی تھی۔ اس دن مسلمانوں کے پاس حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نیار رضی اللہ عنہ کے گھوڑے اور السکب کے علاوہ کوئی تیسرا گھوڑا نہ تھا۔

۲۔ المرتجز: (رجز پڑھنے والا) اس کا یہ نام اس کی نظم پڑھنے جیسی خوبصورت ہنہناہٹ کی وجہ سے پڑا یہ سیاہی ملی سفید رنگت والا گھوڑا تھا۔

۳۔ اللحیف: (لپٹنے والا) یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ لمبی شاندار دم والا تھا گویا کہ اپنی دم کو زمین پر بچھانے والا۔

۴۔ اللزاز: (چمٹنے والا) اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے اپنی منزل سے فوراً چمٹ جانے والا تھا۔ یہ مقوقس بادشاہ نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

۵۔ الظرب: (ٹیلا، چھوٹا پہاڑ) یہ دیوہیکل اور مضبوط گھوڑا تھا جو عروہ بن عمرو نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔)

۶۔ الورد: (سرخ زردی مائل) یہ تمیم داری نے آپ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا جو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔

۷۔ سبحہ: (تیرنے والا) اس کا یہ نام اس کی تیز رفتار اور خوبصورت آرام دہ چال کی وجہ سے پڑا۔

Marfat.com

ان سات گھوڑوں کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ سواری 'السکب' پر فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور گھوڑوں کے نام بھی ملتے ہیں جیسے العیسوب، ذوالعقال وغیرہ۔

۱۲۔ خچر:

۱۔ دُلدل ۲۔ فضہ ۳۔ شہباء۔

۱۳۔ منجنیق:

اہل طائف کے محاصرے میں آپ ﷺ نے اسے استعمال فرمایا تھا۔

۱۴۔ پرچم:

۱۔ العقاب: فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کے پرچم کا رنگ سفیدی مائل زرد تھا کئی نے غبار آلود سیاہ رنگ بھی بتایا ہے۔ اس پر 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' لکھا ہوا تھا۔ اس کا نام 'العقاب' تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کے پرچم پر عقاب کی تصویر بنی تھی اس لیے اسے 'عقاب' کہتے تھے۔

۲۔ ربیہ البیھاء: بسا اوقات کوئی سیاہ چیز اس پر لگا دی جاتی تھی۔

۳۔ النمر ہ: ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ کا یہ پرچم دھاری دار تھا۔ جو صدف کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا تھا اور اس پر چاند جیسی صورت بنی ہوئی تھی۔

۱۵۔ پٹکا:

آپ ﷺ کا ایک پٹکا چمڑے کا تھا۔ جس میں تین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے تھے۔

۱۶۔ دبابۃ:

تیر سے حفاظت کے لیے موٹا چمڑہ منڈھ کر بنائی جانے والی مخصوص گاڑی جو قلعہ شکنی کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

۱۷۔ خبر:

لکڑی پر کھال منڈھ کر چھتری کی طرح بنائی جاتی تھی جس کے ذریعے پیٹھ کی حفاظت ہوتی تھی،

۱۸۔ حسق:

ایک خار دار گھاس جسے قلعہ اور لشکر کے چاروں طرف بکھیر کر راستہ کو مخدوش کیا جاتا تھا۔ گویا یہ اس دور کی بارودی سرنگیں تھیں۔ آپ ﷺ نے غزوۂ طائف میں منجنیق استعمال کی اور قلعہ کے گرد حسق بکھیری۔

۴۔ رسول الملاحم ﷺ کی عسکری اصلاحات:

حضور ﷺ جہاں مذہب اسلام کے پرجوش داعی اور اخلاق کا مجسم پیکر تھے وہاں ایک عظیم اور بہترین سپہ سالار بھی تھے جن میں ایک جنگجو کی تمام خوبیاں اور قائدانہ صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ ﷺ کی شجاعت، بصیرت، استقامت اور جنگی حکمت عملی، ہر ایک صفت میں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تیرہ سالہ مدنی زندگی میں جنگیں بھی کیں۔ فتوحات بھی کیں۔ سلطنت اسلامی کو وسیع بھی کیا اور مستحکم بھی مگر اس عظیم انقلاب میں بہت کم جانیں تلف

Marfat.com

ہوئیں اور بہت کم مقدار میں خون بہا۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کی جنگی حکمت عملی پر مبنی ایک خاکہ درج ذیل ہے۔

۱۔ غزوہ بدر میں حکمت عملی:

۱۔ بدر کی وادی دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے جس کا کچھ حصہ مٹی ہے اور کچھ حصہ پتھریلا اور سخت۔ آپ ﷺ کے دور میں وہاں کچھ چشمے تھے اور مکہ کے قافلے وہاں ٹھہرتے تھے تاکہ چشمہ کے پانی سے مستفید ہوں۔ مسلمانوں نے وادی بدر کے شمالی حصے میں قافلہ کی آمد کا کافی انتظار کرنے کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم پر کوہ اسفل کے دامن میں جگہ لی اور چشمہ پر قبضہ کر لیا جس کا انہیں بجا طور پر بہت فائدہ ہوا۔

۲۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو وہ مورچہ بندی سکھائی۔ جو سکندر مقدوسی کے باپ فلپ نے تقریباً ہزار برس پہلے ایجاد کی تھی اور یونانی زبان میں اسے فالانتر کہتے تھے۔ اس کی صورت یہ تھی کہ لڑنے والے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ پھر صف ٹیڑھی ہو کر مثلث یا مربع یا دائرہ کی شکل میں ہو جاتی تھی۔ اس مثلث یا مربع یا دائرہ میں سب سپاہیوں کا منہ دشمن کی طرف ہوتا تھا اور پیٹھ اندر کی طرف ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ دشمن پیچھے کی طرف سے حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ جدھر جاتا ادھر سپاہیوں کا سامنا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسلامی سپاہ کی مورچہ بندی مثلث کی شکل میں کی (قلب، میمنہ، میسرہ) یعنی آپ ﷺ نے تین دستے مثلث کی شکل میں ترتیب دیے۔ یہ نظام آپ ﷺ نے خود ایجاد کیا۔ ہر دستہ اپنی جگہ مکمل اور دوسرے کا پشت پناہ تھا۔ دشمن جس طرف سے بھی حملہ کرتا تو ضرور کسی نہ کسی دستہ سے اس کی مڈبھیڑ ہو جاتی اور اس وقت دوسرے دستے بھی اس کی مدد کرتے۔ اس مثلث کے ہر دستے میں ایک جھنڈا تھا۔ پہلا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب کے ہاتھ میں تھا۔ اس کا رنگ سفید تھا اور اس پر عقاب کی شکل دکھائی دیتی تھی۔ دوسرا جھنڈا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھے۔ تیسرا جھنڈا ایک انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

۳۔ مورچہ بندی کے بعد سپاہ کا مورال بلند کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا کہ جنگ میں بھاگنا بے سود ہے کیونکہ اگر بھاگتے ہو تو اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ مدینہ جاؤ گے اور وہاں کے یہودی اور منافقین تمہیں پکڑ کر قریش کے حوالے کر دیں گے جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے سپاہ کے حوصلے بڑھانے کی غرض سے ان کے لیے دعائیں کیں اور اللہ کی طرف سے مدد و تائید کا یقین بھی دلایا۔

اور بالآخر مسلمان لشکر کامیاب و کامران ہوا۔

نوٹ، اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں فتح یابی کے لیے لشکر کے پڑاؤ کے لیے جگہ کا موزوں ہونا، مناسب اور منظم صف بندی اور سپاہ کا جوش و جذبہ (سالار لشکر کا خطاب سننے کے بعد) انتہائی ضروری عوامل ہیں۔

۲۔ غزوۂ احد میں حکمت عملی:

۱۔ غزوۂ بدر کی ہزیمت کا بدلہ چکانے کے لیے ابو سفیان تین ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اطلاع ملنے پر آپ ﷺ نے انتہائی جمہوری انداز اپنایا اور مدینہ کے سرداروں سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ کو یہودیوں کی ریشہ دوانیوں اور ان کی کفار مکہ سے ساز باز کی آگاہی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ

Marfat.com

اندرونی انتشار اور خطروں سے مطمئن ہو کر جنگ کرنا چاہتے تھے۔ عبداللہ بن ابی (یہودیوں کے سردار) نے شہر کے اندر رہ کر مشورہ دیا کہ شہر میں ایسی قلعہ نما عمارتیں ہیں اگر مسلمان وہاں مورچہ بندی کریں گے تو قریش مکہ ان پر غالب نہیں آ سکتے۔

بہر حال جنگی نقطہ نظر سے اس کی تجویز نہ مانی گئی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلا گیا اور یوں مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی اور سامان حرب بھی قلیل تھا۔ جنگی گھوڑے صرف دو تھے۔ آپ ﷺ نے ان تمام حالات کا جائزہ لیا اور دوسرے دن فوج روانہ ہوگئی اور کوہ احد کے دامن میں مشرق کی طرف اپنا مورچہ جما لیا۔ قریش کی فوج اسی پہاڑ کے دامن میں مغرب کی طرف تھی۔

۲۔ آپ ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے صبح کے وقت زرہ پہن کر خود سر پر رکھا جائزہ لیا اور جنوب کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا کہ میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ خالد بن ولید سواروں کے ساتھ حملہ کرے گا تو اس راستہ سے حملہ کرے گا کیونکہ گھوڑوں کے چلنے کے لیے یہ زمین زیادہ مناسب ہے آپ ﷺ جس زمین کی طرف اشارہ کر رہے تھے وہ ایک تنگ زمین تھی جو کوہ احد کے دامن اور مدینہ شہر کی پتھریلی زمین کے درمیان واقع تھی۔ اگر اس زمین سے گزر کر جنوب کی طرف جاتے تھے تو شہر میں پہنچ جاتے تھے اس زمین میں ایک ٹیلا تھا جو زیادہ اونچا نہ تھا۔ اس کا نام ''عینین'' تھا۔ آپ ﷺ نے دو تیر انداز دستے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اس ٹیلے پر مقرر فرما دیئے اور انہیں سختی سے حکم دیا کہ کسی صورت میں بھی اس ٹیلے کو نہ چھوڑیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے مسلمان سپاہ کو نصیحت کی کہ فوج کی قطاروں کو نہ توڑیں اور انفرادی جنگ سے پرہیز کریں اگر مسلمان ضابطہ کا خیال رکھیں تو فتح یاب ہوں گے۔

مسلمان بہت استقلال سے لڑے۔ قریش مکہ کے دلوں میں خوف طاری ہو گیا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جیسے ہی وہ بھاگے مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ تیر انداز دستوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کے باوجود ٹیلہ چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے یکبارگی صفیں بھی توڑ دیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں منع بھی کرتے رہے مگر مسلمان اپنی فتح کا یقین کیے بیٹھے تھے کہ حضرت خالد بن ولید نے وہی حکمت عملی اپنائی جس کی طرف آپ ﷺ جنگ شروع ہونے سے پہلے پیشین گوئی فرما چکے تھے انہوں نے اس ٹیلے کے راستے بھرپور حملہ کیا اور جنگ کا نقشہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

نوٹ: اس جنگ میں بھی آپ ﷺ نے جنگ لڑنے سے پہلے مشاورت یعنی منصوبہ بندی، مورچہ بندی خطرات کا جائزہ لینا اور سپہ سالار کی قائدانہ صلاحیتوں پر سپاہ کے بھرپور اعتماد اور اس میں پوشیدہ حکمت عملی کے نظام کو وضع کیا۔

۳۔ غزوہ خندق میں حکمت عملی:

۱۔ قریش مکہ اس بار دس ہزار سپاہ اور سب ہتھیاروں سے لیس، مدینہ میں اسلام کی بیخ کنی کی غرض سے حملہ آور ہونے کے لیے تیار تھے۔ خبر پا کر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اس دفعہ آپ ﷺ نے ایسا مختلف طریقہ اختیار کیا جو سارے عربوں کے لیے نہ صرف نیا بلکہ حیران کن تھا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ایران میں آزمودہ طریقہ جنگ سے آگاہ کیا اور وہ خندق کھودنا تھا۔

Marfat.com

انہوں نے جیسے ہی وضاحت کی آپ ﷺ نے فوراً اس کو مان لیا۔ چنانچہ مدینہ کے چاروں اطراف خندق کھودنے کا حکم دے دیا۔

۲۔ خندق کھودنے کے بعد آپ ﷺ نے یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ جو کچھ تیار شدہ فصل مدینہ سے باہر ہے اسے شہر مدینہ میں لے آئیں تا کہ دشمن کی فوجیں جب مدینہ پہنچیں تو کاشتکاری و باغات سے استفادہ نہ کر سکیں۔ دوسری جنگ عظیم میں حکومتوں نے جرمنی کے مقابلے میں یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ ساری فصل و کاشتکاری کی چیزیں پیچھے ہٹا کر لے گئے تھے تا کہ جرمنی حملہ آور فوجیں ان سے استفادہ نہ حاصل کر سکیں۔ لہٰذا جب مکہ کی فوج مدینہ پہنچی تو خورد ونوش کے اعتبار سے تنگی میں مبتلا ہو گئی۔

۳۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خندق کھودنے کے لیے دس دس آدمیوں کی جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور چالیس ہاتھ خندق کی کھدائی ہر جماعت کے سپرد کی۔ اس کی لمبائی تقریباً بارہ ہزار ہاتھ یا آجکل کے حساب سے چھ کلومیٹر تھی اور گہرائی ڈھائی سے تین میٹر کے قریب تھی اور اس کی دیواریں عمودی (سیدھی) تھیں کیونکہ اگر خندق کافی چوڑی نہ ہوتی تو سوار اسے پھاند جاتے اور اگر اس کی دیواریں سیدھی نہ ہوتیں تو پیدل چلنے والے اسے عبور کر کے شہر میں داخل ہو جاتے۔ اس خندق کی بدولت مشرکین مکہ، مدینہ میں داخل نہ ہو سکے اور ناکام ہی واپس لوٹ گئے۔

۴۔ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودنے میں مصروف رہے۔

نوٹ: اس جنگ میں آپ ﷺ نے جدید اور مختلف طریقہ جنگ، باہمی مشاورت سے پہلے مناسب منصوبہ بندی، ایسی جنگی حکمت عملی (جس میں حملہ آور فوجوں کے لیے صورت حال سے فائدہ اٹھانے کا بھر پور جائزہ لیا) وضع کی جسمیں فائدے نقصان اور خطرات کا جائزہ لیا نیز سپہ سالار کا سپاہ کے ساتھ بھر پور تعاون اور ان کے تمام امور میں شراکت داری کو خصوصی اہمیت دی۔

۵۔ الرائے:

۱۔ ہم دنیاوی تاریخ کے صفحات میں اس عظیم جدوجہد جیسی مثال بے کار میں ہی ڈھونڈتے ہیں جو پیغمبر عرب ﷺ نے مایوسی، دھمکیوں، تکذیب اور ایذاؤں کے تیرہ سالوں میں سہی اور اپنے ایمان کو غیر متزلزل رکھتے ہوئے توبہ کی تبلیغ کی اور اپنے لادین ہمعصر ساتھیوں کو خدا کے غضب سے ڈراتے ہوئے سب کچھ سہا۔

(ولیم میور لائف آف محمد)

۲۔ محمد ﷺ امن کے لیے جنگ کے خلاف نہ تھے۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ کچھ اصولوں کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے اور اگر ممکن ہو تو جان بھی قربان کر دینی چاہیے جیسا کہ ذاتی توہین برداشت کرتے ہوئے دوسرا گال آگے کرنے میں اور ایک قتل ہوتے ہوئے بچے کو بچانے میں کوئی مطابقت نہیں (دونوں میں گہرا فرق ہے) تکلیفوں اور ایذاؤں کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے دوسرا گال آگے کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔ دوسرے پیغمبر معجزوں کے ساتھ آئے تھے مگر لوگوں نے انہیں یا تو تضحیک کا نشانہ بنایا یا پھر موت کے گھاٹ اتارا۔ محمد ﷺ نے نہ کوئی معجزہ دکھایا اور نہ ہی اپنے آپ ﷺ کو ان کے ہاتھوں ہلاکت کا نشانہ بننے دیا۔ انہوں نے نرمی سے قائل کیا اور ہر طرح کی ایذا و تکلیف سہی۔ کون سی ایسی تکلیف تھی جو آپ ﷺ نے برداشت نہ کی۔ اب محمد ﷺ تلوار کے ساتھ

Marfat.com

آئے تھے۔ ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ریاست کے جنرل اور سردار بن گئے۔
(ڈرمینگھم)
(E. Dermenghem - The Life of Mahomet, 1930)

۳۔ رسول پاک ﷺ نے کبھی باقاعدہ عسکری تربیت حاصل نہیں کی لیکن ان کی شخصیت کا یہ نمایاں پہلو ہے کہ ہر معمولی جھڑپ سے لے کر بڑی سے بڑی لڑائی تک جس جنگ میں بھی آپ ﷺ نے حصّہ لیا اور مجاہدین اسلام کی قیادت فرمائی۔ اعلیٰ ترین صلاحیتوں سے متصف ایک بہترین جرنیل ثابت ہوئے۔ دشمن کی نقل و حرکت پر آپ ﷺ کی گہری نگاہ تھی کہ اسے فوری کاری ضرب لگائی جا سکے تو اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی جنگی تربیت کا بھی آپ ﷺ کو بے حد احساس تھا۔ مجاہدین کی تنظیم کے علاوہ آپ ﷺ اسلحہ اور جنگی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ حالات کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ایک وقت ایسا بھی آیا جب آپ ﷺ نے صحرانشینوں کے جنگی انداز چھوڑ کر لڑائی کے نئے اور قوی طریقے اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ کی شجاعت بے مثل تھی۔ پیرانہ سالی میں مسلمان لشکروں کے ساتھ ہر صعوبت اور تکلیف کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں میں جس طرح صعوبتیں برداشت کیں اور لڑائیاں لڑیں وہ آپ ﷺ کے اعلیٰ کردار کی ضمانت ہیں۔
(آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے۔ الرسول)
(R. V. C. Bodley - The Messenger)

۴۔ پیغمبر اسلام نے ایک جنگ بھی جارحانہ نہیں کی بلکہ ہر ایک موقع پر مدافعانہ لڑائی لڑنے پر آپ ﷺ کو مجبور کیا گیا۔
(سوامی برج نرائن سنیاسی)

۵۔ تاریخ میں کوئی مذہب اتنی تیزی سے نہیں پھیلا جتنا کہ اسلام مغرب عام طور پر یہ یقین رکھتا ہے کہ مذہب کی یہ تیزی تلوار سے ممکن ہوئی لیکن کوئی جدید دانشور اس نظریے کو قبول نہیں کرتا جیسا کہ قرآن واضح طور پر ذہنی آزادی کا حامی نظر آتا ہے اس بات کی واضح شہادت موجود ہے کہ اسلام نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو خوش آمدید کہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کی اور ٹیکس ادا کیے محمد ﷺ مسلسل لوگوں کو سکھاتے تھے کہ مسلمانوں کو اہل کتاب (عیسائی و یہودیوں) کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ اس بات کی واضح شہادت موجود ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ بہت اچھا سلوک روا رکھا گیا۔ ان کی عبادت گاہوں کی تکریم کی گئی اور جس طرح وہ چاہتے تھے انہیں عبادت کی اجازت دی گئی۔
(مچنر۔ Michener - The Misunderstood Religion in Reader's Digest, June 1955)

۶۔ حضرت محمد ﷺ کے تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلانے پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اسلام کے لیے بے شک تلوار استعمال ہوئی تھی مگر سوال یہ ہے کہ تلوار آئی کہاں سے تھی......؟

ہر نیا خیال ابتداء میں ایک ہی شخص کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ دنیا کا واحد شخص ہوتا ہے۔ اگر وہ اسے تلوار کے ذریعے پھیلانا چاہے تو اسے شاید ہی کامیابی نصیب ہوگی کیونکہ ایسا کرنے کے لیے اتنی تعداد میں تلواریں فراہم کرنا ہوں گی۔ ایک لحاظ سے تو ہمیں عیسائیت کا دامن بھی خون کے دھبوں سے صاف نظر نہیں آتا۔ اس کے ہاتھ تلوار آئی تو استعمال بھی ہوئی۔ مثلاً شہنشاہ فرانس شارلیمان کے دور میں Saxions کے مذہب کی تبدیلی، تبلیغ کا نتیجہ نہ تھا اس لیے زور شمشیر والا اعتراض میری رائے میں وقعت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

میرے نزدیک اس دنیا میں ہر شخص کو جدوجہد کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ چاہے وہ تبلیغ کرے۔ بحث میں الجھے زبان استعمال کرے یا تلوار۔ بالآخر وہی چیز فتح مند ہوگی جو فطرت سے سب سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔ اسے ہم صادق ترین اکائی قرار دے سکتے ہیں۔

(تھامس کارلائل لیکچر ہیرو اینڈ ہیروز ورشپ)

۷۔ آپ ﷺ ہجرت کے بعد مدینے کے حکمران اور فوجی کمانڈر بن گئے اور اپنے پیروکاروں کو ایک مضبوط اور منظم فوج میں تبدیل کر دیا اور اپنے ملکی اور لاتعداد دوسرے دشمنوں کے خلاف مدینہ کا کامیاب دفاع کیا۔ انہوں نے اپنے مخالف قبائل پر باموقع اور فائدہ مند حملے کیے ہجرت کے آٹھویں سال مکہ معمولی مزاحمت کے بعد آپ ﷺ کے قبضہ میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے بتوں کو توڑ کر کعبہ کی عظمت بحال کی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت سارا عرب آپ ﷺ کے جھنڈے تلے متحد تھا۔ اور ایک پرجوش فوج ساری دنیا میں آپ ﷺ کا پیغام پہنچانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

(کومپٹن پکچرز انسائیکلوپیڈیا)

۸۔ جب کبھی بدوی قبیلے مسلمانوں کے خلاف ہونے لگتے تو مسلمانوں کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ خواہ مخواہ ان سے لڑا نہ جائے۔ مسلمان ان سے لڑنے میں پس و پیش کرتے۔ خصوصاً ان اوقات میں جب کہ حضور ﷺ بھی مسلمانوں کے ساتھ ہوتے۔ حضور ﷺ کی موجودگی میں مسلمانوں کا غیر ضروری لڑائیوں سے احتراز کرنا اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ ﷺ کو بے مقصد و بے معنی لڑائیاں ناپسند تھیں۔ خون خرابے سے آپ ﷺ کو نفرت تھی۔ جب کبھی دشمنوں سے آپ ﷺ کو لڑنا پڑتا تو آپ ﷺ کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ ان سے بات چیت کی جائے۔ افہام و تفہیم سے غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ حقیقت کا انکشاف کیا جائے اگر یہ طریقے ناکام ہوتے تو پھر آپ ﷺ ان سے دستبردار ہو جاتے تھے۔

(جنرل سرجان گلب پاشا حیات وعہد نبوی ﷺ)

۹۔ دنیا میں اکثر کامیابی ہی صداقت کا معیار رہی ہے اہل اسلام اپنی رفتار تمدن کی سرعت اور اس کی شان و شوکت کے ثبوت میں اپنے پیغمبر ﷺ کی دعوت الہامی کو پیش کر سکتے ہیں۔ یہ خیال کرنا قطعی غلط ہے کہ اہل عرب کی ترقی بزور شمشیر ہوئی۔ ممکن ہے تلوار انسان کے مسلمہ عقائد قومی کو بدل دے مگر وہ انسانی ضمائر پر اثر نہیں ڈال سکتی۔ اگرچہ تلوار کی حجت قوی ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ضروری کوئی چیز چاہیے۔

(ڈاکٹر ڈریپر)

(Dr. Draper - Intellectual Development of Europe)

۱۰۔ یہ خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن میں جس عقیدے کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت صرف بہ زور شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں۔ وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ حضرت محمد ﷺ کا دین (جس کے ذریعے انسانوں کے خون یعنی قربانی کی بجائے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ لوگوں میں فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح پھونک دی اور جس کا اسی وجہ سے تہذیب پر بہت بڑا اثر پڑا ہو۔ وہ آگے لکھتے ہیں۔ پھر اُن لوگوں نے اسلام کیوں کر قبول کیا جن پر مسلمانوں نے کبھی فوج کشی نہ کی تھی۔

(مسٹر جان ڈیون پورٹ)

(Mr. John. Daven port - Apology for Muhammad and the Koran)

۱۱۔ تاریخ بتاتی ہے کہ محمد ﷺ کو جتنی بھی جنگیں لڑنا پڑیں وہ سب دفاعی تھیں آپ ﷺ کے سامنے تین چیزیں تھیں۔

Marfat.com

دین سے دستبرداری، موت اور مدافعت، آپ ﷺ نے ایک عرب بہادر غیور اور حق کی طرح اول الذکر دو چیزوں کو ٹھکرا دیا اور تیسری کو قبول کر لیا۔ (پروفیسر مصرا...... بی این کالج پٹنہ میں سیرت النبی ﷺ پر تقریر)

۱۲۔ حضرت محمد صاحب ﷺ کی پوری زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے کسی قوم تو قوم کسی ایک شخص کو بہ جبر مذہب میں داخل کرنا تو کجا کبھی کسی کو اسکی اجازت بھی دی ہو۔ خیر یہ تو مذہب میں شامل کرنے اور نہ کرنے کا معاملہ تھا۔ اسلامیوں کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ اتنا روادارانہ رہا ہے کہ اس کی مثال کسی دور میں نہیں ملتی۔ اسلامی جہاد جن کو بری صورت میں پیش کیا جاتا ہے اس میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جب فوجیں بڑھیں تو راہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ دشمن کو پناہ دینے میں بخل نہ کریں۔ عورتوں، بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور پجاریوں سے تعرض نہ کریں۔ یہ کتنے اعلیٰ احکام ہیں جنگیں ہمیشہ ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی قوم نے دشمن پر کبھی رحم نہیں کیا اور رحم کھایا؟ بلکہ پوری سنگدلی سے لوٹا، جلایا اور برباد کیا مگر حضرت محمد ﷺ کے وقت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (لالہ دیش بندھو۔ ایڈیٹر اخبار ''تیج'' دہلی)

۱۳۔ ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جتنا کہ محمد ﷺ۔ کیونکہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی سب سے زیادہ واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا مقابلہ برعکس رہا کہ وہ سب جگہ، سب کے نزدیک معزز و محترم ٹھہرے سوائے ان کے جو انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔ (گبن)

۱۴۔ ہر چند کہ بانی اسلام کی ذات والا صفات سراپا رحم و شفقت تھی اور اگر بانی اسلام کے بس میں ہوتا تو سرزمین عرب میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا۔ غرض جولڑائیاں ہوئیں۔ نہایت مجبوری کی حالت میں ہوئیں۔

(لالہ مہر چند)

۱۵۔ عرب معاشرتی اور مذہبی طور پر ایسے ہو گئے تھے جن میں اگر ہمیں والٹیئر کی زبان کے استعمال کی اجازت دی جائے۔ عرب کا رخ بدل گیا، انقلاب آ گیا۔ انقلاب بھی کیسا؟
ایسا انقلاب کہ آج تک کسی سرزمین پر نہیں آیا۔ مکمل ترین اچانک ترین اور سرتاسر غیر معمولی انقلاب۔
(باسورۃ اسمتھ)

(Basorth Smith - Muhamad & Muhammadanism 1874)

۵: الاعداد

اسم مبارک 'رسول الملاحم' : حروف : ۱۱

ر+س+و+ل+ا+ل+م+ل+ا+ح+م =
۲+۶+۶+۳+۱ +۳ +۴+۳+۱+۸+۴ = ۱ + ۴ = ۵

خصوصیّت عدد '۵':

اس عدد کا تعلق عطارد سے ہے جو علم الاعداد کے نقشے میں تمام نمبروں کے وسط میں واقع ہے۔ اور بہادری، تیز

Marfat.com

فہمی، روشن دماغی اور باعملی اس عدد کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ یہ ہنر مندی اور ہرفن مولا کا نشان ہے۔ آزادی وخودمختاری کا علمبردار ہے۔ اس عدد کے حامل افراد نہایت باعلم ہوتے ہیں ان کے نزدیک آرام بے مقصد سی چیز ہے اور ہر وقت مصروف عمل رہنا ہی اپنی زندگی کا منشا سمجھتے ہیں۔ ان کے لیے عمل ہی ایک ایسا زینہ ہے جسے وہ زندگی کا ستون مانتے ہیں۔ بہت بہادر اور مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں۔ آرام سے بیٹھ کر حالات کی تبدیلی کا انتظار نہیں کرتے۔ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھتے جب تک اپنے منصوبے کو جو ان کے ذہن میں ہو اس کو عملی جامہ نہ پہنا لیں۔ سخت جدوجہد اور ان تھک محنت میں یقین رکھتے ہیں اور بالآخر کامیاب ہوتے ہیں۔ حقائق اور دلائل کو پسند کرتے ہیں ایسے لوگ اس وقت بے حد لطف محسوس کرتے ہیں جب ان کا دماغ اور انگلیاں یکساں طور پر مصروف رہیں مہم جوئی کو بہت پسند کرتے ہیں۔ انہیں گفتگو میں خاص ملکہ حاصل ہوتا ہے اس لیے دوسروں کو فوراً اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

اسم مبارک 'رسول الملاحم' عدد '۵' کی خصوصیات کا مظہر:

آپ ﷺ کے اس اسم مبارک میں عدد '۵' کی مندرجہ بالا خصوصیات نمایاں طور پر موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی تیرہ سالہ مکی زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی موقع بھی ضائع کیے بغیر اپنے مشن کو جاری و ساری رکھا اور کبھی آپ ﷺ کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا۔ آپ ﷺ نے نہایت مستعدی اور معاملہ فہمی سے اللہ کے پیغام کو انسانیت تک پہنچایا۔ اس راستے میں جتنے مصائب و تکالیف اٹھائیں ان میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے مقصد سے ہٹا نہ سکی۔ آپ ﷺ نے جس دلیری اور بہادری سے مصائب کا سامنا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اس عدد کی اہم خصوصیت ہرفن مولا ہونا ہے۔ آپ ﷺ کو انسانی جہت کے جس پہلو سے بھی دیکھا جائے آپ ﷺ اس میں کامل نظر آتے ہیں۔ معیشت کے عظیم ماہر، عظیم معاشرتی مصلح، ماہر جنرل، عظیم مذہبی و اخلاقی رہنما، الغرض زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں آپ ﷺ نے قابل تقلید مثالیں قائم نہ کیں ہوں۔ آپ ﷺ کو دوسرے انبیاء کرام کی نسبت کم وقت ملا مگر آپ ﷺ نے سعی پیہم سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا آپ ﷺ نے پہلے اپنی فصاحت و بلاغت سے کام لیا۔ لوگوں کو اچھے انداز میں سمجھایا مگر جب تلوار اٹھانے کا وقت آیا تو سب سے پہلے خود میدان کارزار میں اترے اور بہادری کے نمایاں جوہر دکھائے یہ آپ ﷺ کی ان تھک کوشش اور جدوجہد تھی کہ آپ ﷺ ایسے کامیاب ہوئے اور زبردست و عظیم فاتح بن کر لوٹے کہ دنیا اس عظیم فاتح پر حیران ہونے لگی۔ جنہوں نے ان پر صرف مادی فتح حاصل نہیں کی تھی بلکہ ان کے دلوں اور روحوں کو بھی تسخیر کیا تھا۔ آزمائشی لمحوں میں آپ ﷺ نے اپنی قوت و بازو سے نہ صرف شجاعت کی لازوال مثالیں رقم کیں بلکہ اپنی ذہنی استعداد کو بروئے کار لا کر انتہائی باکمال دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے موقع محل کی مناسبت سے زبردست حکمت عملی سے بھی کام لیا۔ جو آپ ﷺ کی بہادری، تیزفہمی، روشن دماغی اور باعملی کا نمایاں ثبوت ہیں غار حرا سے بلند ہونے والی آواز نے کس طرح قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو ہلا کر رکھ دیا اس کو کسی مثال سے بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اتنی بے مثل اور یکتا تھی جس کا کوئی ثانی نہیں یعنی آپ ﷺ کی ساری حیات طیبہ انتہائی جدوجہد، محنت اور عبادت سے عبارت ہے۔

Marfat.com

۷۔ الفضائل:

۱۔ جوکوئی کسی جدوجہد میں مصروف ہوتو اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی کے لیے روزانہ ۴۴۵ مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے۔انشاء اللہ اسے کامیابی نصیب ہوگی۔

۲۔ اگر کسی کی کوئی جائز حاجت ہو اور پوری نہ ہوتی ہوتو وہ باوضو حالت میں ہرنماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دعا مانگے۔ اکیس یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالی حاجت روائی ہوگی۔

Marfat.com

مآخذ

۱۔ قرآن پاک — ترجمہ وتفسیر کنز الایمان — مولا احمد رضا خان بریلوی

۲۔ بخاری شریف —

۳۔ مشکوٰۃ شریف —

۴۔ معارف الحدیث — مولانا محمد منظور نعمانی

۵۔ احادیث صحیفہ — سید مقبول حسین

۶۔ ترجمان السنۃ (مجموعہ احادیث —
جلد اوّل، دوم، سوم و چہارم — مولانا بدر عالم میرٹھی

۷۔ سیرۃ النبی ﷺ — شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی

۸۔ سیرت النبی ﷺ — ابن ہشام

۹۔ سیرت النبی ﷺ — ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۰۔ سیرت امام الانبیاء — سید محمد سعید الحسن شاہ

۱۱۔ سیرت رسول عربی ﷺ — علامہ نور بخش توکلی

۱۲۔ سیرۃ الرسول فی اسماء الرسول — پروفیسر محمد طاہر مصطفےٰ

۱۳۔ سیرت طیبہ رسول اکرم ﷺ — پروفیسر عبد الباری صدیقی

۱۴۔ رحمۃ للعالمین نبی الامی ﷺ — محمد سلیمان سلمان منصور پوری

۱۵۔ اخلاق رسول ﷺ — فقیر محمد ندیم باری

۱۶۔ محمد ﷺ اور قرآن — ڈاکٹر رفیق زکریا

۱۷۔ اخلاق محمد ﷺ — تنویر بشیر

۱۸۔ تجلیات سیرت — حافظ محمد ثانی

۱۹۔ محمد ﷺ (حیات و خدمات) — موسیٰ خان جلالی زئی

۲۰۔ معلومات سیرۃ النبی ﷺ — قمر تسکین

۲۱۔ محبۃ رسول اللہ — ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی

۲۲۔ ختم نبوت کامل — مولانا محمد شفیع

۲۳۔ خصائص رسول ﷺ — ڈاکٹر خلیل ابراہیم

Marfat.com

۲۴۔ الرسول (The Mesenger) — R. V.C. Bodlley
مترجم ڈاکٹر ایس ایم ناز

۲۵۔ خطبات تھامس کارلائل — ڈاکٹر شبیر احمد بن عبدالرشید

۲۶۔ سیرۃ المصطفیٰ — مولانا محمد ادریس کاندھلوی

۲۷۔ حیات و عہد نبوی ﷺ — جنرل سرجان گلب پاشا

۲۸۔ اسلام، قرآن و محمد ﷺ
غیر مسلموں کی نظر میں — محمد انور بن اختر

۲۹۔ West's Tribute to Islam — سید یعقوب شاہ

۳۰۔ پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں — محمد یحیٰ خان

۳۱۔ عددوں کی حکومت
حصہ اول و دوئم — کاش البرنی

۳۲۔ اسماء النبی و مشکلات کا حل — محمد الیاس عادل

۳۳۔ علم الاعداد کا مکمل انسائیکلوپیڈیا — منصور علی بھٹی

۳۴۔ ایمان کی جان شہد سے میٹھا محمد ﷺ کا نام — قاضی محمد اسماعیل گڑنکی

۳۵۔ شان محمد ﷺ — میاں عابد احمد

Marfat.com

Marfat.com

ہماری دیگر اسلامی کتب
Rs. 400/-
Rs. 400/-
درود لامحدود
Rs. 200/-
Rs. 80/-
سیرت رسول اللہ کا انسائیکلوپیڈیا
Rs. 220/-
طب نبوی اور اکیسویں صدی
Rs. 200/-
سیرت ہادی برحق
Rs. 300/-
منتخب احادیث
Rs. 180/-
طبیب اعظم
Rs. 250/-
تاجدار حرم
Rs. 120/-
قرآنی معجزات کا انسائیکلوپیڈیا
Rs. 100/-
تعلیمات نبوی اور جدید سائنس
Rs. 200/-
جب حضور آئے
Rs. 150/-
Rs. 200/-
علم و عرفان پبلشرز
34۔ اردو بازار، لاہور، فون : 7352332-7232336
www.ilmoirfanpublishers.com. E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

Marfat.com